تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ سی و سوم (۳۳)

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

قادیانی مشن (۳)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ سی وسوم (۳۳) قادیانی مشن (۳)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۸۰
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	احیاء التراث پبلی کیشنز

فہرست مضامین

عرض مولف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد :

زیرنظر جلد میں نومبر ۱۹۰۹ء کے آغاز سے ۶ دسمبر ۱۹۱۲ تک شائع ہونے والے ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر کے دستیاب شماروں میں ردّ قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت سے متعلق جن کارکنوں کی نگارشات اور دیگر سرگرمیوں کی روداد نقل کی گئی ہے ان میں یہ اصحاب شامل ہیں:

مولانا عبدالعزیز بن مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، منشی قائم الدین نقشہ نویس ہیڈ مرالہ ضلع سیالکوٹ، شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی، مولوی ابو یحیٰ حشمت علی دہلوی، جناب میجر بہادر کلکتہ، حافظ عبدالکریم دارالحدیث شاہ جہان پور، مولوی عبدالکریم بن ملا محمد صدیق پشاوری، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، شیخ عبدالعزیز امرتسری۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی، منشی علم الدین نائب اڈیٹر اہل حدیث امرتسر، منشی اللہ دتا جھنگوی، جناب دوست محمد پنجابی از مدراس، منشی مولا بخش کشتہ امرتسری، جناب فخر الدین اشرف خان بنارسی ۔ جناب محمد معشوق علی پھلواری، سید انور حسین مونگیری، حکیم محمد یعسوب مونگیری، مولانا عبدالحق حقانی دہلوی، مولوی نور محمد مدرس مدرسہ مہند ریاست بہاولپور، مولوی دوست محمد نقشبندی بھوانہ ضلع جھنگ، حکیم محمد عبدالغفور مدرسہ اسلامیہ گریڈیھہ، جناب محمد عبدالرؤف محلّہ مہولی مونگیر، جناب ابو محمد محبوب حسین آف مونگیر، مولانا ابوالبر عبدالحکیم نصیرآبادی، جناب ابوسعید محمد شریف محمدی، حکیم فیروزالدین فیروز امرتسری۔ جناب محمد علی کوارٹر ماسٹر کلارک رسالہ نمبر ۱۷، بریلی۔ جناب حبیب اللہ از لاہور، منشی برکت علی، حکیم مجیب الرحمٰن حسین پوری، سید نوراللہ شہر سیالکوٹ محلّہ کشمیری، مولانا احمد اللہ مدرسہ حاجی علی جان دہلی، مولانا محمد عبداللہ پٹنہ، بابو پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر لاہوری۔ جناب غلام مصطفیٰ سہسرامی از مقام کٹک

مولانا ثناء اللہ کی نگارشات کسی سابقہ جلد میں آچکی ہیں تاہم امید ہے کہ قارئین قندمکرر جان کر ان سے حظ اٹھائیں گے۔ والسلام : محمد بہاء الدین

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

مرزائیوں کو سمجھانا بے فائدہ ہے

اور مرزا کے صادق یا کاذب ہونے میں بحث کرنا بے سود

(مولوی عبدالعزیز ساکن قلعہ میہاں سنگھ ضلع گجرانوالہ پنجاب)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس قدر فرقہ مرزائیہ کو شریعت مطہرہ کے رو سے سمجھایا گیا ہے اسی قدر ان میں ضد بڑھتی گئی اور دن بدن اپنے تمرد میں ترقی کرتے رہے حتی کہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ اپنے مخالفین سمجھانے والوں کے پیچھے نماز کا ادا کرنا بھی اس فرقہ جدیدہ نے چھوڑ دیا اور وہ گالیاں مرزا صاحب نے علماء کرام کو سنائیں کہ الاماں چنانچہ ان گالیوں کی فہرست مختصر طور پر عصاء موسیٰ میں مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نیدرج کی اور ضمیمہ انجام آتھم مصنفہ مرزا صاحب بھی اس پر شاہد بیّن ہے۔سواب بتاؤ کہ کہ اس سے پہلے سمجھانے سے کیا فائدہ ہوا جواب ہوگا۔کیا سمجھانے والوں کی ابھی تک امید منقطع نہیں ہوئی۔ افتطمعون أن يؤمنوا لكم. کیا آپ نہیں جانتے کہ جب دل اور کانوں پر مہر لگ جاتی ہے تو پھر ایسے شخصوں کو سمجھانا نہ سمجھانا یکساں ہوتا ہے۔

افرأيت من اتخذ الٰهه هواه واضلّه الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوٰة فمن يهديه من بعد الله افلا تذكرون. (الجاثيه:۲۳)

اور سورہ یٰسین میں فرمایا

وجعلنا من بين ايديهم سدّاً ومن خلفهم سدّاً فاغشيناهم فهم لايبصرون. وسواء عليهم ء انذرتهم ام لم تنذرهم لايؤمنون.

(یس:۹:۱۰)

اب تو مرزائیوں کا عقیدہ باطلہ مرض لاعلاج کی طرح ہوگیا ہے۔ الا من شفاہ اللہ۔ اب آپ ان سے ہدایت پذیر ہونے کی امید نہ کریں۔ اس فرقہ کا بانی جب قرآن اور حدیث کی معانی اپنے خواہش کے مطابق کیا کرتا تھا۔ اور اُس کو قرآن وحدیث کے الفاظ کی کچھ پرواہ نہ تھا۔ تو بھلا پھر ایسی فرقہ سے ہدایت کی توقع کیا۔ اس فرقہ کے بانی کو یہاں تک قرآن وحدیث کے الفاظ کی پرواہ نہ تھی۔ کہ جن الفاظ کی خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیر کی وہ بھی نہ مانتا تھا بھلا پھر اور شخص کے معنی کئے ہوئے وہ کب سنتا۔ لو ہم چند نظیریں ایسی پیش کرتے ہیں کہ جن میں خدا کی تفسیر اُس نے نہ مانی۔ اور رسول علیہ الصلوٰہ والسلام کی بھی نہ سنی اور اپنی رائے اور ہوا سے الگ تفسیر کر کے چند احمقوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

نظیر اول۔ اعجاز المسیح میں آپ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کرتے کرتے لکھتے ہیں:

۲ـہ وذلك وقت المسیح الموعود وھو زمان ھذا المسكین والیه اشار فی اٰیة یوم الدین۔ یعنی یوم الدین سے مراد میرا زمانہ ہے۔"

سبحان اللہ خدا تعالیٰ تو فرماویں

وما ادرٰك ما یوم الدین۔ ثم مآ ادرٰك مایوم الدین۔ یوم لا تملك نفس لنفس شیئا والامر یومئذ لله۔ (الانفطار:۱۷۔۱۹)

اور سورۃ واقعہ میں بعد بیان اطعمہ واشربہ اہل نار کے فرمایا

ھذا نزلھم یوم الدین

کیا مرزا صاحب کے زمانے میں کفار کو زقوم کا کھانا مل رہا ہے اور اس پر گرم پانی پی رہے ہیں۔

یہ نظیر تو خدا پاک کے خلاف کرنے کی ہے اب دوسری نظیر دیکھو جس میں آپ نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کے مخالف تفسیر کی اور تفسیر نبوی کو غلط قرار دیا چنانچہ آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۰۰ سے صفحہ ۱۳۶ تک سورۂ قدر اور سورۂ بینہ اور سورۃ زلزال کی تفسیر لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ خدائے تعالیٰ کا کام لیلۃ القدر ہی میں نازل ہوتا ہے اور اس کا نبی لیلۃ القدر ہی میں دنیا میں نزول فرماتا ہے۔ الی اٰن قال پھر بعد اس کے آنے والے زمانہ کے لئے خدائے تعالیٰ سورۂ زلزال میں بشارت دیتا ہے اور اذا زلزلت کے لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ لیلۃ القدر اپنے تمام زور کے ساتھ پھر ظاہر ہوئی ہے اور کوئی ربانی مصلح خدائے تعالیٰ کی طرف سے معہ پھیلانے والے فرشتوں کے نازل ہو گیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ واخرجت الارض اثقالھا۔ وقال الانسان مالھا۔ یومئذ تحدث اخبارھا۔ بانّ ربك اوحیٰ لھا۔ ویومئذ یصدر الناس اشتاتا لیرو اعمالھم۔ فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہٗ (الزلزلہ: ۱۔۸)

یعنی ان دنوں کا جب آخری زمانہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مصلح آئیگا اور فرشتے نازل ہونگے یہ نشان ہے کہ زمین جہاں تک اس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائیگی۔ یعنی طبیعتوں اور دلوں اور دماغوں کو غایت درجہ تک جنبش دی جائیگی اور خیالات عقلی اور فکر اور سبعی اور بہیمی پورے پورے جوش کے ساتھ حرکت میں آئینگے۔ اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دیگی یعنی انسانوں کے دل اپنے تمام استعدادات خفیہ کو منصۂ ظہور میں لائیں گے اور جو کچھ ان کے اندر علوم وفنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ دلی ودماغی طاقتیں ولیاقتیں ان میں مخفی ہیں سب کی سب ظاہر ہو جائیگی اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مرد مصلح کے ساتھ آسمان سے اُتریںگے ہر ایک شخص پر اس کی استعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالینگے یعنی نیک لوگ اپنے نیک خیال میں ترقی کرینگے اور بُرے برے خیالوں میں اور مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل میں کہے گا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں ان لوگوں کو کہاں سے ملیں تب اُس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتیں کریگی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر بحیثیت اس کی حالت کے اتر رہی ہے اور جب یہ ظہور وبروز کا دائرہ پورا ہو جائیگا تب خدا تعالیٰ کے فرشتے ان تمام راستبازوں کو ایک گروہ

کی طرح اکٹھی کریں گے اور دنیا پرستوں کا بھی ایک گروہ کھلا کھلا نظر آئیگا تا ہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات دیکھ لیوے۔ تب آخر ہو جاویگی یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بنا ابھی ڈالی گئی ہے جس کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا

انت اشد مناسبة بعیسی ابن مریم واشبه الناس

به خلقا وخلقا[۵] وزمانا ہماری علماء نے جو ظاہر طور پر اس سورہ زلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنوں میں سخت زلزلہ آئیگا کہ تمام زمین اس سے زیر وزبر ہو جائیگی اور جو زمین کے اندر چیزیں ہیں وہ سب باہر آجائیگی اور انسان یعنی کافر لوگ زمین کو پوچھیں گے کہ تجھے کیا ہوا۔ تب اوس روز زمین باتیں کریگی اور اپنا حال بتائیگی یہ سراسر غلط تفسیر ہے۔ انتہیٰ۔

اب دیکھنا چاہئے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارض سے کیا مراد رکھا ہے سو ترمذی میں ایک صحیح حضرت حدیث ابوہریرہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت پڑھی

یومئذ تحدث اخبارها اور فرمایا

اتدرون ما اخبارها قالوا الله ورسوله اعلم قال فان اخبارها ان تشهد علیٰ کل عبد وامة بما عمل علی ظهرها ان تقول عمل کذا وکذا یوم کذا کذا فهذه اخبارها۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں

اذا زلزلت الارض زلزالها ای تحرکت من اسفلها واخرجت الارض اثقالها یعنی القت مافیها من الموتیٰ۔

یعنی یہی کرۂ ارض بعد نفخہ ثانیہ کے ہلایا جائیگا۔

اور لیلۃ القدر سے زمانہ ظلمت کا مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حدیثوں میں فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے تیسرے حصہ میں تلاش کرو۔ ذرا انصاف کرو کہ نبی سچا تو کہے کہ ایک رات رمضان شریف میں ہے اور یہ نبی جھوٹا کہے کہ زمانہ ظلمت مراد ہے اب بتاؤ کس کا کہا مانا جاوے۔ اور آپ نے جو لیکچر

لاہور میں بتاریخ ۴ر ستمبر[6] ۱۹۰۴ء دیا تھا اس لیکچر کے اخیر میں آپ نے قصہ ذوالقرنین میں اس طرح تحریف کی ہے کہ ذوالقرنین سے مراد میں ہوں کیوں کہ تیرہویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کا شروع میری حصہ زندگانی میں آیا۔ اس طرح تو جو شخص تیری صدیکے آخر میں پیدا ہوا اور چودھویں صدی میں بھی زندہ رہا اس پر ذوالقرنین کا اطلاقھوسکتا ہے پھر مرزا صاحب کی خصوصیت کیا۔ اور آگے سدّ سے مراد اپنے دلائل کو ٹھرایا یعنی میرے دلائل سدّ کی طرح مضبوط ہیں جو حقیقت میں اوھن من بیت العنکبوت ہیں پھر جب سدّ سے دلائل کو تشبیہ دی تو سدّ کے پاش پاش ہونے کا ذکر ہی ہضم کر گئے۔ یا شائد کسی اور جگہ کسی اور طرح سے کیا ہو لیکن لیکچر کے آخر میں سد کے پاش پاش ہونے کا ذکر نہیں۔ ہاں یہ ذکر ہے ونفخ فی الصور فجمعناھم جمعا یعنی اے مرزا تیرا آوازہ شہرت خلقت میں ہوجائیگا۔ اور لوگ تیرے پاس ہم جمع کردینگے۔ (باقی آئندہ)

حواشی ۔[1] مرزائیوں سے بحث کرنا دوسروں کی روک تھام کے لئے مفید ہے۔ (اڈیٹر اہل حدیث)

[2] یہ صفحہ ۱۴۰، اعجاز المسیح میں ہے۔

[3] اور صفحہ ۱۴۳ میں ہے ”وسمی زمان المسیح الموعود یوم الدین۔“

[4] یہاں سے سورۃ زلزال کا ترجمہ مرزا صاحب نے شروع کر دیا ہے ذرا اس کو ہر ایک صاحب نے غور سے پڑھنا ہوگا۔

[5] پیدائش میں تو ہم نے آپ کی مشابہت اعضاء کے رو سے مانی کیوں کہ اُن کے بھی دو ہاتھ تھے آپ کے بھی اور ناک کان اور پاؤں اُن کے بھی اور آپ کے بھی مگر خُلق اور خو میں آپ کو اُن سے کس طرح کی مشابہت نہیں کیوں کہ آپ تو گالیوں کا منبع یا مصدر ہو اور عیسیٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے۔ اگر خلقی مشابہت سے یہ مراد ہو کہ عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بن باپ پیدا ہوئے تھے اور آپ بھی۔ یہ ہم نہیں مانتے کیوں کہ آپ کا باپ غلام مرتضیٰ تھا۔

[6] تاریخ یا سنہ کی غلطی ہو تو جسے معلوم ہو صحیح کر دیوے۔ منہ (۳ ستمبر تھی۔ اڈیٹر اہل حدیث)۔

(اہل حدیث جلد ۷۔ نمبر ۱۔ مورخہ ۲۱ رشوال ۱۳۲۷ھ مطابق ۵۔ نومبر ۱۹۰۹ء ص: ۸-۱۰)

بقیہ: تحریف مرزا

اور ایک رسالہ الهدیٰ والتبصرة لمن یری میں مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

وذا نفخ فی الصورفجمعوا جمعا فلیسمع من یستطیع سمعا ولانفی بالصور ھٰھنا ما ھو مرکوز فی متخیلة العامة بل نعنی به المسیح الموعود الذی قام لھذه الدعوة ولیس صور اعز واعظم من قلوب المرسلین من الحفرة بل الصور الحقیقی قلوبھم تنفخ فیھا لیجمعوا الناس علی کلمة واحدةمن غیر التفرقة

اور اسی رسالہ میں فرماتے ہیں:

ولاریب ان عیسیٰؑ لما من الله علیه بتخلیفه من بلیته الصلیب ھاجر مع امة وبعض صحابة الی کشمیر وربوته التی کانت ذات قرار ومعین ومجمع اللطاجیب والیه اشار ربنا ناصر النبیین ومعین المستضعفین فی قوله وجعلنا ابن مریم وامه اٰیة واٰویناھما الی ربوةذات قرار ومعین

حالانکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ربوہ سے مراد رملہ ہے جیسا کہ فتح البیان میں ہے۔ اور اعجاز المسیح میں الحمد کی تفسیر کرتے کرتے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جو وله الحمد فی الاولی والاٰخرة ہے دو احمدیوں کی طرف اشارہ ہے ایک اولیٰ احمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اٰخرۃ غلام احمد بن غلام مرتضیٰ۔ چنانچہ ناز کے طور پر کہتے ہیں وقد استنبطت ھذا لنکتة من قوله الحمد لله رب العالمین۔ سبحان اللہ عجیب استنباط ہے کیا اسی ناز پر مرزائی کہتے ہیں کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ

قرآن دانی میں بے نظیر ہیں اور حقائق ومعارف ایسے بیان کرتے ہیں کہ کسی کو مجال نہیں کہ ایسے بیان کرے۔ بے شک خدا کسی مومن کے نصیب میں یہ نکرے کہ ایسے نکات واہیات تحریف آیات سے پیدا کرے۔ اور سورہ اذا الشمس کورت کی تفسیر اگر دیکھو تو حیران ہو جاؤ کہ وہاں کیسے کیسے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ واذا الصحف نشرت سے چھاپہ خانہ نکالدیا واذا العشار عطلت سے ریل کو مراد رکھا۔ اور واذا النفوس زوجت سے ڈاکخانہ تار برقی نکالی بھلا کیوں نہو جب نبی نیا ہے تو معانی بھی نئے ہونے چاہیے۔

اگر میں تمام آیات محرفۃ المعانی جو مرزا صاحب کے رسائل میں درج ہیں پیش کروں تو ایک کتاب ضخیم بنجاوے۔ اور آپ کی قرآن دانی ساری کھل جاوے لیکن جس قدر امثال ونظائر کے طور پر محرفہ میں نے بالفعل تحریر کی ہیں۔ وہ مشتے نمونہ از خروارے کے قبیل سے تصور فرماویں۔ کیا اسی ناز میں آکر ایام الصلح میں مرزا صاحب تعلّی وتفاخر کے طور پر بیان فرماتے ہیں:

> ایں وقت زیر سقف نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد کہ لاف برابری من زند من آشکار میگوئیم وہرگز باک ندارم اے اہالی اسلام درمیان ہما جماعتے مے باشند کہ گردن بدعوی محدثیت ومفسریت برمی افرازند طائفہ اند کہ از نازش ادب پاء برزمین نگذارند وگروہ اند کہ دم بلند از خدا شناسی زنند وخود را چشتی و قادری، ونقشبندی، وسہروردی وچھاچھا گوئند ایں جملہ طوائف را نزد من بیارند۔"

واہ رے تیری بہادری کہ اس عبارت سے تو اپنے تمام متنفسوں کے دم ناک میں کردیئے کیا کوئی متنفس آسمان نیلگوں کے نیچے ہے جو آپ سے برابری کا دم مارے کیا محدث اور کیا مفسر اور کیا ادیب اور کیا اور فرق صوفیہ کرام آپ سے کوئی برابری نہیں کرسکتا۔ سبحان اللہ آپ کو ہر فن میں کمال ہے کمال کیا بلکہ آپ پر ہر فن ختم ہو چکا ہے۔ حدیث دانی میں بھی آپ ماشاء اللہ چشم بددور کامل ہیں اور تفسیر کرنے میں بھی آپ کو وہ لیاقت ہے جس کی نظیر آج تک خطۂ زمین میں نہیں مل سکتی اور آپ تفسیر کا نمونہ بھی دیکھ چکے ہیں۔ اور ادب میں متنبّی اور دیگر ادباء آپ کے ادنی شاگردوں میں شمار ہوتے

ہیں کیوں کہ آپ جو کتاب عربی میں لکھتے ہیں اس کو ہی اپنا معجزہ قرار دیا کرتے ہیں چنانچہ ''اعجاز المسیح'' جو سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں لکھی ہے اُس کو بھی اپنا معجزہ بیان کیا ہے۔ اور سیف چشتیائی میں پیر مہر علی شاہ نے اس معجزہ کی بہت غلطیاں نکالی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ یہ اعجاز المسیح اس لئے معجزہ ہے کہ ایسے اغلوطات کے لانے سے سب علماء عاجز ہیں۔ اور ایسا ہی اعجاز احمدی جو مدّ کے مباحثہ کی شکست پر خفا ہوکر آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہجو میں خصوصا اور دیگر علماء کے عموما تصنیف فرمائی ہے اس کو بھی معجزہ قرار دیا ہے۔ اور اس کے اغلاط مولوی ثناء اللہ صاحب نے الہامات مرزا میں ظاہر کئے ہیں۔ اور صفائی میں تو آپ اس درجہ کے ہیں کہ جو کچھ آپ کے اندر تھا اس کی تمام وکمال صفائی ہوگئی اب صرف اندر خالی خالی ہے۔ میری غرض اس بیان کے لکھنے سے یہ ہے کہ جس فرقہ کا پیشوا ایسا ہوکر اپنی ہوا کا متبع اور پیر ہو اور خدا ورسول کی اس کو کچھ پرواہ نہ ہو تو پھر ایسی قوم سے سمجھ جانے کی توقع رکھنا بالکل خلاف عقل ہے۔ جب ان کے پیشوا کا رہبر اور راہ اُس کی ہوا ہو نہ رسول خدا اور خدا ہو۔ تو بھلا پھر ایسے فرقہ ہوائیہ سے امید اہتداء مشکل ہے۔

آؤ آزمالو لاکھ بار سمجھاؤ۔ اور ظاہر ان کو جھوٹا کر کے چپ بھی کراؤ۔ مگر وہ سر تسلیم شریعت حقہ کے آگے کبھی خم نہ کرینگے۔ اس لئے کہ ان کے پیشوا مرزا صاحب کا یہی طریق تھا۔ کہ گو وہ اپنے دعویٰ میں کیسا ظاہر باہر جھوٹا ہوجائے پھر بھی وہ اپنے ضد سے نہیں مانا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ آتھم والی پیشگوئی کر کے جھوٹا نکلا تو پھر بھی یہی کہتا جاتا تھا کہ وہ رجوع بحق کر گیا تھا۔ پھر اخیر میں جب معترضین نے تنگ کیا تو کہنے لگا۔ کیا آخر وہ مرا نہیں۔ خواہ پندرہ مہینہ کے بعد کچھ مدت میں مرا آخر دنیا سے چل تو گیا۔ اور سلطان محمد والی پیشگوئی میں بھی آپ جھوٹے نکلے اور منکوحہ آسمانی کے معاملہ میں بھی آپ کو زک نصیب ہوئی۔ اور طاعون کی پیشگوئی میں بھی آپ کو ذلت نصیب ہوئی جو دافع البلاء میں بڑے زور وشور سے قادیان کے محفوظ رہنے کے بارہ میں آپ نے فرمائی تھی جس کا ماحصل یہ ہے کہ طاعون گو ستر برس دنیا میں رہے مگر قادیان اس سے محفوظ رہیگا۔ کیوں کہ وہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ معلوم نہیں کہ جب طاعون پڑا تو پھر قادیان سے رسول کہاں گیا تھا۔ جو اس کے تخت گاہ پر آ گئی۔ مرزا صاحب محمد مصطفٰے علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی طرح بننا چاہتے تھے یعنی جیسے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے شہر مدینہ کے بارہ میں فرمایا تھا کہ مدینہ میں دجال اور طاعون نہ داخل ہونگے۔ ویسا آپ قادیان کو بھی بنا بیٹھے تھے مگر قادیان کی طاعون نے وہ مٹی پلید کی کی الاماں۔ حتی کہ رسول قادیانی کے مریدین بھی اس کے شکار ہوئے۔ اور رسول صاحب بھی خیمہ لگا کر باہر جاپڑے۔ اور مدرسہ قادیان کا بند کردیا گیا۔ اور جلسہ دسمبر کی تعطیلات کا بھی اسی غرض سے روکا گیا۔ کہ اجتماع ناس سے طاعون ستیاناس کریگی۔ تخت گاہ رسول کی وہ مٹی خراب ہوئی کہ تخت والا بھی مارے ڈر کے بیچارہ باہر خیمہ لگا کر جاپڑا۔ کیا کرتا جب تخت خراب ہوگیا تو تخت نشین کہاں رہتا۔ الغرض جس قدر مرزا صاحب نے اپنے ایام نبوت میں پیشگوئیاں کی ہیں ان میں سے ایک بھی پوری نہ ہوئی۔ ہاں بعض پیشگوئیاں جو غیر محدود تھیں مثلاً تخرج الصدور الی القبور یا زلزلے آئیں گے وغیرہ وغیرہ جن میں تحدید نہیں۔ وہ البتہ قیامت آنے تک پوری ہوتی رہیں گی۔ اور جو محدود تھیں مثلا لیکھ رام پشاوری پر عذاب آسمانی نازل ہونا اور سلطان محمد کا تین سال کے اندر مرنا اور منکوحہ آسمانی کا پھر نکاح میں آنا اور طاعون کا قادیان میں نہ نازل ہونا وغیرہ ہا جو اس قبیل سے تھیں البتہ نہیں پوری ہوئیں بلکہ مرزا صاحب کو شرمسار ہونا پڑا۔ (باقی آئندہ)۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۷ نمبر ۲۔ مورخہ ۲۸ رشوال ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۰۹ء ص:۶-۸)

بقیہ: تحریف مرزا

(گذشتہ سے پیوستہ)

لو اب میں پھر مکرر سہ کرر مرزائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اگر دعویٰ میں سچے ہو تو مرزا کی ایک پیشگوئی ہی جو اس نے تحدید کے طور پر کی ہو ثابت کردو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ بالکل ثابت نہ کرسکیں گے بلکہ اس کے جواب میں علماء کرام کو کوسنا شروع کرینگے۔ اور اپنے پیر کی طرح کہیں گے ''اے بدذات فرقہ مولویان۔ یا۔ یہود منش مولوی۔ یا حرامخور وغیرہ وغیرہ گندے الفاظ جواب میں ضرور لکھیں گے۔ اور گالیاں نکال نکال کر اپنے دل کا ارمان نکالینگے۔ آؤ حوصلہ سے جواب دو۔ اور لو اگر مرد میدان ہو تو

مرزا صاحب کی ایک پیشگوئی ہی جو اُس نے تحدید کے طور پر کی ہو ثابت کر دکھاؤ۔ مرزائیوں کے پاس بڑا ہتھیار اعتراضات کے جواب میں کیا ہے۔ وہ یہ کہ مسیح ابن مریم کی وفات حیات میں بحث کرلو۔ اب وہ ہتھیار آپ کا ریاست رامپور کے مباحثہ میں بمقابلہ مولوی ثناء اللہ صاحب ٹوٹ گیا۔ ان بے سمجھوں کو یہ سمجھ نہیں کہ موت مسیح مستلزم صحت دعویٰ مثلیت مرزا کی نہیں۔ مرزا صاحب کو مسیح علیہ السلام سے کچھ بھی مناسبت نہیں۔ کہاں مرسل خدا۔ اور کہاں مرزا جس کا عقیدہ باطلہ خلاف شریعت نبویہ کے تھا۔ چنانچہ علماء نے فتویٰ میں ثابت کر دکھایا ہے۔ افسوس مرزائی نہ کسی کی بات آرام سے سنتے ہیں اور نہ جواب دیتے ہیں صرف حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ بار بار کہہ کر ٹال دیتے ہیں اور جوابات میں یہ لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ نے دنیا میں آکر یہ کیا وہ کیا۔ خاک کیا کیا کیا؟ اسلام کی بیخ کنی کرتا رہا۔ اور عقائد اسلامیہ پر خوب ہاتھ صاف کیا نزول ملائکہ جو وسیلہ پہونچنے کے قرآن اور احکام اسلام کا تھا اس سے انکار کر کے ملائکہ کو ارواح کواکب لکھ مارا۔ حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ ابراہیمؑ کی طرف ملائکہ بصورت بشر آئے۔ اور آپ ان کے کھانے کے واسطے بچھڑا گھی میں بھنا ہوا لائے کیا وہ عکس ملائکہ تھا جس کے واسطے بچھڑا بھنا ہوا لائے کیا ابراہیم علیہ السلام کو اتنی سمجھ بھی نہ تھی۔ کہ عکس کے آگے میں کیوں بچھڑا رکھو۔ آہ افسوس

بریں عقل و دانش بباید گریست

اور نیز معجزات عیسویہ کو ازالہ میں قبیل مسمریزم سے قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ سب کچھ بطور لہو ولعب کے تھا نہ فی الحقیقت اور اس پر قناعت نہیں کی بلکہ مسیح علیہ السلام کی وہ توہین کی کہ الامان اور ان کے معجزات کو مداری کے شعبدہ بازی سے تشبیہ دی اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ اگر شک ہو تو نور الحق کا یہ شعر پڑھو

یا معشر الاعداء توبوا
واللہ انی مرسل ومقرب

اور بہتیری جگہ اپنے آپ کو مامور اور منذر لکھا۔ چنانچہ قصیدہ میمیہ میں آپ نے لکھا ہے

ماموروم و مرا چہ دریں کار اختیار

رو ایں سخن بگو بہ خداوند آمرم
حکم سب ز آسماں بر زمیں میرسانمش
گرمن نگوئیش آنرا بگو کجا برم
من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم است و ز خدواند منذرم

اس شعر اخیر سے عوام کو دھوکہ لگتا ہے کہ مرزا صاحب تو رسول بننے کے مدعی نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول نہیں اور کتاب نہیں لایا۔ اتنی بات ہے کہ الہام کیا جاتا ہوں اور خدا کی طرف سے ڈرانے والا ہوں سو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو ایسا رسول نہیں جانتے جس کی طرف کتاب اتاری گئی ہو بلکہ ایسے پیغمبر ہیں جو صاحب کتاب نہیں چنانچہ لفظ منذر مشعر اس امر کا ہے کیوں کہ پیغمبر کے سوا کسی پر منذر کا اطلاق صحیح نہیں جب خدا کی طرف منسوب ہو۔ جیسے آپ فرماتے ہیں ''ز خداوند منذرم'' سو خدا کی طرف سے منذر پیغمبر ہوتا ہے ولی نہیں ہوتا۔ الغرض میں کہاں تک آپ کے عقائد باطلہ لکھتا جاؤں۔ کیوں کہ مرزائی تو سن کر یہی کہیں گے کہ فلاں شخص نے دریدہ دہنی کی۔ فلاں شخص خدا کے بندوں سے شرارت کرتا ہے خدا اوس کو جلدی سزا دے کر ہاویہ میں گرائے گا یہی عادت مبارک آپ کے پیر مرزا صاحب کی تھی کہ جو آپ کو اعتراضات سے تنگ کرتا۔ اس کے جواب میں یہی لکھتے کہ اس نے اللہ کے نبی (آپ بدولت) کو ستایا اس کو عنقریب خدا پکڑے گا گویا آپ خدا کے بڑے دوست تھے اور اس کے کنجی بردار یا مختار کار تھے اپنے منہ سے تو بڑے مقرب خدا بنتے تھے۔ چنانچہ آپ لکھا کرتے کہ

''خدا نے مجھے کہا ہے کہ اے مرزا جدہر تیرا مونہہ اُدھر ہی میرا ہے۔''

اور انت منی بمنزلة اولادی [1] بھی کئی بار آپ کو الہام ہوا۔

لیکن جو پیشین گوئی تحدید کے طور پر کی اس کے پورا کرنے میں آپ کے الہام کرنے والے نے ذرا بھی مدد نہ کی شائد آپ کا الہام کرنے والا آپ سے تمسخر کرتا ہوگا کہ اول الہام کر دیا کہ یہ پیشگوئی کرو اور پھر اس کے پورا کرنے میں امداد نہ کی۔

مرزا صاحب پیشگوئی کرنے میں زور تو بہت دیا کرتے ہیں چنانچہ کئی بار لکھ

چکے ہیں کہ زمین وآسمان ٹل جائے مگر خدا کی باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی یہ بات تو ہم نے مانی کہ خدا کی باتیں نہ ٹلیں گی لیکن یہ نہیں مانتے کہ آپ کی باتیں نہ ٹلیں بلکہ ہمارا یہ عقیدہ پکا ہے کہ جو بات آپ نے پیشگوئی کے طور پر کی اس کو خداوند کریم نے ہرگز پورا نہ کیا۔ بلکہ آپ کو ذلت ہی نصیب ہوئی۔ ''الہامات مرزا'' مصفنہ مولوی ثناء اللہ صاحب دیکھو اس میں الہامات مرزا کی خوب چھان بین کی ہے۔ (باقی آئندہ)

حواشی۔ ۱؎ مجھے اس الہام کے اس لفظ اولاد پر شبہ ہوا۔ کہ ایسے الفاظ وہ بولتا ہے جو صاحب اولاد ہو۔ اور جو صاحب اولاد نہو۔ وہ ایسی کلام نہیں کرتا۔ کیا خدا کے ہاں اولاد بھی ہے جس کے مرتبہ میں مرزا کو کہتا ہے شاید اس کا جواب یہ ہو کہ الہام میں غلط ہونے یا صحیح ہونے کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔'' منہ۔

(اہل حدیث جلد ۷۔ نمبر ۴۔ مورخہ ۱۲/ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۶-نومبر ۱۹۰۹ء ص: ۸-۹)

قادیانی کذب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ مَثل بالکل صحیح ہے کہ ''گندم از گندم بروید جو ز جو'' قادیانی مشن کی بنیاد چونکہ محض کذب اور افترا علی اللہ پر ہے۔ اوس کے متبعین بندوں پر افترا کریں تو کیا تعجب ہے۔ بلکہ میرے خیال میں نہ کریں تو تعجب ہے۔ مذاہب میں اختلاف راء ہوتا ہے اور ہے۔ مگر جھوٹ کے جواز یا عدم جواز میں کسی کا اختلاف نہیں۔ ہاں قادیانی مشن نے جہاں اور جدتیں کی ہیں یہ جدت بھی خاص ہی سے مخصوص ہے کہ اس کے پیرو مذہبی رنگ میں بھی فریق مخالف پر افترا کرتے ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ ایسے ایسے واقعات میں جھوٹ بولتے ہیں جو پبلک میں شائع شدہ ہیں۔ یہاں تک ان کی جرأت بڑھ گئی ہے کہ مخالف کی کسی تحریر کا حوالہ دیتے ہیں بلکہ نقل کلام بھی کرتے ہیں تو اُس عبارت کو نہ اصلی الفاظ میں نقل کرتے ہیں نہ اوس کی معنوی روایت بتلاتے ہیں بلکہ اپنی طرف سے ایک نیا منصوبہ بنا کر شخص مخالف کی طرف نسبت کردیتے ہیں جس سے مراد اُن کی وہی

ہوتی ہے جو اُن کے پیر مغاں اعلیٰ حضرت آنجہانی کی ہوتی تھی۔

لیکن ہمارا حوصلہ دیکھئے کہ ہم اُن کو ایسا کرنے میں معذور جانتے ہیں کیوں کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا میرود دیوار کج

پیر آنجہانی (مرزا قادیانی) کی بھی یہی عادت تھی کہ فریق مخالف کے کلام کو اوس کے اصلی الفاظ میں نقل نہ کرتے تھے بلکہ ذات شریف سے ایک نیا منصوبہ بنا کر پبلک کو دھوکہ دیا کرتے تھے۔ گو آپ کی اس قلعی کو کھولا جاتا تھا مگر تاہم بہت سے مقامات ایسے بھی ہوتے تھے جہاں اونکی تردید نہ پہونچ سکتی تھی اور بہت سے دل کے اندھے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ دیکھ کر بھی نہیں دیکھتے۔ اس اصول کو پیر اکبر اور اس کے ذریت دجاجلہ خوب جانتے ہیں۔

دجال اکبر نے اپنی کئی ایک تصنیفات (اربعین نمبر ۳۔ اشتہار انعامی پانسو روپئہ۔ اعجاز احمدی۔ لیکچر لاہور وغیرہ) میں بڑے فخر سے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ مولوی اسماعیل علی گڈھی اور مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری نے اپنی تصنیفات میں میرے ساتھ مباہلہ کیا تھا کہ جو ہم دونوں (مرزا صاحب قادیانی اور مولوی صاحبان) میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے چونکہ یہ دونوں صاحب پہلے مرگئے پس نتیجہ صاف ہے کہ میں سچا۔ ان دونوں مولوی صاحبان کی دو کتابیں مطبوع ہوکر شائع ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم کو ان دونوں کتابوں میں یہ مضمون نہیں ملتا۔ اس لئے میں نے مرزا صاحب کی زندگی میں اشتہار دیا تھا کہ آپ یہ مضمون مولوی صاحبان کی کسی تحریر سے دکھادیں تو میں مبلغ پانسو آپ کی نذر کرونگا۔ چونکہ بنا ہی غلط اور محض ابلہ فریب تھی اس لئے نہ اکبر کو نہ کسی اصغر کو حوصلہ ہوا کہ وہ اپنا پیش کردہ مضمون ہم کو دکھا کر مشتہرہ انعام لیتے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ اسی کی نظیر آج ہم قادیانی مشن میں دوسری دکھاتے ہیں۔ جو ان لوگوں کی اخلاقی کیفیت کا اظہار کرتی ہے۔

میں نے اہلحدیث مورخہ ۲۴۔ ستمبر میں ایک جوابی مضمون کے ذیل میں لکھا تھا کہ میں نے مرزا کی تصنیفات متعلقہ تردید مخالفین سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ چنانچہ میرے اصلی الفاظ یہ ہیں:

’’رہا مرزا کی تصنیفات سے استفادہ کرنا سو یہ کون نہیں جانتا کہ میں اُن سے استفادہ کر ہی نہیں سکتا کیوں کہ آپ کی تصنیفات کا ملخص تو یہ ہے کہ اسلام ایسا دین ہے کہ میرے جیسے باکمال آدمی پیدا کرسکتا ہے آپ کیسے باکمال تھے اس کی بابت عیاں راہ چہ بیاں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

رسول قادیانی کی رسالت

جہالت ہے جہالت ہے جہالت

آپ کی قابل قدر تصنیف براہین احمدیہ ہے مگر حاشا آج تک بھی میں نے اوس کا مطالعہ کیا ہو۔ میں حیران ہوں یہ لوگ کن بھول بھلیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہاں ثنائی مشن اگر کسی امر میں قادیانی مشن کا مرہون منت ہے تو دجال قادیانی کی تردید کے حوالجات کا کیوں کہ میں نے اون کی انہی کتابوں کو دیکھا ہے جو متعلق دعویٰ مسیحیت کے ہیں۔ انہی سے میرا کام تھا اور بس۔‘‘

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا مطلب صاف ہے کسی تشریح یا حاشیہ کی ضرورت نہیں۔ ناظرین اس مضمون کو ذہن نشین رکھئے اور قادیانی اخبار بدر کے کذاب نامہ نگار کی عبارت بھی دیکھئے جس کو وہ میری عبارت بتلاتا ہے۔ نامہ مذکور لکھتا ہے:

’’ثناء اللہ کی اسی پرچہ میں یہ تحریر بھی پڑھ کر مجھے اس کی بے ایمانی کا یقین کامل ہوا۔ جہاں اس نے لکھا ہے کہ میں مرزا صاحب اور آپ کے سلسلہ کی کتابوں کو بے شک پڑھتا ہوں، پر نہ استفادہ کی غرض سے اور نہ ہی اول سے آخر تک۔

بلکہ غرض پڑھنے سے یہ ہوتی ہے کہ قادیانی دعاوی پر نکتہ چینی کروں اور پڑھتا صرف وہی حصے ہیں جن میں خاص سلسلہ کا ذکر ہو۔‘‘

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین! بغور دیکھیں کہ میرے پیش کردہ اقتباس میں کہیں یہ لفظ بھی ہے کہ میں اول سے آخر تک کوئی کتاب مرزا کی نہیں پڑھتا۔ ایک دفعہ اور میری عبارت پر نظر

ڈال کر نامہ نگار کا اعتراض سنئے جو اس اقتباس پر کرتا ہے جسے وہ میری تحریر کہتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

"کوئی عقلمند اس بھلے مانس سے پوچھے کہ اگر تم سب کتابیں پوری نہیں پڑھتے تو بتاؤ تمہیں یہ کون بتاجاتا ہے کہ فلاں حصہ پڑھو اس میں دعادی کا ذکر ہے۔ اور فلاں حصہ ترک کردو کہ اس میں اور باتیں ہیں۔"

اسی کو کہتے ہیں بناء فاسد علی الفاسد۔ آپ تو مجھ سے پوچھنے کے لئے عقلمندوں سے اپیل کرتے ہیں مگر میں آپ سے پوچھنے کے لئے ایمانداروں سے درخواست کرتا ہوں کہ کوئی ایماندار، خداترس ان دجاجلہ سے پوچھے کہ مذہب کی حمایت میں مذہب کی ہدایت کے برخلاف دروغ گوئی کرنا بھی آپ کے مذہب میں ہے۔ آہ کیا سچ ہے

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

شیخ الاسلام امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ دوسرا جھوٹ اسی نامہ نگار کا اور سنئے۔ آپ خیریت سے قادیانی مشن کی کارگذاری اور میری نابکاری کا اظہار کرتے ہیں۔

"چوتھی خدمت اسلام ان کی یہ ہے کہ جو لوگ ہزاروں روپیہ اشاعت اسلام کی راہ میں یورپ اور دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کے خرچ کریں اُن کو عبدالدرہم والدینار کہیں۔ اور خود ان کا یہ حال کہ راول پنڈی اور وزیر آباد پنجاب وہندوستان کے کسی موضع میں ان کو کسی خدمت کے لئے بلایا جاوے تو یہ کہیں کہ ہماری فیس بھیجو تو آتے ہیں ورنہ تم جانو اور تمہارا کام۔"

میرے احباب سے اس کا کذب ہونا مخفی نہوگا۔ کیوں کہ جہاں جہاں مجھے جانے کا اتفاق ہوتا ہے میں نے کبھی کسی کو نہیں لکھا کہ میری فیس بھیج دو۔ لکھنا تو کیا، خیال کرنا بھی کمینہ پن کی حرکت سمجھتا ہوں۔ سچے باپ کے بیٹے اور سچے مسیح کے امتی ہو تو میرا ایک ہی خط اس مضمون کا اصلی الفاظ میں شائع کرکے دکھاؤ۔ ورنہ افسوس ہے تمہاری حالت پر کہ مسیح کے حواری ہوکر بھی جھوٹ بولتے ہو۔ لیکن تم بھی اس میں معذور

ہو، کیوں کہ تم تو آخر اپنے پیر ہی کے پیرو ہو۔ کیا سچ ہے

ما مریدان رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

غرض اسی طرح کے کئی ایک کذب اور افترا اس نامہ نگار نے مجھ پر کئے ہیں جو حقیقتاً ان کے سیاہ باطن کی خبر دیتے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں کو میری تردید کرتے وقت یہ بھی خیال نہیں آتا کہ میں کون ہوں۔ مرزائیو! سنو! میں وہی ہوں جس کے ساتھ تمہارے پیر، بلکہ پیر مغاں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا۔ آخر کیا ہو بس یہی کہ

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر۔
کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ دسمبر ۱۹۰۹ء ص:۱-۳)

مباحثہ منصوری (۱)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کوہ منصوری ڈیرہ دون کے قریب ایک پہاڑی مقام ہے۔ وہاں پر چند آدمی قادیانی مشن کے ہوا خواہ ہیں۔ دیگر اہل اسلام سے باتوں باتوں میں مباحثہ کی ٹھیری، چنانچہ میرے پاس خط آیا کہ ۷-نومبر کو مباحثہ ہے، مگر اس سے بعد التواء کا خط بلکہ تار بھی پہنچا۔ اس لئے (میں) ۱۲رنومبر کو دہلی اور ۱۳-۱۴ کو اٹاوہ گیا۔ امرت سر میں واپس آنے پر معلوم ہوا کہ منصوری سے جوابی تار آیا ہوا ہے کہ جلدی آؤ۔ چنانچہ میں نے بذریعہ تار پوچھا کہ مباحثہ کی تاریخ کونسی ہے۔ جواب آیا کہ جلدی آجاؤ۔ خیر میں ۱۷-نومبر کو روانہ ہوکر ۱۸-کو پہونچا۔ راستہ ہی میں سنا کہ مباحثہ تو ۱۴ نومبر کو ہولیا۔ چنانچہ میں ڈیرہ دون سے منصوری کو جا ہی رہا تھا کہ راستہ میں قادیانی جماعت کو واپس ہوتے دیکھا۔ راجپور میں (قریب منصوری) پہونچا تو وہاں کے مسلمانوں نے کہا صاحب

ہم نے قادیانیوں سے کہا تھا ٹھہریئے ابھی مولوی ثناء اللہ صاحب آتے ہیں۔ ہنوز ہمارا یہ جملہ بھی ختم نہوا تھا کہ فوراً ہی اونہوں نے سواری طلب کر لی کیوں؟ اس کا جواب میں نہیں دیتا، دنیا کو معلوم ہے۔ بہرحال میں ۱۸ نومبر کو کوہ منصوری پر پہونچا۔ جا کر معلوم ہوا کہ مباحثہ تو جناب مولوی یحییٰ صاحب مدرسہ سہارنپور نے کیا۔ کچھ علماء اون کے معین ومشیر بھی تھے۔ بانیان جلسہ سے میں نے کہا کہ جب مباحثہ ہو چکا تھا تو مجھے بلانے کی کیا حاجت تھی۔ اس کا جواب اونہوں نے دیا کہ آپ کے شریک مناظرہ نہ ہو سکنے سے جو یہاں کے مسلمانوں کے دل پژمردہ ہو رہے تھے اون کو شاد کرنا منظور تھا اس لئے آپ کو تکلیف دی گئی۔ خیر میں نے منصوری پر تین تقریریں کیں جن میں ایک جو شب کے وقت تھی محض مرزا صاحب آنجہانی کے لئے وقف تھی جس کے سننے سے کوہ منصوری پر ایسی ٹھنڈک پڑی کہ بائد وشائد۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ یہ ہے مختصر واقع کوہ منصوری کا۔ جلسہ مناظرہ میں، میں نہ تھا اور اپنے نہونے کی وجہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں جس کا مجھے خود افسوس ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ شکار ہاتھوں سے گیا۔ نہ میں نے فریقین کی تحریریں دیکھیں اس لئے میں اس امر کے متعلق کوئی راء نہیں دے سکتا۔ ہاں قادیانی اخبارات الحکم اور بدر سے معلوم ہوتا ہے کہ کوہ منصوری پر ہماری (مرزائیوں کی) فتح ہوئی جس کی وجہ بیان کرنے میں الحکم نے دبی زبان سے کہا ہے کہ رامپور میں ہماری شکست اس لئے ہوئی تھی کہ ہم اپنے امام کے ماتحت نہ رہے تھے، منصوری کے مباحثہ میں ہم اپنے امام کے حکم اور دعا کے ساتھ گئے تھے، اس لئے مظفر ومنصور آئے ہیں۔ مگر دانا جانتے ہیں کہ اصل وجہ کچھ اور ہے۔ کہ رامپور میں (شیر پنجاب) سے تھا جو تمہارے حق میں دعویٰ رکھتا ہے کہ

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

اس لئے دنیا نے دیکھ لیا کہ تمہارا تارو پود کیسا کمزور ہے اور منصوری میں تمہاری خوش قسمتی سے شیر کسی دوسرے شکار میں مصروف تھا، اس لئے تمہیں اتنا کہنے جرأت ہوئی کہ ہماری فتح ہوئی۔

حقیقت حال یہ ہے کہ قرآن مجید نے تمہاری ایسی خبروں کی بابت جو تم لوگ اپنی فتح کی بابت اڑایا کرتے ہو ہم کو اور تمام مسلمانوں کو پہلے ہی سے آگاہ کر رکھا ہے۔ پس غور سنو!

اذا جاء کم فاسق بنباء فتبیّنوا (جب کوئی بے دین (غیر معتبر) آدمی تم کو خبر سنائے تو سنتے ہی اوس کو باور نہ کرلیا کرو بلکہ اوس کی تحقیق کیا کرو۔)

خصوصاً قادیانی مشن کے مخبروں سے الحذر الحذر۔ تعجب ہے کہ میرے بعض عنایت فرماؤں نے گھبراہٹ میں مجھ سے دریافت کیا کہ قادیانی اخبار لکھ رہے ہیں کہ آپ منصوری والوں کا زادراہ بھی ہضم کر گئے مگر وہاں مباحثہ کے لئے نہ پہونچے، یہ کیا بات ہے، اس سے اہل ایمان کو گھبراہٹ ہے۔ان احباب کا دریافت کرنا اگر بغرض تحقیق ہے جو اس آیت کا مفاد ہے تو ٹھیک ہے ،اور اگر بطور گھبراہٹ ہے تو اُنہیں مطلع ہنا چاہئے کہ قادیانی گروہ ہی کے حق میں کہا گیا ہے کہ:

جو دن کو کہیں دن، تو تم رات سمجھو

قادیانی گروہ سے میرا خطاب کرنا اگرچہ زیبا نہیں ،کیوں کہ ان کے اصل بانیآنجہانی (مرزا غلام احمد قادیانی) سے میرا بین فیصلہ ہو چکا ہے جو سب کو معلوم ہے، اس لئے میں عموماً اپنے احباب سے کہا کرتا ہوں کہ جہاں کہیں مرزائی تم کو تنگ کریں تم چپکے سے اتنا کہدیا کرو کہ مرزا صاحب قادیانی کے اشتہار مجریہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب زندہ ہیں۔ پس دیکھئے اتنا کہنا اُن کے حق میں لاحول کا کام دیتا ہے یا نہیں۔

تاہم میں آج چیلنج دیتا ہوں کہ قادیانی مشن اگر چاہے تو علاوہ آسمانی فیصلے کے، میں علمی فیصلے کو اب بھی تیار ہوں۔ آیئے امرت سر یا لاہور میں اس فیصلے کے لئے حاضر ہوں۔صورت فیصلہ یہ ہوگی کہ ہماری طرف سے صرف ایک ہی مسئلہ پیش ہوگا یعنی تحقیق حال مرزا غلام احمد قادیانی۔ تم لوگ اس کے علاوہ جو مسئلہ چاہو بڑھا لو۔ بحث تحریری ہوگی جو فریقین کے مناظر بپابندی اوقات اپنے ہاتھ سے لکھ کر سنا کر دستخط کر کے فریق ثانی کو دیں گے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

پس طیار ہو جاؤ اب تو تمہاری مراد پوری ہے آیئے اور جلدی آیئے۔ لیکن میں وہی وجدانی پیش گوئی کرتا ہوں جو رامپور میں کی تھی کہ آریہ نیوگ پر اور عیسائی تثلیث پر بحث کرنے کو آمادہ ہوسکیں گے مگر تم لوگ اس موضوع پر خصوصاً (شیر پنجاب) کے سامنے ہر گز نہ آؤ گے۔ یہ تو ہے پیشگوئی، مگر دعا یہ ہے کہ خدا کرے میری یہ پیشگوئی غلط ہو

یاں کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے
جو تو مانگے گا وہی دونگا خدا وہ دن کرے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ دسمبر ۱۹۰۹ء ص:۵-۶)

قادیانی دعوت قبول

بدر قادیان نے اپنے مشن کے مبلغین کی بہت بڑی تعریف کی ہے کہ ہمارے لیکچرر اسلام کی بہت خدمت کرتے ہیں۔ ان کے لیکچروں میں سحر کا سا اثر ہوتا ہے۔

گو اس امر میں ہم کو مناقشہ نہ کرنا چاہئے کیوں کہ بحکم لکل ان یصطلح ہر ایک آدمی کا حق ہے کہ اپنے لئے کوئی اصطلاح قائم کر لے، قادیانی مشن کی اصطلاحات ہی جب کہ جدی ہیں تو ہم کو ان سے کیا مناقشہ۔ مگر ایڈیٹر بدر نے غضب تو یہ کیا کہ اپنی لیکچراروں کی تعریف کرتے کرتے مخالفوں کو چیلنج دیا کہ ہمارے ساتھ اس کام میں مقابلہ کرلیں چنانچہ لکھتا ہے:

ہمارے غیر احمدی مسلمان احباب اس بات پر غور کریں اور خوب غور کریں کہ کیوں تمہاری تقریروں اور وعظوں میں خدا نے یہ برکت ڈالی۔

(اخبار بدر۔ قادیان ۔ ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اتنی سطور پڑھتے ہی میں نے ارادہ کیا تھا کہ ان کو ایک نوٹس دوں کہ آؤ مقابلہ کرلو۔ لیکن جونہی چند سطور آگے کی پڑھیں تو دیکھا کہ ایڈیٹر صاحب اپنے مخالفوں (غیر مرزائیوں) کو خود ہی نوٹس دیتے ہیں کہ:

اور باتوں میں کیوں ہم سے تنازع کرتے ہو۔ بہت مختصر راہ ہماری تمہاری فیصلہ کی اسلام کی تبلیغ میں کسی مضمون پر جس میں صداقت اسلام مقصود ہو تم بھی غیر سامعین میں کچھ بیان کرو اور احمدی مبلغ بھی بیان کرتے ہیں پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ وقت پر کس کی تقریر کو بابرکت ثابت کرتا ہے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ یہ نوٹس دیکھ کر مجھے از حد فزوں خوشی ہوئی کہ اگر میں ایسا نوٹس دیتا تو منظوری تمہارے ہاتھ میں ہو، مگر انہوں نے چیلنج دیا جس کو منظور کرنا میرا کام ہے۔ لیجئے بسم اللہ بلا کسی شرط کے آتا ہوں۔ اس مقابلہ کے لیے لاہور جیسے شہر سے اچھا مقام نہ ملے گا۔ مناسب سمجھیں تو تین اشخاص معززین اہل علم اس کیلیے منصف بھی بنائے جائیں، تاکہ آئندہ کو وہی جھگڑا پیش نہ ہو کہ عبدالحکیم اور ثناء اللہ موافق پیشگوئی زندہ رہے ہیں یا مرگئے ہیں۔ ہاں میری دلی خواہش ہے کہ اس مقابلہ کے بعد ایک روز خاص قادیانی مشن کے متعلق دو دو گھنٹے لیکچر ہوں۔ جن میں بھی منصف ہوں تو اولی ہے، لیکن ہونا شرط نہیں ہم بلاشرط حاضر ہیں۔

مرزا جی کے سچے دوستو! آؤ اب دیر کی بات نہیں لیکن ہم وجدانی پیشگوئی کرتے ہیں کہ کبھی نہ آؤ گے بلکہ یہ کہو گے کہ ہمارے خلیفہ المسیح اجازت نہیں دیتے۔ کیوں؟

نہ خنجر اوٹھے گا نہ تلوار اُن سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر مورخہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۰۹ء)

استفسار از جماعت مرزا قادیان

گو یہ ظاہر ہے کہ جس پر کسی کا اعتقاد حسن ظن یا کچھ غرض و مطلب ہوتا ہے اسی کا پروہ جم جاتا ہے، اور پھر اس کے خلاف دلائل قاطع و براہین ساطع بھی نہیں سنتا۔ جیسے فرقہ باطلہ مسیلمہ کذاب، اسماعیلیہ، قرامطہ، حسن بن صباح، محمد علی باب ایرانی

و چکڑالوی وغیرہ کا حال ہے۔اور یہ مثل نئ شائدایسوں کے لئے ہے

حبّك الشيء يعمى و يصمّ

مشہور ہے کہ جاہلوں کا اعتقاد بڑا پکا ہوتا ہےلیکن اس زمانہ میں مرزا غلام احمدقادیانی کے مریدین کا اعتقادبھی کچھ کم مضبوط نہیں ہے۔مرزا قادیانی اپنی زندگی میں جوکچھ اناپ شناپ کہتا ولکھتا رہا،مریدین سب کچھ بلا چون و چرا قبول کرتے رہے۔مسائل اسلامیہ شرعیہ میں ترمیم وتنسیخ کر کےان کی ہنسی اڑائی،جیسا کہ

ا: قرآنی توحید کے مقابلہ میں اپنی کتاب توضیح المرام میں پاک تثلیث بنائی۔کفر و شرک والے الہام انت منی بمنز لة او لادی وغیرہ شائع کئے۔حالانکہ قرآن مجید میں ہے کہ آسمان وزمین پھٹ جاویں و پہاڑ گریں،اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالی اولاد مقرر کی۔

۲۔الہام انت منی بمنز لة تو حیدی و تفریدی سے ازلی ابدی صفات باری عز اسمه ہے۔تمام مخلوق،اللہ تعالی حمد کرے پر مرزا نے الہام يحمد ك الله على عرشه لکھ کراللہ تعالی کواپنا حمدخوان بنایا۔

۳: نزول ملائکہ سے انکار وتمسخر کر کے جبریل کا ہیڈکوارٹر آفتاب کو یعنی ہمیشہ اس میں مقیم رہنے والے بنایا،حالانکہ قرآن مجید میں فرشتوں کا حضرت ابراہیم،حضرت لوط، حضرت موسی،حضرت مریم علیهم السلام پرنازل ہونے کا کئی جگہ ذکر ہےاور جبریل کا انبیاء کے پاس وحی لانا،غزوات میں آنا،قرآن مجید کا دور کرنا، ودیگر ملائکہ کا ذاکرین کے حلقوں میں آنا احادیث سے ثابت ہے۔

۴: قرآن مجید کی آیت و ما قتلوه و ما صلبوه ، و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنك وغیرہ کے مخالف مسیح کا صلیب پر چڑھنا،ان کا میخوں سے زخمی ہونا اور زخموں پر مرہم عیسی کا لگنا مریدین کوتعلیم کیا۔

۵۔قرآن مجید کی آیت و لکن رسو ل اللّه و خا تم النّبیّین ،اورصحیح حدیث وانا خا تم النّبیّین لا نبیّ بعدی وغیرہ کے مقابلہ میں خود نبی ورسول بنے اور اپنے پرصلوات وسلام اوراپنی زوجہ کوام المرزا ئین کہلوایا۔

۶۔لیلۃ القدرکوقرآن مجید خیر من الف شهر فرماوے،تو مرزا قادیانی نے اس کو

ظلمت کا زمانہ بنایا۔

۷۔معجزات قرآنی ابراء الا برص واحیاءموتی باذن اللہ، یکلم الناس فی المھد و کھلاً وغیرہ سے انکار کر کے پہلے منکروں کی طرح ان کو جادوشعبہ وعمل الترب کہہ کر پھر تمسخر سے ان کو قابل نفرت کہا۔

۸۔رفع جسد الی السماء کے انکار میں معراج آنحضرتﷺ کوخواب ورؤیا بنایا۔

۹۔توہین انبیاء کی جو بالاتفاق اہل اسلام کے کفر ہے۔اور بڑی دلیری سے کی مسیح کی نسبت نہ صرف:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔اس سے بہتر غلام احمد ہے

لکھا، بلکہ ان کو اوران کی نانیوں کو فحش گالیاں دیں۔

حوار یین مسیح وصحابہ کرام، جن کی تعریف قرآن مجید میں ہے، کوکم عقل کم فہم وغیرہ کہا۔

امام حسینؑ سے اپنے کو افضل بتایا۔

مشرک و بت پرست بعل بت کے پجاریوں کی جھوٹی پیش گوئی کو صادق نبیوں کی طرف منسوب کیا۔

۱۰۔دجال وخرّ دجال ودابۃ الارض کا حقیقت شناس اپنے آپ کو سیدالا ولین والآخر ین ﷺ سے زیادہ بنایا۔

۱۱۔مرزا قادیانی نے نبوۃ کو ناقصہ وکاملہ بنایا اور بایں استغراق وعشق دنیا اپنے آپ کو انبیاءکرام سے افضل بنایا۔

۱۲۔صوفیاءعظام وعلماءکرام خادمان اسلام پابندصوم وصلوۃ حج وزکوۃ کوخودایجادگالیاں دیں،الف الف مرۃ والی لعنتیں ڈالیں۔ ہزار ہزار لعنت اپنی کتابوں میں لکھی۔

ممانعت سبّ وشتم کے بارہ میں جواحادیث شریف ہیں،ان کی کچھ پرواہ نہیں کی۔

۱۳۔مرزا غلام احمد قادیانی اول مجدد، پھرمحدث، پھر مثیل مسیح، پھر اصل مسیح و مہدی مسعود، پھر تمام انبیاء کا نچوڑ، پھر آدم ،نوح، ابراہیم، یعقوب، یوسف ،داؤدوسلیمان، موسیٰ،محمد صلوات اللہ علیھم اجمعین اورآخر کو کرشن رددرگوپال بنے۔مریدین نے بدعوی اسلام یہ بھی سب کچھ قبول کیا اور کچھ غیرت نہیں کی۔

۲: مرزا غلام احمد قادیانی نے طرح طرح کے وعدے واقرار کر کے ہزار ہا روپیہ پیشگی

قیمت براہین احمدیہ میں لے کر آخر کتاب سے جواب دیا۔

اور علاوہ اس کے کئی طرح کے چندے سراج منیر کا چندہ طبع کتب کا چندہ، خط و کتابت کا چندہ۔ لنگر خانہ کا چندہ جس کے تین مہینے دیر کرنے پر مریدی سے خارج کر دینے کی دھمکی دی تھی۔

نومسلموں کا چندہ، تعمیر مینار کا چندہ، جسکا اصل مع سود دلانے کا اشتہار تھا، اور آخر میں بناوٹی بہشتی مقبرہ کا چندہ، دسواں حصہ جائداد کی وصیت اور قبرستان اپنی بنجر افتادہ زمین میں چاہ لگوانے اور پل بنانے کے لئے تین ہزار روپیہ کا علیحدہ چندہ کر کے مریدین کی خوب حجامت کی۔ اس پر بھی مریدین نے سر نہیں ہلایا۔

اور اس طرح دوسروں کی جیبیں خالی کر کے اپنے طرح طرح کے زیورات بنائے، جائداد بنائی، شیشہ دار بہلی (بیل گاڑی) سیر کے لئے رکھی، خس کی ٹٹیاں، بید مشک، لاہوری کیوڑہ، جیپوری مشک، عنبر، وروغن بادام، شکر شیرہ ولایتی و دیگر مقویات استعمال کر کے مسرفانہ و غافلانہ گذران کی۔

جائز وارثوں کا حق تلف کر کے اپنی جائداد برائے نام تیس سال کے لئے اپنی نئی زوجہ کے نام رہن کر دی، لیکن مریدین کچھ نہیں بولے۔

علامات منافقین والی حدیث اذا اؤتومن خان و اذا حدث کذب و اذا عاھد غدر و اذا خاصم فجر کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔

۳۔ پیشین گوئیوں کے توپل باندھ دیئے، جن پر اول اول تو بھولے مریدین اعتقاد سے شرطیں لگاتے رہے اور فرط اعتقاد سے ان کے پورے ہونے کے لئے منتظر رہے لیکن قدرت الٰہی کہ مرزا قادیانی جس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہراتا رہا وہی مرزا کے مخالف ظاہر ہوئی جیسے:

۱۔ عبداللہ آتھم کے ۱۵ مہینے کے اندر موت والی پیش گوئی۔

۲۔ نکاح آسمانی والی پیش گوئی۔ اس منکوحہ نے مرزا صاحب کے روبرو بیوہ ہو کر مرزا صاحب کے نکاح میں آنا تھا اور جس کو شہادۃ القرآن میں چھ پیش گوئیوں کا مجموعہ اور مولوی نورالدین نے اس کو سات پیش گوئیوں کا مجموعہ بنایا اور باوجود حیلہ و حوالہ و خط و کتابت مرزا کے وہ بی بی اب تک اپنے زمینی خاوند (مرزا سلطان محمد) کے گھر صاحب

اولاد بس رہی ہے۔

۲۔مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، ملا محمد بخش لاہوری وابوالحسن تبتّی کی ذلت والی پیش گوئی، جس کا مقدمہ آسمان پر دائر کیا اور جس کے بعد مولوی محمد حسین صاحب کو چار مربع زمین قیمتی ہزار روپیہ، صدہا روپیہ کی آمدنی والی سرکار سے ملی اور اب کئی مربع ریاست بہاولپور میں اس کے علاوہ ملی ہے۔

۴۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مباہلہ و بددعا والی پیش گوئی۔

۵۔ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے مغلوب ہونے والی پیش گوئی۔

۶۔اللہ تعالی سے آسمانی نشان طلب کرنے والی پیش گوئی، علاوہ ان کے اور بہت پیش گوئیاں ہیں جو گاؤ خورد ہو کر پوری نہیں ہوئیں جیسے:

۷۔اول مرزا قادیانی نے فرزند ہونے کی پیش گوئی کی، تو اس پر لڑکی پیدا ہوئی۔

۸۔فرزند کانّ اللّٰه نزل من السماء والی جو اسیروں کو رستگاری دلانے والا تھا جس کا عقیقہ نہایت دھوم دھام سے ہوا، اور وہ جلدی ہی بحالت شیرخوارگی فوت ہو گیا۔

۹۔قیصر ہند کے شکریہ والی پیش گوئی جس کو متشابہات لکھا تھا۔

۱۲۔ لك الخطاب العزة والی پیش گوئی۔

۱۱۔آسمانی عیدی والی پیش گوئی۔

۱۲۔ بڑے نشان والی پیش گوئی۔

۱۳۔ الكلب يموت على الكلب والی پیش گوئی۔

۱۴۔تا ہشت سال، والی پیش گوئی۔

۱۵۔مرزا صاحب کے نکاح میں بہت سی خواتین آنے والی پیش گوئی۔۔

۱۶۔ طاعون سے قادیان کی حفاظت والی پیش گوئی، کیونکہ وہ بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے رسول کا تخت گاہ ہے جہاں کئی مرتبہ بڑے زور سے طاعون آیا۔

۱۷۔کسی مرزائی کو طاعون نہ ہونے والی پیش گوئی، جس کے بعد بہت مرزائی اطراف و جوانب میں طاعون سے ہلاک ہوئے۔

۱۸۔مولوی ثناء اللہ امرتسری کے قادیان نہ پہنچنے والی پیش گوئی، جس پر وہ قادیان پہنچ کر طالب تسکین ہوئے مگر مرزا گھر سے نہ نکلے۔

۱۹۔مخالفین کی مرزا صاحب سے موافقت ہو جانے والی پیش گوئی۔
۲۰۔ایک کلمہ اور دولڑکیوں و عالم کباب والی پیش گوئی۔اب جس سے عالم کباب پیدا ہونا تھا وہ (خاتون)فوت ہی ہوگئی۔
۲۱۔مرزا صاحب کی قریباً پندرہ برس عمر بڑھ جانے والی۔
۲۲۔ مرزا صاحب اوران کی اہلیہ کو دوبارہ نئ جوانی ملنے والی۔
۲۳۔ بادشاہوں کی مرزا صاحب کے کپڑوں سے برکت لینے والی۔
۲۴۔مولوی محمد حسین صاحب ، منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری و دیگر تین آدمیوں کے مرزا صاحب سے موافق ہو جانے والی۔
۲۵۔تقسیم بنگال کے بعد بنگالیوں کی دل جوئی ہونے والی، جس کے عوض وہ اپنی سرکشی کرنے بدامنی پھیلانے و بمب چلانے کے سبب بعبور دریائے شور سزا پارہے ہیں۔
۲۶۔ تہ و بالا کرنے والی پیش گوئی۔
۲۷۔کابل پر تباہی و عذاب نازل ہونے والی پیش گوئی۔
۲۸۔ چار عمر پانے والے لڑکوں والی، جن میں مبارک احمد بھی تھا، جو نو برس کی عمر میں مرزا صاحب قادیانی سے پہلے ہی رخصت ہو گیا۔
۲۹۔مرزا صاحب کے غلبہ فتح و نصرت و اقبال اور دشمنوں کی ذلت و ادبار و مغلوب ہونے والی پیش گوئی۔
۳۰۔ اصلها ثابت و فرعها فی السماء والی پیش گوئی۔
۳۱۔غلام محی الدین خان کے بی اے میں پاس ہونے والی۔وغیرہ

یہ سب کی سب غلط ہوئیں یا برعکس ظہور ہوا۔پس جماعت مرزائی، مسلمانوں کو سمجھاویں کہ:

جس شخص کی پیش گوئیوں کا یہ حال وانجام ہو،

اخلاق و معاش ایسی ہو کہ طرح طرح کے حیلہ وحوالہ واشتہاروں و وعدوں سے پیشگی قیمت و مال وصول کر کے اپنی جائداد و زیور بنائے،

وعدہ وفا نہ کرے،

امانت میں خیانت کرے،

اختلاف میں گالیاں نکالے، لعنتیں ڈالے،
ایک کے عوض دس کہہ کر بس نہ کرے،
اور حدیث شریف

اذا اؤتمن خان و اذا حدث کذب واذا عاھد غدر و اذا خاصم فجر

کا پورا مصداق ہو، تو ایسا شخص کس طرح مجدد و محدث مرسل من اللہ وغیرہ ہوسکتا ہے۔

۴۔ بعض مرزائی ضد وہٹ سے خلاف واقعہ ان پیش گوئیوں میں سے بعض کا پورا ہو جانا مانتے ہیں اور بعض کی نسبت ابھی تک امید رکھتے ہیں کہ وہ ضرور پوری ہونگی۔ چنانچہ نکاح آسمانی والی پیش گوئی کی نسبت ایک عقل مند جوشیلے مرزائی نے بڑے زور سے کہا

کہ وہ نکاح آسمانی والی زوجہ مرزا صاحب کے کسی خلیفہ و جانشین کے پاس آجائے گی جس طرح کہ سرورکائنات ﷺ کی پیش گوئی فتح قیصر و کسری والی آپ کے خلفاء کے ہاتھ پر پوری ہوئی تھی۔

لیکن ایسے نادان دوست نے یہ نہ سمجھایا کہ جب مرزا صاحب کی بیویوں کو تمام مرزائی خود ام المومنین (ماں) کہہ چکے ہیں، تو کسی فرزند کا اپنی مسلّمہ ومقبولہ والدہ کا خاوند وشوہر ہونا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟

۵۔ بعض منصف مزاج مرزائی تو انصاف سے کہتے ہیں کہ ان امور مندرجہ تحریر ہذا کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ لیکن بہت سے مریدین اپنی ہٹ وضد پر قائم ہیں اور اکثر اصل حالات مرزا سے بے خبر ہیں۔ لہذا سربرآوردہ جماعت مولوی نورالدین صاحب، مولوی محمد احسن صاحب، مولوی غلام حسن پشاوری، مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب ونواب محمد علی صاحب وغیرہ سے درخواست ہے کہ سب پیش گوئیاں غلط شدہ کی نسبت نہ سہی چند مندرجہ ذیل کی نسبت تو اسلامی پبلک عام مسلمانوں کی تسلی وتشفی فرماویں کہ

۱۔ منکوحہ آسمانی، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی حیات میں بیوہ ہوکر کہاں مرزا صاحب کے پاس آئی؟

۲۔ قیصر ہند کا شکریہ کہاں اور کب آیا۔

۳۔عزت کا نشان کہاں ہے؟

۴۔ مرزا صاحب کے اشتہار تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء جو بموجب حکم مرزا صاحب مریدین کے گھروں کی نظرگاہوں میں چسپاں ہے، وہ کیا حرف بحرف غلط ہوا۔

غور کیجئے کہ اس کے مطابق دشمنوں پر کہاں غضب الٰہی نازل ہوا؟

کہاں ان کی جڑ کٹی اور اصحاب فیل کی طرح ان کا کہاں انجام ہوا؟

۵۔مخالفوں کا اخزاء و افنا کہاں مرزا صاحب کے ہاتھ سے ہوا؟

اور کہاں وہ رسوا و ہلاک ہوئے؟

بلکہ یہ سب کچھ مرزا صاحب کے اپنے ساتھ ہی ہوا جو مقابلین کے روبرو میدان میں آناً فاناً نابود ہو گئے۔

۶۔مرزا صاحب بموجب الہام دشمنوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح ہلاک ہوئے؟ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کس پر ہوئی؟

۷۔وہ خیر ونصرت وفتح کا وعدہ کیا ہوا؟

۸۔مرزا صاحب کی عمر جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ مہینے سے کہاں زیادہ بڑھی اور پیش گوئی کرنے والے دشمن کہاں جھوٹے ہوئے؟

۹۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی موت چاہنے والا دشمن کہاں مرزا صاحب قادیانی کی آنکھوں کے سامنے نابود وتباہ ہوا۔

۱۰۔مبارک احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی کا قائم مقام وشبیہ کہاں ہے۔ یہ سب تبصرہ میں الہامی وعدے تھے ان پر غور وفکر فرمایئے کہ کہاں پورے ہوئے؟

۱۱۔بموجب الہام حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸ نشان ۴۱ کے عمر پانے والے چار لڑکوں میں مبارک احمد بھی تھا۔ پھر وہ کیوں ۹ برس کی عمر ہی میں انتقال کر گیا؟

۱۲۔مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مباہلہ والے اشتہار ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ میں مرزا صاحب کی تحریر غور سے پڑھیئے جس میں اللہ تعالیٰ بصیر قدیر علیم وخبیر سے فیصلہ طلب کیا و دعا کی کہ،

اگر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد ہوں (وغیرہ) تو مجھے مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں ہلاک کر اور اگر مولوی

ثناء اللہ صاحب ناحق پر ہیں تو میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر اور مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما..الخ۔

اب انصاف سے اللہ تعالی کو حاضر ناظر خیال کر کے فرماویں کہ کون ہلاک و نابود ہوا اور فیصلہ کس کے حق میں ہوا؟

مرزا صاحب قادیانی نے جو قاعدہ کلیہ بنا رکھا تھا جس کو بار بار حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ:

کاذب ہلاک ہو جاتا ہے اور صادق زندہ باقی رہتا ہے،

آپ اس قاعدہ کو اس جگہ بھی کیوں نہیں مانتے؟

۱۳۔اسی طرح مرزا صاحب قادیانی کا اشتہار مندرجہ حقیقۃ الوحی در بارہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی بغور ملاحظہ فرمایئے کہ اس کا انجام کیا ہوا؟

دوسری طرف ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی اور مولوی کرامت علی دہلوی کی پیش گوئی در بارہ انتقال دیکھیں کہ کیسی پوری ہوئی؟

۱۴۔نیست و نابود کرنے والا مرزا صاحب قادیانی کا موعودہ زلزلہ کہاں ہے؟ و یا صرف قادیان ہی میں آ کر بس ہو گیا؟

۱۵۔ بنگالیوں کی دل جوئی والے قادیانی الہام پر بھی نظر ڈالئے کہ کیا پورا ہوا؟

۶۔متانت سے بعد غور و فکر ٹھنڈے دل سے معقول و مدلل جواب دے کر سمجھاویں۔ انا پ شناپ غیر متعلق گفتگو سے نہ ٹال دیں جیسا کہ بعض مرزائی لاجواب ہو کر غصہ میں کچھ کا کچھ کہہ دیتے ہیں چنانچہ ایک مرزائی الہام

انا نبشرك بغلام حليم ينزل منزل المبارك

کو جو مبارک احمد کے قائم مقام و شبیہ کی نسبت ہے، اس کو نافلہ یعنی پوتے کی طرف لگا دیا حالانکہ وہ نشان ۴۲ حقیقۃ الوحی پر علیحدہ درج ہے۔

غور کیجئے کہ ایسے دھوکوں و چالوں سے مرزا صاحب کی مسیحیت و مہدویت و نبوت کون مان سکتا ہے؟

۷۔ ان امور کا جواب باصواب آنے پر باقی امور پھر دریافت کئے جاویں گے۔ اور مرزا صاحب کے حکم عدل بننے کے بارے میں بھی ان کے دو چار درجن فیصلے کہ

پہلے کچھ فیصلہ کیا اور بعد میں اس کے مخالف کیا۔ جس طرح:

الہام شاتان تذبحان میں اول انجام آتھم میں مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد یعنی منکوحہ آسمانی کے خاوند کو دو بکریاں ٹھہرایا،

بعد میں جب عبدالرحمٰن وعبداللطیف اپنے ملحدانہ عقاید ہٹ واصرار پر کابل میں سزایاب ہوئے تو وہ دو بکریاں ان کو بنایا۔

دابۃ الارض، اول علماء کو بتاتے ولکھتے رہے،

بعد میں طاعونی کرم کو دابۃ الارض بنایا۔

پہلے جن لوگوں کی تعریف وتوصیف لکھتے رہے، بعد میں ان کو گالیاں نکالیں وغیرہ وغیرہ بھی پیش کئے جاویں گے۔

والسلام علی من اتبع الھدی۔

راقم: مرزا صاحب کا واقف حال از لاہور

اڈیٹر اہل حدیث: سائل نے جن لوگوں سے جواب طلب کئے ہیں وہ یا ان کے حکم سے کوئی اور جوابات بھیج دیں گے تو درج کر دیئے جائیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ ۷ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۸۔۱۱)

مباحثہ منصوری (۲)

ہم لوگ جلسہ مناظرہ مقام کوہ منصوری میں ابتدا سے انتہاء تک شریک رہے، جو مابین مولانا مولوی محمد یحیٰ صاحب سہسرامی اہل سنت والجماعت مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ومولوی میر قاسم علی احمدی مرزائی تاریخ ۱۴۔۱۵ ماہ نومبر ۱۹۰۹ء مطابق ۱۳۲۷ھ کو منعقد ہوا تھا۔

گفتگو روز اول حیات ووفات عیسیٰ میں اور روز ثانی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی میں ہوئی۔ جانبین کی تقریریں بہت مہذب پیرایہ میں ہوئیں۔ چونکہ کوئی ثالث مقرر نہیں تھا کہ وہ کچھ اپنا فیصلہ سناتا جس سے عوام سامعین وتمام حاضر لوگوں کو اسکا پتہ چلتا

کہ کون فریق غالب رہا اور کون مغلوب، اس لئے ہم لوگ بلا تعصب خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر یہ تمام لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ مولانا محمد یحیٰ صاحب مناظر اہل سنت کی تقریر باعتبار قوۃ دلائل و زور بحث و مضامین علیہ کے فریق مرزائی کے مناظر کی تقریر کے لحاظ سے بہت بڑھی رہی۔ چنانچہ بعد طبع ہونے کیفیت مناظرہ کے ناظرین پر ہم لوگوں کی اس رائے کا صدق بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ واللہ علی ما نقول وکیل

محمد ابراہیم سکرٹری انجمن اسلامیہ۔ شیخ محمد یعقوب صدر انجمن اسلامیہ۔ محمد عمر خان ٹھکہ دار نائب سکرٹری انجمن اسلامیہ۔ داروغہ امیر الدین صاحب (صرف ایک روز شریک ہوئے) منشی محمد شعیب ملازم، شیخ طفیل احمد سوداگر۔ آغا عبدالقیوم خان کابلی، نظیر احمد وکلن سوداگران۔ حافظ عبدالحمید سوداگر حافظ دوست محمد خان سوداگر منشی حافظ ریاض الحسن خان سوداگر۔ مولوی محمد سعید مدرس مدرسہ اسلامیہ کوہ منصوری۔ منشی محمد حسن ٹھیکیدار۔ محمد یسین ماسٹر خیاط۔ منشی محبوب خان۔ ماسٹر دین محمد خیاط۔ محمد ابراہیم بیضہ فروش بازار لندھور۔ حبیب احمد ولی محمد سوداگر منشی الٰہی بخش۔ نور احمد تمباکو فروش۔ محمد اسماعیل خان سوداگر۔ کریم بخش سوداگر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء۔ ۷ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۱۲)

لاہور میں قادیانی جلسہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ نومبر میں لاہور میں مذہبی جلسوں کی بھرمار رہی تھی آریوں نے شروع کیا۔ اہلحدیثوں نے جوابدیا۔ عیسائیوں نے حصہ لیا اوسکا بھی جواب اہلحدیثوں نے دیا۔ اس سے بعد مرزائیوں (قادیانیوں) کو بھی ہوش آیا اونھوں نے بھی اخیر دسمبر کے میں جلسہ کیا جس میں مختلف مضامین پر تقریریں ہوئیں۔ اس جلسہ میں تو ہم شریک نہ تھے اشتہار دیکھنے سے البتہ ہمیں خوشی اور افسوس دونوں لاحق ہوئے۔ خوشی تو اس بات سے ہوئی کہ قادیانیوں کے اس جلسہ میں کوئی مضمون قادیانی مشن کے متعلق دیکھنے میں نہ

آیا۔ یعنی کسی مقرر کی تقریر خاص اس مضمون پر نہ دیکھی کہ مرزا صاحب کے دعویٰ ان وجوہ سے ثابت ہیں، حالانکہ بحیثیت قادیانی مشن کے ان کا پہلا فرض یہی تھا۔ بہرحال یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ قادیانی پارٹی اپنا ضعف محسوس کر کے یا اختلاف کے بدنتائج سمجھ کر قادیانی مشن سے آہستہ آہستہ دست بردار ہونے کو ہے۔ ان شاء اللہ

افسوس بھی اس بات کا ہوا کہ تمام جلسہ میں کسی معترض کو دریافت کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ حالانکہ سابقہ سب جلسوں میں موقع ملتا رہا تھا، بہرحال جو ہوا، سو ہوا۔ اسے تو جانے دیجئے مگر اوس ضروری مقابلہ کی طرف توجہ کیجئے جس کی تحریک اخبار بدر قادیان مورخہ ۹ دسمبر میں کی گئی تھی۔ اور مخالفین قادیانی مشن کو چیلنج دیا تھا کہ اسلامی فضیلت پر مقابلہ میں لیکچر دیں جس کا ایجاب میری اور برادرم مولوی ابومحمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی طرف سے ہو چکا ہے مگر قادیانی محرک کو سانپ سونگھ گیا کہ صداء برنخواست۔ کیوں

نہ خنجر اوٹھے گا نہ تلوار اُن سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۱۲۔ مورخہ ۹ محرم ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۱۰ء۔ ص: ۴-۵)

قادیانی کذب بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اسلامی شریعت میں دعویٰ الہام کاذب سے بڑھ کر کوئی جھوٹ اور دروغ نہیں ہے اس لئے جب قادیانی اعلیٰ حضرت نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا تو اور کسی امر کی بابت ان کی شکایت بے جا ہے مگر تعجب ہے کہ اعلیٰ حضرت آنجہانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی کذب بیانی جماعت قادیانی میں یہاں تک اثر کر گئی ہے کہ ہر ایک فرد ان میں کا کذب بیانی میں طاق ہے۔

عرصہ ہوا کہ آنجہانی نے ایک قصیدہ عربی غلط در غلط لکھ کر اوسکا نام قصیدہ اعجازیہ رکھا تھا اور دعویٰ کیا تھا کہ اس کے مقابلہ کا نہ بن سکے گا مگر الحمدللہ کہ اوسکا جواب اعلیٰ حضرت کی زندگی ہی میں اوس سے اچھا اخبار اہلحدیث امرتسر میں چھپ گیا۔ اوس سے بعد قادیان سے صدا برنخواست۔ اب شائد یہ سمجھا کہ لوگ اصل بات بھول گئے ہونگے اس لئے بدر میں ایک بڑ ہانک دی گئی کہ۔

''حضرات ناظرین کو معلوم ہے کہ میرے سید و مولیٰ نے کئی سو اشعار کا ایک قصیدہ لکھ کر بطور تحدی شائع کیا تھا اور تمام علماء وفضلاء کو چیلنج دیا تھا۔ کہ اگر کسی میں طاقت ہے۔ تو اس کا جواب دے اس قصیدہ کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکا۔'' (اخبار بدر۔ قادیان۔ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

دانا جانتے ہیں کہ جب ہائی کورٹ میں فیصلہ ہو جائے تو وہی آخری فیصلہ سمجھا جاتا ہے ہائی کورٹ کا مغلوب فریق غالب سے نہیں کہہ سکتا کہ منصفی میں تو میرے حق میں فیصلہ ہوا تھا۔ ٹھیک اسی طرح (بفرض محال) اگر مرزا صاحب کے مقابلہ میں کسی شخص نے قصیدہ نہ بھی لکھا ہوتا اور مرزا صاحب صوری اور معنوی چودھویں صدی کے متنبّی ہوتے تو بھی کیا نتیجہ تھا جب کہ وہ خدائی ہائی کورٹ میں شکست یاب ہو چکے۔ جس سے اُن کے مشن کا ٹکرہ ٹکرہ اڑ گیا اور اینٹ سے اینٹ بجائی گئی۔ آہ! وہ دن (۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء) بھی کیسا بابرکت روز تھا جس روز مرزا صاحب نے میرے حق میں فیصلہ شائع کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری (یعنی مرزا قادیانی کی) زندگی میں طاعون اور ہیضے سے نہ مریگا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہونگا۔ یعنی فریبی، مکار، دغاباز، مفتری علی اللہ سمجھا جانے کے قابل ہونگا۔ آخر کیا ہوا؟

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۱۴۔ مورخہ ۲۳ محرم ۱۳۲۸ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۱۰ء ص:۳)

قادیانی کذب بیانی درستہ ضروری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ ماہ جون ۱۹۰۹ء میں بمقام رامپور ہز ہائینس نواب صاحب کے سامنے جو قادیانی جماعت سے مناظرہ ہوا تھا، بفضلہٖ تعالیٰ قادیانی جماعت پر ایسی ذلت طاری ہوئی تھی کہ قادیانی پارٹی رامپور سے بھاگتی ہوئے رامپور کو مخاطب کر کے کہتی جاتی تھی

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

یہاں تک کہ قادیانی اخبار الحکم نے بھی دبی زبان سے اس ذلت کا اقرار کیا تھا۔ چاروں طرف سے پھٹکار پڑی تو چار وناچار مولوی محمد احسن صاحب امروہی (مناظر) نے ایک چال نکالی کہ رامپور کے مباحثہ کی کیفیت مع اپنی پہلی تقریر کے ایک رسالہ کی صورت میں شائع کی جس کا نام ہے

''ستہ ضروری بتقریب مباحثہ رامپوری''

اس میں کچھ تو ہز ہائینس نواب صاحب رامپور پر حملے کئے اور کچھ شریک جلسہ علماء کرام پر اور بقیہ اس خاکسار پر۔ خاکسار پر حملے کرنے کا بقول:

بلائیں زلفِ جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

ان کو حق حاصل تھا مگر نواب صاحب اور دیگر علماء پر حملہ کرنا بالکل بے جا ہے۔ خیر اس کی بھی وجہ شائد وہی ہو جو حدیث شریف میں آئی ہے لعن الله العقرب لاتدع مصليا ولا غيره جس کا مطلب اس شعر میں لکھا گیا ہے:

نیش عقرب نہ از پئے کین ست
مقتضائے طبیعتش این ست

مگر افسوس ہے کہ آپ نے بڑی چالا کی یا ابلہ فریبی یہ کی کہ ایک تقریر ایسی نقل کی جو اوس وقت نہ فرمائی تھی۔ بلکہ اپنی اور منشی قاسم علی دہلوی کی تقریروں سے جو دوسرے اور تیسرے روز کی تھیں ایک معجون مرکب بنا کر چھاپ دی۔ جس کا نتیجہ صاف ہے کہ مولوی احسن صاحب گویا تسلیم کرتے ہیں کہ اونکی وہ تقریر جو دربار رامپور میں ہوئی تھی واقعی ٹھیک نہ تھی۔ ہم اس کے فیصلہ کی ایک صورت پیش کرتے ہیں۔

صفحہ ۴۵ پر جو میری کتب ''تبر اسلام'' کے حوالہ سے میرا نام لے کر عبارت نقل کی ہے اس کی بابت مولوی سید سرور شاہ صاحب مقیم قادیان شریک جلسہ مناظرہ اور منشی قاسم علی دہلوی مرزائی شریک بلکہ سپہ گر حلفیہ شائع کریں کہ یہ عبارت پہلے پرچے میں تھی جو مولوی محمد احسن صاحب نے پڑھا تھا۔ اگر یہ دونوں صاحب حلفیہ بیان شائع نکرینگے تو بس یہی ایک دلیل اس دعویٰ کی کافی ہے کہ یہ تقریر احسن صاحب نے بعد میں بنا کر شائع کی ہے اور ابلہ فریبی کرنے کو اس تقریر کو تقریر اول اور اپنی ظاہر کیا ہے۔

علاوہ اس کے اس تقریر میں ایسے الفاظ اور محاورات بھی پائے جاتے ہیں جو مولوی احسن صاحب کی زبان سے مانوس نہیں۔ مثلاً صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں ''اردو زبان کے لٹریچر میں''۔ یہ محاورہ احسن صاحب کی اردو کا نہیں ہوسکتا۔ جن لوگوں کو مولوی احسن صاحب سے تعارف ہے وہ اس بات کو جان سکتے ہیں کہ اس قسم کے انگریزی الفاظ مدخلہ احسن کے منہ سے احسن نہیں ہو سکتے بلکہ نکل بھی نہیں سکتے۔ یہ بھی ایک سراغرسانی کا طریق جس میں خدا کے فضل سے اس خاکسار کو ملکہ ہے۔

مولوی محمد احسن امروہی صاحب باوجود بڑھاپے کے اتنا جانتے ہیں کہ میری یہ تقریر قابل اعتبار نہوگی کیوں کہ خود ہی صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں

''تقریر غیر مصدقہ قابل اعتبار نہوگی''

اس لئے بڑی ہوشیاری بلکہ دلیری سے فرماتے ہیں:

''یہ تقریر حسب شرائط کے غیر مصدقہ ہے۔ ہم مخالفین کو بھی اجازت دیتے ہیں کہ وہ بھی اس کا جواب غیر مصدقہ شائع کردیں۔'' (صفحہ ۱۳)

ناظرین! دیکھئے کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم نے جو جھوٹ بولا ہے ہمارے مقابلہ میں تم بھی جھوٹ بول لو۔ لیکن جو شخص انجمن صادقین کا ممبر بلکہ سکریٹری ہو، اسے

کیا پڑی کہ وہ تمہارے بگوڑھوں کو ذلیل کرنے کے لئے جھوٹ بولے۔ اوس کے لئے یہ بس نہیں کہ تمہارے ہی جھوٹ کا اظہار کر کے تم کو رسوا کرے۔ پس آپ اپنا جھوٹ سنئے!

صفحہ ۷ پر آپ مجھ کو مخفی مناظر قرار دیتے ہیں اور صفحہ ۱۱ پر ۱۳ جون کے خط کا ذکر کر کے اوس کی تحریر کو میری طرف نسبت کرتے ہیں حالانکہ میں ۱۴ جون کو رامپور پہونچا تھا۔ اور ۱۳ جون کا خط بحضور نواب صاحب مجھ سے پہلے پیش ہو چکا تھا، مگر آپ اوسکو میری طرف منسوب کرتے ہیں تو کیا یہ دروغ بے فروغ نہیں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اور شرکاء جلسہ عموماً اور جناب حافظ احمد علی خان صاحب مہتمم جلسہ خصوصاً شہادت دے سکتے ہیں کہ شرائط کے تصفیہ میں میرا کوئی دخل نہ تھا، بلکہ مجھے کوئی خبر نہ تھی کہ شرائط کیا ہیں۔ بلکہ جہانتک مجھے یاد ہے یہی چرچا تھا کہ جس طرح حضور نواب صاحب فرماوینگے وہی ہوگا اور وہی فیصلہ ہے۔ چنانچہ اسی خیال سے جس روز صبح مباحثہ تھا شب کو علماء حضور میں باریاب ہوئے تو حضور نے دریافت فرمایا، مباحثہ کس مضمون پر ہوگا۔ میں نے کہا یہ بھی خود ایک مضمون قابل بحث ہے کہ مباحثہ کس مضمون پر ہوگا۔ فریقین کے وجوہات سن کر حضور جو فیصلہ فرمادینگے اوسی مضمون پر ہوگا۔ نواب صاحب نے فرمایا اچھا صبح کو سہی۔ چنانچہ ہم خوشی خوشی آئے اور وجوہات اس مضمون کے جمع کئے کہ مباحثہ مرزا صاحب کے الہامات پر ہونا چاہئے۔ مگر حضور نواب صاحب جب جلسہ میں رونق افروز ہوئے تو آتے ہی قادیانی جماعت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''بسم اللہ''۔ یہ سنتے ہی مولوی احسن صاحب نے کھڑے ہو کر رام کہانی شروع کی۔ شروع کیا کہ خدا معلوم حق کا خوف تھا یا دربار کا رعب۔ ایسے مبہوت تقریر کرتے تھے کہ خود ان کے حواشی بھی خوش نظر نہ آتے تھے۔ اوسی بھدی تقریر کو اب ادھر اودھر سے مرکب مزین کر کے آپ اپنے نام سے شائع کرتے ہیں اور وعید خداوند سے نہیں ڈرتے یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا اس کے مقابلہ میں میری تقریر کا نام تک نہیں لیتے بلکہ چند اشعار جو میں نے بطور لطف سخن حسب موقع پڑھے تھے بعض کو صحیح بعض کو غلط ایک جا جمع کر دیا۔ گویا یہ جتلایا کہ ثناء اللہ نے ہمارے جواب میں بس یہ اشعار پڑھے تھے اور کچھ نہیں۔ کیسا سفید، نہیں سیاہ جھوٹ ہے۔ اگر جواب کچھ نہ تھا

تو دوسرے روز تم نے کاہے کا جواب دیا تھا۔ پھر تیسرے روز کیا کتھا سنانے آئے تھے۔ پھر میری پہلی تقریر کے بعد مولانا احمد حسن صاحب نے علماء موجودین سے کیوں استفسار کیا تھا کہ جواب پورا ہوا یا نہیں؟ جس کے جواب میں سب نے بیک زبان کیوں کہا تھا کہ جواب کافی دیا گیا ہے۔ پھر کیوں حضور نواب صاحب نے اپنے سرٹیفکیٹ میں تحریر فرمایا:

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا مدعا ثابت کر دیا۔"

مولوی محمد احسن امروہی صاحب کی تعلّی اور انانیت کی یہ مثال کافی ہے کہ صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں کہ فریق ثانی نے مولوی ثناء اللہ کا نام اس لئے ظاہر نہ کیا تھا کہ علماء جماعت احمدیہ اوسکا نام سن کر بسبب اوسکے نا قابل خطاب ہونے کے اوس کو اپنا مقابل ومخاطب نہ کرینگے۔"

اس کلام کے دو نتیجے ہیں (۱) یا تو مولوی احسن صاحب دل سے مرزا قادیانی کو جھوٹا جانتے ہیں کیوں کہ جس کو مرزا صاحب آنجہانی نہ صرف مخاطب ہی بنا دیں بلکہ اخیر دم تک اُس سے جانبازی کی شرط لگا دیں جس کے مقابلہ میں اخیر میدان میں ناکام رہیں، وہی شہسوار مولوی احسن صاحب کے قابل خطاب نہو تو اس سے کیا یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوسکتا کہ مولوی صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کی سخت غلطی ہی نہیں بلکہ بے وقوفی تھی کہ ایسے نا قابل خطاب کو قابل خطاب ہی نہیں بلکہ ایسا صحیح مخاطب بنایا کہ تمام دنیا کو اوس کے خطاب کے نتیجہ کا منتظر رہنے کا اعلان دیا۔

(۲) دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ مولوی احسن صاحب شائد مرزا آنجہانی سے اپنے آپ کو زیادہ بزرگ، زیادہ اہل علم، زیادہ عالیشان سمجھتے ہیں کہ جو لوگ مرزا صاحب کے قابل خطاب بلکہ مخاطب تھے وہ بھی مولوی صاحب کے قابل خطاب نہیں۔ گویا مرزا صاحب اور مولوی صاحب کی مثال بالکل ایسی ہوئی کہ مولوی صاحب گویا بی اے کی جماعت میں ہیں اور مرزا صاحب پرائمری میں۔ اس لئے پرائمری والے مرزا صاحب سے تو مخاطب ہو سکتے ہیں مگر مولوی صاحب کے قابل خطاب نہیں۔ لیکن دانا سمجھ سکتے ہیں کہ مرزائی مذہب میں اس سے بڑھ کر کفر نہیں کہ کوئی شخص خصوصاً مرزائی ہو کر مرزا صاحب سے برتری کا مدعی ہو، کیوں کہ مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کا قول ہے

ان قدمی علیٰ منارۃ ختمت بہا کل رفعۃ (خطبہ الہامیہ)

(میرا قدم ایسے منارہ پر ہے جس پر تمام مراتب کی بلندیاں ختم ہیں)

ایک بڑی قوی وجہ قادیانی پارٹی کے شکست یاب ہونے کی خود ہی کتاب سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے میری تقریر کو ہضم کیا سو کیا، مگر غضب تو یہ کیا کہ میرے سوالات کو بھی اور ہی رنگ میں دکھا کر اون کے جوابات نئے پیرائے میں دیئے ہیں جو مجلس میں نہ دیئے تھے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو جواب مجلس میں دیئے گئے تھے اُن کو مولوی صاحب بھی کافی نہیں جانتے۔ اسی لئے نئے جواب نئی صورت میں بنا کر پیش کرتے ہیں مگر دانا جانتے ہیں:

مشتے کہ بعد از جنگ یاد آئد بر کلۂ خود باید زد

اسی رسالہ میں ایک عجیب قسم کا معجزہ آپ نے لکھا ہے صفحہ ۵۶ پر لکھتے ہیں کہ مولوی احمد حسن امروہی نے حضرت مرزا قادیانی سے مباہلہ کیا تھا تو اُن کی بیوی ایک نواسی اور نواسہ مر گئے۔ (واہ واہ کیا معجزہ ہے مگر پھر بھی لوگ مرزا صاحب کو دجال ہی کہتے ہیں)

محمد احسن امروہی صاحب! آپ تو بڈھے ہیں اس لئے ممکن ہے آپ کو ذہول ہو۔ ہم آپ کو بتلا دیں کہ بڑے میاں خود اپنے اشتہار تبصرہ میں لکھتے ہیں کہ مباہلہ یہ نہیں ہوا کرتا کہ کرنے والا تو زندہ رہے اور اس کے ناکردہ گناہ بچوں پر وبال پڑے۔ ایسا کہنا قرآن شریف کے خلاف ہے۔ پس مولانا احمد حسن کی زندگی میں مرزائی معجزہ کیسا۔

ہاں یاد آیا کہ بڑا معجزہ قابل بیان تو یہ تھا، جو بالکل ٹھیک اور بے داغ سچا اعجاز ہے، جس پر کسی مخالف موافق کو محل کلام نہیں۔ جس میں مرزا صاحب قادیانی کی دعا حرف بحرف قبول ہوئی۔ اللہ اللہ! ایسی قبول ہوئی کہ کبھی کسی کی نہ ہوئی ہوگی۔ وہ کیا سب کو معلوم ہے کہ

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

رسالہ مذکورہ دیکھنے کے بعد ہمیں امید ہوئی کہ جناب حافظ احمد علی صاحب مہتمم مناظرہ رامپور بھی تقریریں شائع کرنے کی اجازت سرکار سے حاصل کرینگے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۱۵۔ مورخہ ۳۰ محرم ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۱۰ء ص:۴-۶)

مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی جواب دیں

مرالہ (ضلع سیالکوٹ) میں جس طرح یہ خاکسار تبدیل ہوکر آیا ہوا ہے۔ اسی طرح چند دیگر مرزائی بھی آئے ہوئے ہیں جن سے عموماً نوک جھونک ہوتی رہتی ہے۔ لیکن آج کل وہ ایک خاص امر کا اظہار بڑے فخر سے کرتے پھرتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوجہل آپ کی نبوت سے منکر رہا اور اوس کا بیٹا مسلمان ہوگیا۔ اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا حال ہے۔ یعنی مولانا ممدوح آج تک مرزا صاحب کے مخالف رہے مگر آج کل اُنہوں نے اپنے چھوٹے لڑکے کو قادیان کے سکول میں داخل کرادیا ہے جس سے مولانا ممدوح کا مرزا صاحب کی طرف رجوع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چونکہ وہ ہروقت ہمارے سامنے یہی نظیر پیش کرتا ہیں اس لئے عرض ہے کہ آپ یا مولوی محمد حسین صاحب اس معاملے کی اصلیت سے پبلک کو آگاہ کریں تاکہ بدگمانی دور ہووے۔

فقط احقر العباد۔ قائم الدین نقشہ نویس۔
از ہیڈ مرالہ دفتر نہر اپر چناب ڈویژن اول ضلع سیالکوٹ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۷۔ نمبر ۱۵۔ مورخہ ۳۰ محرم ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۱۰ء ص: ۶)

جواب استفسار متعلق قادیان

مندرجہ اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۱۱رفروری ۱۹۱۰ء مطابق ۳۰ محرم ۱۳۲۸ھ
از مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی

میرے پانچ لڑکے یکے بعد دیگرے علم عربی و دینی پڑھنے میں کوتاہی اور آخر

صاف انکار اور مخالفت احکام شریعت پر اصرار کرنے کی سبب میری اطاعت سے خارج اور عاق ہوگئے (جس کی تفصیل میرے مضمون ''عقوق'' میں ہو چکی ہے) جو رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ میں درج ہے (اور وہ جلد عنقریب شائع ہوگی)۔

انہی کی دیکھا دیکھی باقی ماندہ دو نابالغ لڑکے جو ایک مڈل کی دوسری میں اور دوسرا تیسری میں پڑھتا ہے اور گھر میں میرے جبر سے، نہ اپنے شوق سے، صرف ونحو کی کتابیں پڑھ کر قرآن اور حدیث پڑھنے لگ گئے تھے، گھر سے بھاگنے اور آوارہ پھرنے لگ گئے ہیں۔

اور ان میں سے ایک (بڑا لڑکا ابواسحٰق نامی) اب تک آوارہ پھرتا ہے اور اس کا پتہ نہیں لگتا۔ دوسرا (چھوٹا عبدالباسط نامی) لڑکا قابو آیا تو منشی یعقوب علی ایڈیٹر الحکم نے اس کا حال سن کر ہمدردی کا اظہار اور اپنے سکول کے تعلیم وانتظام کی تعریف کر کے اصرار کے ساتھ کہا کہ آپ ان کو چند روز کے لئے ہمارے سپرد کر دیں اور آپ دیکھیں ہم ان کو کیسا قابو میں لاتے ہیں۔

اس سکول کے انتظام وتعلیم کی تعریف میں نے خارجا بھی سنی۔ بعض سرکاری ملازموں نے بھی کی۔ اور انسپکٹر سررشتہ تعلیم کی رپورٹ کی شہادت دی۔ یہ سن کر میں نے اس چھوٹے لڑکے کو ان کے سپرد کر دیا۔ اور بڑے لڑکے کی تلاش میں وہ خود لگے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ میں نے ان سے یہ شرط کر لی ہے کہ اپنے خاص مذہب مرزائی یا احمدی کے عقائد کی ان کو تعلیم نہ دیں جس کو اُنہوں نے قبول کر لیا۔ اور اس کا پختہ وعدہ دیا۔ ساتویں جماعت کی تعلیم مذہبی میں بانی مذہب کا لکچر مہوتسو اور حمامۃ البشری لغات صفحہ ۱۰ داخل تھا میرے کہنے سے انہوں نے اس لڑکے کی تعلیم سے اس کو بھی نکال دیا اسٹاف (ارکان) سکول اور بورڈنگ کے حسن تدبیر ونگرانی ولطف سے لڑکے کا دل وہاں تعلیم پر اچھی طرح لگ گیا اور اس کی اوارگی جاتی رہی۔ عید کے موقعہ پر وہ میرے بلانے سے اپنے گھر آیا تو ایک دن سے زیادہ نہ ٹھیرا۔ اور بولا کہ میری تعلیم کا حرج ہوگا۔

اس حسن انتظام وتعلیم کی وجہ سے اس سکول میں اور لڑکے بھی تعلیم پاتے ہیں۔ وہ اور اُن کے والدین اس فرقہ کے عقائد سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ بعض لڑکے ہندو بھی

ہیں، جن کے والدین کو اسلام سے بھی تعلق نہیں۔

ان کے اس احسان و ہمدردی کے ساتھ اب بھی میں اس فرقہ کی عقاید کا ایسا مخالف ہوں جیسا کہ پہلے تھا۔ اس امر کا مصدق شاہد عدل میرا رسالہ اشاعۃ السنہ اور آئندہ بھی ہمیشہ انشاء اللہ رہے گا۔ حال میں جو جلد ۲۲ شائع ہوگی اس مخالفت کی کافی دلیل ہے۔

بایں ہمہ کوئی مجھ پر تہمت کرے کہ میں نے عقائد مذہب مرزائی کی طرف رجوع کیا ہے تو میں اس کے جواب میں بجز لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہوں۔

ہاں یہ سوال ضرور ہوگا کہ پنجاب و ہندوستان میں بہت سے مدارس اہل سنت واہلحدیث ہیں ان کو چھوڑ کر لڑکے کو وہاں کیوں بھیجا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت سے مدارس اہل السنہ اہلحدیث کا امتحان کر چکا ہوں ان میں کوئی بھی ان آوارہ لڑکوں کی اصلاح نہ کر سکا۔ میں نے پہلے ایک لڑکے عبدالرشید نامی کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے سپرد کیا پھر اس کو مدرسہ میں آرہ بھیجا۔ پھر دو لڑکوں احمد حسین و محمد اطہر کو مدرسہ اہلحدیث لکھو کے علاقہ فیروز پور میں ایک مدت تک رکھا پھر ان دونوں کو مدرسہ آرہ میں ایک مدت تک رکھا۔ پھر ایک لڑکے عبدالشکور نامی کو امرتسر کے مدرسہ ثنائی (۱) میں سپرد کیا پھر ایک لڑکے عبدالنور کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے سپرد کیا اور پھر اس کو تعلیم کے واسطے مدرسہ حمایت الاسلام کے سپرد کیا اور بودوباش اور نگرانی کے لئے مولوی عبدالعزیز سکریٹری مجلس اہلحدیث کے مکان پر رکھا۔ ان مدارس سے کسی مدرسہ میں ان لڑکوں کی تربیت و تعلیم نہ ہوئی۔ جو قادیان میں اس چھوٹے لڑکے کی ہو رہی ہے تو مجبور و ناچار ہو کر منشی یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم کی دوستانہ درخواست و اصرار پر لڑکے کو قادیان بھیج دیا جس کا نتیجہ اس وقت تک خاطر خواہ نکل رہا ہے ومعہذا مجھے اس اپنے تجویز پر اصرار نہیں اب بھی کوئی مدرسہ یا تعلیم گاہ اس لڑکے کی تعلیم انگریزی کا (جس کی زیادہ خواہش لڑکے کو ہے) اور تعلیم عربی کا (جس کے لئے میری دلی تمنا ہے) اور اس کی تربیت اور نگرانی کا ذمہ دار ہے۔ تو میں اس مدرسہ میں لڑکے کو بھیجنے کے لئے تیار ہوں اور جو بورڈنگ وسکول قادیان میں خرچ دیتا ہوں جس کی اوسط چھ روپیہ ماہوار ہے وہی دوسری تعلیم گاہ میں دینے کو حاضر ہوں۔ بشرطیکہ اس کا انتظام و تعلیم قادیان سکول سے بڑھ کر نہ ہو تو کم بھی نہ ہو برابر ہو۔

راقم ابوسعید محمد حسین بٹالوی۔

(۱) ایڈیٹر اہل حدیث: اس جواب سے سائل کا سوال بجائے رفع ہونے کے پختہ ہوتا ہے۔ مانا کہ آپ مخالف ہیں مانا کہ قادیانی مشن نے اپنی تعلیم نہ دینے کا وعدہ کیا ہے لیکن اثر صحبت سے تو انکار نہیں۔ کیا لاہور جیسے آباد شہر کے اسلامیہ اسکول میں لڑکے کا دل نہ لگا اور قادیان جیسے کور دہ میں لگ گیا۔ این چہ بوالعجبی ست

خیر مارا چہ ازیں قصہ۔ ہاں سائل کا اصل جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے خاص مولوی صاحب کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ آخر کار مجھ پر ایمان لاوینگے کسی لڑکے کا ذکر نہیں تھا پس جب تک مولوی صاحب مخالف ہیں مرزا کی پیشگوئی غلط ہے اولاد کے افعال کا اثر باپ پر اوسی قدر ہے جس قدر مرزا جی کی بڑی اولاد کا اُن پر جن کو مرزا صاحب اپنی اولاد ہی نہ جانتے تھے۔ فافہم۔

مولوی صاحب ہم سے پوچھیں تو ندوہ کے دار العلوم میں لڑکے کو بھیج دیں۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۱۷۔ مورخہ ۱۴ صفر ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۱۰ء ص:۱۰)

قادیانی فرار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ قادیانی پارٹی کے آرگن بدر نے تجویز پیش کی تھی کہ ہمارے مخالف ہم سے مقابلہ میں لیکچر دیں، پھر دیکھیں اثر کے لحاظ سے کون اول رہتا ہے۔ یہ بھی لکھا تھا کہ ہماری جماعت کو خدا نے خاص اثر بخشا ہے، پھر اگر ہم گمراہ ہیں تو یہ اثر کیوں ہے؟

اس مقابلہ کے الفاظ تو عام تھے مگر بعض اشارات خاص مجھ پر تھے اسلئے میں نے اس دعوت کو فوراً قبول کیا اور برادرم مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اس کی تائید میں اپنی آمادگی ظاہر کی۔ مگر میں نے پیشگوئی بھی کر دی تھی کہ قادیانی بھگوڑے کبھی سامنے نہ آئیں گے کیوں؟

نہ خنجر اوٹھے گا ، نہ تلوار اُن سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

الحمدللہ کہ میری پیشگوئی سچی نکلی۔ آج تک قادیانی پارٹی
چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند۔

مرزائیو! یادرکھو تمہاری چالوں سے ہم خوب واقف ہیں اگر کچھ سکت رکھتے ہو تو سامنے آؤ۔ ورنہ

اب دام مکر اور کسی جا بچھایئے
بس ہو چکی نماز مصلّا اوٹھایئے

کیا اخبار الحکم قادیان اس پر کچھ لکھے گا؟ کیوں؟
"یکے دزد باشد، دگر پردہ دار"

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۱۸۔ مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۲۸ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

قادیانی کذب بیانی اور انعامی اعلان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن اور اس کے بانی کی عادات کو جاننے والوں سے یہ مخفی نہ ہوگا کہ ان کا عام اصول ہے:

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

اس لئے ان کی کسی بات کا اعتبار نہیں ہوسکتا جب تک اوس کی تحقیق نہو جائے۔ قرآن مجید بھی اس مشن کی بابت یہی ہدایت کرتا ہے:

"ان جاء کم فاسق بنباء فتبیّنوا
کوئی بے اعتبار آدمی تمہارے پاس خبر لائے تو اُس کی تحقیق کرلیا کرو۔"

دنیا میں مذہبی، تمدنی، معاشرتی، اخلاقی غرض ہر صیغے میں اختلاف ہے۔ پہلے بھی تھا اور آئندہ بھی رہے گا۔ لیکن صدق و کذب کی خوبی اور مذمت میں کسی کا اختلاف

نہیں۔ الا قادیانی مشن کا۔ کہ اون کا دارو مدار ہی کذب پر ہے بلکہ یوں کہنا کہ اشاعت کذب ہی اس مشن کی غرض ہے کوئی بے جا نہیں۔

ہم اگر دعویٰ کو واقعات صحیحہ سے ثابت نہ کردیں تو پھر ہم میں اور اُن میں کیا فرق ہوگا۔ اس لئے گذشتہ واقعات بالاجمال بیان کر کے حال کا واقعہ پیش آمدہ بالتفصیل بیان کرینگے۔

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کا دعویٰ الہام، نبوت، رسالت، ابنیت خدا، برتری از جمع اولیاء انبیاء (دیکھو خطبہ الہامیہ قدمی علی منارة ختمت بها کل رفعة، صفحہ ۳۵) کو جانے دیجئے جو مذہبی رنگ میں ہیں۔ ہم ایسے امور پیش کرتے ہیں جو مذہبی نہیں بلکہ واقعات میں اخلاقی رنگ رکھتے ہیں۔

(۱) مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری کی بابت آنجہانی نے کئی ایک مقامات پر لکھا کہ مولوی صاحب موصوف نے مجھ سے مباہلہ کیا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا چنانچہ وہ مر گیا، بس یہی میرے صدق کی دلیل ہے۔ حالانکہ اس کا کہیں ثبوت نہیں۔

(۲) مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم علی گڈھی کی بابت لکھا کہ مولوی صاحب موصوف نے کہا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا چنانچہ وہ مر گئے یہی میری سچائی کی دلیل ہے۔ حالانکہ اس کا ثبوت نہیں۔

(۳) خاکسار کی بابت لکھا کہ تیرا گذارہ کفن فروشی پر ہے۔ (دیکھو اعجاز احمدی، صفحہ ۲۳) حالانکہ نہ میں کسی مسجد کا امام ہوں نہ کبھی تھا نہ ہونگا۔ ان شاء الله۔

ان تینوں باتوں کی ثبوت اوس کی زندگی میں طلب ہوئے انعامی اشتہارات دیئے۔ مگر صدائے برنخواست۔ اب بھی ہم **انعامی اعلان** دیتے ہیں کہ کوئی مرزائی ان تینوں باتوں کا ثبوت ہم کو دکھادے تو فی امر ایک ایک **سو روپیہ انعام** ہم سے لے۔ متعدد ہوں تو آپس میں بانٹ لیں۔ یہ ضروری تھا کہ گرو کی عادت کا اثر چیلوں میں ہو اس لئے مرزائی بھی اس عادت سے خالی نہ رہ سکے۔

۴- قادیانی بدر نے کئی ایک دفعہ لکھا کہ خاکسار نے عدالت میں بیان دیا کہ:

"شریعت اسلام کے مطابق جھوٹ بولنے سے آدمی کے تقویٰ میں کوئی فرق نہیں آتا گویا جھوٹ بھی بول لو اور متقی کے متقی بھی بنے رہو۔"

ادھر سے ہمیشہ اس دعویٰ کا ثبوت مانگا گیا مگر ثبوت دینا اون کے مذہب میں وہی حکم رکھتا ہے جو کسی بخیل کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کنوئیں میں گر پڑا لوگوں نے کہا ہاتھ دے تو نکل آ۔ اس نے ہاتھ کھینچ لیا کہا کہ دینا تو میں جانتا نہیں۔ آخر کار ایک دانا نے کہا ہاتھ لے اور نکل۔ بس وہ لینے کے نام سے نکل آیا۔ یہی حال قادیانی مشن کا ہے۔ ثبوت دینا تو جانتے ہی نہیں۔ آنجہانی نے تمام عمر اسی پالیسی میں گذاری۔ بدر سے بارہا اس کا ثبوت مانگا گیا۔ ۱۸۔ فروری کے اہل حدیث میں بھی یہی تقاضا کیا گیا کہ جس مقدمہ میں میں نے یہ شہادت دی تھی اوسکی مسل سے میرے اصلی الفاظ شائع کردو نہیں تو جھوٹوں کی سزا سے ڈرو۔

خیر یہ تو ہیں گذشتہ واقعات۔ تازہ واقع سنئے:

جناب مولانا عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی کی نسبت قادیانی اخبار بدر نے ۲۴ فروری کے پرچے میں ایک مضمون لکھا ہے جو یہ ہے:

حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی نے احمدیوں کو دعوت دی

کچھ عرصہ ہوا کہ حافظ عبدالمنان صاحب مشہور اہل حدیث نے اپنے پوتے کے عقیقے کی تقریب پر اپنے احمدی بھائیوں کو خصوصیت کے ساتھ مدعو کیا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیوں کہ آخر اتنی مدت قرآن وحدیث پڑھا پڑھا کے اور پھر احمدیوں کا طرز عمل وایثار واخلاق (مرزائیوں کی بدخلقی، کج دلی اور خود غرضی کی داد تو مرزا صاحب خود بھی دیتے ہیں۔ دیکھو اشتہار ملحقہ برسالہ شہادت القرآن) دیکھ دیکھ کر اگر آپ اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہوں کہ احمدیوں سے بڑھ کر کوئی سنت نبوی کا تابع اور کوئی متبع قرآن مجید اور پکا موحد نہیں تو اس میں غضب کونسا آگیا۔ کیوں کہ جہاں اہل حدیث نے پیر پرستی قبر پرستی کا ایک حد تک استیصال کیا ہے وہاں احمدیوں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور ایک شرک عظیم سے نہ صرف خود توبہ کی بلکہ ایک جہاں کی توبہ کرادی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق چند باتیں تھیں

(۱) انکا لا یزول ولا یحول ہونا

(۲) عالم الغیب (۳)

مردوں کو زندہ کرنے والا
(۴) فیھا تحیون اور ولکم فی الارض مستقر کے خلاف آسمان پر دو ہزار برس سے جا گزیں ہونا
(۵) خاتم النبین سید المرسلین صلعم سے بڑھ کر قوت قدسیہ رکھنا کہ تمام جہاں کو مسلمان بنا دے گا
(٦) بعض آیات قرآنی کا ناسخ ہونا مثل "لا اکراہ فی الدین" و "حتی یعطوا الجزیة" وغیرہ ذلک

اور کچھ مسیح الدجال کے متعلق کہ وہ مینہ برسانے مردے کو زندہ کرنے پر قادر ہوگا اور خزانے اس کے تابع ہو جاویں گے۔ غرض ایسی باتوں کو جو صریح آیات قرآن و احادیث سید الانس والجان کے خلاف ہیں۔ ایک باعزت کامل الایمان مومن کب اپنے عقیدہ میں شامل رکھ سکتا ہے۔ پس جو مومن جماعت یہاں تک کہ موحد ہو کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام ایک خدا کے نبی کے متعلق بھی کوئی شرک انگیز بات اپنے عقیدہ میں شامل نہیں رکھ سکتی اور جس جماعت کا ایمان:

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہو اور جو خاتم النبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کا (جو قرب قیامت کے متعلق تھیں) پورا ہونا جزو ایمان قرار دیتی ہو اگر اس سے تحابب وتہادی کا سلسلہ جاری نہ ہو تو پھر کس سے ہو۔

میرے خیال میں وہ لوگ بہت غلطی پر ہیں جو حافظ صاحب کو مہتم کر رہے ہیں اور ان کے پہلے فتویٰ اس کے متعلق یاد دلا رہے ہیں کہ مرزائیوں سے سلام بھی جائز نہیں چہ جائیکہ ان کی دعوت مسنونہ کی جائے اور بڑی عزت واحترام سے خود ان کا استقبال کیا جاوے کیوں کہ انسان آخر انسان ہے ممکن ہے وہ پہلے کوئی رائے غلطی سے دے اور بعد ازاں اس سے رجوع کر لے۔ حافظ صاحب مکرم کو بھی اس پر جھنجھلانے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مخلوق کی خالق کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ مولوی حافظ غلام رسول صاحب احمدی

آپ کے پرانے رفیق ودوست اب بھی اسی وزیرآباد میں موجود ہیں۔ وہ ہر طرح آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں اور خود ان کا نمونہ اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون۔

وزیرآبادی جماعت کو چاہئے کہ وہ بھی حافظ عبدالمنان صاحب کو اپنی دعوتوں میں مدعو کیا کریں۔'' (اخبار بدر۔قادیان ۲۴ فروری۔۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیا یہ ممکن تھا کہ بحکم آیت موصوفہ (ان جاء کم فاسق بنباء) ہم اس خبر کو بے تحقیق ہی مان لیتے! نہیں، اس لئے ہم نے جناب حافظ صاحب موصوف کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ اصل حال کیا ہے۔ صاحب ممدوح نے ہم کو اصل حال سے اطلاع فرمائی۔فرماتے ہیں کہ:

''بدر کو دیکھا، یہ الزامات اپنے برخورداروں کی وجہ سے مجھ پر چسپاں ہوتے ہیں۔ میں نے مرزائیوں کو دعوت نہیں کی، بلکہ عزیز عبدالجبار کو سخت منع کیا،لیکن اس نے میرا کہنا نہیں مانا۔اس دعوت کا منتظم وہ خود اپنی طرف سے تھا، میں نے دعوت میں کسی قسم کا شمول اپنا نہیں رکھا تھا، نہ ان لوگوں سے مصافحہ کیا، نہ اون کی کسی نوع کی خاطر کی، بلکہ جمعہ میں مرزا اور مرزائیوں کی سخت تردید کی۔ عبدالجبار نے جب دعوت کی فہرست بنائی تو میں نے اوس کے رفیقوں کے سامنے اوس کو بہت زجر کیا،لیکن اُس نے میری کوئی بات نہ مانی۔میری اولاد کا حال آپ جانتے ہیں فصبر جميل''

خلاصہ یہ کہ جناب حافظ عبدالمنان صاحب کی اولاد بھی اپنے کاموں میں اوسی طرح آزاد ہیں جس طرح مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کے دو بڑے بیٹے مرزا فضل احمد مرحوم اور مرزا سلطان احمد سلمہ جن کے افعال واطوار مرزا صاحب کی نگاہ میں ایسے ناپسند تھے کہ جہاں اپنی اولاد کا شمار کرتے تھے ان دونوں کو شمار میں نہ لیتے تھے۔ رسالہ مواہب الرحمٰن کے اخیر میں لکھتے ہیں خدا نے مجھے چار بیٹے دیئے۔ حالانکہ ان دو کو ملاکر چھ ہوتے ہیں۔

او بدر! اگر تو واقعی بدر ہے تو اپنے اس الزام کو ثابت کرو۔ ورنہ بتلا کہ آئندہ کو تجھے کہیں، یا بد رو:

آپ ہی اپنے ذرا جور وستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷ نمبر ۲۰۔ مورخہ ۶ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۱۰ء ص: ۴-۶)

الحق کی حق پسندی

قادیانی اخبار بدر نے انجمن صادقین کی نسبت لکھا کہ مولوی ثناء اللہ نے عدالت میں کہا تھا کہ جھوٹ بولنے سے تقویٰ میں کمی نہیں آتی۔ اس حوالہ کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ جس عدالت میں میں نے ایسا کیا اوس کی مثل کی نقل چھپوادیں۔ اس پر دہلی کے اخبار الحق نے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے جو یہہ ہے:

انجمن صادقین: ایڈیٹر اہلحدیث نے امرتسر میں مندرجہ عنوان نام کی ایک انجمن بنائی ہے۔ اس پر ہمعصر بدر نے کسی گذشتہ واقعہ کے حوالے سے ایڈیٹرانہ ریمارک کئے تھے اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک طویل نوٹ لکھ مارا جس سے بجز آپس کی پھوٹ بڑھنے اور اغیار کی نظروں میں اپنی ہوا اکھڑنے کے کچھ نتیجہ نہیں معلوم ہوتا۔ اُنہوں نے انجمن صادقین قائم کی اچھا بلکہ بہت اچھا کیا۔ خدا کرے اس میں کامیابی ہو۔ بدر کا چڑانا اور پچھلے نزاع باہمی کو یاد دلانا ہماری رائے میں ضروری نہ تھا۔ بالفرض کل تک ایک شخص کچھ مختلف رائے رکھتا تھا اور آج وہ روبا صلاح آنے لگا ہے تو یہ بڑی مبارک بات ہے نہ کوئی قابل طعن حرکت۔''

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

الحق نے گو بظاہر قادیانی مذہب کا اظہار آج تک نہیں کیا اور شائد آئندہ بھی نہ کرے لیکن اخر دل تو اسی طرف ہے اس لئے اس بارے میں بھی الحق نے حق پسندی

سے کام نہیں لیا۔ اوس کو چاہیئے تھا کہ اہلحدیث کے مطالبہ کی تاکید کرتا اور درصورت نہ دکھاسکنے کے بدر کو لعنت ملامت کرتا۔ حدیث شریف کا مضمون بھی یہی ہے انصر اخاك ظالما او مظلوما ظالم کی حمایت یہی ہے کہ اوس کو ظلم سے روکا جائے اور مظلوم کی حمایت یہ ہے کہ ظالم کے ظلم کا دفعیہ اوس سے کیا جائے۔ چونکہ بدر نے کئی ایک دفعہ یہ جھوٹی خبر شائع کر کے مجھ پر مظالم کثیرہ کئے ہیں اس لئے بحکم الامن ظلم میرا حق تھا کہ میں بڑی سختی سے بدر کا تعاقب کرتا۔ مگر الحق کو تو اپنے نام کی لاج چاہیئے تھی مگر افسوس کہ اوس نے بھی دبی زبان سے بدر کی تصدیق کی اسی کو کہتے ہیں ''سخن برائے خدا وتلوار برائے برادر۔'' کیا آئندہ کو الحق، اہل حدیث امرتسر سے بدر کا ظلم دفع کرنے میں مدد کرے گا۔ (شاید)

(اہلحدیث امرتسر جلد ۷ نمبر ۲۲/۲۳۔ مورخہ ۲۰/ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ مطابق ۱/ ۸ اپریل ۱۹۱۰ء ص: ۴-۵)

مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اسکا جواب دیں

اخبار بدر ۳ فروری ۱۹۱۰ء میں جو منشی محمد صادق صاحب نے آپ کی طرف سے ایک سائل کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ

> مسیح صلیب پر محض لٹکایا گیا صلیب پر فوت نہیں ہوا جو لعنتی ہوتا۔ رسی یا لکڑی صرف ذرائع اور ہتھیار ہیں جن کے ذریعہ سے موت وارد کی جاتی ہے جب تک کوئی شخص مر نہیں جاتا اوس کو نہیں سکتے کہ وہ مصلوب ہو گیا۔ صرف تذلیل سے اگر کوئی شخص معلون ہوسکتا ہے، تو پھر مثلا حضرت یوسفؑ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ اوس کے کپڑے اتارے گئے اوسے ننگا کیا گیا اوسے تاریک کنوئیں میں ڈالا گیا گویا وہ اپنی طرف سے تو قتل کر چکے تھے مگر یوسفؑ بعینہ یسوع کی طرف موت کے منہ سے بچا۔ الی آخرہ۔

اس عبارت میں یسوع کو یوسف سے تشبیہ دینا قرآن شریف کی شہادت سے کسی طرح درست نہیں کیوں کہ

قال قائل منهم لاتقتلوا یوسف وألقوه فی غیابت الجب یلتقطه بعض السّیارة ان کنتم فاعلین۔(یوسف:۱۰)

وشروه بثمن بخسٍ دراھم معدودة وکانوا فیه من الزاھدین.

(یوسف:۲۰)

یہ ہر دو آیات مشابہت کو وضاحت سے باطل کررہی ہیں کہ یوسفؑ کے بھائیوں نے اس امر پر اتفاق کرلیا تھا کہ یوسف کو قتل تو مت کرو بلکہ اوس کو باپ سے جدا کرکے کسی اندھے کنوئیں میں ڈالو، کوئی قافلہ اوس کو نکال لیگا۔ پھر جب وہ یوسفؑ کو ایسے کنوئیں میں ڈال آئے اور ایک قافلہ آیا اور اُنہوں نے یوسف کو نکال لیا اور بھائیوں کو اس کی خبر لگی تو اُنہوں نے یوسف کو چند درہم کے عوض فروخت کردیا۔

ان آیات سے قتل یوسفؑ کا ارادہ قطعاً نہیں ثابت ہوسکتا، اور نہ کپڑے اوتارنا اور ننگا کرنا۔ پھر آپنے یسوع کو مثل یوسف کن آیات سے بیان کرکے یسوع کی تذلیل کو یوسف کی تذلیل پر قیاس کیا ہے۔

قرآن شریف تو بحیثیت مصدق لما معکم دنیا کی تمام کتب مذہبی اور غیر مذہبی پر نازل ہوا ہے نہ دیگر کتب قرآن مجید کی مصدق خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہیں اور آپ نے مسیح کی تذلیل کا خلاف قرآن شریف اقرار کرلیا ہے ایک معنیٰ سے لعنت میں بھی تذلیل کا مادہ موجود ہے اور تذلیل میں لعنت کا اور مسیح کی نسبت جب آپ نے بھی مثل یہود ونصاری حوالات میں رہنا اور کوڑے اور تماچے کھانا اور صلیب پر چڑھنا اور کانٹوں کا تاج سر پر رکھنا اور یہودیوں کا تمسخر کرنا اور بھالے مارنا اور مثل مردہ ہونا تسلیم کرلیا اور تمام ذلتوں کا مورد بنادیا تو پھر آپ آیت وجیھا فی الدنیا والآخرة۔ کا کیا جواب دینگے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کرلیا ہے کہ یہ لڑکا دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا۔

آپ انصاف سے فرمادیں کہ اگر انجیل اور دیگر کتب کی روایتیں جو قرآن مجید کے مخالف مسیح کی ذلت میں منقول ہیں سچی مان لی جائیں اور وجیھا فی الدنیا والآخرة کو بھی اس کے مقابل رکھا جائے تو پھر مسیح کی دنیاوی عزت اور وجاہت کیا ثابت ہوسکتی ہے اور اس قدر ذلتوں کا متحمل ہوکر عزت اور وجاہت سے کس طرح مانا

جا سکتا ہے اور اگر ایسی ذلتوں سے دنیاوی عزت اور وجاہت میں کمی نہیں آتی تو پھر ذلت اور ازالہ حیثیت عرفی کیا چیز ہے اور آپ تو وجیھا فی الدنیا والآخرۃ کے خلاف مسیح کی تذلیل کے قائل ہو تو پھر آپ کا ایمان اس آیت پر کس طرح ثابت ہو سکتا ہے اور مطهّرك من الذين كفروا میں بھی مسیح کو وعدہ دیا گیا ہے کہ تم تسکین اور اطمینان سے رہو اور اپنے مخالفوں سے کسی قسم کا خوف نہ کرو ہم تمہیں ایسے موذیوں اور ظالموں کی کل ایذاؤں اور تکلیفوں جسمانی اور روحانی سے پاک رکھیں گے بلکہ وہ تم کو مس بھی نہ کر سکیں گے۔ اگر کوئی شخص مسیح کے صلیب پر چڑھنے اور دیگر ذلتوں کا قائل ہو تو اوس شخص کا ایمان اس آیت پر کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کیوں کہ ان الله لا يخلف الميعاد کا وعدہ ہے کہ ہم تم کو مخالفین کی شرارت جسمانی و رحانی سے پاک رکھیں گے اور اذ كففت بنی اسرائيل عنك کو بھی خیال کرو۔

اس کف کا وعدہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیا گیا تھا جس طرح اون کے ساتھ پورا ہوا اوسی طرح مسیح کے ساتھ بھی موجود ہے اور مكروا ومكر الله والله خير الماكرين (آل عمران :۵٤) کے فائدہ میں بھی غور کرو کہ اگر یہود نے مسیح پر ایسی ذلتوں کا بوجھ ڈالدیا کہ کالمیت مسیح کو کر دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی تدبیر اُن سے بڑھ کر چڑھ کر کیا ہوئے۔ اور ايدناه بروح القدس کی تائید کہاں رہ گئی۔

مہربانی فرما کر خوب غور سے بحوالہ قرآن حدیث جواب سے مشرف فرماویں ھو سمٰکم المسلمین اور خیر خواہ دارین کی طرح جواب سے محروم نہ رکھیں اور نیز اوس اسلام سے بھی مطلع فرماویں کہ جو اسلام مخالفوں کو حقیقی بھائی کی طرح بناتا تھا وہ اسلام زمانہ نبوت اور خلافت میں کیا صورت رکھتا تھا ہمارے زمانہ کا اسلام تو عینی بھائیوں کو بھید شمن اور مخالف بنا رہا ہے گو آپ بھی جب کبھی گورنمنٹ یا کسی مخالف اسلام کے مقابلہ تقریر اور تحریر کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان اسلام کے مددگار ہیں، مگر جب باہم اسلامی فرقوں سے گفتگو ہوتی ہے تو صاف کافر کا فتویٰ دے کر اونکے پیچھے نماز وغیرہ سب ناجائز ہو جاتی ہے۔

اور نیز یہ بھی تحریر فرمادیں کہ مرزا صاحب پر ایمان لانے کو جز اسلام کس دلیل

سے قرار دیا گیا ہے۔

مولانا نور الدین صاحب! واللہ باللہ! فقیر نے کسی شرارت اور خبث باطنی سے استفسار نہیں کیا بلکہ عین پاک باطنی اور ہمدردی سے جو کچھ لکھا ہے پیش کیا ہے۔

راقم: ابو محمد یحییٰ فقیر حشمت العلی مسلمان واعظ دہلوی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۔۸۔اپریل ۱۹۱۰ء ص: ۱۲-۱۳)

قادیان جنت نشان دریں چہ شک

(راقم: میجر بہادر۔ از کلکتہ)

مرزائے قادیان تھے پیمبر، دریں چہ شک
وحی آسمان سے آتی تھی ان پر، دریں چہ شک
ہے قادیان مدینے سے بہتر، دریں چہ شک
آتا ہے رشک مکے کو اس پر، دریں چہ شک
ایمان جو نہ لائے مثیل مسیح پر
کافر نہیں ہے اکفر، دریں چہ شک
یہ ہے غلط کہ ختم ہوئی تھی پیمبری
حضرت محمد عربی پر، دریں چہ شک
الہام میرزا کی زبانیں تھیں مختلف
یہ تھا کسی کو بھی نہ میسر، دریں چہ شک
نوح و خلیل و آدم و موسیٰ و ہم مسیح
مرزا سے سب تھے رتبے میں کم تر، دریں چہ شک
مرزائے قادیان ہی تھے کل کائنات
منظور خلقِ خالق اکبر، دریں چہ شک
مرزا کے ہیں خلیفہ اول جو نور دین
بو بکر سے کہیں ہیں وہ بڑھ کر، دریں چہ شک

عیسی مسیح بیٹھے خدا کے نہ تھے مگر
مرزا تھے پورِ خالق اکبر ، دریں چہ شک
ہستی تھی میرزا کی خدا سے تو کیا عجب؟
تھی میرزا سے ہستیء داور ، دریں چہ شک
ہندو دھرم میں ہوتے ہیں اوتار جس طرح
مرزا تھے ذات پاک کے مظہر، دریں چہ شک
سو سال کے بھی ہوکے مرے جو مخالفین
مرزا کی بد دعا پڑی ان پر ، دریں چہ شک
جو شخص دفن مرنے پہ ہو قادیان میں
جنت کا پائے گا وہ کھلا در ، دریں چہ شک
زندہ بھی ہیں جو منکر مرزا ، وہ مر گئے
مرزا ابھی بھی زندہ ہیں مر کر، دریں چہ شک
مرزا کے پیروؤں پہ نہیں حج کعبہ فرض
ہوں گرچہ مال دار و تونگر ، دریں چہ شک
ایمان جو میرزا پہ نہ لائے دکن کے لوگ
آیا عذاب سیل تب ان پر ، دریں چہ شک
مرزا کی طرح کوستے تھے منکروں کو سب
دنیا میں گذرے جتنے پیمبر، دریں چہ شک
مرزا نے توڑ ڈالا صلیبِ مسیح کو
ہستی نہیں اب اس کی زمین پر ، دریں چہ شک
اک سال قبل موت تھی پینسٹھ برس کی عمر
تا مرگ اسّی (۸۰) ہوگئی بڑھ کر، دریں چہ شک

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۵۔۲۲۔اپریل ۱۹۱۰ء ص ۱۷۔۱۸)

نشانات قیامت اور مرزا کی جہالت

قیامت کی چھوٹی نشانیاں رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث میں یہ آئی ہیں۔ کہ علم کم ہو جائے ..
اور امانت کا خیال دلوں سے جاتا رہے
اور حیا شرم جاتی رہے
اور سب کافروں کی عمل داری ہو جائے
اور اسلام میں جھوٹے جھوٹے طریقہ نکلنا شروع ہو جائیں جیسے کہ آج کل تعزیہ داری کا زور ہے،
اور لوگ خدائی مال کو اپنا ملک سمجھنے لگیں،
اور زکوۃ کو ڈنڈ کی طرح بھاری سمجھیں،
اور امانت اپنا مال سمجھیں
اور مرد بیوی کی تابعداری کرے،
اور ماں باپ کو ناخوش رکھیں، یہاں تک کہ غیر سمجھیں اور دوست کو اپنا سمجھیں
اور دین کا علم دنیا کمانے کو حاصل کریں
اور سرکاری حکومت ایسوں کو ملے جو سب میں نکمے ہوں یعنی بد ذات لالچی اور بدخلق
اور جو جس کام کے لائق نہ ہو اس کو سپرد ہو
اور لوگ ظالموں کی تعظیم اور خاطر داری اس وجہ سے کریں کہ یہ ہم کو تکلیف نہ پہنچائیں
اور شراب کھلم کھلا پینے لگیں
اور ناچ والی عورتوں کا رواج زاید ہو
اور ڈھولک سارنگی طبلہ اور ایسی چیزیں کثرت سے ہو جائیں
اور پچھلے لوگ پہلے بزرگوں پر کفر کا فتوی لگا دیں
اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ

ایسے وقت میں ایسے ایسے عذابوں کے منتظر رہو کہ سرخ آندھی آئے اور بعض لوگ زمین میں دھنس جائیں اور آسمان سے پتھر برسیں اور صورتیں بدل جائیں جیسے آدمی سے سور کتے۔

اور جب یہ ساری نشانیاں ہو چکیں اس وقت سب ملکوں میں نصرانی عمل داری ہو جائے اور ایسے زمانہ میں شام کے ملک میں ایک شخص ابوسفیان کی اولاد میں ایسا پیدا ہو کہ سب بندوں کا خون کرے کیونکہ حضرت امام مہدی بھی سید ہوں گے اور مرزا اپنی بہت سی تصانیف میں لکھ چکا ہے کہ میں امام مہدی و مسیح موعود ہوں۔

جواب اس کا یہ ہے ابھی مہدی و مسیح کے آنے کی ضرورت نہیں جس وقت اسلام میں اس قدر ضعف آ جائے گا کہ اس کے نام لیوا سوائے مکہ و مدینہ کے باقی نہ رہیں گے تمام جگہ کفر پھیل جائے گا اہل اسلام اپنے فرائض مذہبی ادا کرنے سے روکے جائیں گے، اس وقت امام مہدی ظاہر ہوں گے اور جہاد کریں گے اور تمام جہان کے کافروں کو مٹا دیں گے۔ اور آپ کا دعوی رکن و مقام کے درمیان ہوگا۔ اور آسمان سے آواز آئے گی اس طرح کہ سب سنیں کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے۔ بعد کو صاحب سلطنت کریں گے۔

اس طرح کی بہت سی نشانیاں حدیث میں آئی ہیں جن میں ایک بھی مرزا غلام احمد قادیانی میں پائی نہیں جاتی۔ حضرت امام مہدی کے والدین کا نام عبداللہ و آمنہ ہوگا۔ یہ حضرت قادیان میں پیدا ہوئے، غلام مرتضی کے لڑکے، جہاد کے منکر، قوم مغل حالانکہ مہدی سید ہوں گے۔ پھر بھلا ان کو کوئی کس طرح مانے کیونکہ حدیث کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور نہ یہ مسیح ہو سکتے ہیں بعد ظہور امام مہدی کے قتل دجال کے لئے منارہ پر دمشق کے آسمان سے اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے راہ خدا میں کفار سے جہاد کریں گے۔ یہ سب علامتیں حدیث میں موجود ہیں دجال ایک شخص ہوگا واحد العین خدائی کا دعوی کرے گا مگر مرزا قادیانی اپنی تصنیفات میں لکھ چکا ہے کہ دجال پادری ہیں۔

یہ مردود ایسا شریر تھا کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ رہے، اس گورنمنٹ کے بزرگوں کو دجال بنا کر مسلمانوں کو ابھارتا تھا اور بانی فساد تھا۔ ہمارے خیال میں اس کو

ان تیس بھلے مانسوں میں شامل کر سکتے ہیں جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے؛ ان میں کا ہر ایک ہی دعوی کرے گا کہ میں نبی اللہ ہوں وہ سب جھوٹے مکار ہوں گے میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ہم نے یہاں پر کھول کر ہر ایک امر بیان کر دیا کہ ہر ایک منصف مزاج ہر پہلو سے غور کر لے ورنہ ہمارا یہ لکھ دینا کافی تھا کہ مرزا مدعی رسالت و نبوت تھا کیونکہ وہ لکھ چکا ہے کہ میں مجدد ہوں نبی ہوں رسول ہوں خدا کا بیٹا ہوں خدا کے مانند ہوں، مسیح ہوں فرشتہ ہوں مہدی ہوں محمد ہوں کرشن ہوں آدم ہوں موسی ہوں ابراہیم ہوں نوح ہوں احمد ہوں مریم ہوں غرض سب کچھ ہوں نہ معلوم یہ شخص کس کھوپری کا آدمی تھا کہ سب کچھ میں ہوں اور کچھ بھی نہیں اور کہتا تھا کہ مجھے وحی آتی ہے خوب، اور کہتا ہے کہ دنیا میں جو بلا نازل ہوتی ہے میری ہی تکذیب سے مرتا ہے نہیں تاکہ دنیا پاک ہو جو بڑا شخص مرا کہا وہ مارا، اس کا عقیدہ تھا کہ معراج ایک کشف ہے اور ایسے کشف مجھ کو بھی ہوا کرتے ہیں اور میں حضرت حسین سے بھی افضل ہوں کسی نبی نے کوئی مردہ معجزہ سے زندہ نہیں کیا بلکہ یہ مشرکانہ خیالات ہیں ایک عجیب کھوپری کا آدمی ہے اس کے مرید اس کو نبی و رسول کہتے ہیں اور اس کی عورت کو ام المومنین جو کہ حضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کا لقب تھا، لکھتے ہیں اور اسکے خاندان کو خاندان رسالت اور اس کی مسجد کو مسجد اقصی لکھتے ہیں اس کو بعض انبیاء سے افضل جانتے ہیں غرض کہاں تک اس کا دعوی لکھا جائے۔

ناظرین اس پارٹی کی تصانیف ملاحظہ فرمائیں خیر سے مرزا قادیانی نے جتنی پیش گوئیاں کیں سب غلط ثابت ہوئیں:۔

عبداللہ آتھم ۱۵ ماہ مقررہ کے اندر نہیں مرا،

مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کا داماد (مرزا سلطان محمد) ڈھائی سال مقررہ کے اندر نہیں مرا

مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب قادیان پہنچ گئے حالانکہ اس کی نسبت پیش گوئی کی تھی کہ یہ قادیان میں نہ آسکے گا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت کی نسبت پیش گوئی کی تھی کہ یہ اگر میری زندگی میں نہ مرا تو میں اور میرا دعوی سب جھوٹا۔اسی پیش گوئی میں مرزا فی النار ہو گیا۔

جو کچھ مرزا صاحب قادیانی کے مرنے کے بعد مصالحہ رہ گیا تھا وہ رام پور کے مناظرہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ردّی کر دیا۔

ناظرین کو یہ سب واقعات دیکھنے منظور ہوں تو: چودھویں صدی کا مسیح، الہامات مرزا، وتازہ تصنیف صحیفہ محبوبیہ دیکھ لیں۔

اب ہم مضمون کو زائد طول دینا نہیں چاہتے اور مضمون ہذا کو ختم کرتے ہیں اور آئندہ انشاء اللہ ہم مرزائیوں سے چند سوالات پیش کریں گے اگر وہ مرد میدان ہیں تو ہمارے سوالوں کا جواب دیں گے۔ باقی آئندہ۔

راقم: حافظ عبدالکریم ممبر انجمن صادقین ضلع شاہ جہان پور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔۲۲۔اپریل ۱۹۱۰ء ص ۲۱۔۲۲)

مولوی محمد حسین کے بیٹے کا لیکچر قادیان میں

مولوی محمد حسین صاحب چونکہ علماء اعلام میں ہیں اس لئے آپ کے اعمال واقوال پر قوم کو خاص نظر رہتی ہے جس کی وجہ سے مخالف موافق راء کا ہونا بھی ضروری ہے۔جن دنوں آپ نے صاحبزادے مذکور کو قادیان بھیجا تو مسلمانوں میں غلغلہ اٹھا، سوال ہوئے جواب ہوئے۔

غرض صاحبزادہ کا داخل سکول ہونا بھی قوم کی نگاہ میں ایک اچھا خاصہ معرکۃ الآراء مسئلہ بن گیا۔غالبًا اسی لئے سیالکوٹ سے واپسی کے وقت گاڑی میں مولوی محمد حسین صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ نے عبدالباسط (بن محمد حسین بٹالوی) کا لیکچر دیکھا ۔میں نے چونکہ نہ دیکھا تھا، کہا: نہیں دیکھا۔

فرمایا: اوسنے صاف کہہ دیا کہ میں تمہارا (مرزائیوں کا) مخالف ہوں۔

میں نے مکان پر آکر لیکچر مذکور دیکھا تو خیال آیا کہ چونکہ صاحبزادے کے داخلہ کی

طرح یہ لیکچر بھی قوم سے ایک قسم کا تعلق رکھتا ہے اس لئے اسے درج اخبار کرنا چاہئے تا کہ مخالف موافق کو رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے اور وہ اندازہ کرسکیں کہ صاحبزادہ کی آئندہ زندگی کیسی ہوگی۔ اس لئے ہم بلا کسی حاشیہ یا نوٹ کے اوس کو پورا نقل کرتے ہیں جو یہ ہے:

تقریر عبدالباسط:

بزرگان قوم! میں بڑی جرأت کے ساتھ آپ کے پلیٹ فارم پر کھڑا ہوتا ہوں۔ اس معزز جگہ پر میرے جیسے کم سِن بچے کا کھڑا ہونا اور کچھ کہنا بہتوں کے لئے تعجب اور حیرت کا موجب ہوگا۔ مگر میں اپنی دلی جوش سے مجبور ہوں میں خیال کرتا ہوں۔ آپ میں سے بہت ہی کم میرے جاننے والے ہونگے۔ اور میں پسند کرتا ہوں۔ کہ میں اسی طرح غیر معروف رہوں۔

صاحبان! میں نے اپنے گھر میں اور اپنے بزرگ اہلحدیث کے فخر باپ کے ساتھ رہ کر اس مضمون پر عام مسلمانوں کے نیک خیالات کو سنا ہے کہ مسلمان دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ کیا دنیوی پہلو سے اور کیا دینی پہلو کے لحاظ سے مسلمانوں کے تنزل پر بحث کرنا اور اس بڑے مجمع میں میرے جیسے کم عمر اور کم علم بچے کا کہنا بہت بڑی جرأت ہے۔ مگر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مسلمانوں کی کمزوری اور تنزل کا اصلی سبب قرآن مجید کی علمی اور عملی لحاظ سے چھوڑ دینا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم پر دنیاوی تعلیم کو مقدم کیا گیا ہے اور عملی حالت تو جس حد تک گر چکی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جو لوگ دنیوی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے ہیں انہوں نے مسلمانوں کو دوبارہ ترقی کے لئے یہی ایک راہ قرار دی ہے کہ مسلمان انگریزی تعلیم کی اعلیٰ قابلیت پیدا کرلیں اور اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں حاصل کریں تاجروں سے اگر پوچھا جائے تو وہ مسلمانوں کی ترقی کے لئے تجارتی راہ بتائینگے میری سمجھ میں اس قسم کے خیالات صرف دوسری قوم کی موجودہ ترقی کو دیکھ کر پیدا ہوئے ہیں۔ مسلمانوں نے دوسری قوموں کو خوشحال دیکھا تو جس طرح اونہوں نے دنیوی ترقی حاصل کی اسی کو اپنے لئے رہنما قرار دے دیا۔ حالانکہ اگر وہ سوچتے تو انہوں معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پاک جماعت کو یعنی صحابہ کرام کو یورپ کے علوم وفنون نہیں پڑھائے تھے بلکہ ان کو سیدھا سادھا مسلمان بنایا

وہ خدا کے فرمانبردار بندے اور اپنے رسول کے قدم بقدم چلنے والے تھے ان کی تعلیم کا کورس قرآن مجید تھا جس نے ان کو دنیا میں ایک ایسی ناموروقوم بنادیا کہ وہ ساری دنیا کے استاد مانے گئے اور عرب سے نکل کر مشرق مغرب میں پھیل گئے پس اگر مسلمان پھر کوئی ترقی حاصل کریں اور اس گری ہوئی حالت سے اٹھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ قرآن مجید کو مضبوط پکڑیں اور مسلمان اپنے بچوں کی تعلیم قرآن شریف سے شروع کریں۔

صاحبان! آپ کو یہ سن کر اور بھی تعجب ہوگا کہ میں آپ کے سلسلے میں شامل نہیں ہوں مگر میں نے مختلف وعظوں اور خطبوں میں سنا ہے کہ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہوسکتا۔ اس لئے میں یہ کہنے میں مضائقہ نہیں کرتا۔ کہ اس مدرسے میں داخل ہونے کے بعد میں نے چار مہینے کے اندر تجربہ کیا ہے کہ اِس اصول پر یہاں تعلیم دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میں اپنے بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کا صدق دل سے شکر گذار ہوں جو میرے یہاں آنے کا موجب ہوئے۔ خدا تعالیٰ اُن پر اور اُن کی اولاد پر بہت بڑی انعام کرے۔ پھر میں اپنے والد بزرگوار کی مہربانی اور فراخدلی کا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے میرے حال پر رحم فرما کر مجھے یہاں بھیجنا منظور فرمالیا۔ میں آپ میں سے اُن صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں جن کے بچے یہاں تعلیم پاتے ہیں۔ کیوں کہ وہ نیک استادوں کی نگرانی کے نیچے ہیں اور ان کے مذہبی پابندی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے میں اس بات کو بھی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ میں آپ لوگوں کے بعض عقائد سے متفق نہیں ہوں لیکن مجھے کبھی استاد یا شاگرد نے اس قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی بلکہ حضرت مولوی (نورالدین) صاحب نے جو مجھ پر کمال درجہ کی مہربانی اور شفقت فرماتے ہیں فرمایا کہ اگر کوئی تم سے کسی قسم کی مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو مجھے فوراً اطلاع دو۔ تو بھی یہ خوشی کی بات ہے کہ عام مذہبی تعلیم کی حفاظت کے لئے یہاں سامان ہیں پس آپ لوگ اس وقت کو غنیمت سمجھو اور اپنے بچوں کو یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجو میں پھر اس امر کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے ترقی کی اصل راہ یہی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی علمی اور عملی تعلیم کی طرف توجہ کریں۔ اور تمام تعلیم پر اسے مقدم کریں جب تک یہ نہیں ہوگا۔ مسلمان ذلت

کے گڑھے سے نہیں نکل سکتے۔ اب میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا امید ہے کہ آپ میرے ان خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور جس طرح پر آپ اپنے گھر میں اپنے چھوٹے بھولے بھالے معصوم بچوں کے لفظ سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بہت سی باتیں زبانی دانی کے لحاظ سے غلط ہوتی ہیں اسی طرح میری ان باتوں پر آپ نظر کریں گے اب میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو سچا مسلمان بنائے۔عبدالباسط طالب علم دوئم مڈل مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

ایڈیٹر اہل حدیث: جیسا میں اس تقریر کو بے حواشی چھوڑتا ہوں نامہ نگار مندرجہ ذیل کے بیان کو بھی اپنے پرچہ (بے تصدیق وتکذیب) درج کرتا ہوں جس کا ذمہ دار بھی خود نامہ نگار ہے۔ جو یہ ہے:

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کا لڑکا مرزائی ہوگیا:

جب کہ مولوی صاحب موصوف نے ریویو رسالہ الصیف الصارم میں امام بخاریؒ کے شافعی مقلد ہونے کے الزام میں جواب میں ارقام فرمایا کہ

> ممکن ہے ابتداء میں شافعی کے مقلد ہوں پھر درجہ اجتہاد پر پہونچ کر خود مجتہد مطلق ہوگئے ہوں۔"

اس پر ایک فاضل حیدرآبادی نے اخبار اہل حدیث میں لکھا کہ اس پر کتاب وسنت سے کیا دلیل ہے کہ مجتہد ابتداء میں ضرور مقلد ہو۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے رسالہ الہدیٰ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ کے صفحہ ۳۵ میں فرمایا کہ

> اِس پر کتاب کی شہادت ضروری نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ جو بچہ مکتب میں قاعدہ بغدادی یا پہلا سیپارہ پڑھتا ہے یا نماز یا کلمہ شہادت سیکھتا ہے تو اُس وقت وہ اس کا مقلد ہی ہوتا ہے۔"

چونکہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے ایک فرزند دلبند کو مرزائیوں کا شاگرد بنایا لہذا مولوی صاحب کے اس کلیہ کے بموجب فی الحال وہ بیچارہ مرزائیوں کا مقلد مرزائی ہوا۔آئندہ دیکھا جائے گا۔مرزائی استادوں کی تعلیم وصحبت بغیر رنگ لائے رہتی معلوم نہیں ہوتی۔ کیوں کہ استادوں کا اثر جو شاگردوں پر پڑتا ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا حتیٰ کہ مولوی صاحب کے مجدد العلم نواب صدیق حسن خان علیہ الرحمۃ

حدیث الغاشیہ کے صفحہ ۱۷۲ میں فرماتے ہیں
''جو عالم متقی خوش عقیدہ نہو اوس کا ہرگز شاگرد نہ بنے وہ ضرور شاگرد کو گمراہ کردے گا۔
اور جو وجوہات وعذرات لاطائل مولوی صاحب نے اپنے فرزند سعادت مند کے داخل کرنے اسکول مرزائی میں ارقام فرمائے ہیں وہ قابل التفات نہیں۔
راقم: عبدالکریم بن مولوی صدیق مرحوم از پشاور۔
(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۲۷۔ مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۱۰ء۔ ص:۸-۱۰)

بدر قادیانی جواب دے (۱)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بتاتے ہیں کہ ایڈیٹر بدر لکھتا ہے:
''گجرات سے مجھے ایک خط ملا کہ یہاں کوئی حضرت ہیں قدرت ثانی بنتے ہیں یہ ہے وہ ہے۔ اسی طرح پچھلے دنوں ایک صاحب دکن سے آئے تھے۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے احباب نے ایک راستباز مقدس چہرہ دیکھا اس کے نشانات کو ملاحظہ کیا۔ حقیقۃ الوحی کو پڑھا پھر وہ کیوں ایسے معمولی دعووں پر گھبرا اٹھتے ہیں اور کیوں انکار وتسلیم میں جلدی کرتے ہیں۔ مطلق الہام یا خالی دعویٰ ہرگز قابل توجہ نہیں ہیں یہ دیکھنا چاہئے کہ آج کل اسلام کے اندرونی وبیرونی دشمنوں کے لئے کس قسم کے حربے کی ضرورت ہے، اور اس کو چلانے والے کے لئے کس قدر قابلیت درکار ہیں۔ کیا محض ایسا شخص کافی ہوسکتا ہے۔ جو اپنی صداقت کا نشان تمام انبیاء علیہ السلام کے طرز عمل کے خلاف تین چار مردوں کی طاقت دینا ٹھہرائے (کیوں کہ انبیاء تو قویٰ شہوانی وغضبی گھٹانے کے لئے آتے ہیں) یا وہ جو ہر صبح اٹھ کر ایک دوررویا سنادے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ پہلے اپنی خدمات سے یہ تو ثابت کرے کہ میں اسلام کا خادم ہوں اور مخالفین دین اسلام پر بہ براہین قاطعہ وحجج ساطعہ غالب بھی نہ

آوے اور دعویٰ اس قدر عظیم۔ الہامات تو بہت سنائے۔ مگر عملی رنگ میں پورا ہونا کچھ بھی دکھائی نہ دے۔

ہمیں کچھ ضرورت نہیں کہ ہم ایسے لوگوں کی خواہ مخواہ تکذیب کریں بلکہ خاموشی کے ساتھ ان کا انجام دیکھنا چاہیئے۔'' (بدر قادیان مورخہ ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کو انجام سے پیشتر کیوں مان لیا تھا۔ اے کاش اوسکو بھی انجام دیکھ کر مانتے تو آج نہ بدر ہوتا، نہ الحکم، نہ ابوالحکم، بلکہ سرے سے قادیان کا نام بھی کوئی نہ جانتا۔

مرزائیو! مرزا صاحب قادیانی کا انجام جانتے ہو کیا ہوا بھولے ہو تو ہم سے سنو! ہم سہل بتلاویں اور حوالہ پوچھو تو ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کا اشتہار سامنے رکھ لو جس میں لکھا دیکھو گے کہ

''خداوند ہم (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ امرتسری) میں سے جھوٹے کو سچے کی زندگی میں موت دے۔''

آہ! کیسے سنگدل ہیں جو مرزا صاحب کو مستجاب الدعوات نہیں مانتے حالانکہ اون کو دعویٰ تھا کہ میں ایسا مستجاب الدعوات ہوں کہ قبول شدہ دعا کو واپس لاسکتا ہوں پھر کوئی وجہ نہیں ایسی تحدی اور آخری فیصلہ کی دعا ایسے شدید دشمن سے آخری فیصلہ کے لئے کی گئی ہو جس کا نام ہی آخری فیصلہ ہو مقبول نہ مانی جائے۔ کیا سچ ہے

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

مرزا جی کے دوستو!

قل انما اعظکم بواحدة ان تقوموا لله مثنی وفرادی ثم تتفکروا۔ (سبا:٤٦) (خدا کے خوف سے اکیلے دوکیلے ہو کر سوچو کہ اصل بات کیا ہے)

آہ! کیسا انجام نیک ہے کہ ایک مخالف سے آخری فیصلہ شائع کیا جاتا ہے تو دوسرے دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب) کے حق میں لکھا جاتا ہے کہ میرے سامنے پاش

پاش ہوگا، لیکن اوس کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ تو کیا ان دونوں مخالفوں کا (نہیں بلکہ پیشگوئیوں کا) یہی جواب ہے کہ تم عنقریب دیکھ لوگے حق کے مقابلہ کی تم کو کیا سزا ملتی ہے اللہ اکبر۔ ''مشتے کہ بعد از جنگ یاد آمد برکلۂ خود باید زد'' کے یہی معنی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی اسلامی خدمات کا خلاصہ ہم نے کئی ایک دفعہ بتلایا ہے۔ افسوس اس کا جواب کسی مرزائی سے نہ ہوسکا اور نہ ہوسکے گا۔ وہ خلاصہ بہت ہی آسان اور لطف آمیز ہے۔ غور سے سنو! (بقول مرزا)

اسلام ایسا پاک مذہب ہے کہ میرے (مرزا قادیانی) جیسے باکمال آدمی اس میں پیدا ہوسکتے ہیں۔

خود بدولت کیا تھے۔ ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' یہی کہ جو کچھ کہتے تھے اُلٹ ہوتا تھا۔ جس کی بابت متنبّی (عربی شاعر) آج سے صدیوں پیشتر عذر کرچکا ہے۔

اذا عذرت حسناء اوفت بعهدها
و من عهد ها الا يدوم لها عهد

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۷ نمبر ۲۹۔ مورخہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۱۰ء ص: ۲-۳)

بدر قادیانی جواب دے (۲)

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ایڈیٹر اخبار بدر قادیان نے کئی ایک دفعہ بطور طنز لکھا کہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر نے عدالت میں بیان دیا ہے کہ جھوٹ بولنے سے تقویٰ میں فرق نہیں آتا۔ ادھر سے بھی کئی ایک دفعہ اس کا جواب دیا گیا لیکن سب سے آخری جواب یہ تھا کہ ایڈیٹر بدر اگر اپنے بیان میں سچا ہے تو مسل سے میرے الفاظ کی نقل چھاپ دے مگر نقل پوری ہو، اپنے پیر و مرشد کی طرح نہ ہیں، کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ جیسا اوسنے لکھا تھا کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے ساتھ مباہلہ کیا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مریگا حالانکہ مولوی

موصوف نے کہیں بھی ایسا نہ لکھا تھا۔

اس کے جواب میں ایڈیٹر اخبار بدر قادیان کا فرض ہونا چاہئے تھا کہ کھانا پیچھے کھاتا اور مسل کی نقل پہلے شائع کرتا مگر آج تک وہ بالکل خاموش ہے بلکہ ''چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند''۔ اس لئے میں اس کو ایک نیک تجویز بتلاتا ہوں کہ اگر مسل میں اوسکا بیان کردہ حوالہ نہیں تو اپنے افترا کو نقل کرکے اتنا لکھ دے کہ یہہ مضمون میری قادیانی بیعت کا نتیجہ ہے۔

مرزائیو! مسیح کے حواری اور نبی کے اصحاب ہوکر بھی جھوٹ بولنا نہ چھوٹا تو تم ہی کہو کہ یہ مثل کس پر صادق آئی کہ ''تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا۔''

دوسری بات: یہ ہے کہ ایڈیٹر بدر نے لکھا تھا کہ ہماری جماعت (مرزائیہ) کے لیکچراروں اور واعظوں کو خدا نے وہ تاثیر بخشی ہے کہ کسی غیر احمدی (غیر مرزائی) کو نہیں۔ یہی ہماری مقبول الہٰی ہونے کی دلیل ہے پھر لکھا تھا کہ کوئی مخالف ہے جو ہمارے واعظوں سے اس بات میں مقابلہ کرے۔ بالخصوص میری طرف اشارہ تھا۔ اس کے جواب میں میں نے لکھا تھا کہ میں اس مقابلہ کے لئے حاضر ہوں میرے ساتھ برادرم مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے بھی اس دعوت کو قبول کیا تھا۔ زاں بعد ایڈیٹر الحکم دفتر اہلحدیث میں کچھ کتابیں لینے آئے اون سے بھی ذکر آیا کہ ایڈیٹر بدر اس امر میں کیوں خاموش ہے اونہوں نے بھی کہا ہاں اون کو جواب تو دینا چاہئے میں نے کہا میں تم کو مخاطب کرکے پوچھوں گا۔ بولے آپ مجھے مخاطب کرینگے تو میں جواب دونگا۔ لیکن جب اوسے بھی مخاطب کیا تو وہ بھی آخر وہی نکلا جو لکھا تھا کہ ''یکے دزد باشد دگر پردہ دار'' اس لئے اس دفعہ دونوں کو مخاطب کرکے پوچھتا ہوں کہ میری پیشگوئی سچی ہوئی یا نہیں جو میں نے پہلے ہی کردی تھی کہ تم لوگ کبھی اس مقابلہ کے لئے نہ آؤ گے۔

مرزائیو! آؤ اب ہم تمہیں ایک اور آسان تجویز بتلادیں۔ لاہور یا امرت سر میں ایک جلسہ کریں جس کا موضوع ہو ''شان مرزا'' اوس میں فریقین مرزا غلام احمد قادیانی کی شان پر گفتگو کریں۔ مصدقین اپنی وجہ تصدیق بیان کریں۔ مکذبین وجہ تکذیب۔ کیا تم لوگ آؤ گے؟ آئندہ زمانہ آپ کا فیصلہ کریگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۳۱۔ مورخہ ۲۴ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ مطابق ۳ جون ۱۹۱۰ء ص: ۷)

مرزا قادیانی کی مختصر سوانح عمری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار بدر میں اس عنوان سے ایک مضمون نکلا ہے جو درج ذیل ہے:

''آپ لنا له رجل من ابناء فارس کے ماتحت سمرقندی الاصل ہیں۔ برلاس مشہور قوم مغل کے مورث اعلیٰ میرزا ہادی بیگ نے دسویں صدی ہجری کے قریب خراسان سے نکل کر پنجاب کی راہ لی۔ یہاں ایک بستی کی بنیاد رکھی جس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ اور یہ قاضی۔ قادی۔ کدعہ جواہر الاسرار صفحہ ۵۶ کی حدیث یخرج المهدی من قرية يقال لها كدعة کو پورا کرنے والا ہوا۔

سال پیدائش قریباً ۱۲۵۱ ہجری ہے۔ باپ کا نام میرزا غلام مرتضیٰ صاحب۔ آپ نے ۱۷-۱۸ سال کی عمر تک بعض رسمی کتابیں مختلف استادوں سے پڑھیں۔ والد کے اصرار سے چند سال سیالکوٹ میں ملازمت بھی کی۔ تمام لوگ ان ایام میں آپ کے اعلیٰ اخلاق دیانت۔ امانت۔ تقویٰ وطہارت صادق وامین ہونے کے مقرر ہیں۔ وقد لبثت فيكم عمرا من قبله۔

ملازمت خلاف طبیعت تھی۔ چھوڑ دی۔ والد بزرگوار کو خط لکھا کہ دنیا روزے چند عاقبت کار باخداوند۔ میں چاہتا ہوں کہ دین کی خدمت کروں (اصل خط موجود ہے)

سب سے پہلا الہام والسماء والطارق۔ جس میں آپ کو اپنے والد کی وفات کی خبر اور الیس اللہ بکاف عبدہ میں آپ کی آئندہ زندگی کی نسبت ایک اعجاز نما خوش کن وعدہ تھا۔ آپ نے ۱۸۸۰ء و۱۸۸۲ء میں براہین احمدیہ لکھی۔ جس کے دلائل توڑنے پر دس ہزار کا انعام مقرر کیا۔ اور اسی میں شائع کیا کہ اس گاؤں میں دور دور سے لوگ آئیں گے اور تحفے لائیں گے

اور مجھے اسلامی متقی جماعت دی جاوے گی۔

چنانچہ باوجود سخت مخالفت کے ایسا ہی ہوا۔

یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو بیعت کا اشتہار دیا۔ پھر ظاہر فرمایا کہ میں وہ مسیح موعود مہدی مسعود ہوں۔علامات قرب قیامت۔ذوالنین ستارہ۔ رمضان میں کسوف وخسوف۔زلازل۔ قحط۔ طاعون ۔صدی کا سرا۔ اونٹ کا بے کار ہونا۔ دریا میں سے نہریں۔ باہمی ملاقات کے ذرائع بڑھ گئے۔خود آپ کا حلیہ مطابق حدیث تھا۔ روشن پیشانی۔ بلند ناک۔ دوزرد چادریں یعنی دو بیماریاں، ایک سرکی ایک ذیابیطس (چادریں تو خوب ہیں۔ اڈیٹر اہلحدیث) عیسائیوں۔آریوں سے مباحثے ہوئے۔عبداللہ آتھم ولیکھ رام مطابق پیشگوئی مارے گئے۔ جو آپ کی اہانت کو اُٹھا ذلیل ہوا۔جس نے مباہلہ کیا ہلاک ہوا۔ جلسہ اعظم مذاہب میں آپ کا مضمون سب مذاہب کے مضامین پر غالب رہا لیظهره على الدين كله۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۹ء کو ۳ سال قبل الوصیت کی تحریر کے مطابق کامیاب ہوکر وفات پائی۔آپ نے اپنی تمام جائداد تمام آمد دین کی راہ میں لگادی اور جانشین کے لئے اولاد کا ایما نہ کیا۔ بلکہ خدا پر چھوڑا۔ اور خدا نے اپنے فضل سے ویسا ہی خلیفہ عطا کیا ہے جو ہے نورالدین۔ایدہ اللہ تعالیٰ۔'' (اخبار بدر قادیان۔مورخہ ۹رجون ۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

افسوس سوانح نویس نے حد درجہ اختصار سے کام لیا یہاں تک کہ ایسے ایسے ضروری واقعات بھی چھوڑ گیا جو کوئی مورخ نہ چھوڑے۔ اس کے علاوہ بہت سے غلط واقعات لکھے ہیں۔اس لئے ہم تفصیل سے تو کیا بتلاویں، مختصر سے ایک دو واقعات لکھ اس میں ایزاد کرتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی کی زندگی کے بڑے واقعات میں یہ بھی ہے کہ اونھوں نے خاکسار (ابوالوفاء ثناءاللہ) کو دعوت دی کہ قادیان میں آکر میرے ساتھ تحقیق کرلو۔ یہ بھی لکھا کہ میرا نشان ہوگا کہ تم قادیان میں اس غرض کے لئے کبھی نہ آؤ گے۔ (اعجاز احمدی مصنفہ مرزا قادیانی) مگر میں ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء ۲ بجے دن کے قادیان دارالامان میں جا پہنچا

۔ مرزا صاحب نے میری اطلاعی چٹھی کے جواب میں لکھا کہ ہم نے خدا کے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے کہ مباحثہ نہ کرینگے۔ چلو چھٹی شد۔ (حالانکہ کوئی وعدہ نہ تھا)۔

اس سے بعد ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک اشتہار دیا جو درج ذیل ہے:

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یستنبؤنک احق ھو قل ای وربّی انّہ لحقّ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مدت سے آپ پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اوس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دُکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے اُن گالیوں اور تہمتوں اور اُن الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤنگا۔ کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نکرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے

امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی ہی ہیں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میر مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے اُن کو اور اُن کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔
مگر اے میری کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی اُن کو نابود مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔
میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لاتقف مالیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ

مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اوراس عمارت کومنہدم کرنا چاہتا ہے جوتو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے ،اوس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جوموت کے برابر ہو مبتلا کر۔اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔آمین ثم آمین۔

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ اس تمام مضمون اپنے پرچہ میں چھاپدیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ۔

مرقومہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کی بابت لکھا کہ میرے سامنے مریگا۔مگر وہ بھی زندہ ہیں۔نہایت افسوس ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے سوانح نویس نے ان اہم واقعات کا ذکر نہیں کیا۔کیا سچ ہے۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

باقی جس قدر احادیث مرزا کے حق میں لکھی ہیں بہت کم ہیں۔ وہ خود تو بقول مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نصف قرآن اپنے حق میں نازل کیا کرتے تھے۔مگر ہمیں اوس سے بحث نہیں ہمیں تو یہ دکھانا تھا کہ راقم مضمون اہم واقعات کو چھوڑ گیا۔اس لئے ہم نے اوس کی تلافی کردی۔امید ہے آئندہ کو مختصر یا مفصل سوانح نویس ایسا نہ کرینگے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۷۔نمبر ۳۴۔مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۱۰ء ص:۴-۶)

قادیانی کذب بیانی (۱)

اذا غدرت حسناء اوفت بعھدھا
و من عھدھا الا یدوم لھا عھد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عنوان ہذا بہت پرانا اور سالہا سال کا مصدقہ ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں کئی ایک مرتبہ اس کی تصدیق ہو چکی تھی اس لئے آج اس عنوان کی غالباً حاجت نہ تھی مگر صرف یہ بتلانے کو کہ قادیانی مشن بقول:

ما مریدان رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

اپنے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے پورے پورے پیرو ثابت ہوئے ہیں یہاں تک کہ تاویل اور تحریف میں بھی اوسی کی چال چلنے پر مشاق ہیں۔ جس کی ایک تازہ مثال پیدا ہوگئی ہے۔

۹/دسمبر ۱۹۰۹ء کے بدر نے اپنے مشن کی شیخی بھگارتے ہوئے لکھا تھا کہ ہمارے واعظ ایسے خوش بیان ہیں کہ دوسرا ان کے مقابل کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ شیخی بھگار کر مخالفین کو عموماً اور ضمناً خاکسار کو خصوصاً چیلنج دینے کو لکھا تھا:

> ''آؤ اور باتوں میں کیوں ہم سے تنازع کرتے ہو بہت مختصر راہ ہمارے تمہارے فیصلہ کی ہے۔ اسلام کی تبلیغ میں کسی مضمون پر جس میں صداقت اسلام مقصود ہو تم بھی غیر مسلم سامعین میں کچھ بیان کرو اور احمدی مبلغ بھی بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ وقت پر کس کی تقریر کو بابرکت ثابت کرتا ہے۔'' (اخبار بدر۔ قادیان ۹/دسمبر ۱۹۰۹ء)

یہ عبارت کیا بتلا رہی ہے؟ اردو دان اصحاب سے مخفی نہیں۔ صاف طور پر دعوت مقابلہ دی ہے۔ اور صاف مطلب ہے کہ آؤ ہم سے مقابلہ کی تقریریں کرو۔ پھر

دیکھو کہ وقت پر کس کی تقریر پُر اثر ثابت ہوتی ہے۔اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ دونوں تقریریں ایک ہی جلسہ میں ہونگی۔ دوسری تقریر کے حاضرین بھی وہی ہوں گے جو پہلی کے تھے۔ جب ہی تو نتیجہ بروقت ثابت ہوگا۔لیکن جب اس دعوت کی منظوری میں نے ۱۷-دسمبر ۱۹۰۹ء کے اہلحدیث میں دی اور میرے بعد جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے بھی منظور کرلیا، پھرتو قادیانی مشن میں ایسا سناٹا چھایا۔ ’

’چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند۔‘‘

میں نے ۱۷ردسمبر ۱۹۰۹ء کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں اس دعوت کی منظوری ان لفظوں میں دی تھی:

’’یہ نوٹس دیکھ کر مجھے از حد فزوں خوشی ہوئی اگر میں ایسا نوٹس دیتا تو منظوری تمہارے ہاتھ میں ہوتی۔مگر اب تو تمنے چیلنج دیا ہے جس کو منظور کرنا میرا کام ہے۔ لیجئے بسم اللہ بلاکسی شرط کے آتا ہوں۔اس مقابلہ کے لیے لاہور جیسے شہر سے اچھا مقام نہ ملے گا۔مناسب سمجھیں تو تین اشخاص معززین اہل علم اس کے لیے منصف بھی بنائے جائیں، تاکہ آئندہ کو وہی جھگڑا پیش نہ ہو کہ عبدالحکیم اور ثناء اللہ موافق پیشگوئی زندہ رہے ہیں یا مرگئے ہیں۔ہاں میری دلی خواہش ہے کہ اس مقابلہ کے بعد ایک روز خاص قادیانی مشن کے متعلق دو دو گھنٹے لیکچر ہوں۔جن میں بھی منصف ہوں تو اولی ہے لیکن ہونا شرط نہیں ہم بلاشرط حاضر ہیں۔

مرزا جی کے سچے دوستو! آؤ اب دیر کی بات نہیں لیکن ہم وجدانی پیشگوئی کرتے ہیں کہ کبھی نہ آؤ گے بلکہ یہ کہو گے کہ ہمارے خلیفۃ المسیح اجازت نہیں دیتے۔کیوں

نہ خنجر اوٹھے گا نہ تلوار اُن سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب قادیانی مشن پر غشی کی نیند چھائی تو مرات کرات ان کو یاددہانی کی گئی آخر تنگ آکر بدر نے ایک لمبا مضمون لکھا جو اپنی نوعیت میں پہلا فرد تو نہیں مگر اکمل فرد ضرور ہے۔اوس

میں بہت سے دل آزار ہتک آمیز فقرے اور حسب مذہب قادیانی بہت سے بہتان لگا کر دل ٹھنڈا کیا گیا۔ خیر چونکہ ہمیں آنجہانی کے زمانے سے سننے کی عادت ہے اس لئے ہمیں ایسے کلمات سننے سے کوئی رنج نہیں ہوتا۔ ہاں اتنے کہے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ حق الامر یہ ہے کہ ایسے ہی خلاف واقع بہتانات سے ہم نے مرزا آنجہانی کی (کذب پر) تصدیق کی تھی۔ خدا کا شکر ہے اوس کے مشن کے طریق عمل سے ہمارے خیال کی غلطی ثابت نہیں ہوئی بلکہ جناب مسیح علیہ السلام کا قول سچا پایا کہ ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔'' اس مضمون میں بدر نے کیا کہا؟ اگر ہم اوسی کے الفاظ میں نقل نہ کریں بلکہ اس کو اپنے الفاظ میں بتلا دیں تو ہم دو جرموں کے مرتکب ہونگے

(۱) ایک تو اپنی عادت کے خلاف کرنے کے کیوں کہ ہماری عادت ناظرین اہلحدیث سے پوشید نہیں کہ ہم مخالف کا مطلب ہمیشہ اوسی کے لفظوں میں بتلایا کرتے ہیں۔

(۲) دوئم ایسا کرنے میں ہم قادیانی مشن کے پیرو ہو جائیں گے۔ جس کے بانی نے یہ بدرسم علمی دنیا میں جاری کی ہے کہ مخالف کا عندیہ اوس کے الفاظ میں نہیں بلکہ اپنے الفاظ میں بتلایا کرتا تھا۔ جس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ منجملہ

(۱) غلام دستگیر مرحوم قصوری کی بابت بحوالہ اُن کی کتاب ''فضل رحمانی'' صفحہ ۲۷ لکھا کہ مولوی صاحب موصوف نے میرے ساتھ مباہلہ کیا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا حالانکہ مقام مذکور پر یہ مضمون نہیں

(۲) مولوی اسمٰعیل علی گڈھی کی بابت لکھا کہ اوس نے بھی میرے ساتھ اسی مضمون کا مباہلہ کیا تھا حالانکہ کہیں نہیں۔ ان دونوں مباہلوں کو دکھانے والے کے لئے ہماری طرف سے انعامی مضامین بذریعہ اشتہارات واخبارات شائع ہوئے۔ مگر کوئی بھی ایسا مرد میدان نہ بنا کہ دکھا دیتا۔

غرض یہ بدرسم قادیانی مشن کے ساتھ مخصوص ہے کہ مخالف کا مضمون اُس کے الفاظ میں نہیں بتلاتے بلکہ اپنے معتقدین کی آنکھوں میں مٹی نہیں کنکریاں ڈالنے کو اپنے الفاظ میں مخالف کا مطلب جس طرح چاہتے ہیں بگاڑ کر بتلاتے ہیں۔ مگر ہم تو بحکم شریعت ایسا کرنے سے ممنوع ہیں لہذا ہم بدر کا مضمون ...اوسی کے الفاظ میں بتلاتے ہیں۔ عنوان اس مضمون کا ہے

"دو منکروں کا چیلنج اور ہمارا جواب"

شیخ الاسلام امرتسری فرماتے ہیں کہ پہلے بسم اللہ ہی غلط بلکہ جھوٹ۔ ناظرین عبارت منقولہ (از بدر ۹- دسمبر ۱۹۰۹ء) دیکھ چکے ہیں کہ وہ از خود ہم کو چیلنج دیتا ہے جس کو ہم نے منظور کیا، نہ یہ کہ ہم نے اوسے چیلنج دیا۔

کیسا ڈبل جھوٹ ہے کہ چیلنج تو خود دیں اور نام مخالف کا رکھیں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ یا تو یہ لوگ صدق کذب میں تمیز کرنے کی عادی نہیں یا ان کو چیلنج اور قبول چیلنج میں تمیز نہیں۔ اسی کے قریب قریب بلکہ اس سے بڑھ کر تعجب اس کے بڑے بھائی الحکم قادیان سے ہے جو ۷-۱۴ جون کے پرچہ میں اسی مضمون پر بہت کچھ خلاف بیانیاں کر کے لکھتا ہے:

"میں نہیں کہہ سکتا کہ معزز بدر نے کس بنا پر اس اعلان کو شائع کیا اور کیوں ان (مولویوں) کی دعوت کو انہوں (معزز بدر) نے مسترد کر دیا۔"

افسوس بڑا بھائی بھی جھوٹ بولنے سے نہ بچا دیکھئے انہیں چند لفظوں میں کیسا کچھ غلطاں پیچاں ہے خود ہی لکھتا ہے کہ بدر نے اعلان دیا جس کے معنے ہیں کہ بدر نے چیلنج دیا۔ یہ تکذیب ہے بدر کی جو چیلنج ہماری طرف منسوب کرتا ہے پھر اتنا کہہ کر اصل مذہب (کذب قادیانی) اوس پر غالب آتا ہے تو لکھتا ہے کہ کیوں بدر نے ان کی دعوت کو رد کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت یعنی چیلنج ہمارا ہے۔ حالانکہ دعوت، اعلان اور چیلنج ہم معنی ہیں۔ جب اعلان بدر کا ہے تو دعوت ہماری کیسی؟ سچ ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

اسی لئے ہم نے ان دونوں بھائیوں کے حق میں بطور مثال لکھا تھا کہ اور غالباً آئندہ بھی لکھیں گے جب تک وہ قانونی کارروائی (جس کی وہ ہمیں دھمکی دیتا ہے) کر کے ہم کو نہ روک دے "یکے دزد باشد دگر پردہ دار" مگر ایسی حمایت پردہ داری نہیں بلکہ دراصل پردہ دری ہے۔ غالباً ناظرین منتظر ہوں گے کہ ہم نے بدر کی اصل عبارت متعلق جواب ہذا اون کو سناویں۔ مگر عبارت مذکورہ سنانے سے پیشتر ہم ناظرین سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ ایک نظر پھر عبارت مرقومہ بالا منقولہ از بدر ۹- دسمبر پر ڈال جائیں پھر

عبارت مندرجہ ذیل کو غور سے پڑھیں۔ اخبار بدر لکھتا ہے:

''ہماری اصل غرض تو اس تجویز سے وہ خدمت دین تھی اور ہے کہ جس کی ضرورت اس وقت سخت اسلام کو ہے۔ اور جس مقابلہ کے لئے ہم اب بھی اپنے منکروں کو بلاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آؤ ہماری طرح اور ہمارے مقابل خدمت دین پر کمر باندھو مختلف شہروں میں نہ اس لئے کہ احمدی مبلغین کی قابلیت اور لیاقت کا مقابلہ تم کو مدنظر ہے۔ بلکہ خدمت اسلام کے لئے جاؤ۔ اور منکران اسلام کے مقابل اپنی خصومتوں اور خصوصیتوں کو چھوڑ کر قرآن اور نبی کریم ﷺ کی شان بلند کرنے کے لئے وعظ و لیکچر دو۔ پھر تم دیکھ لوگے کہ ہم تم میں سے اول کس کو اس خدمت کی توفیق ملتی ہے۔ پھر کس کو خدا مقبولیت اور نصرت عطا کرتا ہے کس کی زبان پر چشمہ معرفت جاری ہوتا ہے۔ لیکن یہ تو وہ راہ ہے جو ایثار اور قربانی کو چاہتی ہے اور جن کی غرض صرف نمود شہرت اور مالی فتوحات ہوں اور جن کی عادت سفر خرچ اور یومیہ فیس لینے کی ہو۔ وہ محض رضائے مولا کے لئے اور وہ بھی جب ان کے تجربہ اور علم میں موہوم ہو اپنے وقت اپنی آسائش اپنے مال کو بلا دم نقد عوضہ کے کس طرح خرچ کرسکیں۔ اس لئے ہماری تحریر کی اصلی منشاء کو یہ لوگ کیوں سمجھنے لگے تھے انہوں نے جونہی یہ تجویز سنی۔ فوراً اس کی للّٰہی غرض کو نظر انداز کر کے اس کو فتوحات مالی اور شہرت کا ذریعہ سمجھا اور اس بے نفس اور ایثار طلب تجویز کو ایک اکھاڑہ کی صورت میں منتقل کرنا چاہا۔''

(اخبار بدر قادیان ۲۳/جون ۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بدر نے اس بیان میں ایک تو اصل کلام کو بگاڑا۔ اصل کلام ہمارے سامنے ہے۔ ناظرین دیکھ کر شہادت دے سکتے ہیں کہ ازخود چیلنج دیا، جب ہم نے اوسے منظور کیا تو اب اور ہی پہلو بدل دیا۔ کیا مزے سے لکھتے ہیں کہ اپنے اپنے طور پر اشاعت اسلام کرتے پھر و قبولیت ہم دیکھیں گے۔ واہ کیا خوب۔ عبارت سابقہ میں بروقت اثر دیکھنے کا کیا مطلب تھا۔ کیا یہی؟ کہ احمدی لیکچرار پشاور میں لیکچر دے اور محمدی واعظ کلکتہ

میں تو بروقت دونوں کا اثر معلوم ہو جائے۔ اونادان بدر اور الحکم کے ایڈیٹر ابوالحکم۔ کیا تم نے بھی اپنے پیرومرشد کی طرح سمجھ رکھا ہے کہ دنیا میں کوئی دانا نہیں۔ پھر کس جرأت اور حیا وشرم سے مجھ پر فیس یومیہ کی چوٹ کرتے ہیں۔ اگرچہ فیس یومیہ دے کر ملک میں بلایا جانا بھی ایک طرح سے قبولیت کی دلیل ہے کہ کسی متکلم میں علم کلام اور علم تقریر کا اس درجہ کمال ہے کہ لوگ سفر خرچ کے علاوہ اوس کو یومیہ فیس دے کر بھی بلاتے ہیں اور اس بلانے میں یہاں تک ترقی ہے کہ بہت سے لوگ بوجہ تعارض تواریخ کے محروم رہ جاتے ہیں۔ میرے احباب بفضل خدا شہادت دے سکتے ہیں کہ ایک ہی ہفتہ میں متعدد مقامات سے طلبی ہوتی ہے لیکن میں چونکہ انجمن صادقین کا خادم ہوں اس لئے جہاں ایک دفعہ وعدہ کرتا ہوں دوسری جگہ کی طرف رخ نہیں کرتا جس پر دوسرے لوگ بعض دفعہ میری غیر حاضری کے سبب سے جلسہ ملتوی کر دیتے ہیں۔ ذٰلك من فضل الله لیکن افسوس ہے کہ اخبار بدر قادیان نے اس میں اپنے پیرومرشد کی تقلید میں دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے رسالہ اعجاز احمدی میں صفحہ ۲۳ پر میری نسبت لکھا ہے:

> ''دو، دو آنہ کے لئے دربدر گدائی کرنے والا۔ مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گذارہ کرنے والا۔''

حالانکہ میں نہ کسی مسجد کا امام ہوں، نہ میں جنازہ خوان، بلکہ میری دعا ہے کہ قیامت تک میری اولاد میں بھی کوئی اس پیشہ کا نہ ہو۔ تاہم آنجہانی کو ایسا لکھتے ہوئے شرم نہ آئی، تو تم دونوں چھوٹے بڑے بھائی کو بقول ''کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا'' کیا شرم آتی۔

نہایت افسوس ہے کہ تمہارا پیشوا تو یہ دعویٰ کرے کہ جو میری بیعت میں آیا وہ اصحاب رسول اللہ (ﷺ) میں شامل ہوا۔ (قادیانی خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) مگر تم لوگوں کے اخلاق ایسے ذلیل اور گرے ہوئے ہیں کہ معمولی باتوں میں بھی جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ ہاں میں بھولا، جب شیخ ہی ایسا تھا تو فنا فی الشیخ کے درجہ والے کیوں ایسے نہوں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ناظرین حیران ہونگے کہ بدر نے اپنے سابقہ کلام کو جو پبلک میں شائع شدہ ہے ایسا کیوں بدلا۔ سوان کی حیرت رفع کرنے کو ہم قادیانی مشن کے بانی آنجہانی کا وتیرہ کا ایک نمونہ دیکھاتے ہیں۔

حضرت موصوف نے آتھم عیسائی کی بابت پیشگوئی ان لفظوں میں کی تھی کہ:

''وہ (آتھم) پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا۔''

(کتاب ''جنگ مقدس'' صفحہ ۱۸۹)

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ آتھم کی موت کی آخری مدت پندرہ مہینے ہے لیکن جب پندرہ مہینے کی بجائے چالیس ماہ کے بعد ڈپٹی عبداللہ آتھم مرا تو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کس خوبی سے فرماتے ہیں کہ:

''میں نے ڈپٹی آتھم کے مباحثہ میں قریباً ساٹھ آدمی کے روبرو یہ کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا سو آتھم بھی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔'' (قادیانی اربعین نمبر۳ صفحہ ۱۱)

ناظرین غور سے دیکھیں کہ سلطان القلم اور مسیح موعود ایسے ہی ہوتے ہیں جن کو اتنی بھی شرم نہو کہ ہماری تحریر ملک میں شائع ہوچکی ہے۔ لطف یہ ہے کہ یہ عبارت تشریحی بھی نہیں، بلکہ صاف لکھا ہے کہ میں نے کہا تھا یعنی اصل الفاظ ہی یہی ہیں۔ اللہ اکبر اس قدر جرأت کہ پندرہ مہینوں کی محدود عبارت کی حد اٹھا کر غیر محدود کر کے کہتے ہیں کہ میں نے یہی کہا تھا۔ یعنی اوس میں پندرہ ماہ کی کوئی قید نہ تھی، بلکہ صرف اتنا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا۔ حالانکہ اصل کلام ہمارے سامنے ہے اوس میں تقدیم وتاخیر کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ لیکن چونکہ واقعہ ایسا ہوا کہ آتھم پہلے مرا گو پیشگوئی سے دوسال بعد مرا اس لئے دجال اکبر آنجہانی نے حیا وشرم کو بالا طاق رکھ کر ارشاد فرمادیا کہ پیشگوئی میں میں نے یہی لکھا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا۔

دراصل ہمارے پنجابی نبی کے کرتب ان گنت ہیں۔ اصل الہام کی عبارت بھی ناظرین کے سامنے ہے، پھر اوسکی تشریح یا وہی عبارت بالفاظ دیگر ملاحظہ میں ہے۔ ان دونوں عبارتوں میں مانتے ہیں کہ میں نے کہا تھا کہ آتھم مریگا۔ مگر ناظرین سن کر

حیران ہوں گے کہ آتھم کی زندگی (مابعد پیشگوئی) میں آپ لکھتے ہیں کہ

''اعلیٰ درجہ ہاویہ کا جو ہم نے سمجھا اور ہماری تشریحی عبارت میں درج ہے یعنی موت وہ ابھی تک حقیقی طور پر وارنہیں ہوا۔''

اس کلام بے نظام میں آپ نے فیصلہ کر دیا کہ پیشگوئی میں موت کا لفظ ہی نہ تھا۔ چلو فیصلہ شد۔ کسی دل جلے عاشق نے ایسے ہی معشوق کے حق میں کہا ہے۔

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے اے شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

پس اخبار بدر قادیان کا اپنے کلام کو بگاڑ کر دوسرا مطلب لینا بالکل مرزائی سنت موکدہ کی پیروی ہے۔

او نادان مرزائیو! کیا تم دنیا کی آنکھوں میں مٹی ڈال سکتے ہو۔ یہی قادیانی نبوت ہے جس کی اشاعت تم ملک میں کرنا چاہتے ہو (تف)

دوسری وجہ یہ ہے کہ قادیانی علم الکلام گو بہت بڑا وسیع ہے مگر بحمد اللہ ہم کو اس قدر ملکہ ہے کہ ہم اوس کو مختصر بھی کر سکیں۔ قادیانی مشن کا علم کلام ایک ہی جملہ میں آسکتا ہے غور سے سنئے!

(ا) اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی پیروی کرنے سے حضرت مرزا صاحب قادیانی جیسے باکمال آدمی پیدا ہو سکتے ہیں۔''

علماء منطق کے ہاں بعض جملے ایسے ہوتے ہیں جن کی بابت وہ کہا کرتے ہیں: قضايا قياساتها معها یعنی یہ ایسا حکم ہے کہ اس کی دلیل خود اسی میں موجود ہے جس کی مثال وہ دیا کرتے ہیں الحمد لله (سب تعریفات اللہ ہی کے لئے ہیں) یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ اس کی دلیل بھی اسی میں ہے۔ اسی طرح قادیانی مشن کا دعویٰ مذکورہ بھی متضمن دلیل ہے۔ دعویٰ ہے کہ اسلام بڑے کمال کا مذہب ہے جس کی دلیل کیا ہی سنہری حرفوں میں لکھنے کے قابل ہے کہ مرزا صاحب کو جو کمالات حاصل ہوئے وہ اوسی مذہب کی بدولت ہوئے ہیں۔ آپ کے کمالات کیا تھے، بس یہی کہ

رسول قادیانی کی رسالت
جہالت ہے جہالت ہے جہالت

کبھی آپ کی پیشگوئی سچی نہیں ہوئی۔ کبھی آپ نے کسی مخالف کا حوالہ صحیح نہیں دیا۔ آہ! آخری سین (نقشہ) اس باکمال کا کس سے مخفی ہے جس کا نام اوس نے خود ہی ''آخری فیصلہ'' رکھا تھا جس کی پوری نقل ۲۴ جون کے اہلحدیث میں ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں جس کا خاتمہ اس پر ہوا کہ

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

الحکم کا ابوالحکم اپنے عجز کا ثبوت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم اہلحدیث کے جوابات کی طرف اس لئے رخ نہیں کرتے کہ اوس میں بجز تمسخر اور استہزاء کے کچھ ہوتا نہیں مگر اوسنے یہ نہیں بتلایا کہ اہلحدیث کا استہزاء کسی میراسی بچے سے بھی زیادہ ہے جن کا آبائی پیشہ ہی استہزاء ہوتا ہے۔

قادیانی مشن کے نونہال لاہور کے جلسوں میں اپنی کامیابی کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ خدا کی شان ہے جب آدمی حیا و شرم سے بے تعلق ہو جائے تو جو چاہے کہتا جائے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ہاں ہمیں خوشی ہے کہ لاہور کے جلسوں میں جو لوگ شریک تھے وہ اصلیت سے خوب واقف ہیں اور جو نہ تھے اون کو بتلانے کی حاجت نہیں۔ کیوں کہ قادیانی مشن کی کذب بیانیاں کسی سے مخفی نہیں۔ مختصر یہ کہ بدر نے ہمیں چیلنج دیا تھا جو ہم نے منظور کیا مگر منظور ہوتے ہی بدر انکار کر گیا۔ جس سے بدر نے گویا ہمارے قول کی تصدیق کر دی کہ

نہ خنجر اوٹھے گا، نہ تلوار اون سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہاں الحکم کے ایڈیٹر ابوالحکم کا ایک سوال ہنوز باقی ہے۔ آپ پوچھتے ہیں کہ جالندھر میں خواجہ کمال الدین کے مقابلہ میں لیکچر دینے کی تم نے خواہش ظاہر کی تھی تو اہالی جالندھر نے تم سے کیا کہا تھا؟ اس سوال کے جواب کے لئے اوس نے انجمن صادقین کا مجھے واسطہ دیا ہے اس لئے میں بحیثیت خادم انجمن ہونے کے سچائی سے اظہار کرتا ہوں کہ نہ میں نے خواہش ظاہر کی تھی نہ کسی نے انکاری جواب دیا تھا۔ ہاں احباب جالندھر از خود خواجہ موصوف کے بعد مجھے مجبور کیا تھا تو میں نے جالندھر میں جا کر

ایک روز مع مولوی راجہ عبدالرحمٰن صاحب تقریر کی تھی جس میں صدر جلسہ جناب صوبیدار صاحب پنشنر، آنریری مجسٹریٹ تھے۔ اس جلسہ کا اثر کیا ہوا تھا؟ میں کچھ نہیں کہتا ایک فقرہ سنائے دیتا ہوں جس سے شناسان علم کلام سمجھ جائیں گے کہ ایک ہی لفظ سے تمہارا سارا اثر مٹ گیا تھا۔ تمہارے لائق لیکچرار خواجہ صاحب نے کئی روز مجھ سے پہلے اپنے لیکچر میں مسلمانوں کو اپنا قرب بتلانے یا دھوکہ دینے کے لئے کہا تھا کہ ہمارا اور ہمارے بھائیوں کا کوئی بڑا اختلاف نہیں صرف اتنا ہے کہ وہ تو مسیح موعود کے منتظر ہیں اور ہم اوس کے گذرنے کے قائل۔ بعض معززین جالندھر نے مجھے کسی کی معرفت کہلوایا کہ چونکہ مرزائی لیکچرار نے کوئی اختلافیہ کلمہ نہیں کہا تھا اس لئے آپ بھی اون کے اختلاف کا ذکر نہ کریں تو مناسب ہے میں نے کہا بہت اچھا۔ مگر جتنا کیا تھا اُتنا تو کہہ لوں۔ جواب ملا ہاں اتنے میں تو ہرج نہیں۔ میں نے اثنا تقریر میں کہا کہ لائق لیکچرار نے سچ کہا تھا کہ کوئی اتنا بڑا اختلاف نہیں واقعی بات بھی یہی ہے کہ اختلاف صرف اتنا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو جو دعا کی تھی کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے، ہم کہتے ہیں وہ قبول ہوگئی، مگر ہمارے (مرزائی) دوست کہتے ہیں نہیں ہوئی۔ اس پر اہل مذاق نے جو لطف اوٹھایا اور داد دی میں اوس کا ذکر نہیں کرتا ناظرین خود ہی اندازہ کرلیں۔ کسی سیدھے سادھے عقل سے خالی دیہاتی کو تیر لگا تو ہاتھ پر خون دیکھ کر کہتا جاتا ہے کہ خدا کرے جھوٹ ہو۔

مرزائی نادانو! کب تک جھوٹ جھوٹ کہتے جاؤ گے زمانہ تمہاری چالوں سے واقف ہے۔ سنو!

زمانہ تیرا مبتلا ہورہا ہے
تمہیں بھی خبر ہے یہ کیا ہورہا ہے

آؤ میں تم کو منہاج نبوت بتلاؤں جس کا تم لوگ ہمیشہ دعویٰ کیا کرتے ہو۔ حضور پیغمبر ﷺ کو قرآن شریف ایسا فصیح وبلیغ کیوں ملا؟ یہی کہو گے کہ مخاطبوں کو اس فن میں دعویٰ تھا (بقول تمہارے) مرزا صاحب قادیانی کو فن تصنیف میں ایسا ملکہ کیوں ملا؟ کہ (بقول لنگر کے ٹکڑہ خوروں کے) سلطان القلم ہوئے۔ اسلئے نہ؟ کہ زمانہ کی ضرورت مقتضی تھی۔ حضور پیغمبر خدا (ﷺ) کو کسی کافر نے کہا مجھ سے کشتی لڑلو۔ اگر مجھے گرادو گے تو میں

مسلمان ہو جاؤنگا۔ حضور نے بے حیلہ حوالہ اوسے پکڑا، اور گرا دیا جس کا نتیجہ بھی خاطر خواہ ہوا۔ یہ ہے منہاج نبوت۔

آیئے ہم مانے لیتے ہیں کہ چیلنج ہماری طرف ہی سے تھا۔ یہ بھی مانے لیتے ہیں کہ (بقول تمہارے) ہماری نیت دنگل اور خود نمائی کی ہے مگر تم اور تمہارے خلیفہ تو نیک نیت اور منہاج نبوت کے پیرو ہیں تم لوگ نیک نیتی سے مقابلہ کرو دیکھو ایک ہی فعل بدنیتی سے بدنتیجہ دیتا ہے تو نیک نیتی سے نیک دیتا ہے۔ ہم لوگ بدنیت ہی سہی تم تو نیک نیت ہو پھر تمہیں اس کا کیا فکر۔ آؤ منہاج نبوت کے طریق پر مقابلہ کرو:

تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

سنو! ہم اس مقابلہ کا پروگرام ابھی سے بتلائے دیتے ہیں۔ بغیر اظہار مقابلہ ایک روز چار گھنٹے تصدیق اسلام پر تقریریں ہوں جن میں دو گھنٹے احمدی لیکچرار اور دو گھنٹے محمدی واعظ تقریر کریں۔ دوسرے روز چار گھنٹے خاص معارف قرآنی پر لیکچر ہوں دو گھنٹے احمدی اور دو گھنٹے محمدی۔ تیسری روز ایک بڑے عالیشان مضمون پر چار گھنٹے لیکچر ہوں جس کا عنوان ہو ''شان مرزا'' دو گھنٹے احمدی لیکچرار تصدیق کے دلائل بیان کرے اور دو گھنٹے محمدی واعظ تکذیب کے مگر یہ ضروری شرط ہوگی کہ کوئی لفظ تہذیب اور دل آزار نہ بولا جائے۔ اس کے فیصلہ کے لئے تین ممبروں کی جیوری پہلے سے مقرر کی جاویگی جو صدارت جلسہ کا کام بھی دیگی۔

مرزائی دوستو! کیا اچھا موقع تبلیغ کا ہے روح القدس کی مدد سے آؤ ہمت کرو ہاں اتنا یاد رکھنا کہ

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا نطقت فانني الجوزاء

نوٹ نمبر ۱: اس مضمون کے علاوہ دو مضمون اور بھی بدر مورخہ ۱۶ جون میں میرے برخلاف نکلے ہیں۔ ایک آخری فیصلہ کے متعلق۔ دوئم میری شہادت بمقدمہ مرزا کے متعلق مگر شہادت والے کی بابت بدر مورخہ ۲۳ جون میں لکھا ہے کہ آئندہ اس پر مزید بحث ہوگی اس لئے ہم بھی اوس بحث کے منتظر ہیں۔ ہاں آخری فیصلہ کے متعلق آئندہ ہم کچھ لکھیں گے۔ ان شاء اللہ۔

نوٹ نمبر۲: مضمون بالا میں میرے ساتھ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا ذکر خیر بھی اخبار بدر قادیان میں آتا رہا ہے مگر میں نے اپنے جواب میں ان کا ذکر نہیں کیا کیوں کہ بہت سے واقعات ان کے متعلق ایسے ہیں کہ میں اون سے واقف نہیں اس لئے مولوی صاحب موصوف اپنا جواب آپ دیں گے۔ اور غالباً خوب دینگے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلدے۔ نمبر ۳۶۔ مورخہ ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۱۰ء ص:۱-۶)

قادیانی کذب بیانی (۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بدر قادیانی آج کل کسوف کی حالت میں ہے اسی لئے بجائے روشنی کے ظلمت پھیلا رہا ہے۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب قادیانی نے جو اشتہار دیا تھا جس کو ہم نے اہل حدیث مورخہ ۲۴ جون ۱۹۱۰ء میں بتمام وکمال شائع کر دیا ہے۔ مطلب اس کا صرف اتنا ہے کہ مرزا صاحب آنجہانی کہتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے چونکہ میرے مشن کو سخت نقصان پہنچایا ہے اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو مجھ سے پہلے موت دے اگر وہ مجھ سے پہلے نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔ اس کے بعد واقعہکیا ہوا؟ بتلانے کی حاجت نہیں۔ مرزائی اخبار بدر نے اس کا جواب لکھا ہے جو قابل دید وشنید ہے وہ لکھتا ہے:

حضرت اقدس مسیح موعود کے اشتہار کا ذکر کرتے ہوئے جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ دعا کے ذریعہ فیصلہ لکھا تھا سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ فیصلہ کیا ہوا؟ اور اس مضمون کی سرخی یوں جماتے ہیں کہ:

بدر قادیانی جواب دے۔

سو سننا چاہیے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کے آگے فیصلہ کی یہ آسان راہ پیش کی تھی کہ اسلامی طریقہ کے مطابق دعا کے ذریعہ سے یہ جھگڑا طے پائے اور کاذب صادق کی زندگی

میں مر جائے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مولوی صاحب موصوف نے اور اس کے ساتھیوں نے اس فیصلہ کو منظور کر لیا تھا؟

کیونکہ ہر ایک انسان اپنے مسلمات سے قائل کیا جا سکتا ہے نہ کہ دوسرے کے مسلمات سے۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے مطبع اہل حدیث میں ایک اشتہار چھپوا کر شائع کیا تھا اور اس میں حضرت مرزا صاحب کے اشتہار کا جواب دیتے ہوئے ایسا لکھا تھا کہ کسی کے پیچھے زندہ رہنا کوئی ثبوت صداقت کا نہیں ہوسکتا بلکہ حرامزادے کی رسی دراز ہوتی ہے۔ پس جب کہ اس اشتہار میں مولوی صاحب موصوف نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ ان کا عقیدہ درازی زندگی کے متعلق کیا ہے اس واسطے خدا تعالی نے بھی چاہا کہ انہیں اور ان کے ہم خیال جماعت کو ان کے عقائد کے مطابق سمجھا دیا جائے کہ حرامزادہ کون ہے۔

یہ ہے بدر قادیانی کا جواب مختصر الفاظ میں امید ہے کہ مولوی صاحب موصوف کی سمجھ میں آ جائے گا اور ہمیں اور زیادہ تفصیل کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔(اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ فرماتے ہیں:

کیا تمہیں لوگ کہا کرتے ہو کہ اہل حدیث بدزبانی کرتا ہے۔لوسنو! اصل حرامزادہ تو وہی ہے جو اپنے باپ کے نطفے سے نہ ہو اس لئے وہ غیروں (حکیم نورالدین وغیرہ) کو باپ لکھتا ہو۔مگر مرزا صاحب کی اصطلاح میں حرامزادہ وہ ہے جو راستی کو چھوڑ کر نا راستی اختیار کرے۔پس ان دونوں تعریفوں کے مطابق اڈیٹر بدر کا فرض ہے کہ میرا کوئی اشتہار اس مضمون کا دکھاوے جو اس نے میری طرف نسبت کیا ہے۔ یہ تو ہے تمہارے کذب کا جواب نمبر ایک۔

اب سنو! اصل بات کا جواب بدر نے قادیانی مشن کے اثر سے کمال ایمان داری کے ساتھ اصل مضمون کو بگاڑا ہے۔لکھتا ہے:

مولوی ثناء اللہ کے سامنے فیصلہ کی آسان راہ پیش کی تھی،جس کا مطلب یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ سے دریافت کیا تھا کہ تم بھی اس صورت کو مانتے ہو یا

نہیں ۔لیکن مولوی ثناء اللہ نے نہ مانا تو بس وہ صورت بھی رہ گئی۔

سبحان اللہ! ایسی تحریف کی کہ یہودیوں کے بھی کان کتر ڈالے ۔۲۴ جون کے اہل حدیث میں سارا اشتہار نقل ہو چکا ہے یہاں بھی چند فقرات نقل کرتا ہوں ناظرین غور سے سنیں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ۔آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔،

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین یہ جملے انشائیہ ہیں یا خبریہ؟ یعنی ان میں مجھ سے کچھ استفسار ہے یا مجھ کو اور پبلک کو خبر دی گئی ہے کہ میں (یعنی مرزا قادیانی) نے خدا سے اس مضمون کی دعا مانگی ہے پس تم بھی منتظر رہو۔ادنی اردو دان بھی اس عبارت کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے مجھ کو اور پبلک کو اطلاع دی ہے کہ فیصلہ کے منتظر رہو نہ یہ کہ مجھے فیصلہ کی دعوت دی ہے اور میرے سامنے صورت پیش کی ہے جو بدر نے نئی نکالی ہے۔

او ظالم! اس طرح تم واقعات چھپا کر دنیا کو اندھا بنا سکتے ہو۔آہ کیا سچ ہے

خون ناحق بھی چھپائے سے کہیں چھپتا ہے
کیوں وہ بیٹھے ہیں میری نعش پہ دامن ڈالے

او بدر! اگر تو واقعی بدر ہے اور بدرو نہیں، تو آہم تیرے ہی حوالہ سے اس

نزاع کا فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ لے سن اور بدر ۲۵، اپریل ۱۹۰۷ء کا پرچہ نکال کر سامنے رکھ جہاں تو دجال اکبر آنجہانی (مرزا قادیانی) کی ڈائری لکھتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

پھر ۱۳۔ جون کے بدر میں مرزا صاحب کی طرف سے تم (اڈیٹر بدر) نے میرے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

مشیت ایزدی نے حضرت حجۃ اللہ (مرزا) کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔

بتاؤ ان حوالہ جات سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ یہ کہ دجال اکبر آنجہانی نے میرے ساتھ قطعی فیصلہ کر دیا تھا یا صورت فیصلہ میرے سامنے پیش کی تھی؟

او ظالم! تمہیں خدا کا خوف نہیں تو مخلوق سے بھی شرم نہیں۔ ہاں یاد آیا، آخر فنا فی الشیخ کا درجہ یہی تو ہے کہ

من تو شدم تو من شدی
من جان شدم تو تن شدی
تا کس نہ گوئید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

یہ ہیں صحیح واقعات۔ کیا الحکم کا ابوالحکم اس پر کچھ بولے گا؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۳۷۔ ۷ رجب ۱۳۲۸ھ۔ ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء۔ ص ۱۔۲)

نشانات قیامت اور قادیانی جہالت

حافظ عبدالکریم مدرس دارالحدیث شاہجہان پور لکھتے ہیں:

اس عنوان کے تحت کسی نمبر اہل حدیث میں میرا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں میں نے علاوہ اور باتوں کے کچھ نشانات امام مہدی کی پہچان کے جن سے وہ پہچانے جائیں گے لکھے تھے۔ ان میں ایک نشان یہ تھا کہ آسمان سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ بہترین امت محمد ﷺ کا تمہارا امام بنایا، تم جا کر اس سے ملو کہ وہ مہدی ہے اس کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔

اس نشان کی بابت ایک صاحب نے اہل حدیث میں سوال کیا کہ آسمان سے آواز کا کیا ثبوت ہے ؟ لہذا میں اس کے ثبوت میں جو حدیثیں ہیں ان میں سے چند احادیث نقل کرتا ہوں جس سے کسی صاحب کو شک کی گنجائش نہ رہے گی (بقیہ مضمون نقل نہیں کیا جا رہا کیونکہ عبارات کٹی پھٹی ہیں اور احادیث جو مسند نعیم بن حماد، سے نقل کی گئی ہیں، مجھے دستیاب نہیں ہے۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۳۷۔ ۷ رجب ۱۳۲۸ھ۔ ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء ص ۸۔۹)

قادیانی سوال و جواب

(از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ایک دوست نے چند سوالات جو اس کو مرزائیوں نے لکھ کر دیئے تھے، میرے پاس جواب کے لئے بھیجے۔ چونکہ مرزائی لوگ یہ سوالات اکثر پیش کیا کرتے ہیں اور عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالتے رہتے ہیں، لہذا ان کے جوابات پبلک میں شائع کرتا ہوں تاکہ دوسروں کو بھی علم ہو جائے اور ان کے دام سے بچ جائیں اور قادیانی بھی اپنے دام کا تارو پود ادھڑا ہوا دیکھ لیں و اللہ الموفق للصواب و ھو یھدی السبیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم :

ہمارے اعتراضات اور سوالات :

جو شخص ہمارے اعتراضات اور سوالات مندرجہ ذیل کے جوابات قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بدنظر اس کے کہ جوابات تناقض اور تعارض کے نقص اور عیب سے مبرا ہوں ہم ان کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سوال ۱: کسی امر میں اللہ اور رسول یا فرستادہ خدا کی صداقت پرکھنے کے لئے قرآن نے جو عام قاعدہ اور قانون کے نیچے منہاج نبوت اور رسالت کے اصول وضع فرمائے ہیں وہ کیا ہیں؟

جواب : قرآن شریف یا رسول برحق کی پرکھ کے لئے تین اصول بیان کئے ہیں۔

اول: ظہور معجزہ۔
دوم: تعلیم حق
سوم: صدق وعدہ یعنی خدا تعالیٰ جو وعدہ ان سے کرتا ہے وہ پورا کرتا ہے۔
ظہور معجزہ کی دلیل حضرت موسیٰ کا فرعون کے سامنے دعویٰ رسالت کرنا اور ظہور معجزہ کا بھی دعویٰ کرنا اور فرعون کے مطالبہ پر عصا اور ید بیضا کا معجزہ دکھانا اور نیز حضرت کا دعویٰ رسالت اور ظہور معجزات۔
تعلیم حق کی دلیل قرآن شریف کا دعویٰ کرنا کہ میری تعلیم سب سے بڑھ کر ہدایت والی ہے اور اس دعویٰ کا مطابق واقع ہونا اور نیز انبیاء کے دعویٰ رسالت کے ساتھ ہی اس تعلیم حق کا ذکر ہونا۔
صدق وعدہ کی دلیل آیت سورہ انبیاء ثم صدقنا هم الوعد
پس یہ تین امر ہیں جن سے صادق مدعی نبوت اور کاذب میں تمیز ہوتی ہے۔
مرزا غلام احمد قادیانی میں ان تینوں امروں میں سے ایک بھی نہیں پایا گیا، بلکہ برخلاف ان کے معجزات کا انکار اور باطل کی تعلیم اور سب باتوں یعنی پیش گوئیوں کا خطا نکلنا ثابت ہوا جو اس نے خدا پر افتراء باندھ کر شائع کی تھیں۔ چنانچہ دوسرے سوال کے جواب میں اس کی مثالیں مذکور ہوں گی۔
سوال ۲۔ کیا حضرت مرزا صاحب جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں منہاج نبوت کی رو سے جھوٹے ہیں جو مقابلہ سے دکھلاؤ
جواب: بیشک مرزا قادیانی منہاج نبوت کی رو سے بالکل کاذب تھا۔
اول اس لئے کہ اس نے باوجود دعویٰ نبوت کے کوئی معجزہ نہیں دکھایا بلکہ اپنے عجز کو چھپانے کے لئے معجزات عیسویہ سے انکار کیا دیکھو ازالہ اوہام جلد اول۔
دوم اس لئے کہ اس نے باطل کی اشاعت کی۔ ایک یہ کہ اس نے دعویٰ رسالت کیا اور آنحضرت ﷺ خاتم النبیین کی مہر کو توڑنا چاہا کیونکہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں صاف آیا ہے کہ میری امت میں تیس کے قریب دجال اور کذاب ہوں گے۔ اور آنحضرت ﷺ نے ان کے دجل (فریب) اور کذب (جھوٹ) کی دلیل صرف یہ بیان کی کلّهم يزعم انّه رسول الله یعنی ہر ایک ان میں کا یہ گمان و دعویٰ کرے گا کہ

میں خدا کا فرستادہ ہوں۔ بس اس حدیث نے صاف بتلا دیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صرف دعوی نبوت ہی دجال اور کذاب ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

دوسری باطل تعلیم یہ کی کہ قرآن نے نص صریح اور ظاہر الفاظ میں فرما دیا کہ یہود نے حضرت مسیح کو صلیب پر نہیں چڑھایا۔ برخلاف اس کے قادیانی ، مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے کو بہت زور سے شائع کیا اور حقیقت میں اپنے دعوی کی بنیاد اسی بات پر رکھی۔

تیسری باطل تعلیم یہ کہ قرآن وحدیث نے صراحت سے فرشتوں کا زمین پر نازل ہونا اور پروں والا ہونا بیان کیا، برخلاف اس کے مرزا قادیانی نے ان دونوں باتوں کا انکار کیا۔ ملاحظہ ہو توضیح مرام مصنفہ مرزا قادیانی۔ اسی طرح اور بہت باطل امور ہیں جو قادیانی نے قرآن وحدیث کے برخلاف جاری کئے۔

سوم اس لئے مرزا قادیانی منہاج نبوت کی رو سے جھوٹا ہے کہ اس نے جو پیش گوئی خدا کا نام لے کر کی وہ غلط نکلی اور ان سے کوئی بھی پوری نہ ہوئی مثال کے لئے واقعات ذیل پر نظر کرو:

۱۔ عبداللہ آتھم کا ۱۵ مہینے میں مرجانا یا مسلمان ہو جانا۔ ان دونوں امروں میں سے کوئی بھی واقع نہیں ہوا۔ نہ عبداللہ آتھم ان ۱۵ مہینوں میں مرا اور نہ مسلمان ہوا بلکہ ۱۵ مہینے گذار کر عیسائی ہی رہا اور قادیانی کو جھوٹا ثابت کرتا رہا۔

۲۔ محمدی بیگم کا مرزائے قادیانی کے نکاح میں آجانا۔ مرزا قادیانی بصد حسرت مرگیا لیکن محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔

۳۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا مرزا قادیانی کے سامنے مرجانا اور قادیانی کی عمر کا بڑھایا جانا۔ نہ ڈاکٹر عبدالحکیم قادیانی کے سامنے مرے اور نہ قادیانی کی عمر بڑھی بلکہ برخلاف اس کے قادیانی خود ڈاکٹر عبدالحکیم کے سامنے مرگیا اور خدا کے فضل سے ڈاکٹر صاحب ابھی صحیح سلامت ہیں۔ ۱۸، اور ۲۹ مئی سن حال کو خاکسار کو فیروز پور میں مع اپنے دو فرزندوں کے بخیریت ملے تھے۔

۴۔ مرزا قادیانی کے ہاں اس کے بیٹے مبارک احمد کی وفات کے بعد اس کی بجائے ایک اور لڑکا ہونا۔ مبارک احمد کی بجائے اس تاریخ کے بعد مرزا قادیانی کے گھر کوئی

لڑکا نہیں ہوا، بلکہ خود قادیانی مر گیا اور بیوی بھی غیر حاملہ چھوڑ گیا جس نے آئندہ کی امید بھی توڑ دی۔

مثال کے لئے اتنے واقعات کافی ہیں اور آخر میں ہم بطور قاعدہ کلیہ کے مرزائیوں سے اور خاص کر خلیفہ قادیانی سے سوال کرتے ہیں کہ آپ مرزا قادیانی کی صدہا ہزارہا پیش گوئیوں میں سے ایک ایسی پیش گوئی پیش کریں جو الہام کے الفاظ کے مطابق پوری ہوئی ہو اور یا د رکھیں کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

نوٹ: قادیانی نے اپنے مریدوں کی نظروں میں جہان کو علم خالی دکھانا چاہا ہے اور ان کی آنکھوں میں مٹی ڈال کر دنیا کو ان کی نظر میں تیرہ کر دیا ہے کہ منہاج نبوت کے یہ معنی بتائے کہ نبی کی پیش گوئی وقوع کے وقت سے کبھی ملتوی بھی ہو جاتی ہے۔ یہ تاویل باطل ہے اور غلط بیانی ہے ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ہزارہا انبیاء میں سے کسی ایک نبی کا کوئی ایسا واقعہ بتائیں جس کی بابت نبی نے خدا سے اطلاع پا کر کہا ہو کہ یہ فلاں امر فلاں وقت پر یا اس سے پہلے یا اس سے پیچھے یا میری زندگی میں یا میری موت کے بعد (غرض کسی طریق پر بھی میعاد مقرر کی ہو) واقع ہو گا تو وہ وقت غیر امر کے وقوع کے گذر گیا ہو خلیفہ قادیانی کتب حدیث کی ورق گردانی کریں اور ہمیں کوئی ایسا واقعہ دکھائیں۔..

سوال ۳۔ حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کی رو سے مرزا صاحب اگر مجدد نہیں تو بتلاؤ پھر وہ کون شخص ہے جو اس صدی کے لئے مجدد ہو کر آیا ہو اور اگر یہ مجدد نہیں اور نہ کوئی اور آیا ہے تو کیا یہ حدیث جھوٹی ہے۔ اگر یہ سچی ہے تو کیا اس صدی پر.. منقطع ہو گئی اگر منقطع ہو گئی تو سند پیش کرو۔

جواب: مجددیت کسی خاص شخص کا نام نہیں ہوتا حدیث میں من عام ہے اور .. معنے کی جمع ہوتا ہے۔ پس کسی خاص شخص کے دعوی کی ضرورت نہیں البتہ میاں نذیر حسین صاحب مرحوم دہلوی اور سید صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی اسی زمانہ کے تھے،

جنہوں نے سنت نبوی کی اشاعت کی۔ مجدد کا کام سنت کو زندہ کرنا اور شائع کرنا ہوتا ہے نہ کہ بدعت کو پھیلانا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بدعت پھیلائی، قرآن و حدیث کے منصوصات کے خلاف تعلیم کی مجدد نہیں بلکہ مبتدع تھا اور بہ سبب دعوی نبوت تیس دجالوں میں سے بموجب اس حدیث کے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے اور اس کا ذکر اوپر سوال کے جواب میں گذر چکا ہے۔

سوال ۴۔ حدیث ان لمهدينا آيتين لم يكونا منذ خلق السماوات و الارض .. الخ کی رو سے حضرت مرزا صاحب کے دعوی مہدویت کی صداقت ہوتی اور یہ حدیث گو کسی طبقے کی ہے بوجہ وقوع کے صحیح ثابت ہو گئی اور اس نشان نے مرزا صاحب کے دعوی مہدویت کے بعد آپ کے دعوی پر آسمانی شہادت سے مہر صداقت لگا دی اگر مرزا صاحب مہدی نہیں تو بتلاؤ وہ مہدی جن کے دعوی کی صداقت کے لئے یہ نشان بطور شہادت کے ظاہر ہوا کہاں ہے؟ اور کس جگہ اور یاد رہے کہ گواہی کی ضرورت دعوی کے بعد ہوتی ہے جیسے وقوع میں آئی

جواب: سائل علم حدیث اور اصول حدیث سے بالکل بے خبر ہے ان لمهدينا کوئی حدیث نہیں ہے جب استدلال کے وقت لفظ حدیث مطلقاً بولا جائے تو اس سے حدیث مرفوع صحیح مراد ہوتی ہے جو استدلال میں کام آتی ہے نہ کہ ہر ایک قول جو حجت میں پیش نہیں ہوسکتا سائل اسکو حدیث قرار دیتا ہے یہ قول تو صحابی کا قول بھی نہیں

دیگر یہ کہ یہ روایت سنداً بھی سخت ضعیف ہے کیونکہ اس میں شمر اور جابر جعفی دونوں راوی ضعیف ہیں۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے جابر جعفی سے بڑھ کر جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔

سوم یہ کہ واقعہ بھی اس کے مطابق وقوع میں نہیں آیا کیونکہ اس روایت میں صاف ہے کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا اور سورج کو نصف رمضان میں حالانکہ اس طرح نہیں ہوا۔ اور اگر کہا جائے کہ پہلی رات کو چاند گرہن نہیں لگا کرتا تو اس کے جواب میں یہ یاد رہے کہ اس حدیث میں تو یہی لکھا ہے کہ ایسی بات ہو گی جو آگے کبھی نہیں ہوئی ہو گی۔ اگر کہا جاوے کہ رمضان میں کسوف و خسوف کا اجتماع پہلے کبھی نہیں ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل بے علمی ہے یہ تو حساب کی رو

سے کئی دفعہ ہوا دیکھو: کانا دجال، مصنفہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی۔

سوال ۵: طاعون مسیح موعود کے نشانوں میں سے ایک نشان فرمایا گیا جیسے کہ قرآن اور حدیث میں بیان کیا گیا۔ قرآن میں لکھا ہے کہ طاعونی نشان چاند سورج کے گرہن کے نشان واقع ہونے کے بعد سرزد ہوگا جیسا کہ فرمایا گیا

و جمِع الشّمس و القمر، یقول ا لا نسا ن یو مئذ این المفرّ۔ کلّا لا وزر ۔(القیامۃ :۹۔۱۱)

یعنی جب مسیح موعود اور مہدی موعود کے نشان شمسی اور قمری کے وقوع کے بعد بھی لوگ انکار کریں گے تو ایسا عذابی نشان ظاہر ہوگا جس کو دیکھ کر انسان بول اٹھے گا کہ این المفر کہاں بھاگوں؟

پھر کہا جائے گا کہ اب کوئی جائے پناہ نہیں کہ اس عذاب کے عالمگیر ہونے کی طرف اشارہ جیسے دوسری جگہ فرمایا:

و ان من قر یۃ الّا نحن مھلکو ھا. قبل یو م القیا مۃ او معذّبوھا عذا باً شد یداً (الاسری : ۵۸)

پھر عالمگیر عذاب کا ظہور کسی رسول یا فرستادہ خدا کے آنے کے بعد ہوتا ہے۔ فرمایا

و ما کنا معذبین حتی نبعث رسو لاً (الاسری :۱۵)

اس مذکورہ بالا کی رو سے حضرت مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت کی صداقت ہوتی ہے۔ اگر مرزا صاحب، مسیح موعود نہیں تو بتلاؤ وہ کون فرستادہ خدا آیا جس کے لئے جمالی اور جلالی نشان وقوع میں آئے۔

جواب: سائل نے اس سوال میں جس قدر مقدمات باندھے سب افتراء اور باطل ہیں، اور جو نتیجہ نکالا وہ بنائے فاسد بر فاسد ہے۔

اے قادیانیو! خدا سے ڈرو۔ تمہارا پیر تو افتراء ہی میں مر گیا اور اپنے عبرت ناک موت سے دنیا کو ڈرا گیا۔ اب تم تو خدا پر افتراء کرنا چھوڑ دو۔ آیت میں کہاں لکھا ہے اور کس لفظ کے معنی ہیں:

جب مسیح موعود اور مہدی موعود کے نشان شمسی اور قمری کے وقوع کے بعد بھی

لوگ انکار کریں گے تو ایسا عذابی نشان ظاہر ہوگا۔،

کیا تم خود جاہل ہو اور قادیانی فریب میں آ چکے ہو، تو دوسروں کو بے علم خیال کرتے ہو۔ آیت میں نہ طاعون کا ذکر ہے، نہ مسیح موعود و مہدی موعود کا۔ اور نہ تمہارے فرضی مسیح یا مفتری کذاب کا ذکر ہے۔ اور نہ کسوف وکسوف کے مجتمع ہونے کا ذکر ہے۔ پس تم ہی بتلاؤ! خدا پر اتنے افتراء باندھے اس کی کیا سزا۔

آیت میں تو قیامت کا ذکر ہے۔ چنانچہ پہلی آیت سے پڑھو تو معلوم ہو جائے کہ صاف لفظ قیامت کا لکھا ہے۔ پس ان آیات کے معنی یہ ہیں کہ انسان پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا۔ یعنی خیال کرتا ہے کہ ہرگز نہیں ہوگا۔ سو اس کا جواب فرمایا کہ قیامت اس وقت ہوگی:

پس جس وقت کہ نگاہ پتھرا جائے گی اور چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند یکجا کئے جائیں گے اور انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔

یہی صاف ترجمہ ہے۔ جو کچھ کہ تم کیا وہ سب افتراء ہے یقین نہ ہو تو قرآن شریف کے تراجم اور تفاسیر دیکھو پھر جس کا ترجمہ صحیح نکلے اس کی پیروی کرو۔

اور دوسری آیت و ان من قریۃ میں جو تم نے طاعون مراد لیا، یہ بھی بے بنیاد ہے (اور پھر مرزا کے دور کا طاعون عالمگیر بھی تو نہیں تھا؟) آیت میں طاعون کیلئے کوئی لفظ نہیں نہ تو کسی زمانے کی تخصیص اور نہ کسی عذاب کی تعیین، بلکہ عام آیت عام ہے۔..

پس اس سے بھی آپ کا مطلب نہیں نکل سکتا کیونکہ اس کو بھی کسی فرستادہ وغیرہ سے تعلق نہیں اور یہ جو تم نے کہا کہ وما کنّا معذّ بین حتّی نبعث رسو لا اس سے بھی تمہارا مذہب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ آیت کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ جب کوئی عذاب آوے تو اس وقت کا رسول بھی ضرور موجود ہو۔ کیونکہ ایسے ابتلاء جو امراض کے قسم کے ہوتے ہیں وہ رسول کی موجودگی میں آتے ہیں اور رسولوں کی وفات کے بعد بھی۔ اگر تمہارے مذہب کے مطابق رسول کا موجود ہونا ضروری ہے تو حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں جو طاعون آیا تھا اس وقت کون سا رسول موجود تھا۔ اور اس کے بعد جب جب طاعون آیا ان وقتوں میں کون کون رسول تھا۔ اور سلطنت مغلیہ کے وقت جب ہندوستان میں طاعون آیا تھا تو اس وقت کون رسول تھا؟

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ طاعون وغیرہ امراض کے لئے کسی فرستادہ خدا کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ ہاں رسولوں کے مبعوث ہونے کے بعد عذاب آنے کے یہ معنی ہیں کہ خلقت کے گنا ہوں پر اللہ تعالی گرفت نہیں کرتا جب تک ان کی طرف رسول بھیج کر اپنی شریعت ان کو پہنچا نہ دے۔ پس آنحضرت ﷺ کے بعد جب جب ایسے ابتلاء آئے تو اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کی معرفت شریعت آسان ظاہر ہوچکی اور لوگوں کو پہنچ چکی اور لوگوں نے نافرمانی کی تو خدا تعالی نے کسی بلا میں گرفتار کیا۔ دیگر یہ کہ جو عذاب رسول برحق کے انکار پر آتا ہے اس میں صرف کفار ہی پکڑے جاتے ہیں کیونکہ عذاب کی وجہ یعنی انکار صرف منکرین میں پائی جاتی ہے اور مومن خواہ وہ کسی قدر گنہ گار بھی ہوں اس عذاب سے بچائے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت ہود اور صالح اور حضرت نوح کی قوم کے ساتھ ہوا کہ صرف منکرین ہلاک ہوئے اور مومنین بچائے گئے۔ لہذا اگر یہ طاعون مرزائے قادیانی کی تکذیب کی وجہ سے ہوتا، تو مرزائی اس میں مبتلا نہ ہوتے حالانکہ وہ بھی بیچ میں رگڑے گئے ہندوؤں پر بھی اثر پڑا مسلمان بھی مبتلا ہوئے۔

پس یہ ابتلاء ان ابتلاؤں میں سے ہے جن میں عام طور پر خدا تعالی اپنی یاد دہانی کے لئے بندوں کو مبتلا کیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا:

و لنبلو نکم بشیء من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات و بشّر الصابرین (البقرۃ:۱۵۵)۔

ایسے ابتلاؤں میں نیک و بد مطیع و عاصی مومن و کافر ہر دو جنس میں سے مبتلا ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

و اتّقوا فتنة لا تصیبنّ الّذین ظلموا منکم خاصة (الانفال:۲۵)

اسی لئے حدیث شریف میں مطعون یعنی طاعون سے مرے ہوئے کو شہادت کا مرتبہ بیان کیا گیا ہے (بخاری موطا مالک) ورنہ اگر طاعون رسالت کے انکار کے باعث ہوتا تو کسی مومن کو نہ ہوتا اور وہ اس کی وجہ شہادت بنتا۔ باقی۔

محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء ص ۳-۶)

قادیانی کذب بیانی (۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ تیسرا نمبر ہے مگر ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ قادیانی مشن کی کذب بیانیاں کسی شمار میں آسکتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اَن گنت اور بے شمار ہیں۔ جن کی اصل ہی افتراء اور بہتان پر ہو اونکی فروعات کا کون شمار کر سکے۔

آج ہم بدؔر کی اُس کذب بیانی کا جواب دینے کو ہیں جو میری شہادت کے متعلق مختلف رنگوں میں چہ میگوئیاں کیا کرتا ہے۔ شکر ہے کہ میرے بار بار کے اصرار پر اوس نے میرے اصلی الفاظ (جنکی میں ہنوز تصدیق نہیں کرسکتا) نقل کر دیئے ہیں جو یہ ہیں:

> ''نماز نہ پڑھنے والا، زنا کرنے والا ایک قسم کا متقی ہے۔ قرآن کا کوئی حکم توڑنے والا بھی متقی ہوسکتا ہے۔ دروغ گو میں اگر اور اوصاف شرعیہ ہیں تو وہ ایک معنی میں متقی ہوسکتا ہے۔ دروغ گو، جعلساز، بہتان باندھنے والا، افترا باندھنے والا، دغا دینے والا ایک معنی سے متقی ہے۔ بشرطیکہ خدا کی توحید پر قائم ہو۔'' (اخبار بدر قادیان۔۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

یہ ہیں (بقول بدؔر) میرے اصلی الفاظ۔ اِن سب میں اخیر پر جو شرط لگائی گئی ہے (بشرطیکہ توحید پر قائم ہو) یہ سب کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص توحید خداوندی پر مضبوطی سے قائم ہو۔ اوس سے اگر گناہ کبیرے کسی قسم کی ہوجائیں تو وہ مطلق تقویٰ سے خارج نہیں ہوجاتا بلکہ بوجہ توحید کسی نہ کسی درجے میں متقی رہتا ہے گو تھرڈ کلاس ہی میں ہو۔ یہ نہیں کہ ایسے کام کرنے جائز ہیں۔ اب میں ناظرین کو اپنے اس دعویٰ کی دلیل مع حوالہ سُناتا ہوں۔ قادیانی مشن کے بندوں سے تو توقع نہیں کہ وہ کچھ فائدہ اٹھاوینگے ہاں ناظرین سے امید ہے کہ وہ اصل بات کو پاجاوینگے۔

اصلؔ یہ ہے کہ تقویٰ کے مدارج ہیں تین۔

ایک یہ کہ توحید کامل کے ساتھ کبیرے صغیرے گناہوں سے بچنا۔

(۲) دوئم یہ کہ توحید کے ساتھ صغیرے گناہوں کا سرزد ہوجانا۔ مگر کبائر (بڑے گناہوں) سے بچنا۔

(۳) سوئم توحید کامل کے ساتھ صغیرے اور کبیرے گناہوں کا سرزد ہوجانا۔

یہ تین درجے ہیں متقیوں کے۔ تفسیر بیضاوی میں زیر آیت ھدی للمتقین تین قسمیں لکھی ہیں۔ مگر میں اس دعویٰ کو کہ گناہگار مرتکب کبائر بھی بشرط توحید ایک معنی سے متقی ہیں۔ قرآن وحدیث سے ایک دفعہ پہلے ثابت کرچکا ہوں۔ اب بھی اوسکا خلاصہ بتلاتا ہوں:

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

تلك الجنّة التی نورث من عبادنا من کان تقیّاً (مریم:۶۳)

(جنت کے وارث متقی ہوں گے)

اس آیت نے صاف بتلایا ہے کہ متقی لوگ ہی نجات پاوینگے۔ بہت خوب۔ حدیث شریف بروایت ابوذر مشہور ہے وان زنٰی وان سرق یعنی موحّد آدمی کلمہ شہادت پڑھنے والا اگرچہ کبائر گناہ بھی کرتا ہونجات پاویگا۔ اس حدیث کو آیت موصوفہ کے ساتھ ملاکر دیکھیں تو نتیجہ صاف ہے کہ تقویٰ کے مراتب کثیرہ ہیں۔ ایک تقویٰ تو وہ ہے جو تفسیر بیضاوی کے الفاظ میں یوں ہے کہ:

ان یتنزہ عما یشغل سرہ عن الحق ویتبتل الیہ بشراشرہ وھو التقویٰ الحقیقی۔

یعنی اعلیٰ تقویٰ یہ ہے کہ انسان کا دل تمام قسم کی آلائشوں سے جو دل کو خدا کی طرف سے ہٹادیں پاک صاف اور ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو۔ کچھ شک نہیں کہ یہ تقویٰ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ جیسے مومن کامل کی یہی تعریف ہے کہ اوس سے کسی کو تکلیف نہ پہونچے۔ لیکن یہ نہیں کہ گناہگار مسلمان (بشرط اقرار توحید ورسالت) ایمان اور اسلام سے خارج ہے۔

پس جس طرح ایمان کے مختلف مراتب ہیں۔ جس طرح ایک گناہ گار مرتکب کبائر انسان بھی ایک معنی سے مومن ہے اسی طرح بدکار فاسق فاجر بھی (بشرط توحید) ایک معنی سے متقی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ایسے کام کرنے سے تقویٰ میں کوئی فرق نہیں۔

حاشا وکلا۔ لایقول به الا من سفه نفسه.

او بدر! اب بھی تجھ میں کچھ نور آیا یا ہنوز کسوف ہی میں ہے۔ کیا تو ہمارے پیش کردہ حوالجات کی باقاعدہ ہماری تقریر نقل کر کے تردید کر سکتا ہے؟ انشاء اللہ نہیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب میں نے عدالت میں شہادت دی تھی چونکہ مقدمہ بھی مرزا آنجہانی کا تھا اِس لئے مرزائی وکیل خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے ناک بھوں چڑھائی تو میں نے اوسی وقت کہہ دیا تھا کہ تفسیر بیضاوی دیکھ کر آنا تھا۔ مگر مرزائی اور انصاف؟

ناظرین! یہ ہے اِن لوگوں کی دھوکا بازی کہ میرے مطلب کو بگاڑ کر مشہور کر رہے ہیں کہ معاذ اللہ میرے نزدیک جھوٹ بولنا وغیرہ جائز ہیں۔ یہ ایسی بات ہوئی کہ ایک شخص سے سوال ہو کہ نماز ترک کرنے سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں وہ اس کا جواب دے کہ اگر توحید پر پختہ ہے تو ایک معنی سے مؤمن ہے پس قادیاں کا بے نور بدر غل مچادے کہ دیکھو جی اس کے ہاں نماز پڑھنے بھی کچھ ضروری نہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے

چو بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نہء دلبرا خطا ایں جا است

کیا الحکم کا ابوالحکم بھی کچھ بولیگا؟

اخبار پرکاش نے بھی بدر کا مضمون نقل کیا تھا اِس لئے اوس کے سمجھانے اور نقل کرنے کے لئے مختصر فقرے بتلاتا ہوں۔

اخبار بدر نے میری شہادت میں نقل کیا ہے کہ:

جھوٹ بولنے والا وغیرہ ایک معنی سے متقی ہے۔ اس کا مطلب ایسا سمجھو کہ آریہ کی اصل تعریف ہے نیک آدمی لیکن ایک تعریف یہ بھی ہے کہ کسی آریہ سماج کا ممبر ہو۔ پس جو شخص آریہ سماج کا تو ممبر ہو مگر ویدک دھرم پر مضبوطی سے پابند نہ ہو۔ جیسے عموماً آج کل کے آریے ہیں۔ جس کا انکار کسی کو بھی نہیں۔ گو وہ شخص پہلے معنی سے تو آریہ نہیں مگر ایک معنی سے آریہ ہے۔ یعنی ان معنی سے کہ آریہ سماج کا ممبر ہے آریہ سماج کے مشن سے دلی ہمدردی رکھتا ہے۔ اس طرح جھوٹ بولنے والا وغیرہ اعلیٰ درجہ کے

تقویٰ سے تو گر جاتا ہے اور بہت دور گرتا ہے لیکن چونکہ وہ توحید اور ایمان کا قائل ہے اِس لئے ایک معنی سے متقی ہے اِس کا ثبوت مذہبی کتابوں میں ملتا ہے۔ میرا مطلب یہ نہ تھا کہ ایسے کام کرنے جائز ہیں۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۳۸۔ مورخہ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۱۰ء ص: ۱-۳)

✵ الحکم پر بجلی گری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کے انتقال سے کچھ دن بعد (۲۰ نومبر ۱۹۰۸ء کے) اہلحدیث میں اس عنوان سے لکھا گیا تھا کہ الحکم مرزا صاحب قادیانی کے بعد مردگی کی حالت میں ہے۔ اس پر الحکم کے ابوالحکم نے بہت بُرا منایا تھا۔ مگر خدائی بول پورے ہوکر رہتے ہیں۔ آج کل الحکم پر بجلی کا ایسا اثر ہے کہ کئی کئی ہفتے لیٹ رہتا ہے (اب تو بدر بھی اس اثر سے محفوظ نہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث) آتا ہے تو کئی ایک ہفتوں کا اکٹھا چنانچہ ۱۲-۲۸ جون اور ۷/ جولائی کا پرچہ بھی اکٹھا نکلا۔ مگر اوراق خواندگی اہلحدیث کی تقطیع کے برابر کے کل چار۔ اس سے بعد آج (۲۷ جولائی ۱۹۱۰ء) کو پرچہ آیا تو اُس پر مورخہ ۲۱ جولائی لکھا ہے۔ ۱۴ کا ہضم۔ کیا ابھی کسی کو شک ہے کہ الحکم پر بجلی نہیں گری۔ گری اور ضرور گری۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۴۰۔ مورخہ ۲۸ رجب ۱۳۲۸ھ مطابق ۵/ اگست ۱۹۱۰ء ص: ۲-۳)

بدر کی بد روی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ۸/ جولائی کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا گیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے میری نسبت غلط گوئی اور کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے کہ کفن فروشی اور وعظ گوئی پر تیرا گذارہ ہے۔ اس پر میں نے لکھا کہ میں نہ تو کسی مسجد کا امام ہوں نہ ہوا تھا۔ بلکہ میری دعا ہے کہ میری اولاد میں بھی کوئی کسی مسجد کا امام نہو۔ جس کا مطلب حسب قرائن صاف تھا کہ آج کل امامت جو مردہ شوئی اور کفن فروشی سے تعبیر ہوسکتی ہے اس کی نفی کی تھی۔ اس کے جواب میں قادیانی

بدر اپنی معمولی بد روی سے لکھتا ہے:

''مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری ۸/جولائی ۱۹۱۰ء کے اہلحدیث میں لکھتے ہیں۔ میں نہ کسی مسجد کا امام ہوں، نہ میں جنازہ خواں۔ بلکہ میری دعا ہے کہ قیامت تک میری اولاد میں کوئی اس پیشہ کا نہ ہو۔''

رسول کریم ﷺ، ان کے خلفائے راشدین مسجد کی امامت خود بنفس نفیس فرماتے رہے اور جنازے پڑھاتے رہے۔آج چودھویں صدی کا ایک مولوی اُسے موجب ہتک قرار دیتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ میری اولاد میں کوئی مسجد کا امام اور جنازہ پڑھانے والا نہو۔ اس پیچیدگی کی کیا ضرورت تھی۔ صاف الفاظ میں کیوں نہیں کہہ دیا کہ میری اولاد میں کوئی مسلمان نہو۔''

(اخبار بدر قادیان ۱۴/جولائی ۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اسی کو کہتے ہیں

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

ہاں بدر صاحب! یہ تو بتلایئے جب کہ خود حضور پرنور اور آپ کے خلفاء راشدین امامت کراتے تھے تو تمہارے پیرومرشد (مرزا غلام احمد قادیانی) کو کس بھڑ نے کاٹا تھا کہ آپ امامت نہ کراتے تھے، بلکہ مولوی عبدالکریم کو امام بنایا ہوا تھا۔

مہدی اور مسیح ہوکر بالاختیار ترک سنت۔ افسوس یہ ہے کہ ان کی ایمانداری یہ ہے کہ مخالف کا مضمون اوسکے اصلی الفاظ میں نہیں دکھاتے بلکہ اپنے حسب منشا بنا کر اپنے ناظرین کی آنکھوں میں مٹی ڈالتے ہیں جو ایک سخت ظلم ہے۔ مگر وہ ایسا کرنے میں معذور بھی ہیں جب کہ اون کے رادھا سوامی (مرزا صاحب قادیانی آنجہانی) بھی ایسا کرتے رہے تو ان سے کیا توقع ہوسکتی ہے۔

رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۴۰۔ مورخہ ۲۸ رجب ۱۳۲۸ھ مطابق ۵/اگست ۱۹۱۰ء ص:۳)

بدر قادیانی اور اصلاح کھجوی

(از نامہ نگار)

رسالہ اصلاح نمبر ۵ جلد ۱۳ بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ میں ایڈیٹر رسالہ مذکور اہلحدیث کو خطاب کرتے ہوئے اپنے ایک سابقہ مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو کہ "بدر قادیانی کے جواب میں تھا"۔ دوسری جگہ طنزاً لکھتے ہیں "

کہ مرزائیوں نے تو تحریر کو معقول پاکر سکوت اختیار کیا اور آپ نے بہ تصدیق عقل وتہذیب اہلحدیث اپنی عقلمندی دکھانی شروع کی۔"

ایڈیٹر صاحب اصلاح نے جس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے وہ خاکسار راقم کے ایک مضمون کے جواب میں تھا لیکن چونکہ وہ جواب ناقص اور نامکمل تھا اس واسطے سکوت اختیار کیا گیا تھا علی الخصوص اس وجہ سے کہ آخر مضمون میں انہوں نے جواب الجواب کے واسطے ایسی شرط کی استدعا کی جس کا خود اونہوں نے التزام گوارا نہیں کیا تھا اور وہ یہ تھی کہ اون کا سارا مضمون لفظ بہ لفظ پہلے لکھا جائے اور پھر جواب دیا جائے۔ لیکن چونکہ ایڈیٹر صاحب نے راقم کے سکوت کو اپنی قادر الکلامی اور کامیابی پر محمول کیا ہے اس واسطے راقم نے ضروری خیال کیا ہے کہ اصل حقیقت کو واضح کیا جائے۔ تقریباً ایک سال کا عرصہ ہوا ہے کہ پنڈ دادنخان کے ایک حکیم صاحب شیعی مذہب نے راقم سے دوسوالوں کے جواب کی خواہش کی تھی۔ جن کا جواب میں نے بذریعہ اخبار بدر قادیانی شائع کراکر وہ پرچہ اُن حکیم صاحب کے پاس بھیج دیا تھا۔ انہوں نے بوجہ خریدار ہونے پرچہ اصلاح کے اس اخبار کو اصلاح کے پاس بھیجدیا۔ یہی وجہ تھی اصلاح کے جواب الجواب لکھنے کی۔ جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

افسوس ہے کہ اس وقت وہ پرچہ بدر میرے پاس نہیں ہے ورنہ بعینہ وہی مضمون بذریعہ آپ کے اخبار کے شائع کراتا۔ تاہم اس مضمون کا خلاصہ معہ کسی قدر مزید توضیح کے دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ ناظرین خود انصاف کریں کہ حق کس کی جانب

ہے۔

پہلا سوال یہ تھا کہ جناب سیدہؓ فاطمہ نے جب فدک کا دعویٰ جناب صدیقؓ کے آگے پیش کیا اور انہوں نے حدیث نحن معاشر الانبیاء لانورث (ولا نرث یہ لفظ حدیث میں نہیں۔ ایڈیٹر اہل حدیث) ماترکناہ صدقة سنا کر ان کو ساکت کیا۔ اس حدیث کی تصدیق قرآن مجید سے کی جائے۔

اصل سوال کا جواب لکھنے سے پہلے تمہیداً اصول کافی سے چند احادیث لکھی گئی تھیں جن سے یہ ثابت ہو کہ مباحثات دینی میں معیار صداقت اور حکم قرآن مجید اور اس کے بعد سنت یعنی رسول ﷺ کا دستور العمل ہے۔ اور جو اس کے مخالف ہے وہ جھوٹ ہے اس کو ترک کر دو۔ وہ احادیث یہ ہیں:

(۱) عن ابی عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان على كل حق حقيقة وعلى كل ثواب نوراً فما وافق كتاب الله فخذوه وما خالف كتاب الله فدعوه.

(۲) كل شئ مردود الى الكتاب والسنة وكل حديث لايوافق كتاب الله فهو زخرف.

(۳) خطب النبی بمنیٰ فقال ايها الناس ما جاء كم يوافق كتاب الله فانا قلته وما جائكم يخالف كتاب الله فلم اقله.

(۴) من خالف كتاب الله وسنة محمد فقد كفر.

اس سچے اور اٹل معیار کا جواب ایڈیٹر صاحب اصلاح نے یہ دیا کہ چونکہ قرآن میں صحابہ نے بہت کچھ تصرف اور تحریف کر دی ہے اس واسطے وہ معیار صداقت کس طرح ہو سکتا ہے۔ اب آپ انصاف کریں کہ جو شخص شیعہ مذہب کا وکیل ہو کر اپنے ائمہ کے قائم کردہ معیار کی یوں تخفیف کرے اس کا جواب بغیر سکوت کے کیا دیا جاوے (گویا آپنے جواب. جاہلان باشد خموشی پر عمل کیا۔ اڈیٹر اہل حدیث)۔

اصلاح کے قائل تحریف ہونے میں کسی کو تعجب ہو تو وہ اس جمادی الاول کے پرچہ صفحہ ۱۱ کے نوٹ کو ملاحظہ کرے۔ جس میں وہ "یہ نوٹ ضرور ملاحظہ ہو" کے عنوان کے نیچے تحریر کرتے ہیں۔

''ایڈیٹر صاحب (اہلحدیث) نے یہاں وہ تحریف کی کہ حضرت عثمان کو بھی شرمندہ کر دیا کیوں کہ عثمانی تصرف قرآن غیر مرتب و منظم کی نسبت تھا۔ الخ۔''

آمدم برسر مطلب جب قرآن مجید والا معیار فریقین میں مسلم ہے تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ قرآن مجید کے اندر جو انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات متعدد مقامات اور مختلف پہلوؤں سے مذکور ہیں آیا اون میں کہیں اُن کے سلسلہ وراثت مالی کا بھی ذکر آیا ہے اور ذکر ضرور ہونا چاہئے کیوں کہ اس کی شان تبیانا لکل شئ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ سوائے دو پیغمبروں حضرت سلیمان اور حضرت یحییٰ کے کہ وہاں بھی سیاق وسباق سے ورثہ علم وکتاب کا بیان ہے کسی پیغمبر کی وراثت از قسم جائداد واموال واملاک کا ذکر نہیں ہے۔ اور ہاں بقول کلینی جو کہیں شیعوں کے ۱۷ ہزار آیت والے قرآن میں کوئی ایسی فہرست مذکور ہو وہ اور بات ہے۔

لیکن بعض دور اندیشوں نے جیسا کہ اس حدیث کے متعلق یہ تاویل کی ہے کہ متن قرآن مجید تو بعینہ وہی ہے اور جو اس سے زائد ۱۷ ہزار والی حدیث میں آیا ہے اس سے مراد وہ تفسیر قرآن ہے جو رسول ﷺ کے املا سے حضرت علی لکھتے رہتے تھے۔ اور جس کے اثار احادیث کتب صحاح اربعہ وغیرہ میں موجود ہیں لہذا ہم ان کتب کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جناب صدیق کی حدیث کی تطبیق کسی حدیث سے ہوتی ہے یا نہ۔ خدا کا شکر ہے کہ اصول کافی کتاب العلم میں امام صادق سے ایک ایسی حدیث مروی نکل آئی ہے جس سے پوری تصدیق ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:

ان العلماء ورثة الانبياء وذاك انّ الانبياء لم يورثوا درهما ولا دينارا وانّما اورثوا احاديث

اس کی تشریح جو علامہ قزوینی نے صافی شرح کافی میں فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہ تحقیق ہر امت کے دانا بعد اپنے پیغمبر کے وارث ہوتے ہیں پیغمبر اپنے کے یعنی مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں نے میراث میں نہیں چھوڑا واسطے امتوں اپنی کے نہ چاندی نہ سونا بلکہ جو چیز کہ اُنھوں نے میراث میں چھوڑی ہے واسطے اپنی امتوں کے ان کی احادیث میں سے کچھ احادیث ہیں۔'' اصل حدیث میں اِنَّ اور اِنَّما کے الفاظ خاص توجہ کے لائق ہیں۔

اور اگر ملا مجلسی کے الفاظ میں جناب صدیق والی حدیث کا ترجمہ شیعہ معتبر خیال کریں تو پھر پوری تطبیق ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ جلاء العیون بحث فدک میں وہ لکھتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے جنابہ سیدہ کو یہ جواب عرض کیا تھا:

''وخدارا گواہ میگیرم کہ شنیدم از رسول خدا کہ گفت ما گروہ انبیاء میراث نہ میگذاریم نہ طلاء ونہ نقرہ ونہ خانہ ونہ عقارے ونیست میراث ما مگر کتاب ہا وحکمت وعلم پیغمبری۔''

اب ہم اُن دو آیات وورث داؤد سلیمان اور یرثنی ویرث من اٰل یعقوب۔ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اول تو قرآن مجید میں ہی ان آیات کے اول وآخر دیکھا جائے تو واضح ہوسکتا ہے کہ یہاں پر مالی ورثہ کا ذکر نہیں ہے پھر حسن اتفاق سے ہم کو دونوں آیات کی تفسیر اصول کافی میں مل گئی ہے اور تفسیر بھی امام صادق کی جو حسب ذیل ہے:

(۱) قال ابوعبدالله ان سلیمان ورث داؤد وان محمداً ورث سلیمان وانا ورثنا محمدا وعندنا علم التورية والانجيل والزبور وتبيان مافی الالواح۔ معنی اس کے ظاہر ہیں۔

(۲) ثم مات ذکریا فورثه ابنه یحییٰ الكتاب والحكمة وهو صبی صغیر اما تسمع لقوله عزوجل یا یحیٰ خذ الکتاب بقوة۔

(اصول کافی باب حالات الائمة ....، ص:۲۴۲ نولکشور)

غالباً شیعوں کو اس سے انکار نہ ہوگا کہ جنابہ سیدہ اور امام صادق کے علم کا سرچشمہ ایک ہی تھا۔ اور یہ سب معصومین ایک ہی مدینۃ العلم کے ابواب تھے۔ پھر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ امام صادق کو تو سنت انبیاء کرام جس میں جناب رسول صلعم بھی شامل ہیں ورثہ کے بارہ میں حقیقت حال سے آگاہی ہو اور جس سے کہ جناب صدیق بھی واقف ہوں۔ لیکن جنابہ سیدہ جو ام الائمہ ہیں وہ واقف ہی نہوں بہ بیں تفاوت رہ از کجا ست تابکجا نظر بہ وجوہات وبینات بالا جناب صدیق والی حدیث کی تصدیق احادیث امام صادق اور ان کی تفسیر اور قرآن سے بخوبی ہو چکی ہے اور وہ ایک منصف مزاج شیعہ کیواسطے کافی ووافی ہے لیکن اگر ایڈیٹر صاحب اصلاح یا کسی اون کے ہم

مشرب کے ہاں یہ تشریح ناکافی ہو تو وہ پہلے تمام مضمون ہذا کو کسی اخبار یا رسالہ میں مندرج کر کے اس کی تردید کریں ورنہ خالی چھیڑ چھاڑ کے سلسلہ کو طول دینا اور پر بدر قادیانی کو سکوت کا الزام دینا فضول ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ دوسرے سوال کا جواب کے متعلق دوسری اشاعت میں عرض کرونگا۔ فقط۔

خاکسار خادم بھیروی نامہ نگار بدر قادیانی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵۔ اگست ۱۹۱۰ء ص:۳-۵)

مولوی محمد حسین کے دونوں لڑکوں نے قادیان چھوڑ دیا

(از۔ شیخ عبدالعزیز صاحب امرتسری)

عبدالباسط (پہلا لڑکا) جس کے مرزائی اسکول قادیان میں داخل ہونے پر اخباروں میں بہت زور کے ریمارک ہوئے تھے۔ اور ابواسحٰق (دوسرا لڑکا جو اپریل ۱۹۱۰ء کے اخیر میں بھیجا گیا تھا) مندرجہ ذیل وجوہات پر سکول سے واپس بلائے گئے ہیں۔

اول یہ لڑکے شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر اخبار الحکم قادیان کے دوسالہ اصرار اور تقاضے پر بایں اقرار بھیجے گئے تھے کہ ان لڑکوں کو عقائد مرزائی کی تعلیم نہیں دی جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اس قدر عمل کیا کہ دوسری مڈل میں جو مرزا صاحب کا حمامت البشری اور جلسہ مہوتسو کا لیکچر پڑھائی میں داخل ہے۔ ان کو پڑھائی سے نکال دیا مگر در پردہ انہوں نے اُس عہد کو توڑ دیا۔ اور قرآن شریف کے ترجمہ پڑھانے کے وقت عبدالباسط کو حضرت مسیح علیہ السلام کے فوت ہو جانے اور بجائے ان کے مرزا صاحب کے مسیح ہو کر آنے کی تعلیم دیتے رہے جب مولٰینا کو خبر ہوئی تو صاحب ممدوح نے دونوں لڑکوں کو قادیان سے بلایا۔ چھوٹے لڑکے (عبدالباسط) کو واپس نہ بھیجا۔ بڑے لڑکے (ابواسحٰق) کو صرف ۱۵/ جولائی تک رہنے کی اجازت دی۔ اس مدت کے گذرنے پر دوسرے کو بھی بلالیا گیا۔

دوئم۔ قادیان میں رہ کر لڑکے پہلے سے بھی زیادہ آزاد ہو گئے۔ پہلے جو مولانا

کے خوف سے گھر میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔لیکن جب سے قادیان میں گئے تھے جب بٹالہ آتے تو مولانا موصوف کی فہمائش پر بھی نماز میں کوتاہی کرتے۔ اور جب مولوی صاحب ان کو بٹالہ میں بلاتے تو عبدالباسط آنے سے انکار کر دیتا۔ بلکہ ایک دفعہ بلا اجازت قادیان چلا گیا یہ بظاہر شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کی تعلیم وترغیب کا نتیجہ تھا کیوں کہ وہ ان بچوں کو مولوی صاحب سے جدا کرنے اور اپنی جماعت میں ملانے کے خیال سے مولانا ہی کی روپے پیسے سے وہ لباس وغیرہ تیار کرا دیتے رہے جو مولانا کی رائے کے خلاف اور لڑکوں کی خواہش کے مطابق ہوتا۔

سوئم۔ آخری وجہ (جو سب سے بڑھ کر قابل غور اور لائق توجہ تھی) یہ ہوئی کہ جب شیخ یعقوب علی کو ان بچوں کو سکول سے علیحدہ کر لینے کی اطلاع ہوئی تو شیخ صاحب نے ان بچوں کو مولانا صاحب سے تنفر دلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ بلکہ ابواسحٰق کے قلم سے ایک خط مشعر چند شرائط لکھوا کر بھجوا دیا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ قادیان میں پڑھونگا یا علیگڈھ کے سکول میں۔ اور خاص اپنے لئے مبلغ ۹ روپیہ (لعہ) ماہوار سے کم خرچ نہیں لونگا۔ اور تمہارے زیر نگرانی نہیں پڑھونگا۔ غرضکہ ازیں قبیلہ بہت کچھ لکھوا کر بھجوا دیا۔ چونکہ ان بچوں کا سکول سے علیحدہ کر لینا قادیانی پارٹی کو سخت ناگوار گذرا ہے لہذا باوجود تقاضا عطاء سارٹیفکیٹ لیت ولعل میں ٹالا جاتا ہے۔ بارہا وعدہ دے کر ایفاء نہیں ہوا حالانکہ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ سکول کے متعلق جو رقم فیس وغیرہ کی ان بچوں کے ذمہ قابل ادا ہو اُسے سارٹیفکیٹوں کو بذریعہ وی پی بھیج کر وصول کرلو مگر ہنوز اس کی تعمیل بھی نہیں ہوئی۔ کل ۲۶/ جولائی کو مولانا ہر دو لڑکوں کو روپڑ کے سرکاری سکول میں داخل کرنے کی نیت سے لے گئے ہیں۔

راقم عبدالعزیز سوداگر بوٹ امرت سر۔ کٹرہ گھنیاں۔

ایڈیٹر اہل حدیث: خدا کا شکر ہے کہ اہلحدیث اور اس کے نامہ نگاروں کا قیاس صحیح ثابت ہوا اسی لئے اہلحدیث میں شور اٹھایا گیا تھا۔ جس کے جواب میں قادیان کے سکول کی تعریف کی جاتی تھی۔ جس کی تصدیق اب ہوگئی سچ ہے

؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

لیکن میں وجدانی پیشگوئی کرتا ہوں کہ لڑکے بطور خود پھر قادیان جائیں گے

خدا کرے میری یہ پیشگوئی غلط ثابت ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلدے۔نمبر۴۱۔مورخہ ۶ شعبان ۱۳۲۸ھ مطابق امرتسر۱۲۔اگست ۱۹۱۰ء ص:۹-۱۰)

یہ بھی شرط کوئی مشکل نہیں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ قادیانی اخبار بدر نے فخر یہ لکھا تھا کہ ہمارے (سلسلہ مرزائیہ کے) واعظوں اور لیکچراروں کو خدا نے یہ برکت عطا کی ہے کہ اون کی تقریروں میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ اگر ہمارا سلسلہ جھوٹ پر ہے تو یہ برکت خداوندی کیوں ہے پھر شیخی بھگاری تھی کہ کوئی مخالف ہے کہ ہمارا مقابلہ کر سکے۔ جس کے جواب میں بخوشی منظوری دی گئی۔ میرے ساتھ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی بھی اس مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔ قادیانی بدر مدت تک کسوف میں رہا آخرکار جب کسوف سے نکلا تو جواب دیا کہ تم بھی ملک میں پھر کر لیکچر دیتے پھرو، ہم بھی دیں گے۔ خدا جس کو کامیاب کریگا معلوم ہوجائیگا۔ اس کے جواب میں لکھا گیا کہ یہ تمہاری سابقہ تحریر کے برخلاف ہے مقابلہ کے لیکچر ایک ہی جلسہ میں ہونے چاہئیں۔ اس پر اس نے ۴۔ اگست کے پرچے میں ایک نوٹ لکھا ہے جو قادیانی کذب بیانی کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

شرط کیونکر پوری ہو:

ہمارے مکرم دوست بابو فرزند علی صاحب نے ذکر کیا کہ خواجہ صاحب (خواجہ صاحب کا نام کون لیتا ہے ہمیں کسی خاص شخص سے کیا مطلب یہ دروغ نمبر اول ہے۔ اڈیٹر اہلحدیث) کے ساتھ ایک ہی اسٹیج پر تقریر کرنے کی جو تجویز مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریر فرمائی ہے اس میں جو شرط مولوی صاحب نے یہ لگائی ہے۔ کہ سامعین ہر دو تقریروں میں وہی ہوں یہ شرط پوری نہیں ہوسکتی۔ میں نے دو دفعہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا لیکچر سنا ہے ایک تو انجمن حمایت الاسلام لاہور میں۔

ایک دفعہ جب مولوی صاحب نے وعظ شروع کیا۔ تو فوراً لوگ اُٹھنے شروع ہو گئے۔ انجمن کے کارکنوں کو کہا گیا کہ لوگوں کو بٹھانے کا انتظام کرو۔ انہوں نے کہا ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارا کام یہ تھا کہ ہم مولوی صاحب کو اسٹیج پر کھڑا کر دیں اب لوگوں کو بٹھانا مشکل کام ہے۔ ہم کس کس کو مجبور کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی ایک مباحثہ میں مولوی ثناء اللہ کا حال ہوا۔ جہاں دو گھڑی کھڑے ہوئے لوگوں نے بھاگنا شروع کیا۔'' (بدر ۴۔ اگست ۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

بابو فرزند علی کو میں جانتا ہوں۔ گو وہ مرزائی ہے مگر ایسا نہیں کہ واقعات خود بنا لے۔ ایڈیٹر بدر کی یہ کارستانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً اسی لئے حکیم نورالدین صاحب خلیفہ قادیانی نے بھی ایڈیٹر بدر کو غیر ثقہ راوی قرار دیا ہے۔ ایڈیٹر بدر کی خواہش پر وہ خط ہم شائع کر دینگے۔ بدر کی کارستانی نہیں تو بابو مذکور سے انجمن کے اوس جلسہ کی تعیین کرائے (۱۱/اگست کے بدر میں بابو مذکور نے ایڈیٹر بدر کی تکذیب کر کے لکھا ہے کہ واقع کانفرنس کے جلسہ منعقدہ امرتسر کا ہے۔ چنانچہ اوسکے اپنے الفاظ یہ ہیں:

''مولوی ثناء اللہ صاحب کے کھڑے ہوتے ہی حاضرین میں ہل چل مچ گئی اور گو مولوی صاحب نے منتظمین سے شکایت کی لوگ اٹھتے گئے۔ اور سماں نہ بندھا مگر مولوی صاحب وعظ کئے گئے۔ اور بعض لوگ اخیر تک سنا کئے انجمن حمایت اسلام کے موقعہ پر تو آخر کار مولوی صاحب کو وعظ بند کر دینا پڑا تھا اس وجہ سے کہ لوگ سنتے نہ تھے۔'' بدر ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء

۲) ورنہ یہ بیان کذب نمبر ۲ ہوگا۔ اسی طرح اوس مباحثہ (۱۱/اگست کے بدر میں بابو مذکور نے اس بیان کو بھی جھوٹ قرار دیا ہے یعنی ایڈیٹر بدر کی تکذیب کی ہے یہی ہم کہتے تھے کہ ایڈیٹر بدر ثقہ راوی نہیں حکیم نورالدین کی راء بھی یہی ہے جن کی دستخطی خط ہمارے پاس ہے۔

کانفرنس کا واقعہ صرف اس قدر ہے کہ امرتسر کے بعض اہل بدعت کو خطرہ تھا کہ یہ ہمارے برخلاف کہے گا اس لئے اونہوں نے شروع شروع میں کچھ ہل چل کرنی چاہی تھی لیکن ان کی اس حرکت سے کوئی نقصان نہ ہوا وعظ برابر ہوتا رہا۔ انجمن حمایت اسلام کے جلسہ کا ثبوت اس سال کا تازہ ہے کہ بقول پیسہ اخبار جتنی کثرت ہمارے (میرے اور مولوی ابراہیم صاحب) کے وقت میں تھی دوسرے کسی وقت میں نہ ہوئی تھی۔ اڈیٹر اہل حدیث) کی بھی تعیین کرائے جس کا اوس نے ذکر کیا ہے ورنہ وہ کذب نمبر ۳ ثابت ہوگا۔

اس کے علاوہ اصل مطلب کا جواب یہ ہوگا کہ اگر واقع میں میں ایسا ہوں تو تم لوگ کیوں گھبراتے ہو جلسہ کرو مقابلہ دیکھ لو یہ ضروری کہ حاضرین کے افراد ایک ہوں بلکہ یہ ضروری ہے کہ جلسہ ایک ہو۔ پس اب تو شرط پوری ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ شرط بھی اگر تم مان لو تو تمہاری سعادت ہے اور تمہارے مشن میں بہت کچھ ترقی کی موجب ہے کہ دوسرے روز کے جلسہ میں بھی مقابلہ لیکچر ہوں مگر اون کا عنوان بڑا عالیشان ہوگا جو خاص قادیانی مشن کو قوت بخشنے والا اور اوس کی بنیاد کو مستحکم کرنے والا ثابت ہوگا۔ وہ عنوان یہ ہوگا ''شان مرزا''۔

اس عنوان پر تمہارا لیکچرار تائیدی تقریر کرے گا اور ہمارے لیکچرار کا تردیدی بیان ہوگا۔ مگر یہ مقدم شرط ہوگی کہ کسی فریق کا کوئی لفظ خلاف تہذیب اور دل آزار نہ ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ ریاست رامپور کے جلسہ کی طرح تو تو میں میں کرنے لگ جاؤ تو ذلیل ہو کر بھاگو۔

مرزائی دوستو! رامپور کا نام سن کر تم کو اوس جلسہ کا سارا نقشہ ذہن میں آ گیا ہوگا۔ لیکن ڈرنا نہیں تم نے یہی سمجھ کر تسلی کر لینا کہ ثناء اللہ وہی تو ہے جو انجمن حمایت الاسلام میں کھڑا ہوا تو لوگ بھاگ گئے تھے۔ نواب صاحب رام پور نے اس کو حسن تقریر اور فصاحت و بلاغت کا سرٹی فیکیٹ دیدیا تو کیا ہوا۔ بس آؤ اور طیار ہو جاؤ۔ ہاں اتنا یاد رکھنا کہ

انا صخرة الوادی اذا مازوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۷۔ نمبر ۴۲۔ مورخہ ۱۳ر شعبان ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹ر اگست ۱۹۱۰ء ص: ۴-۵)

محمد حسین بٹالوی اور مرزا قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الحکم آج کل اس عنوان سے مضمون لکھ رہا ہے جس میں یہ

دکھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے چاہا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی ناکام رہیں مگر وہ اللہ کی تائید سے پورے کامیاب ہوکر فوت ہوئے۔

اس امر کی تحقیق کے لئے کہ کامیابی اور ناکامی کس کو کہتے ہیں ان کے معنی کا معلوم کرنا مقدم ہے۔ کامیابی کے معنی ہیں جو انسان اپنا مقصود رکھتا ہو اوسکو پورا ہوا دیکھ لے۔ نہ دیکھے تو ناکامی۔ اب مطلع بالکل صاف ہے مرزا صاحب کا نقطۂ خیال یوں تو بہت سا وسیع تھا مگر مختصر طور پر بتلانے کے لئے اتنا کافی ہوگا کہ وہ دل سے چاہتے تھے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کی موت میرے سامنے ہو۔ چنانچہ اونہوں نے اس کی تمنا کا اشتہار بھی بڑے زور وشور سے دیا تھا پھر کیا ہوا۔ ظاہر ہے۔ تو ایسی صورت میں کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کامیاب ہوگئے۔

ہاں اگر یہ سوال ہو کہ یہ اون کا اصل مقصود نہ تھا بلکہ اصل مقصود اون کا تبلیغ اور اشاعت تھی جو کافی طور پر ہوگئی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ محض تبلیغ اور اشاعت کسی کا اصل مقصود نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اصل مقصود ہدایت خلق اللہ ہوتا ہے اور اشاعت اوس کا ذریعہ مگر جو بات اصل مقصود ہدایت خلق اللہ ہوتا ہے اور اشاعت اوس کا ذریعہ مگر جو بات اصل مقصود میں خلل انداز ہو اور اس کے اٹھانے کی طرف توجہ ہوجائے اور نہ اوٹھے تو کامیابی محال۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ ریل گاڑی چلانے سے اصل مقصود قطع مسافت ہے اگر ریل کی سڑک میں دریا یا پہاڑ ایسے حائل یا مانع ہوں کہ اون پر پل نہ بن سکیں اور سرنگ نہ لگ سکے یہاں تک کہ انجینئریوں کا بھی خاتمہ ہوجائے تو ایسی حالت میں کہا جائے گا کہ انجینئر کامیاب نہوا۔ ٹھیک اسی طرح ہماری بابت مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ میرے مشن میں انہوں نے سخت رکاوٹیں ڈالی ہیں اس لئے میں بحکم خداوندی اعلان کرتا ہوں کہ اگر یہ میری زندگی میں نہ مریں تو میں جھوٹا۔ پھر کیا ہوا؟ آہ

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

کیا ایسی ناکامی پر بھی کوئی شخص کامیاب کہلا سکتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد۷۔ نمبر۴۲۔ مورخہ ۱۳؍شعبان ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹؍اگست ۱۹۱۰ء ص: ۵-۶)

مرزائیوں سے مباحثہ

(از مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی)

کل مرزائیوں کے مباحثہ سے مظفر و منصور واپس آیا ہوں۔ حافظ آباد کی تحصیل مانگٹ ایک گاؤں ہے، وہاں بحث تھی۔ مرزائی سے پہلے تو بہت حیلے کرتے رہے کہ کسی طرح بحث کا کڑوا گھونٹ ٹل جائے مگر وہ جا کہاں سکتے تھے۔ ان کی اپنی لن ترانیوں نے ان کو پھنسایا ہوا تھا۔

حیات عیسوی کے متعلق بحث ہوئی۔

اس کے بعد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے متعلق۔

بحث بہت دلچسپ تھی۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب ساکن راجیکے ضلع گجرات تھے۔ ناک میں دم ہوگیا۔ ملک محمد وزیر خان صاحب گڑھی آوانان تحصیل حافظ آباد خاص طور پر محافظ امن تھے۔ انہوں نے نہایت عمدگی سے اپنے فرض کو پورا کیا۔ اور اخیر میں اپنا یہ فیصلہ حاضرین کو سنایا اور مرزائیوں کے ہاتھ میں دیا۔

''شفقت ونوازش فرمائے بندہ حافظ غلام رسول صاحب ومولوی غلام رسول صاحب السلام علیکم۔

مباحثہ جو فریقین کی جانب سے ہو چکا ہے اس سے مولوی محمد ابراہیم صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر رہنا بذریعہ قرآن مجید و دیگر معتبر کتب ہائے تفسیر کبیر وموضح القرآن ومشکوٰۃ شریف وکتاب الاسماء والصفات سے ثابت کردیا ہے۔ اور آپ کی جانب سے صرف جو آپ کی زبان سے ترجمہ قرآن مجید ہوا اوس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہونا ثابت ہوا۔ جس کی کوئی شہادت معتبر آپ کی جانب سے نہیں گذری اس لئے مباحثہ حال

سے آپ کی ناکامیابی ثابت ہوئی۔ یہ جو جناب نے اب تحریری تفسیرات کے نام پر جو بنا بر شہادت تحریر فرمائی ہیں وہ مجھ منظور ہے مگر ان کا لانا اور بہم پہونچانا آپ کے ذمہ ہے اس کے واسطے آپ کوئی اور تاریخ مقرر فرما سکتے ہیں اس پر وہ کتبہائے آپ بڑے خوشی سے لے آویں اور پھر بحث کر لیں۔

زیادہ نیاز

مکرر یہ کہ جو بقیہ آج کے دن کے متعلق بحث امام کے ہے وہ اگر شروع فرمادیں۔ پرچہ اسماء تفاسیر مرسلہ جناب پہونچ گیا جس کا یہ جواب ہے۔

بندہ محمد وزیر خان مورخہ ۱۲ر اگست ۱۹۱۰ء"

اس کے بعد مرزائی بہت حیلے کرنے لگے کہ مرزا قادیانی کی مسیحیت کا رنگ نہ کھلے۔ مگر چھوٹ نہ سکے۔ آخر اس بحث میں پہلی بحث سے بھی بڑھ کر گت بنی اور ۲۱ر اگست کو حوالہ کتب پیش کرنے کے بہانے بحث کو ختم کیا۔

ایڈیٹر اہل حدیث: کیا میری زندگی مرزائیوں کی ہدایت کے لئے کافی نہیں؟

اِنّ فی ذالك لأیات لاولی النھیٰ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اگست ۱۹۱۰ء ص:۱۰)

مباحثہ مرزائیاں

مباحثہ مرزائیاں جو اہل حدیث ۱۹۔ اگست ۱۹۱۰ء میں درج ہوا ہے اوس کا نتیجہ یوں ہوا کہ فریق مرزائی نے حضرت عیسی کی موت کے متعلق تفسیر ترجمان القرآن پیش کی مگر عبارت پوری نہ پڑھی آخر میرے زور دینے پر جب ساری عبارت پڑھی تو اوسی تفسیر سے ان کا رد ثابت ہوا۔ اسی طرح تفسیر فیضی تفسیر جامع البیان اور تفسیر کبیر سے اوس کا رد ثابت کیا گیا حاضرین کی تسلی ہوگئی اور مرزائی اپنی ہی پیش کردہ تفسیروں سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔

(اہل حدیث جلد ۷۔ نمبر ۴۳۔ ۲۰ شعبان ۱۳۲۸ھ۔ ۲۶ اگست ۱۹۱۰ء ص ۱۳)

قادیانی کذب بیانی وبدزبانی

(جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی)

سختی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر
کی جس سے بات اوس نے شکایت ضرور کی

اخبار بدر قادیان مجریہ ۱۳/جون سنہ حال میں ایک طویل مضمون بعنوان ''دومنکرانِ دین کا چیلنج اور ہمارا جواب'' شائع ہوا ہے جس میں خاکسار اور برادر مکرم مولوی ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان کے برخلاف نہایت درجہ کی بدزبانی اور سراسر کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ جناب مولوی صاحب کے متعلق جو کچھ لکھا اس کا جواب تو اونہوں نے ۸ جولائی ۱۹۱۰ء کے ''اہلحدیث'' میں اچھی طرح دے دیا ہے۔ اور قادیانی کذب بیانی عمدہ طور پر ظاہر کردی ہے اس لئے خاکسار اس تحریر میں اسکے اوس باقی حصہ کا جواب جو خاکسار کے متعلق ہے بیان کرتا ہے۔

بدر نے مضمون نگار کا نام ظاہر نہیں کیا اور کسی وجہ سے پوشیدہ رکھنا چاہا ہے۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس میں پردہ داری ہے

لیکن ہم کو انداز بیان سے اور نیز لاہور کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے مضمون نگار ماشاء اللہ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے وکیل لاہور ہیں۔ جو اپنی تعریف اپنے منہ سے کرنے اور لوگوں کی زبان سے سننے کے بہت مشتاق ہیں۔ لیکن بیان کے وقت اُن سے آوازِ دُہل کے سوائے کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ خیر مضمون نگار خواہ کوئی ہو ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اس لئے ہم اس مضمون کو تین انواع میں تقسیم کر کے ہر ایک کے متعلق قرآن وحدیث کی تعلیم کے مطابق بحث کرتے ہیں۔

نوع اول: بدزبانی۔ نوع دوم: کذب بیانی۔ نوع سوم: بےعلمی نادانی۔

نوعِ اول کے جواب میں جس میں اونہوں نے خاکسار اور فاتح قادیان

کے حق میں بدزبانی کی ہے ہم۔

زبانِ خویش بدشنام میالائے صائب
کیں زرِ قلب بہر کس کہ دہی بتو باز دہد

کی بجائے

مرا گرچہ زو قوتے بود بیش
دریغ آمدم کام و دندان خویش

پڑھتے ہیں۔ اور خلیفہ قادیانی سے درخواست کرتے ہیں گو کہ آپ قادیانی کی زندگی میں بھی ان لوگوں کے اخلاق کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتے تھے جیسا کہ قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن کے اخیر میں آپ کی رائے درج کی ہے۔ مگر اب تو یہ لوگ آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ مہربانی کر کے ان بداخلاقوں سے یہ بد عادت چھوڑائیں۔ اور لوگوں کی عزت و آبرو کو ان آبروریزوں سے بچائیں۔ اور حدیث بخاری المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (المسلم سے جو مسلم مراد ہے قادیانی امت جب اوس میں ہے ہی نہیں تو خلیفہ صاحب کیا بتاویں۔ اڈیٹر اہلحدیث) کے مطابق ان کو مسلمان بنائیں۔

قادیانی روپوش مضمون نویس نے ہم کو اپنی تحریر میں سخت زبانی کے علاوہ عباد الاغراض اور وعظ کو وجہ معاش بنانے والے کہا ہے۔ اس کے جواب سے پہلے قطع نظر اس سے کہ ہمارے سفر نفس کے لئے ہیں یا خدا کے لئے ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ وجہ اعتراض کیا ہے۔ آیا یہ کہ ایک شخص خدمت دینی کے لئے مخصوص ہو کر اپنے کام کاج چھوڑ دے تو اگر لوگ اس کے بوجھ کو خود برداشت کریں تو کیا یہ کام اس کے لئے شرعا حرام ہے؟ امید ہے کہ خلیفہ قادیانی اس مسئلہ کو شرعی طور پر حل کرینگے۔

اس کے بعد جواباً یہ گذارش ہے کہ نیتوں کا مالک خدا تعالیٰ ہے۔ قادیانیوں کا کوئی حق نہیں کہ کسی کی نیت پر حملہ کریں۔ ہاں اگر ان کی نظر میں کوئی خاص واقعہ ہو جس میں ہم نے پبلک سے کچھ چندہ اس بیان پر لیا ہو کہ ہم مخالفین اسلام کے جواب میں ایک کتاب طبع کرائینگے۔ اور اس میں صدہا دلائل ہونگی اور جو جو صاحب چندہ دینگے اون کو وہ کتاب مفت رقم چندہ کے عوض دی جائیگی اور لوگ اس بیان کو صادق تصور کر کے چندہ جمع کر دیں۔ اور ہم اپنے عہد کو پورا نکریں۔ اور مطابق تحریر کے کتاب شائع کر کے

چندہ دہندگان کو نہ پہونچائیں اور نہ رقم جمع شدہ واپس کریں۔ جیسا کہ آپ کے پیر قادیانی نے ''براہین احمدیہ'' کی طبع پر دست سوال اوٹھایا تھا تو البتہ قابل اعتراض ہے۔ یا اگر کوئی ہمارا ایسا واقعہ آپ کو یاد ہو کہ ہم نے اپنے معتقدوں سے کہا ہو کہ ہمیں اتنے ہزار روپیہ جمع کردو ہم اس سے ایک مینار بنوائینگے اور اس میں یہ فوائد ہونگے۔ اور اس کے متعلق ایک الہام بھی گھڑ سنائیں اور اس کا نقشہ بھی اخبار پر شائع ہوتا رہے۔ اور لوگ روپیہ جمع بھی کردیں لیکن مینار نہ بنے اور روپیہ بھی واپس نہ کیا جائے تو البتہ یہ کارروائی قابل ملامت ہے یا اگر آپ ہمارا کوئی ایسا واقعہ یاد ہو کہ ہم نے کسی کنجر (بھڑوا) کا مال ہضم کیا ہو اور اعتراض کے جواب میں یہ بات بنائی ہو کہ مال کا حقیقی وارث خدا تعالیٰ ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھینتا ہے۔ جیسا کہ آپ کے پیر قادیانی نے اللہ دیا کنجر کا روپیہ ہضم کرنے کے لئے کہا تھا۔ تو البتہ ہم قابل نفریں ہیں۔ لیکن جب آپ اپنے خیال کو واقعات سے ثابت نہیں کرسکتے تو رجماً بالغیب ایسے امر میں کیوں دخل دیتے ہیں۔ جس کا آپ کو علم نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب قادیانیوں نے دیکھا کہ ان دونوں نے ہماری عمارت کو متزلزل کردیا اور اس کی بنیاد کھوکھلی کردی اور ہر چہار طرف لوگوں میں ان کی قبولیت ہوگئی ہے جیسا کہ قادیانی نے اپنے اخیری فیصلہ میں برادر مکرم فاتح قادیان کی نسبت خود لکھا ہے۔ اور وہ تحریر اس کے دل کے راز کی اصلی حقیقت ظاہر کرتی ہے اور تاب مقاومت نہ لاکر بدزبان عورتوں کی طرح طعنوں پر اُتر آئے۔

الٹے ہی شکوے کرتے ہیں اور کس ادا کے ساتھ
ناطاقتی کے طعنے ہیں عذرِ جفا کے ساتھ

قادیانیو! سن رکھو یہی قبولیت ہے جس کو دیکھ کر تم مارے حسد کے جلتے ہو اور اپنے دل کے بخار نکالنے کے لئے جھوٹے الزام لگاتے ہو۔ اگر میں نے لوگوں کے لئے سفر اختیار کئے ہوتے تو بیشک اپنی بے غرض اور بے نفس ثابت کرنے کے لئے پبلک میں اشتہار دیتا کہ میں بے غرض ہو۔ لیکن چونکہ وہ بفضل خدا، خدا تعالیٰ کے دین کی حمایت کے لئے ہیں اور وہ علیم بذات الصدور ہے اس لئے مجھے اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔

دردِ دل با تو گویم کہ خداوند منی
یا نگویم کہ تو خود مطلعی براسرار

اگرکوئی خدا کے دین کی حمایت کرتا ہے تو وہ شیخی نہیں کرسکتا جیسا کہ قادیانی مضمون نویس نے اپنی تحریر میں لافیں ماری ہیں کہ ہم یہ کرتے ہیں اور ہم نے یہ کیا۔ کیوں کہ اس میں تو اپنی سعادت ہے خدا پر احسان نہیں لیکن چونکہ قادیانیوں نے اپنی جبلی عادت کے مطابق جھوٹ وافتراء کا طومار باندھا ہے اس لئے اتنا ذکر کردینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے اپنے مہربانی سے اس عاجز کو اپنے دین کی خدمت کے لئے اتنے سفرکرائے اور اتنی جگہوں میں پہونچایا کہ کسی دوسرے کو اس چھوٹی عمر میں کم توفیق دی ہوگی۔ والحمد لله على ذلك۔

اور یہ بھی خدا تعالیٰ ہی کا احسان ہے کہ جہاں جہاں گیا احباب کو اس خاکسار سے انس ومحبت ہی میں زیادتی ہوئی اور اس تردامن کی نسبت ان کو حسن ظن ہی رہا۔ میں حیران ہوں کہ جولوگ مجھے بلاتے ہیں اور محبت سے پیش آتے وہ تو خاکسار کی نسبت یہ الزام نہیں لگاتے حالانکہ اُن سے زیادہ واقف خلق اللہ میں کون ہوسکتا ہے۔لیکن قادیانی حاسدوں کو دیکھئے کہ وہ بن دیکھے بوجھے ایسے طومار کھڑے کرتے ہیں کہ شیطان کے بھی کان کترتے ہیں۔ آخر میں ہم قادیانیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اور وہ بھی کبھی اپنے سالانہ جلسہ پر قادیان میں ہم کو بلائیں اور ہم کو قادیانی مشن کے متعلق آزادی سے بیان کرنے کا موقع دیں۔ پھر دیکھیں کہ ہم دین کی خدمت کس طرح کرتے ہیں۔لیکن ہم کو اپنی یہ آرزو پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ کیوں؟

نہ خنجر اوٹھے گا نہ تلوار اون سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

نوع دوم۔یعنی قادیانی کذب بیانی کے متعلق یہ عرض ہے کہ جس مذہب کی بنا ہی جھوٹ وافترا پر ہو اس کے ماننے والے صداقت سے کیسے کام لے سکتے ہیں اور جس مذہب کا بانی وپیشوا ہی مفتری وکذاب ہو اس کے ماننے والوں پر صدق وراستی کا پر تو کیسے پڑسکتا ہے۔

ما مریدان رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانۂ خمار دارو پیرما

مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا تعالیٰ پر افترا باندھ کر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اس کے مرید خلق خدا پر جھوٹ باندھنے سے کیسے ڈر سکتے ہیں۔ ان کی کذب بیانی کی ایک مثال تو اوپر کے مضمون میں گذر چکی۔ دوسری اور لیجئے۔

قادیانی مضمون نگار نے اپنے مضمون کی سرخی باندھی ہے۔ ''دو منکران دین کا چیلنج اور ہمارا جواب'' اتنی عبارت میں دو جھوٹ ہیں اور ایک بدزبانی۔

پہلا جھوٹ یہ ہے کہ ہم کو منکرِ دین کہا گیا ہے۔ حالانکہ ہم خدا کے احسان سے اس کی توحید کے قائل، اس کے رسولوں کی صداقت کے شاہد ہیں اور قیامت کو مانتے ہیں۔ اور عام طور پر شریعت محمدی میں منکر دین اسے کہتے ہیں جو آں حضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کرتا ہو۔ اس کے متعلق ہم خلیفہ قادیانی سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اپنے قلب پر ہاتھ رکھ کر اور خدا تعالیٰ کی حاضری مدنظر رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرت سری اور خاکسار منکرانِ دین ہیں؟ اگر نہیں تو اپنے بائعین کو جو آپ کو خلیفہ نبی مانتے ہیں درست کریں اور اون کے منہ میں لگام دیں اور حدیث نبوی سے ڈرائیں ''یعنی جو کوئی اپنے بھائی کو کافر کہہ کے پکارے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور اس کلمہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔''

دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ چیلنج کو ہماری طرف منسوب کیا گیا حالانکہ خود دعوت دی تھی۔ اور اسے اس تحریر میں تسلیم بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ اس چیلنج مذکورہ بالا کی بنیاد ہماری ایک تحریر ہے۔''

اور نیز قادیانی ابوالحکم لکھتا ہے:

''میں نہیں کہہ سکتا کہ معزز بدر نے کس بنا پر اس اعلان کو شائع کیا۔'' (الحکم ۷-۱۴ جون)

قادیانی نادانو! اور علم و عقل سے خالی ڈھولو! ہم نے چیلنج نہیں دیا تھا بلکہ آپ کے چیلنج کو قبول کیا تھا۔ اس لئے ہم نے اس کے متعلق لکھا تھا ''قادیانی دعوت قبول'' ہوش رکھتے ہو تو سمجھو۔

قادیانی سرخی میں بدزبانی یہ ہے کہ ہم کو باوجود مسلمان ہونے کے منکر دین کہا گیا ہے۔ حالانکہ مسلمان کے حق میں یہ کلمہ جائز نہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی کسی کو کہے ''او یہودی! تو اسے (کہنے والے کو) بیس بید رسید کردو۔'' (مشکوٰۃ)

قادیانی محرر نے لاہور کے جلسہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اپنی کامیابی کی شیخی بگھاری ہے۔ چونکہ ہم قادیانی جلسہ لاہور میں بہ سبب ہندوستان کے سفر کے شریک نہیں ہوسکے تھے اس لئے اس کے متعلق کچھ ذکر نہیں کرسکتے ہاں جس طریق سے یہ جلسہ کیا گیا اس کی حقیقت پر پبلک کو آگاہ کرتے ہیں اور اس کے متعلق قادیانیوں کی ناکامی اور شرمساری ظاہر کرتے ہیں۔

نومبر ۱۹۰۹ء کے اخیر میں آریہ سماج لاہور کا سالانہ جلسہ تھا حسب عادت اونہوں نے دھرم چرچا کا وقت بھی درج پروگرام کیا۔ انجمن اہلحدیث لاہور نے بدیں خیال کہ آریہ لوگ مسلمانوں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے جیسا کہ اس سے پہلے جلسہ میں ان کا سلوک ظاہر ہوچکا تھا اور جس پر قادیانی اخباروں کے اوراق بہت دیر تک سیاہ ہوتے رہے تھے۔ ان کے مقابلے میں اپنے جلسے شروع کئے اور مسلمانوں کو آریوں کے جلسہ کی شمولیت سے روکا۔ انہی دنوں میں عیسائیوں کی طرف سے بھی ایک اشتہار طبع ہوا جس میں کئی ایک روز کا پروگرام درج تھا۔

انجمن اہلحدیث لاہور نے ان کے مقابلہ میں بھی اسلامی جلسہ مقرر کیا چونکہ عیسائیوں کی طرف سے آریوں کی طرح بدزبانی اور بے امنی کا اندیشہ نہیں تھا۔ اس لئے ہم اپنے جلسہ سے فارغ ہوکر نماز مغرب کے بعد عیسائیوں کے جلسہ میں چلے جاتے تھے۔ پروگرام کے مطابق ہر روز ایک عیسائی لیکچرار ایک مضمون بیان کرتا۔ اس کے خاتمہ پر حاضرین کو اجازت دی جاتی کہ اگر کسی کو اس مضمون کے متعلق کوئی اعتراض کرنا ہو تو کرے۔ معترض کے لئے دس منٹ مقرر تھے۔ جس میں وہ اپنے خیالات کو بیان کرتا۔ اس کے بعد اصل مضمون بیان کرنے والا دس منٹ میں معترض کے اعتراضات کے جواب دیتا۔ پھر دوسرا معترض کھڑا ہوتا اس کا اختتام بھی بطور سابق ہوتا یہاں تک کہ وقت مقررہ پر جلسہ برخواست کیا جاتا۔

معترضین میں ہندو بھی ہوتے تھے مرزائی بھی ہوتے تھے اور ہم بھی۔

مرزائیوں کی نسبت مہتممان جلسہ کو بدزبانی کی اکثر شکایت رہتی تھی۔ اور علاوہ بریں جب وہ مضمون سے خارج چلے جاتے تھے۔ تو عیسائیوں کو صرف یہ کہدینا پڑتا تھا کہ یہ اعتراض ہمارے بیان کردہ مضمون سے متعلق نہیں۔ جس پر قادیانیوں کو نہایت خجالت سے بیٹھ جانا پڑتا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ چونکہ قادیانیوں میں کوئی عالم تو تھا نہیں کہ علمی قواعد سے مخالف کی تقریر نقض کرتا اس لئے اون کو پیچھا چھوڑانے کے لئے علوم عربیہ سے انکار کردینا ہی سوجھتا تھا چنانچہ پادری جوالاسنگھ کے بیان پر جو عیسائی مشنریوں میں مشہور منطقی ہیں۔ مرزائیوں کو سوائے اسلامی علم کلام کے انکار کرنے کے کچھ نہ سوجھا مرزائی مباحث کو نہوتے تھے۔ لاہوری پلیڈر اور ڈاکٹر۔ ان میں تو اس قابل بھی نہیں تھا کہ پادری صاحب کی تقریر سمجھ سکتا۔ جواب کیا خاک دیتا آخر خواجہ کمال الدین صاحب تو بہت جھنجھلا جھنجھلا کر اور زبان لبوں پر پھیر پھیر کر اور قرآن شریف کی آیات غلط پڑھ پڑھ کر کل مرزائیوں کو ایسا ذلیل کرایا جیسا کہ ماہ جون ۱۹۰۹ء میں مولوی محمد احسن امروہی نے رامپور کے مباحثہ میں شیر پنجاب فاتح قادیان کے مقابلہ میں کرایا تھا۔ خیر خدا کا احسان ہے کہ ابھی تک علوم عربیہ کے جاننے والے موجود ہیں۔ خاکسار نے علم کلام اور علم منطق ہی کے رو سے پادری صاحب کی تقریر کا جواب دیا۔ جس کی معقولیت کا پادری صاحب نے بھی اقرار کیا۔

ان جلسوں کی کیفیت بہت طویل ہے اس لئے ہم بطور مشتے نمونہ از خروارے اس بیان کو کافی سمجھتے ہیں۔ یہ ہے حقیقت ان جلسوں کی بنیاد کی۔ قادیانیو! یاد رکھو نہ تمہارے مبلغین میں کوئی عالم ہے اور نہ مناظر۔ تم ہرگز مخالف کے سامنے ہو کر گفتگو نہیں کر سکتے۔ اپنی جگہ پر چاہو کچھ بیان کرو اور کچھ بنتے پھر۔ (باقی باقی)

ایڈیٹر اہل حدیث: میں آپ کی اس رائے سے متفق نہیں کہ قادیانی پارٹی میں کوئی عالم نہیں۔ عالم نہو تو قادیانی نبوت کاذبہ کو صادق بنانے کی کوشش کس طرح کریں کیا آپ ان کے اتنے علم کے بھی قائل نہیں کہ۔

''جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی اُن سے سیکھ جا''

(اہل حدیث امرتسر جلد ۷ نمبر ۴۴۔ مورخہ ۲۷ رشعبان ۱۳۲۸ھ مطابق ۲ ر ستمبر ۱۹۱۰ء ص: ۶-۹)

قادیانی پئو کی اماں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

امرت سر میں ایک دیوانی عورت تھی۔ بچے اوس کو چھیڑتے اور اوسکا نام رکھتے تھے پئو کی اماں۔ اتفاقاً کسی روز لڑکوں کو تعطیل ہوتی تو اماں کی اچھی خاصی خاطر کرتے لیکن جس روز کاروبار میں ہوتے تو اماں جی کہتے آج شہر کے لونڈے مرگئے۔ وہی حال ہماری قادیانی پارٹی کا ہے کسی شخص نے مجھے خط لکھا جس میں مرزا کی بابت سوال کیا۔ میں نے اپنی عادت کے موافق بغیر گالی گلوچ کے اصل مطلب کا جواب دیا۔لیکن قادیانی پئو کی اماں کو یہ جواب ایسا ناپسند آیا کہ بدر نے ایک مضمون لکھ مارا جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے سارا نقل کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ شہر کے لونڈے مرگئے یا زندہ ہیں۔ بدر قادیان لکھتا ہے:

ثناء اللہ کی قوت ایمانیہ

کچھ عرصہ ہوا دو طالبان حق نے حضرت مولوی نورالدین صاحب امیر المومنین اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری کی خدمت میں رقعے لکھے کہ آپ اپنے عقیدہ متعلق (سیدنا) مرزا صاحب سے قسمیہ اطلاع دیں تاکہ اس کی پیروی کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ثناء اللہ نے ایسا کہ اس کی قوت ایمانی سے امید کی جاسکتی تھی۔ نہایت کمزور لفظوں میں جواب دیا اور برخلاف اس کے خلیفۃ المسیح نے پرزور الفاظ میں اپنے حق پر ہونے کا اعلان کیا جس سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ ثناء اللہ محض ہٹ دھرمی اور ضد سے اس سلسلہ حقہ کا انکار کرتا ہے ورنہ اوس کا دل خوب جانتا ہے کہ حق کس طرف ہے۔ فائدہ عام کے واسطے وہ سوال و جواب درج اخبار کئے جاتے ہیں:

نقل خط از جانب منشی خدا بخش پٹواری تلونڈی راہ والی وشاہ محمد نمبر دارڈ وگرانوالہ تحصیل گوجرانولہ

؁ مولانا مولوی صاحب دامت عنایتہٗ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کل مذہب کی تحقیق میں ہرکس وناکس بحدامکان مصروف ہے۔ ہمارا مذہب اسلام ہے اورایمان قرآن کریم پر ہے آپ مسلمانوں میں سے بڑے عالم اور واقف احادیث مشہور ہیں اور احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ شاہ دوجہاں نے مہدی آخرالزمان کی نسبت پیشگوئی فرمائی ہے۔ جس کا مرزا صاحب مرحوم قادیانی نے دعویٰ کیا ہوا ہے۔ جن کے حالات سُن سن کر ہمارا رجوع ہوچلا ہے۔ کہ جناب موصوف پر بطور مہدی آخرالزمان ایمان لایا جاوے۔ چونکہ اشتباہ میں ہیں اس واسطے خدمت میں التماس ہے کہ آپ خداوند تعالیٰ اور جناب رسول مقبول ﷺ کو حاضر ناظر کرکے سچے قرآن کریم کی شہادت پر ہم قسم اوٹھا کر اطلاع بخشیں کہ آیا وہ سچے ہیں یا کاذب۔ جواب کے واسطے ۱/ کا ٹکٹ ارسال خدمت ہے۔ تلونڈی راہ والی ڈاکخانہ خاص ضلع گجرانوالہ کے پتہ پر اطلاع بخشیں پاس خدا بخش پٹواری۔

تابعداران شاہ محمد نمبردار ڈوگراں

خدا بخش پٹواری موضع تلونڈی راہ والی، ضلع گوجرانوالہ بقلم خود

نقل جواب از جانب مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری

مرزا قادیانی کا دعویٰ صحیح نہیں کیوں کہ ان کے کئی ایک الہام غلط ہوئے تھے۔ خصوصا آخری فیصلہ میں وہ جھوٹا ثابت ہوا جو اوسنے ۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ مجھ سے پہلے نہ مرے تو میں (مرزا قادیانی) جھوٹا ہونگا۔ پس وہ جھوٹا ثابت ہوا۔

دستخط مولوی ثناء اللہ۔ ابوالوفاء امرت سر۔ (بدر)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

میرے جواب کو دیکھ کر کوئی شائستہ آدمی کہہ سکتا ہے کہ میرا ظاہر میرے باطن کے خلاف ہے ۔یا میں دل سے قادیانی مشن کو غلط نہیں جانتا ۔ہاں چونکہ قادیانی مشن میں سبّ وشتم گھٹی میں داخل ہے اس لئے اون کے نزدیک شائستہ لفظوں میں جواب دینا

گویا بے ایمان بننا ہے اس لئے ہمیں ضرور ہے کہ ہم اپنے ایمان کا ثبوت دیں۔ پس سنئے

رسول قادیانی کی رسالت
جہالت ہے ضلالت ہے بطالت

(اہل حدیث امرتسر جلدے۔نمبر ۴۵-۴۶۔مورخہ ۴-۱۱ رمضان ۱۳۲۸ھ مطابق ۹-۱۶ ستمبر ۱۹۱۰ء۔ص ۴-۵)

مرزائیوں سے چند سوال

(۱) آج کل مرزائی اخباروں (بدر وغیرہ) میں اس بات کا اعلان بڑے زور سے کیا جارہا ہے کہ ''ہم دو آدمی حج کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں۔لیکن جانے والے اصحاب پہلے حج کر چکے ہوں۔ کیوں؟

(۲) کیا وجہ ہے کہ باوجود حکم خداوندی ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا مرزا صاحب نے باوجود اہل نصاب ہونے کے حج بیت اللہ نہ کیا؟

(۳) آپ جب کہ مرزا صاحب کے سچے عقیدتمند اور راسخ الاعتقاد مرید کہلاتے ہو اور مرزا صاحب کو نرا پیر ہی نہیں بلکہ مہدی اور مسیح اور ظل رسول بزعم خویش سمجھتے ہو اور ان کے قدم بقدم چلنا چاہتے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ جو کام تمہارے پیر نے نہیں کیا تم کرنا چاہتے ہو؟

(۴) جو شخص فرض کو ترک کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

امید ہے کہ ایڈیٹر بدر جواب باصواب سے پبلک کو ممنون فرماوینگے اگر ایڈیٹر صاحب جواب نہ دے سکیں تو حکیم نورالدین صاحب (خلیفہ) جواب دیں۔

خاکسار خیرالدین نقل نویس امرت سر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔۱۶ ستمبر ص:۲۱-۲۲)

مرزا غلام احمد کے چند خیال

منشی اللہ دتا صاحب لکھتے ہیں:

اے مریدان غلام احمد! اے احمدی کہلانے والو! میں تم کو مرزا غلام احمد کے ملہم کی قسم دیکر تم سے چند سوالات کے جوابوں کا طالب ہوتا ہوں۔ اور میرا ہر ایک سوال مرزا صاحب کی تحریر پر ہوگا۔ اور میں مرزا صاحب کی کتابوں سے اصل عبارت حرف بحرف معہ پتہ صفحہ ذیل میں نقل کرونگا تاکہ تم کو حق بات کی قبول کرنے سے انکار کی گنجائش نہو اور طالب حق کی تسلی اور تشفی کا باعث ہو۔

نبوت کے متعلق مرزا صاحب کے خیالات:

(۱) دیکھو آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۷ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں: ھو ھذا۔

”میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

(۲) اور دیکھو اُسی آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۳۸ میں لکھتے ہیں۔ ھو ھذا۔

”اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن مت بنو اور خاتم النبین کے بعد وحی اور نبوت کا نیا سلسلہ جاری مت کرو۔ اوس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیئے جاؤ گے۔“

(۳) اور دیکھو حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں: ھو ھذا۔

”ماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج الاسلام والحق بقوم کافرین۔“ ترجمہ یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔“

عبارت مرقومہ بالا نمبر ۱ سے بقول مرزا صاحب نبوت کا مدعی دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ اور عبارت مرقومہ بالا نمبر ۲ سے بقول مرزا صاحب جو شخص خاتم النبین

کے بعد وحی اور نبوت کا سلسلہ جاری کرے وہ قرآن کا دشمن ہے اور وہ خدا سے بھی شرم نہیں کرتا۔ اور عبارت نمبر۳ مرقومہ سے بقول مرزا غلام احمد صاف ظاہر ہورہا ہے جیسے کہ وہ خود تحریر کرتے ہیں کہ اگر میں نبوت کا دعویٰ کروں تو اسلام سے خارج ہو کر کافروں میں ملجاؤں۔ اب مریدان مرزا کو طالبان حق کو یہ ثابت کرکے دکھانا ہے کہ مرزا غلام احمد نے خلاف تحریرات خود نبوت کا اور وحی کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر ان کا دعویٰ وحی اور نبوت کا اون کی کتب سے ثابت ہوجاوے تو وہ بقول خود دائرہ اسلام سے خارج اور کافروں سے ملے ہوئے تصور کئے جاوینگے۔

وحی اور نبوت کے دعویٰ کا ثبوت:

(۱) دافع البلا کے صفحہ ۵ میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں۔ هو هذا۔

خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی جس کی عبارت یہ ہے ان الله لایغیر مابقوم حتی یغیروا ما بأنفسهم انه اوی القربته یعنی خدا نے یہ ارادہ کیا کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا۔ جب تک لوگ اون خیالات کو دور نکرلیں جو اون کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے ماموراور رسول کو نہ مان لیں۔‘‘

عبارت بالا سے خدا کی پاک وحی ہے اور رسول ہونے کا دعویٰ صاف ظاہر ہے اور عربی عبارت کا ترجمہ بھی الفاظ کے خلاف اور زائد کیا گیا ہے۔

(۲) دیکھو دافع البلاء کے صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں۔ هو هذا۔

’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

رسول ہونے کا دعویٰ صاف ظاہر ہے۔

(۳) دیکھو اربعین ۳ صفحہ ۲۲ میں۔ هو هذا۔

’’سو اس نمونہ میں ایک شخص میں ہی ہو جس کو آپ نے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تئیس برس کی مدت دی گئی ہے اور تئیس برس تک یہ سلسلہ جاری رکھا گیا ہے۔‘‘

عبارت بالا مرقومہ سے صاف صاف ظاہر ہورہا ہے کہ مرزا غلام احمد ویسی ہی

وحی کے مدعی تھے جیسے کہ خاتم النبین محمد مصطفیٰ صلعم پر اُترا کرتی تھیں تئیس برس تک۔اور نمونہ لفظ بھی اہل انصاف کے لئے غور طلب ہے۔

(۴) اور دیکھو اخبار الحکم صفحہ ۱۸ جلد ۴ صفحہ ۹ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۰ء میں عبدالکریم امام مسجد قادیان اور مرزا کا خاص مرید لکھتا ہے۔وھو ھذا۔

''یہ مزکی اور مطہر انسان حضرت سید عالم ﷺ کی خو بو اور قوت اور نشان کے ساتھ آیا۔ بلکہ بعینہ وہی آیا کیوں کہ اس میں احیاء اور اماتت کی وہی قدرت ہے۔ یہ ویسا ہی بشیر ونذیر ہے یہ حجۃ اللہ اور آیۃ اللہ ہے۔''

اہل انصاف اور طالبان حق عبارت بالا مرقومہ میں الفاظ ذیل پر خوب غور کریں کہ خو، بو، قوت، نشان، احیاء، اماتت، قدرت، بشیر، نذیر، حجۃ اللہ، آیۃ اللہ ہونے میں مرزا غلام احمد بقول عبدالکریم پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ سید الانبیاء ﷺ کے برابر ہے۔اے مسلمانوں نام کا غلام یعنی غلام احمد ایسے برگزیدہ کے اوصاف میں برابر ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے جس کو عام مسلمان کہا کرتے ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

(۵) اور دیکھو اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔ھو ھذا۔

''وماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ ذرنی والمکذبین انی مع رسول اقوم۔
ترجمہ: اور یہ اپنے طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو خدا کی وحی ہے۔ یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور نیچے کی طرف تبلیغ حق کے لئے جھکا۔اس لئے دو قوسوں کے وسط میں آ گیا۔اوپر خدا نیچے مخلوق مکذبین کے لئے مجھ کو چھوڑ دے میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔''

عبارت مرقومہ بالا سے مرزا غلام احمد کا وحی اور نبوت کا مدعی ہونا صاف ظاہر ہو رہا ہے اور عربی الفاظ کا ترجمہ بھی جو مرزا جی نے کیا ہے اہل انصاف کے لئے غور طلب ہے۔

(۶) اور دیکھو اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۳۵ و ۳۶ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ھو ھذا۔

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق وتھذیب الاخلاق۔

اور پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔"

عبارت بالا مرقومہ اہل انصاف کے لئے عبارت (جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو) مرزا کا مدعی وحی اور نبوت ہونا صاف ظاہر ہے۔

(۷) اور دیکھو اخبار البدر ۵/مارچ ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ھو ھذا۔

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم بغیر نئی شریعت کے رسول اور نبی ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کتاب نازل نہیں ہوئی۔"

عبارت مرقومہ بالا میں رسول اور نبی ہونے کا دعویٰ کھلی الفاظ میں ہے۔ ورنہ جو شخص دن کو رات کہد یوے اس کی مرضی۔

(۸) اور دیکھو اربعین نمبر۴ کے صفحہ ۶ میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں۔ ھو ھذا۔

"ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں یوں کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلا یہ الہام۔ قل للمومنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكیٰ لهم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئی احکام ہو تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ان هذا لفي الصحف الاولى صحف ابراهيم وموسىٰ۔

یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہی ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ باطل ہے۔"

اور اسی کی صفحہ ۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ۔ھو ھذا۔

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کی ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اوس وحی کو جو میرے پر

ہوتی ہے فُلك یعنی کشتیکے نام سے موسوم کیا۔ جیسا کہ ایک الہام کی یہ عبارت ہے واصنع الفلك باعيننا ووحينا ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله فوق ايديهم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھیرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔"

ساری عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد وحی اور نبوت کے مدعی ہیں اسی واسطے اپنی بیعت کو خدا کی بیعت کہتے ہیں۔ اور مدار نجات ٹھیراتے ہیں۔

احادیث سے نبوت کا مدعی دجال اور کذاب ہے:

(۱) دیکھو غور سے دیکھو مشکوٰۃ کے باب الفتن میں حدیث ابوداود اور ترمذی کی ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

سيكون فى امتى كذابون ثلٰثون كلهم يزعم انه نبى الله وانا خاتم النبيين لا نبى بعدى۔ ترجمہ۔ فرمایا حضرت ﷺ نے ہونگے میری امت سے سے جھوٹے وہ تیس ہونگے سب گمان کریں گے وہ نبی اللہ کے ہیں حالانکہ میں خاتم النبین ہوں نہیں کوئی نبی بعد میرے۔

اور دیکھو مشکوٰۃ کے باب ملاحم میں حدیث بخاری و مسلم کی ابوہریرہ سے روایت ہے:

لاتقوم الساعة حتى ينبعث؟ دجالون كذابون قريب من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله۔ ترجمہ۔ فرمایا حضرت ﷺ نے نہیں قائم ہوگی قیامت پیدا ہوں گے جھوٹے قریب تیس کے ہر ایک کرے گا دعویٰ کہ وہ نبی خدا کا ہے۔

(باریک خط میں ذیل کی احادیث بھی میں یہاں نقل کر رہا ہوں۔ بہاء

عن ابی ھر یرۃ قا ل قال رسو ل ا للہ ﷺ لا تقوم السا عۃ حتی یخر ج ثلاثون دجا لاً کلھم یز عم انہ رسو ل اللہ تعا لی (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۳۳)

(عن ابی ھر یرۃ قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ : لا تقوم السا عۃ حتی یخر ج ثلا ثو ن کذا باً د جا لاً کلھم یکذب علی اللہ و علی رسو لہ ۔ (سنن ابوداؤد۔ حدیث نمبر ۴۳۳۴)

(عن ابی ھر یرۃ قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ: لا تقوم السا عۃ حتی ینبِعث کذابو ن د جا لو ن قریب من ثلا ثین کلھم یز عم انہ رسو ل اللہ (سنن ترمذی حد یث نمبر ۲۲۱۸)

(عن ثو با ن قال قا ل رسو ل اللہ ﷺ لا تقوم السا عۃ حتی تلحق قبا ئل من امتی بالمشر کین و حتی یعبدوا ا لا و ثا ن و انہ سیکو ن فی امتی ثلاثون کذا بو ن کلھم یز عم انہ نبیّ و انا خا تم النبیین لا نبی بعدی ۔
(سنن تر مذی حد یث نمبر ۲۲۱۹)

ان ہر دو حدیث بالا مرقومہ سے آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو رہا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ مخبر صادق نے خبری کہ میری امت میں سے تیس شخص رسول اور نبی ہونے کا دعویٰ کرینگے حالانکہ میں خاتم النبین ہوں کوئی نبی میرے بعد نہوگا۔ نبوت کے مدعی دجال اور کذاب ہوں گے۔

اور دیکھو مشکوٰۃ کے باب مناقب علی رضی اللہ عنہ میں:

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بنمزلۃ ھارون من موسی الا انہ لانبی بعدی۔ متفق علیہ۔
ترجمہ: روایت ہے ابن ابی وقاص سے کہ کہا فرمایا رسولخدا ﷺ نے واسطے علی کے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر فرق یہی ہے کہ نہیں نبی بعد میرے۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے۔

(بخاری کی روایت یوں ہے: عن مصعب بن سعید عن ابیہ : ان رسو ل اللہ ﷺ خر ج الی تبو ك و استخلف علیّاً فقا ل: اتخلفنی فی الصبیا ن و النساء ؟ قال : ا لا تر ضی ان تکو ن منی بمنز لۃ ھا رو ن من موسی الّا انہ لا نبی

بعدی ۔صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۴۱۶۔ بہاء)

چونکہ حضرت ہارون نبی تھے اور نبوت ختم ہوچکی تھی اس واسطے آں حضرت ﷺ نے ساتھ ہی فرمادیا:

الا انه لانبی بعدی۔ ترجمہ۔مگر فرق یہی ہے کہ نہیں نبی بعد میرے

سبحان اللہ! حضرت علی جیسی برگزیدہ شخص کے لئے جو رسول اللہ ﷺ کا ذاتی بھائی رشتہ دار، اور یار ہو اس کا نبی نہ ہونا یا کہلانا رسول اللہ ﷺ جائز نہ رکھیں اور مرزا غلام احمد قادیانی جیسا شخص وحی پانے اور امر و نہی اور رسول ہونے کا مدعی ہوں جیسا کہ اوپر اون کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے اور جیسا کہ اخبار البدر نمبر ۴۴ و ۴۵ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۹ میں لکھا ہے ہو ہذا۔

''چونکہ اس مبارک زمانہ میں خدا کا ایک برگزیدہ نبی اور رسول موجود ہے اس لئے عذاب بھی اسی قسم کے نازل ہورہے ہیں جو انبیاء کے وقتوں میں ہوا کرتے تھے۔''

اے مریدان مرزا غلام احمد خدا سے ڈر کر سچ ہی کہو کہ رسول خدا ﷺ کا لا نبی بعدی فرمانا سچ ہے یا تمہارا یہ لکھنا (اس مبارک زمانہ میں خدا کا ایک برگزیدہ نبی اور رسول موجود ہے) سچ ہے۔مگر آیت خاتم النبین کا بھی خیال رکھنا اور نبوت کے مدعی کی نسبت جو کچھ مرزا غلام احمد نے لکھا ہے اوس فتویٰ کو بھی مدنظر رکھنا۔فقط۔

الراقم: بندہ اللہ دتا از چک ۳، نہر گوگیرہ۔

(اہل حدیث جلد ۷۔نمبر ۴۷-۴۸۔مورخہ ۱۸-۲۵ رمضان ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۳-۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء ص:۱۹-۲۱)

کیا مرزائیوں کو مرزا پر ایمان نہیں

میں ہوا کافر، تو وہ کافر مسلماں ہوگیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب قادیانی نے میرے مواخذہ سے تنگ

آ کر ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جس کا عنوان تھا:

’’مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ‘‘

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری زندگی میں نہ مریں تو میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہونگا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ پبلک کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو اس دنیا سے چل بسے چونکہ ایک قدرتی فیصلہ تھا اس لئے اس کا اثر بھی عام ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ بحمد اللہ ایسا ہی ہوا اس لئے اس کے جواب میں مرزائیوں نے بھی پبلک کی آنکھوں میں مٹی ڈالنے کی بہت کوشش کی۔ چنانچہ ۱۳/اکتوبر کے قادیانی بدر میں ایک مضمون نکلا ہے جس کا عنوان ہے:

’’کیا دعا والا اشتہار پیش کرنے کا کوئی حق مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہے۔‘‘

اس مضمون سے ایڈیٹر نے بڑے زور سے اپنے ناظرین کی آنکھوں میں مٹی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے چونکہ بعض اشتہارات ایسے شائع کئے ہیں جن میں یہ لکھا ہے کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز ہے وغیرہ۔ لیکن افسوس ہے کہ دجال مرتے مر گئے مگر دجل نہ چھوڑا میرے یا میرے کسی دوست (حکیم محمد الدین جن کا وہ نام لیتے ہیں اُن) کے اشتہار سے اصل عبارت مع قید تاریخ نقل نہیں کرتے بلکہ محض ابلہ فریبی سے روایت بالمعنے کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔ اور چالاکی سے لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ حلف اُٹھائے کہ اوس نے کوئی تحریر ایسی نہیں شائع کی؟

او مرزائیو! سنو! میں حلفاً کہتا ہوں کہ مجھے اس قسم کی کوئی تحریر یاد نہیں جس میں میں نے لکھا ہو کہ حرامزادے کی رسی دراز ہے۔ اگر تمہارے پاس اس مضمون کا کوئی اشتہار ہے تو اوس کو اصل الفاظ میں نقل کرو اور ڈاکٹر کرم الٰہی (مرزائی) مقیم امرت سر کی معرفت اصل اشتہار دکھا کر تصدیق بھی کراؤ اوس سے بعد ہمارا مندرجہ ذیل جواب سنو!

ایک طرف مرزا صاحب کا فرمان واجب الاذعان ہو جو خدائی حکم سے شائع

ہوا ہو۔ جس کو بطور تحدی مدار فیصلہ قرار دیا ہو دوسری طرف میرا یا کسی اور مخالف کا بیان مخالفانہ اوس کی تکذیب میں ہو تو تم کس کو مانو گے؟ اور کس پر ایمان لاؤ گے؟ (ان کنتم مؤمنین) کس قدر شرم کی بات ہے کہ مرزا صاحب تو خدا کے حکم سے آخری فیصلہ کا اعلان شائع کریں اور خدا اون کی دعا قبول کرنے کا وعدہ کرے (دیکھو اخبار بدر مورخہ ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء) اس کے مقابلہ میں میں اس کی تکذیب کرنے کو شائع کردوں کہ میں اس کو نہیں مانتا یہ فیصلہ غلط ہے تو کیا کوئی دانا یا اہل ایمان یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے ایسا کہنے سے خدائی حکم ٹل سکتا ہے۔ یا میں خدائی حکم پر غالب آ سکتا ہوں یا میں ایسے شخص کی تحدی کو پا سکتا ہوں جس کے دعاوی یہ تھے کہ:

ان قدمی علیٰ منارة ختمت علیها کل رفعة''

''میرے پاؤں ایسے منارہ پر ہیں جس پر تمام بلندیاں ختم ہیں۔''

(قادیانی خطبہ الہامیہ)

یعنی میں سب سے بلند ہوں۔ جس کا دعویٰ تھا کہ

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اوس سے بہتر غلام احمد ہے

جس کا یہ بھی دعویٰ تھا:

صد حسین ست در گریبانم

ایسے شخص کی مخالفانہ تحدی اور مدار فیصلہ کو میں غلط کروں تو کم سے کم لوگوں کو تو یہ ماننا پڑے گا کہ میں ایسے شخص سے ضرور بڑے رتبہ کا ہوں بلکہ یہ بھی ماننا پڑے گا (معاذ اللہ) کہ میں خدائی حکم کو بھی مٹا سکتا ہوں۔ اسلامی عقیدہ میں تو ایسا سمجھنا یا خیال کرنا کفر ہے۔ مرزائیو! غور سے سنو!

واللہ غالب علی امرہ

وهو القاهر فوق عباده

ناظرین! آپ لوگ ان دجاجلہ سے ایک ہی بات پوچھو کہ مولوی ثناء اللہ کا حکم خدائی حکم پر غالب ہے، یا خدائی حکم مولوی ثناء اللہ پر غالب ہے؟ صورت اول تو ایمان سے دور ہے۔ صورت ثانیہ میں قطعی فیصلہ ہے۔ فالحمد للہ۔ یہی ایک سوال

ہے جو مدار فیصلہ ہے۔

مرزائیو! بس اسی ایک سوال کا جواب تم سے مطلوب ہے دگر ہیچ
بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔ نمبر ۲۔ مورخہ ۸ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۱ر نومبر ۱۹۱۰ء ص: ۱-۲)

قادیانی کذب بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان شریف سے اگر کوئی کذب بیانی شائع ہو تو مجھے تعجب نہیں ہوتا۔ کیوں کہ بقول

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

قادیانی مشن کی بنیاد ہی جب غلط گوئی اور کذب بیانی پر ہے تو فروع سے کیونکر ممکن ہے کہ راستبازی سے کام لیں یا لے سکیں۔ اوس مرنے والے نے کونسی کسر اٹھارکھی تھی جو یہ اٹھارکھیں گے۔

گذشتہ پرچہ اہل حدیث مورخہ ۱۱ر نومبر میں ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ ایک صاحب قادیان سے لکھتے ہیں کہ میں نے جو تمہارے فلان انعامی مضمون کا جواب لکھا ہے اب اوس انعام کا فیصلہ انجمن اتحاد المسلمین میں پیش کرکے انعام دلوادیں۔

میں نے اس کے جواب میں کہا کہ انجمن اتحاد المسلمین تو اس میں دخیل نہیں ہوسکتی کیوں کہ وہ اس غرض کے لئے نہیں ہاں تم کو اختیار ہے کہ بذریعہ عدالت وصول کرلو۔

اس کے جواب میں وہی مرزائی لکھتا ہے کہ مولوی صاحب نے شریعت کے فیصلہ سے انکار کیا ہے اس لئے میں بھی مجبوراً عدالت میں جاؤنگا۔

یہ صریح کذب بیانی ہے۔ میں نے شریعت کے فیصلہ سے نہ انکار کیا ہے اور

نہ کبھی کرونگا، بلکہ ایسا کرنا بے ایمانی سمجھتا ہوں اور سمجھونگا۔ میں نے تو صرف یہ عذر کیا تھا کہ انجمن اتحاد المسلمین اس کا فیصلہ نہیں کرسکتی۔ اس کا نام اگر شرعی فیصلہ سے انکار ہے، تو لیجئے میں اسی انجمن کے تین ممبروں کو نامزد کر کے اقرار کرتا ہوں کہ یہ صاحب جو فیصلہ کر دینگے مجھے منظور ہوگا۔

حکیم نورالدین صاحب خلیفہ قادیانی بھی اس انجمن کے ممبر ہیں لہذا نمبر (۱)

نمبر (۲) جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی اس انجمن کے ممبر ہیں۔

نمبر (۳) جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔

پس ان تینوں کا بورڈ جہاں چاہو جمع کرا کے فیصلہ کرالو۔ تم نے اپنے دعویٰ کا ثبوت دینا ہے کہ جواب صحیح ہے، میں ثابت کرونگا کہ مرزا آنجہانی کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

اب تو راضی ہو۔ اگر اب تم مجھ کو شریعت کے فیصلہ کا منکر کہہ کر عدالت میں جانا چاہو تو مزے سے جاؤ، مگر یاد رہے

ستعلم لیلیٰ ای دین تداینت
و ای غریم فی التقاضی غریمها

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔ نمبر ۴۔ مورخہ ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء ص: ۲-۳)

دہلی سے احمدی

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ بتاتے ہیں کہ دہلی کے میر قاسم علی ایڈیٹر الحق لکھتے ہیں:

جنوری (۱۹۱۱ء) سے میں ایک رسالہ احمدی جاری کرنے والا ہوں جس میں رسالہ مرقع قادیانی اور اہلحدیث (امرتسر) کے اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ہم بھی اس رسالہ کا خوشی سے خیر مقدم کرنے کو تیار ہیں، مگر سوال صرف یہ ہے کہ آپ سے پہلے رسالوں اور اخباروں بلکہ مرزا صاحب بانی مشن قادیانی نے اہلحدیث کے مقابلہ میں کیا کامیابی حاصل کی تھی جو آپ اوس سے زیادہ کرینگے۔ کیا مرزا صاحب کا اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا یاد نہیں رہا، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:

مولوی ثناء اللہ اپنے اخبار اہلحدیث میں مجھ کو یہ یہ لکھتا ہے۔ میں اس سے بہت تنگ آ گیا ہوں ۔اب آخری فیصلہ خدا کے سپرد کرتا ہوں کہ اگر مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں۔

پھر آخر کیا ہوا

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

بہر حال ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ بقول: ''پدر نتواں کرد پسر تمام کند''

شائد آپ ہی کے ہاتھ میں فتحیابی ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔ نمبر ۴۔ مورخہ ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء ص:۵)

قدرت ثانیہ

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

آہا خطۂ پنجاب بھی کیسا ہی خوش قسمت ہے۔خصوصاً اس وقت سے تو اس کے بھاگ جاگ اٹھے ہیں جب سے مرزا (غلام احمد قادیانی) آنجہانی نے دنیا میں آ کر پاؤں بطریق دیگر پھیلائے ۔اس میں کچھ شک نہیں کہ جس دن سے مرزا آنجہانی نے پیغمبری کو اختیار کیا، خطۂ پنجاب میں کچھ ایسی آزادی ہوگئی ہے اور ایسی بیحیائی پھیل گئی ہے کہ ایک نہیں ،دو نہیں، درجنوں کے درجن پیغمبری ،مجددی، نائبی، اور طرح طرح کے دعوے کرنے میں پیش قدم ہیں۔

ہمارے مرزا (غلام احمد قادیانی) نے جب تک رہا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ۔طرح طرح کے من گھڑت الہام قادیانی مشین میں ہر روز تراشے جا کر الحکم اور بدر کی نذر ہوتے تھے۔ الہاموں کے کیا ہی کہنے تھے،وہ ایسے کچے اور واہیات ہوتے تھے کہ ایک ذی عقل دیکھ کر اور سن کر قہقہہ لگائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ عقلمند طبائع حیران رہ جاتی تھی کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ مرید ایسی پٹی پر چڑھے ہوئے تھے کہ خواہ کیا ہو اٰمنا وصدقنا

ان کا تکیہ کلام تھا اور ہے۔ یہ سمجھ کسی کو نہ آتی کہ ہمارے رسول کی عجیب رسالت ہے۔ کیوں کہ آپ کے اکثر الہام طمع نفسانی اور کارشیطانی پر مبنی ہوتے تھے۔ عورتوں کے نکاح میں آنے کے الہام تو درجنوں ہوا کرتے تھے۔ لیکن افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی، ورنہ آپ تو مرتے دم تک محمدی بیگم کے منہ کو ترستے گئے۔ مقویات استعمال کر کر کے آپ نے خوب دن گذارے۔ اولاد کی بکثرت ہونے سے بھی آپ کو کچھ تامل ہی ہوا کرتا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ دعویٰ نبوت خیالات معرفت الٰہی (بقول خود) پھر کا یہ حال کہ کوئی سال خالی نہیں۔

مگر اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب دانا بہت تھے۔ بات کو جھٹ تاڑ جاتے تھے، اس الزام کی بریت کے لئے بھی الہامات کو ہی پیش خیمہ قرار دے رکھا تھا (کیوں نہ دیتے الہام گھر کے تھے مول تو تھوڑے ہی لینے ہوتے تھے) پہلے ہی شائع کر دیتے تھے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، وہ ان صفات سے متصف ہوگا وہ اس کام کے لئے پیدا کیا جاویگا اس سے مجہول اور عقل کے اندھے مریدوں کے جس قدر دل خوش ہوتے تھے ان کے بیان کی ضرورت نہیں لوگوں سے فخر یہ کہتے کہ دیکھو ہمارے حضرت کا یہ الہام بھی پورا ہوگا یعنی قبل از مرگ واویلا۔ واہ بھئی واہ۔

اس میں کلام نہیں کہ آپ کے دن دنیا میں نہایت عیش وعشرت سے گذرے، خوب گذرے۔ مگر مجھے ازراہ ہمدردی ترس آتا ہے کہ آپ کا انجام ٹھیک نہ رہا۔ ان کی آخری حالت تو بزبان خود کہہ رہی تھی کہ:

من نکردم شما حذر بکنید

کیوں کہ قوم کے فخر، فاتح قادیان، شیر پنجاب مولانا مولوی محمد ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ پر آپ نے جو شرط جانبازی لگائی تھی، جس کے مطابق آپ تمام امیدوں کو منقطع کرتے ہوئے چلدیئے، وہ کچھ کم شرم دہ نہ تھی، جس کا نقشہ اس شعر سے آنکھوں کے آگے جم جاویگا۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

مگر ان کرشن پنتھیوں کو عبرت کہاں؟ خدا ان کی قابل رحم حالت پر فضل وکرم

کرے۔ آمین۔

آج مجھے جس پہلو پر روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوئی وہ اور ہے، اور وہ انہی کے ایک صادق مرید کا ذکر خیر ہے۔ اس لئے ہم نے پہلے اس کے مرشد کے ذکر کو کرکر ثواب کے حاصل کرنے کو مناسب سمجھا جن کی برکت سے اور جن کی جرأت پر اس نے بھی دوکان کھولی ہے۔

ہمیں اس بات کا فخر ہے کہ یہ سعادت ہمارے ضلع کے حصہ میں بھی آئی ہے۔ گورداسپور کا ضلع گوزیادہ خوش قسمت ہے، لیکن شکر ہے کہ ہم دوسرے نمبر سے نیچے نہیں گرے۔ گجرات سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں عالمگڑھ ہے۔ وہاں ایک صاحب جن کی عمر پچاس سال سے بھی زیادہ ہوگی، اور وہ سائیں احمد کے نام سے مشہور ہیں، ان حضرت نے یہ مشہور کیا ہے کہ ''قدرت ثانیہ'' ہوں۔

یعنی مرزا صاحب قادیانی پہلی قدرت تھے اور میں قدرت ثانیہ ہوں۔ مجھے آپ کے درشن گجرات میں نصیب ہوئے۔ جب میں نے آپ کو پہلے پہل دیکھا، تو آپ کی لمبی داڑھی اور متبرکانہ صورت پر نہایت ترس آیا۔ اور میں نے تعجب کیا کہ کیسے کیسے آدمیوں کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں، اور خدا جانے ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ خالی از ایمان ہورہے ہیں۔ اس بوڑھے میاں کو دیکھ کر اس وقت جو حالت میری ہوئی اور جس قدر ترس آیا وہ ایک عجیب نقشہ تھا جو کھینچ نہیں سکتا۔ پہلے آپ سے کسی مرزائی نے ہی سوال کیا کیا آپ نے خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے۔ تو تپاک سے اٹھے کہ کیوں کروں وہ خود میری بیعت کرے گا کیوں کہ میں قدرت ثانیہ ہوں اور اس سے اعلیٰ مدارج پر ہوں۔ پھر آپ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں الہام کا قائل نہیں ہوں کیا آپ مجھے قائل کر سکتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں کس طرح کر سکتا ہوں میرا مالک کریگا۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ بھی مدعی الہام ہیں کہنے لگے کیوں نہیں اب بھی الہام ہورہا ہے۔ لیکن یہ نہ بتا سکے کہ کیا حالات منکشف ہورہے ہیں جس سے ثابت ہوگیا کہ آپ ابھی یہ بھی معلوم نہیں کہ الہام کس جانور کا نام ہے۔ میرے خیال میں وہ پہلا ہی دن تھا کہ آپ کے سامنے لفظ الہام پیش کیا گیا۔ ورنہ آپ تو میرے خیال میں الہام کوئی عام شے سمجھتے تھے جو سوتے اوٹھتے بیٹھتے جاگتے چلتے ساتھ ہی رہتی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ

الہام کوڑیوں کی طرح کردونگا یعنی سیلاب آیا کریگا۔ پھر کہا میں گجرات کا مالک ہوجاؤنگا۔ اس کی تشریح نہ کرسکے کہ آپ کس دن گجرات میں عہدہ ڈپٹی کمشنری پر مامور ہونگے یا کہ پنجاب کے ہی مالک ہوجاوینگے۔ آپ نے کہا کہ میرا ایک یہ بھی الہام ہے کہ میرے مکانات شکستہ جن کے تیار ہونے کے لئے زر کثیر مطلوب ہے بغیر میری لاگت کے تیار ہوجاوینگے۔ ور وہ مجھ پر تائید ایزدی ہوگی قبل اس کے کہ یہ گیا پوری ہو۔ چند مرزائی اسی پر لٹو ہوگئے ہیں اور انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ کچھ ہے واہ رے عقل۔ میں تو حیران ہوں کہ کیا اس پارٹی نے بالکل ہی نبوت اور رسالت کو کھیل سمجھ رکھا ہے کیوں کہ یہ نئے میاں عالمگڑھی اپنے آپ کو کبھی رسول کہتے ہیں کبھی قدرت ثانیہ۔ میرے خیال میں قدرت ثانیہ کے لفظ کو اس بوڑھے میاں نے کسی کے کہنے کہانی پر ہی ورثہ بنالیا ہے۔ کیوں کہ سوائے اس کے کہ آپ اس کے یہ معنی کریں کہ میں دوسری طاقت اور کچھ شرح طور پر سمجھا کر مطمئن نہ کرسکے۔ کیوں کہ آپ کی تعلیم کا تو یہ حال ہے کہ آپ خود کہتے ہیں کہ میں قرآن بھی نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی کوئی کتاب دیکھ سکتے ہیں (مجھے ترس آتا ہے کہ آپ کا کام کیسے چلے گا) دیکھئے معنی تو بسم اللہ کے بھی نہیں آتے لیکن نزدیک رہے ہی نہیں ہاتھ رسالت تک مارا ہے۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر گجرات میں ایک تعلیم یافتہ احمدی ان سوالات کا جواب نہ دیتے جو آپ پر کئے گئے تو قریب تھا کہ آپ تائب ہوکر نجات اُخروی کے حاصل کرنے والے بنتے۔ کیوں کہ جب بہت سے لوگ جمع ہوگئے تو آپ کی حالت نہایت ہی پریشان نظر آرہی تھی پیشانی پر پسینہ کا آنا ہاتھ دیوانوں کی طرح مارنا سر کا گھومنا بتا رہا تھا کہ بیچارہ منہ سے نکال کر بچتا رہا ہے۔ میرے خیال میں اس بیچارے نے کسی طمع نفسانی پر یہ صدا بلند کی ہے کہ کچھ تعجب نہیں اگر چند عقل کے اندھے میری پیرو بھی ہوجاویں ایک تو وہ کام بنجاوے جس کے لئے یہ قصد کیا ہے دوسرا وہ الہام پورا ہوجاوے گا کہ وہ میرے مکانات بغیر میری لاگت کے تیار ہوجاوینگے۔ یعنی خود ہی عقل کے اندھے چندہ دے کر مکان بنادیگے۔ خود ہی میرے الہام کے قائل ہوکر پختہ عقیدہ کے ہوجاوینگے آہا یہ کیسی عقل کی مار ہے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ عالمگڑھی میاں کی یہ دوکان نہیں چلے گی کیوں کہ مرزا آنجہانی علم رکھتے تھے اور اون کو ہاتھ پر تیلی کھلانا خوب ہی آتا تھا اور وہ ملمع پر روغن چڑھانا خوب

جانتے تھے انہی کی روش پر پہلے کوئی کہہ گیا ہوا تھا کہ جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ان سے سیکھ جائے۔ للہ ہمیں کوئی اس جدید (نئے) فرقہ سے بغض نہیں ہے بلکہ ہمیں ترس آتا ہے۔ امید ہے خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) جواب سے مطمئن فرمادیں گے کہ کیا واقعی آپ کے گرو صاحب کا کوئی اور ایسا الہام ہے جس سے ہر سال رسولوں کا آتا رہنا ثابت ہے (نہیں تو کوئی پیش کر دینگے ہتھ ناٹکی آتی ہے) اور عالمگڑھی بوڑھے کی نسبت کیا فتویٰ ہے کہ وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریگا یا آپ ان کے ہاتھ۔ افسوس آپ کی جماعت سے تو انصاف بالکل ہی اوٹھ گیا ہے اور مرزا آنجہانی تو ایسی آزادی کر گئے ہیں کہ ان کی طرح ہر ایک وحی کو اپنا چچیرا بھائی سمجھتا ہے پس ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو راہ ہدایت پر لاوے اور آپ کی قابل رحم حالت پر ترس کرے اور آپ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے پیروؤں کے زمرہ میں حشر کے دن اٹھنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔ (راقم آپ کا ایک خیر خواہ۔ خریدار نمبر ۱۷۲۰)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔ نمبر ۴۔ مورخہ ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء ص: ۵-۷)

مولانا شبلی اور قادیانی وفد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ بتاتے ہیں کہ اخبار بدر قادیانی لکھتا ہے کہ:

> ہم مولوی شبلی صاحب سے ملنے گئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا ہم لوگ مرزا صاحب مرحوم کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ کیا ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا۔ ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور وہ بھی آں حضرت نبی کریم ﷺ کے طفیل آپ سے فیض حاصل کر کے اس اُمت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ چونکہ حضرت مرزا

صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ سے بہت سی آئندہ کی خبریں بھی بطور پیشگوئی کے بتلائی جاتی تھیں جو پوری ہوتی رہیں (جیسی ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت اور منکوحہ آسمانی کے نکاح کی۔ اڈیٹر اہل حدیث) اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے۔ اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں اور احادیث میں بھی آنے والے مسیح موعود کا نام نبی رکھا۔ اس پر مولوی شبلی صاحب نے فرمایا کہ بے شک لغوی لحاظ سے یہ ہوسکتا ہے۔ اور عربی لغت میں اس لفظ کے یہی معنی ہیں۔ لیکن عوام اس مفہوم کو نہ پانے کے سبب گھبراتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ ہمارے ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہو یا بیعت کے وقت اس کا اقرار لیا جاتا ہو یا اُس کا ہم وعظ کرتے پھرتے ہوں۔ ہاں جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے ایسا ہی ہمارا عقیدہ ہے۔ (اخبار بدر قادیان ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار بدر نے اپنے مشن کے اصول کے مطابق نہ صرف مولانا شبلی نعمانی کو دھوکہ دیا بلکہ اپنے ناظرین کو بھی غلطی میں ڈالا۔ قادیانی مشن اور اوس کے بانی کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا کہ۔

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

اس لئے ہم مرزائی کے اصل حالات اوسی (مشن) کے الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں تاکہ مولانا شبلی اور دیگر ناظرین کو قادیانی مشن کی صدق کلامی کی تصدیق ہوسکے۔

کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے ابتدائی رسالہ (ازالہ اوہام) میں ایک شعر لکھا تھا جس کا ایک مصرع مرزائیوں کی زبان پر بطور سند بہت کچھ مشہور ہے۔ جو یہ ہے۔

"من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"

ناظرین اس مصرعہ کو یاد رکھیں اور اس کا مطلب اور مرزا غلام احمد صاحب کا

اصل دعویٰ خود مرزا صاحب کے الفاظ میں سنیں جو اسی (ایڈیٹر بدر) نے عرصہ ہوا شائع کیا تھا۔ لکھا تھا کہ:

(مرزا صاحب نے فرمایا) کہ اس (شعر: من نیستم رسول و نیآوردہ ام کتاب ..الخ) کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں اون کو بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے جبھی تو لا یخافون لومة لائم کے مصداق ہوئے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں اصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں بھی کثرت سے ہوں اوسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعویٰ کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اوس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے یہ اس لئے تا ان پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہیں دیئے گئے۔ پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں آپ کو سمجھانا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی

قصہ گوٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں۔ کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتی ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت وکیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرعہ سے تو شاعر نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اس لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہونچانے میں کسی قسم کا اخفا نہ رکھنا چاہیئے۔''

(اخبار بدر قادیان ۵/مارچ)

عبارت مذکورہ بالا صاف بتلا رہی ہے کہ مرزا صاحب کن معنی سے نبوت کی مدعی تھے جس کی سمجھ میں نہ آیا ہو اون کے سمجھانے کو ہم بتلاتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی حضرت موسیٰ، عیسیٰ، محمد رسول اللہ علیہم السلام جیسے نبی نہ تھے مگر حضرت ہارون، زکریا، یحییٰ علیہم السلام جیسے نبی ہونے کے ضرور مدعی تھے چنانچہ اون کے اپنے الفاظ درج ذیل ہیں۔ ایک انگریز قادیان میں گیا۔ اوس نے آپ سے پوچھا کہ:

آپ اپنے نبی ہونے کا ثبوت دیں حضور (مرزا صاحب) نے فرمایا ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں

(اخبار بدر قادیان ۹/اپریل ۱۹۰۸ء، صفحہ ۲)

۲۳/جنوری ۱۹۰۸ء کے اخبار بدر میں مولوی محمد احسن امروہی کی ایک تقریر نقل کی ہے جو یہ ہے:

''۱۷/جنوری کو آپ (مولانا احسن) نے سورۃ الفجر پر وعظ فرمایا اور منجملہ نکات یہ لطیف نکتہ بھی بیان کیا کہ الفجر رسول کریم ﷺ کا زمانہ ہے خیر القرون تک تین سو برس ہوئے اور دس راتوں سے مراد دس صدیاں لیں تو کل ۱۳۰۰ سو ہوئے۔ اس بعد خدا تعالیٰ والشفع والوتر میں تیرہویں اور چودہویں صدی کی طرف اشارہ فرماتا ہوا واللیل اذا یسر کی خبر دیتا

ہے۔ یعنی پھر چودھویں میں آفتاب نبوت طلوع کرے گا۔ اگر اس نبی کی اطاعت نہ کرینگے تو وہی ہوگا جو عادیوں اور فرعونیوں کے ساتھ ہوا۔"

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس تقریر میں مرزائی نبوت کی تعریف اور اثر (نتیجہ) کا ذکر بھی ہے۔ یعنی آپ کی نبوت پر وہی اثر مرتب ہے جو حضرات انبیاء سابقین کی نبوت پر ہوا تھا کہ اون کی معاندین کو خدا نے تباہ کردیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبوت مرزائیہ بھی کسی مجازی یا لغوی معنی سے نہ تھی۔ بلکہ اصلی اور حقیقی شرعی معنی میں تھے۔

اور سنئے محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کی شادی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی لڑکی سے ہوئی تھی تو اسی ایڈیٹر بدر نے ۲۷؍فروری ۱۹۰۸ء کے بدر میں (صفحہ ۲ پر) لکھا تھا کہ:

"نواب محمد علی خان صاحب کی خوش قسمتی ہے کہ اونکے نکاح میں ایک نبی اللہ کی لڑکی آئی۔"

اور بھی سنئے عام طور پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنا رتبہ ان الفاظ میں بتلایا ہے کہ:

"ان قدمی علیٰ منارة ختم علیها کل رفعة" (قادیانی خطبہ الہامیہ)

یعنی میرے (مرزا کے) یہ قدم ایسے بلند منارہ پر ہیں جہاں پر تمام قسم کی بلندیاں ختم ہوچکی ہیں۔

اہل علم سے ایسے کلام کا مطلب مخفی نہیں کہ تمام اولیاء بلکہ انبیاء سے بھی برتری کا دعویٰ ہے۔ ایک اردو شعر تو اون کا عام زبان زد ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اوس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ بھی مرزائی وفد کی دھوکہ دہی ہے جو اوسنے کہا کہ مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہو۔ اوسکو معلوم ہوگا کہ بیعت کرنے میں مرزا صاحب قادیانی کو بجمیع صفات موصوف مانا جاتا تھا تو اس اعلیٰ صفت کمال کو کیوں دخل نہوگا۔ اگر مرزائی بیعت میں نبوت مرزا کو دخل نہیں ہوگا تو اسلام میں رسالت محمدیہ کو بھی دخل نہوگا۔

اسی مسئلہ کے ضمن میں ایک بات بتلانا ہنوز باقی ہے جو دراصل مولوی احسن صاحب امروہی کی تقریر سے پیدا ہوتی ہے کہ اس نبی (مرزا قادیانی) کے مخالف بھی عادیوں اور ثمودیوں کی طرح ہلاک ہونگے اس کے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بڑے سے بڑے رجسٹرڈ مخالف اون کی زندگی میں پنجاب بھر میں تین تھے:

مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی

اور خاکسار ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری۔

پہلے بزرگ کی نسبت تو مرزا صاحب قادیانی کی یہ پیشگوئی تھی کہ آخری عمر میں مجھ پر ایمان لاوینگے وہ بھی ہنوز پوری نہوئی۔ دوئم اور سوئم کی بابت پیشگوئی تھی کہ میری زندگی میں مرینگے۔ جیسی یہ پوری ہوئی کل دنیا کو معلوم ہے۔ اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے ایمان کی کہیں کہ

رسول قادیانی کی رسالت

جہالت ہے جہالت ہے جہالت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔ نمبر ۵۔ مورخہ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲؍ دسمبر ۱۹۱۰ء ص: ۱-۳)

قادیانی خلیفہ گر پڑے۔ مبارک!

اخبار بدر قادیانی لکھتا ہے کہ:

جناب امیر المومنین علامہ نورالدین سلمہ رب العالمین جمعہ کے روز (۱۸) نومبر خان محمد علی خان صاحب کے کوٹھی سے واپس آتے ہوئے گھوڑی کے بدکنے کی وجہ سے الحکم پریس کے پاس نیچے آرہے۔ ابرو کے اوپر ایک زخم آیا۔ ہڈی پر ضرب نہیں آئی۔ اور کچھ چوٹیں بھی لگیں مگر الحمد للہ خیرت گذری۔ بہت سال ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب

میں دیکھا کہ مولوی نورالدین صاحب گھوڑی سے گر پڑے۔ جس سے آپ کی صداقت اور اس تعلق کا شدید پتہ چلتا ہے جو حضور کو مولوی صاحب موصوف سے تھا۔''

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

عنوان میں جو ہم نے مبارک کا لفظ لکھا ہے اس لئے لکھا ہے کہ حکیم نورالدین صاحب کا مرزا صاحب قادیانی سے جو روحانی تعلق تھا اوس کا اظہار ہو گیا کہ گرنے والی پیشگوئی صادق آئی۔ الحمدللہ

این کرامت ولی ماچہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

لیکن سوال یہ ہے کہ جناب مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہ پیشگوئی کب اور کس تاریخ میں کی تھی، اس کا پورا حوالہ مطلوب ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو یاد کراتے ہیں کہ قادیان میں جو ''الہام بافی'' کی مشین تھی یہ اوسی کی کارگاہ سے بنا ہوا الہام یا خواب ہے، اس لئے ہم اس سوال کو حل کرانا چاہتے ہیں۔ کیا بدر وغیرہ اس کی تحقیق کرینگے (شاید)

بہرحال ہم بھی حکیم (نورالدین) صاحب کو زیست کی مبارک دیتے ہیں اور اون کی صحت کے لئے دعا کرتے ہیں کیوں کہ مرزا صاحب قادیانی کے بعد تو الحکم پر بجلی گری تھی جو قریب قریب بند ہے، حکیم صاحب کے بعد تمام قادیان پر بجلی گر کے ایسا کر جائے گی کہ کان لم تغن بالامس (گویا بسے ہی نہ تھے)۔ اس لئے قادیانی مشن کی جو کچھ بھی اصلاح ہو سکتی ہے اسی بڑے میاں (حکیم صاحب) کے سامنے ہو سکتی ہے ان سے بعد تو وہ اودھم مچے گی کہ جوتیوں دال بٹنے والی مثال صادق ہوگی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔ نمبر ۵۔ مورخہ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲ر دسمبر ۱۹۱۰ء ص: ۶-۷)

مرزائیوں کے ساتھ مسلمانوں کی فیاضی

اور اوس میں اور اضافہ کرنے کی ہماری سفارش

مدراس سے جناب دوست محمد صاحب اڈیٹر اہل حدیث کے نام لکھتے ہیں:

مخدومی مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔

ملتمس ہوں کہ ان چند سطور کو اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر ممنون ومشکور فرماویں۔ معزز ناظرین اہلحدیث آپ مسلمانوں کے گذشتہ اختلافات وتنازعات سے بخوبی واقف ہیں مگر ان میں جو اضافہ پچھلے دنوں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اس کی امت (بخیال خودنمونہ سلف صالحین) نے کیا ہے اس سے بھی آپ ناواقف نہ ہونگے۔ چونکہ ان حضرات کی حمایت میں مجھے مندرجہ ذیل تحریر لکھنی تھی مناسب سمجھا کہ اخبار ہذا کی معرفت آپ تک پہنچاؤں کیوں کہ فاضل ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اپنے گوہر بے بہا اخبار کے کالموں کے کالم ان حضرات کی اصلاح اور سچی اسلامی ہمدردی میں وقف کرر کھے۔ وھو ھذا:

صاحبان! میری اس تحریر کا باعث مرزائی صاحبان کی آج کل کی تحریرات وتقریرات ہیں چونکہ گاہے ماہے مجھے قادیانی اخبارات دیکھنے کا موقع ملتا رہتا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی زندگانی میں جولن ترانیاں اور نت نئی چھیڑ چھاڑ ان میں رہا کرتی تھی وہ آج کل کسی قدر کم ہے۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ زمانہ مسیح موعود میں صرف حضرت جی کو ہی یہ فکر دامن گیر رہا کرتی تھی کہ کوئی نہ کوئی فتنہ برپا رہے اور مسلمانوں میں مخالفت ومخاصمت کی جو آگ ہم نے لگائی ہے اس کے شعلے چاروں طرف پھیل کر ساری اسلامی دنیا کو گھر لیں اور پھر اس نہ مٹنے والی آگ میں نفسی نفسی کا عالم ہو جائے اور مریدان باعقیدت اس کشاکشی میں پڑ کر اپنے برے بھلے کی تمیز نہ کرسکیں جس سے ہماری آمد میں کمی ہونے کا جو احتمال ہے وہ جاتا رہے

اور مریدان باصفا مسلمان بھائی کے مفید مشورہ سے متاثر نہ ہو کر مجوزہ نئے ٹیکس و مقررہ پرانے ٹیکس بلا چون و چرا ادا کرتے رہیں جن کے لئے آپ الہام فرمایا کرتے تھے کہ آج تنے روپے کا منی آرڈر آتا ہے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ بقول کرزن گزٹ مرزا جی کو مریدونگی گرہ پر قبضہ تھا۔ غرض اس آگ کے لگانے والے ضرور مرزا صاحب ہی تھے ورنہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے مرید صاحبان ان طول فضول جھگڑوں سے بہت کچھ احتراز کر چکے ہیں اور اگر فضل ایزدی ان کے شامل حال ہو تو عنقریب ہی وہ ایسی نقصان دہ اور ناچاقی کے بڑھانے والی مضر کارروائیوں سے بالکل اجتناب کریں گے۔ جیسا کہ گذشتہ ایام میں انہوں نے مسلمانوں کی مصلحت وقت اور دور اندیشی کی بنا پر دی ہوئی دعوتوں کو قبول کرنے اسلامی مجلسوں میں جانے اور حتی المقدور مرزا جی کے مشن کا ذکر نہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو ان کی زمانہ شناسی کا پیش خیمہ کہا جاسکتا ہے اور یہی بنا ہماری اس التجا یا سفارش کرنے کی ہے جو عوام اہل اسلام سے بالعموم و علماء کرام سے بالخصوص ہے۔ کہ چونکہ آپ حضرات کی مخلصانہ کوششیں اچھا نتیجہ پیدا کر رہی ہیں اس لئے مناسب بلکہ انسب ہے کہ آپ اپنی قومی و مذہبی مجلسوں میں ان صاحبوں کو ضرور مدعو کیا کریں تاکہ جدائی کی وسیع جھیل کا خاتمہ ہو جائے اور مسلمان پھر بھائی بھائی بن کر رہیں اور مخالفین پر ظاہر ہو جائے کہ مسلمانوں کی پھوٹ جس سے ہم فائدہ اٹھایا کرتے تھے وہ دفن ہو چکی ہے۔

آخر میں ایک التجا حضرت مرزائیان سے ہے کہ اب بھی گو آپ کے مذہبی خیالات کیسے ہی کیوں نہ ہو اس نازک وقت میں جب کہ معاندین اسلام چاروں طرف سے وار کرنے پر تلے ہوئے ہیں ایک ہی جھنڈے (محمدی) کی طرف جس کی سمت آپ قدم اٹھا چکے ہیں ذرا زیادہ رفتار میں چل کر آئیں اور اسی کی سایہ میں کھڑے ہو کر مخالفین اسلام کا جواب دیں جس سے ''تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری'' کا مصداق ہو جائے۔ والسلام

اڈیٹر اہل حدیث: مرزائی مسلمانوں کے جلسوں میں آجائیں گے مگر مرزا سے الگ ہو جانا مشکل ہے قرآن مجید شہادت دیتا ہے اشربوا فی قلوبھم العجل اس لئے گویا ان کا قول ہے۔

درد ہے جاں کے عوض ہر رگ وپے میں جاری
چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا

(اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔نمبر ۶/ ۷۔مورخہ ۶-۱۳/ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۹-۱۶/دسمبر ۱۹۱۰ء ص:۶-۷)

مرزائیوں کو کس لقب سے پکارا جاوے؟

یہ ایک سوال ہے جو مدت سے میرے دل میں کھٹک رہا ہے میرا خیال تھا کہ یہ خود بخود ہی حل ہوجائے گا مگر بقول

جو آرزو تھی اوسکا نتیجہ ہی انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہو

آخر کار اس سوال (مرزائیوں کو کس لقب سے پکارا جاوے) کو پبلک کے سامنے لانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ میرے دل میں اس سوال کے پیدا ہونے کی چند ایک وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) یہ لوگ بظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہیں اور ان کے فرمودہ پر عمل کرنے کو اپنا اصل ایمان جانتے ہیں لیکن جب ہم ان کو مرزائی کرکے پکارتے ہیں تو اس لفظ سے ناک بھوں چڑھا کر یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمیں مرزائی مت کہو بلکہ احمدی کہو۔ حالانکہ ان کو اس لقب سے خوش ہونا چاہئے تھا جو ان کے پیرومرشد کے نام کو ظاہر کرتا ہے جس طرح ہم مسلمانوں کو اگر کوئی محمدی کہے تو ہم ہرگز ناراض نہ ہونگے بلکہ فخریہ کہیں گے ہاں محمدی ہیں۔

(۲) اگر ہم ان کے حسب منشا احمدی ہی کرکے پکاریں تو پھر یہ سوال پیدا ہوجاتا ہے کہ یہ لقب انہوں نے کس نسبت سے اختیار کیا ہے آیا مرزا غلام احمد کی نسبت سے یا حضرت محمد رسول اللہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی نسبت سے۔

(۳) اگر مرزا صاحب قادیانی کی نسبت سے ہے تو پھر ''غلام احمدی'' ہونا چاہئے تھا نہ کہ احمدی۔

(۴) اگر ہم اس لقب کو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کریں تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا اس طرح نسبت کرنا بھی زیبا نہیں کیوں کہ ان کے اکثر افعال محمد عربی ﷺ کے مریدوں اور آپ کے سچے تابعداروں کے خلاف ہیں یعنی جو حکم اس نبی امی ﷺ نے اپنے سچے تابعداروں کو بجالانے کے لئے ارشاد کیا ہوا ہے یہ اوس کے برخلاف عمل کررہے ہیں چنانچہ آپ کی معرفت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے

ولاتسبّوا الذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبّو اللہ عدوا بغیر علم۔ یعنی تم ان لوگوں کو گالیاں مت دو جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں اگر تم ایسا کروگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں گے زیادتی سے بے سمجھی سے۔

مذکورہ بالا حکم سے یہ ثابت ہوا کہ دوسروں یعنی مخالفوں کو برا نہ کہو بلکہ نرمی سے ان کی غلطیوں کی اصلاح کرو اور انہیں شرک وبدعت کے کاموں سے روکو یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ مخالفین اسلام کی خوشنودی کے لئے ان کے تیوہاروں پر تم بھی اسی طریق پر خوشی مناؤ جیسا کہ وہ مناتے ہیں بلکہ اس کے بالکل برخلاف حکم ہے کہ

من تشبّہ بقوم فھو منھم
یعنی جس شخص نے کسی قوم (مخالفین اسلام) کی مشابہت کی (ان کی رسم ورواج کے مطابق شرک وبدعت کے کام کئے) وہ انہیں میں سے ہے۔

اسی کے متعلق میں ایک چشم دیدہ واقع پیش کرکے حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح سے سوال کرتا ہوں کہ ایسا کرنا آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اگر آپ اس کو جائز قرار دیں گے تو براہ مہربانی اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیویں اگر وہاں سے نہ مل سکے تو مرزا صاحب آنجہانی کے اقوال سے ہی دیویں تاکہ پھر اس سوال کے کرنے کی ضرورت نہ رہے کہ مرزا صاحب کا اس میں کیا فتویٰ ہے بہرحال وہ واقع درج ذیل ہے:

غالبا ہیڈ مرالہ ضلع سیالکوٹ سے آپ لوگ واقف ہونگے جس میں علاوہ دوسرے مذاہب کے قریبا تین چار مرزائی پارٹی کے ممبر بھی ہیں چونکہ بندہ بھی اسی جگہ ملازم ہے اس لئے وقتا فوقتا ان لوگوں سے گفتگو کرنے کا موقع مل جاتا ہے جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ میر دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کو کس لقب سے پکارا جاوے کیوں کہ ان

کے اعمال وافعال سے کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا یہ یہ فلاں مذہب سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ اس کہاوت کے سوا چارہ ہی نہیں ہوسکتا کہ

''کچھ ان وے کچھ دہن کچھ لاٹاں والی من دے کجہ ایدھر اودھر دیکھدے کجہ مکے والے شیخ دے۔''

واقعہ ۱۶/نومبر ۱۹۱۰ء کو سکھوں کے گرو بابا نانک صاحب کی سالگرہ تھی جس پر ان کے مریدوں کو ضروری تھا کہ اس موقعہ پر خوشی مناتے اور اپنے رواج کے مطابق چراغاں کرتے یا آتشبازی چھوڑتے چنانچہ اونہوں نے رات کو خوب روشنی کی اور جیسا کہ خوشی منانے کا حق تھا منائی ہمیں ان کے خوشی منانے یا نہ منانے پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیوں کہ ان کے عقیدہ کے مطابق ایسا کرنا جائز اور درست ہے اگر اعتراض ہے کہ تو مرزائی دوستوں پر ہے جنہوں نے اس موقع پر ان کی پوری پوری پیروی کر کے ثابت کر دیا کہ ہمارا مذہب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ

واذا لقو الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلو الی شیٰطینھم قالوا انا معکم.

زیادہ تر لطف کی بات یہ ہے کہ ان معدودے چند مرزائیوں میں جن کی تعداد یہاں تین یا چار سے زیادہ نہیں ہے ایسے مسائل پر باہم اتفاق نہیں ہے یعنی ان میں سے ایک شخص مسمی بابو فیض احمد نے چراغاں کی۔ جب دوسروں پر اس بات کا سوال ایک مجلس میں جو اتفاق حسنہ سے اس دن جمع کی گئی تھی کیا گیا کہ ان چراغاں کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟ تو اونہوں نے جواب دیا کہ چونکہ ایسا فعل نہ مرزا صاحب سے اور نہ قرون ثلاثہ سے ثابت ہے اس لئے ہم اس کو بدعت اور بہت برا فعل جانتے ہیں مگر بابو فیض احمد صاحب سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ چونکہ آج بابا نانک صاحب کی سالگرہ تھی اور میں اون کو اعلیٰ درجے کا بزرگ مانتا ہوں اس لئے میرے دل نے گواہی دی کہ اس موقعہ پر چراغاں کروں اس پر اعتراض کیا گیا کہ چونکہ آپ اپنے آپ کو مرزا صاحب کے مرید بتلاتے ہو اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم یہ سوال کریں کہ ایسے موقعوں پر چراغاں کرنا انہوں (مرزائیوں) نے جائز قرار دیا ہے یا نہیں اگر جائز قرار دیا ہے تو ہمیں کچھ اعتراض نہیں کیوں کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

اور اگر انہوں نے اجازت نہیں دی تو آپ نے کیوں ایسا فعل کیا جو آپ کے مرشد کے فرمودہ کے خلاف ہے۔

اہل دانش کے نزدیک اس سوال کے جواب صرف دو ہی ہو سکتے تھے یعنی ہاں یا نہ مگر یہ لوگ اور ایسا صاف جواب دیں۔ ''ایں خیال ست ومحال ست وجنوں۔'' اس معقول سوال کا جواب اسی مجلس میں یہ دیا گیا کہ ''تم یہ ٹسری صافے کیوں باندھتے ہو جس کا حکم رسول (ﷺ) نے نہیں دیا۔'' سبحان اللہ کیسا عمدہ جواب ہے جس پر مخالف وموافق کو سوائے سکوت کے چارہ ہی نہیں ہوسکتا۔

اب میں یہی سوال حکیم صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کر کے عرض پرواز ہوں کہ ایسے موقعوں پر چراغاں کرنا آپ کے مذہب کی رو سے جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو آپ کے پاس اس کے جواز کی دلیل کیا ہے براہ مہربانی بہت جلد اس کا جواب اخبار البدر اور نیز اہلحدیث میں شائع کر کے پبلک کو مشکوری کا موقع دیویں۔

اسی اثنا میں لفظ وہابی اور مرزائی پر بات چلی۔ مرزائیوں نے کہا کہ تم وہابی کہلانے سے کیوں گریز کرتے ہو میں نے کہا کہ ہم حق پر ہیں بولے کس طرح میں نے جواب دیا کہ اس لفظ سے آپ کی مراد یہ ہوتی ہے کہ عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں جو کہ سراسر بہتان ہے کیوں کہ ہمارا مذہب ہے

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفٰے بر جاں مسلم داشتن

نیز

ہوتے ہوئے مصطفٰے کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

پس جب ہم اپنے کسی قول وفعل میں عبدالوہاب نجدی کے قول کو پیش نہیں کرتے تو کسی کا کیا حق ہے کہ وہ ہمیں وہابی کہے۔ ہاں البتہ یہ سوال آپ پر وارد ہوسکتا ہے کہ آپ باوجود مرزا صاحب کے مرید کہلانے اور ہر ایک امر میں مرزا صاحب کے قول وفعل کو پیش

کرنے کے مرزائی کہلانے سے گریز کرتے ہیں کسی نے کیا سچ کہا ہے
؎میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔
ہاں اگر آپ بھی ہماری طرح یہ کہدیں کہ مرزا صاحب ہمارے رہنما یا مرشد نہ تھے اور ہم ان کے قول وفعل کو اپنا اصل ایمان نہیں جانتے تو بے شک ہم آپ کو مرزائی کہنا چھوڑ دیں گے (چیئرز) فقط۔

قائم الدین۔نقشہ نویس ازمرالہ ضلع سیالکوٹ دفتر نہر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹-۱۶/دسمبر ۱۹۱۰ء ص: ۱۸-۲۰)

گھوڑے سے گر پڑے

اخبار بدر قادیان نے لکھا تھا کہ خلیفہ قادیانی (حکیم نورالدین) کا گھوڑے پر سے گر پڑنا بھی مسیح موعود (مرزا صاحب قادیانی) کی ایک پیشگوئی کی تصدیق ہے کیوں کہ جناب ممدوح نے ایک خواب بیان کیا تھا کہ مولوی نورالدین گھوڑے پر سے گر پڑے اس کے متعلق اہلحدیث مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۱۰ء میں سوال کیا گیا تھا کہ یہ خواب مرزا صاحب قادیانی کا کہاں مرقوم یا مذکور ہے سوال چونکہ معقول تھا اس لئے معقول پسند بدر نے اس کے جواب کی طرف توجہ کی اور خوب کی۔لکھتا ہے:

''حضرت امیر (حکیم نورالدین) گھوڑے سے گر پڑے۔اس پر اہلحدیث استہزا کرتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ ایسا کرے۔کاش وہ غور کرتا کہ یہ ایک آیت ہے آیات اللہ سے۔نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں گھوڑے نہ خلیفۃ المسیح گھوڑیاں رکھتے اور نہ کوئی ایسی ضرورت بالعموم پیش آتی کہ آپ سواری پر جاویں۔کئی سال قبل مامور من اللہ اپنا رؤیاء بیان کرتا ہے کہ ''حضرت مولوی نورالدین صاحب گھوڑے پر سے گر پڑے۔''

(اخبار بدر قادیان ۸/دسمبر ۱۹۱۰ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

چونکہ دنیا کا ہر ایک واقع آیۃ اللہ ہے، اس لئے ہم مانتے ہیں کہ خلیفہ قادیانی (حکیم نورالدین بھیروی) کا گھوڑے پر سے گر پڑنا بھی آیۃ اللہ ہے۔ مگر سوال تو آیت مرزا صاحب قادیانی سے تھا کہ اوس مرنیوالے (مرزا غلام احمد قادیانی) نے کب خواب دیکھا؟ اس کا جواب دو۔

بہرحال اس تمہید کے بعد بدؔر لکھتا ہے:

''یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ اس پر کوئی اُلو تمسخر کرے؟ ہرگز نہیں، بلکہ ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ گردن خدا تعالیٰ کے حضور میں جھک جاتی۔ مگر کیا کہا جاوے آخر خدا کا ارشاد بھی برحق ہے:

بما کذبوا من قبل۔''

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کسی امر واقع کے متعلق جو تمام قوم اور مذہب سے تعلق رکھتا ہو سوال کرنا تو اُلو کا کام نہیں۔ البتہ ایسے معقول سوال کے جواب نہ دینے سے آدمی اُلو بنا کرتا ہے۔ مگر آپ ایسے اُلو نہیں کیوں کہ آپ نے سوال کا جواب دیا ہے جو ناظرین کی مزید واقفیت کے لئے درج ذیل ہے۔ بدؔر لکھتا ہے:

''ذیل میں اس خواب کے گواہ بیان کئے جاتے ہیں اور غالبا یہ خواب چھپ بھی چکا ہے۔ تلاش سے مل جائیگا۔ اور نہ بھی ملے تو بھی اگر صحابہ کرام کا بیان نبی کریم ﷺ کے رؤیاء وکشوف والہامات کے بارے میں قابل تسلیم ہے اور ضروری ہے تو مسیح موعود کے خدّام کی گواہی بھی ماننی پڑیگی اور سلیم الفطرت مانتے ہیں۔''

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ دعویٰ آپ کا کہ مرزا صاحب قادیانی کے مرید بھی مثل اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ہیں درحقیقت آپ کا اپنا اختراع نہیں، بلکہ مرزا صاحب قادیانی ہی کی جودت طبع کا نتیجہ ہے جو کہا کرتے تھے:

''جو میری جماعت میں داخل ہوگا وہ اصحاب رسول اللہ میں شامل ہوگا۔''

(قادیانی خطبہ الہامیہ)

بہرحال ہمیں اس وقت اصحاب مرزا کی صداقت اور عدم صداقت سے بحث نہیں بلکہ مطلب سعدی دیگرست۔مگر وہ مطلب راویان کلام کے بعد عرض ہوگا۔بہرحال آپکے راوی حسب ذیل شہادت دیتے ہیں:

"ہم لوگ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کا یہ رؤیاء کہ "مولوی نورالدین صاحب گھوڑے سے گر پڑے۔" قبل اس واقعہ کے سنا اور اس پر مذاکرہ ہوتا رہا۔ میں نے تو جنوری ۱۹۰۹ء سے پہلے پہلے سنا تھا اور اس کے متعلق میرے دوستوں میں بہت گفتگو ہوتی رہی۔"

صدرالدین ۴/دسمبر ۱۹۱۰ء، صاحبزادہ محمود احمد صاحب، مفتی محمد صادق عفی عنہ ،عبدالرؤف کلرک مدرسہ، محمد اسمٰعیل مولوی فاضل، شیخ عبدالرحیم، غلام نبی، محمد اشرف عفی عنہ، نعمت اللہ خان بدایونی، غلام محمد فسٹ عربک ٹیچر، قاضی امیر حسین منظور محمد پیر۔"

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بدر (قادیان) کی یہ سعی اور کوشش واقعی قابل داد ہے۔ بہرحال اتنا تو معلوم ہوا کہ ایڈیٹر بدر نے ہمارا مطالبہ معقول سمجھا، اسی لئے اوس نے بغرض ثبوت یہ شہادت پیش کیں۔لیکن افسوس کہ اوسے معلوم نہیں کہ خطاب کس سے ہے۔اے جناب خطاب اہلحدیث سے ہے جو محدثین کے قواعد سے نہ صرف واقف بلکہ اُن کا پابند بھی ہے۔ سنئے یہ روایات بقاعدہ محدثین سب منقطع ہیں (آپ منقطع کو کیا جانیں گے اپنے خلیفہ وقت سے دریافت کیجئے) کیوں کہ اس شہادت میں راویوں نے اپنے بتلانے والے کا نام نہیں بتایا اور یہ بات محدثین کے ہاں مبرہن اور مثبت ہے کہ سواء صحابہ کرام کے باقی لوگوں کی روایات منقطعہ اخبار مردود کی قسم سے ہیں۔

علاوہ اس کے ابھی ایک ضروری مرحلہ باقی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عرصہ سے، بلکہ شروع ہی سے یہ التزام کر رکھا تھا کہ الہام اور خواب قلمبند کرلیا کرتے تھے۔ جب سے اخبارات اور رسالجات قادیان سے نکلنے شروع

ہوئے تھے، تب سے تو کوئی الہام اورخواب بھی درج اخبارت ہونے سے نہ رہ سکتا تھا۔ بلکہ مرزا صاحب قادیانی کے جوتیوں کا غلام (یہ لقب ہمارا دیا ہوانہیں بلکہ اڈیٹر بدر خود اس طرح لکھا کرتا تھا ''راقم حضرت کی جوتیوں کا غلام'' ۔اڈیٹر اہلحدیث) دریافت کرلیا کرتا تھا کہ:

حضور صفحہ خالی ہے کوئی خواب یا الہام ہو تو اطلاع بخشیں۔ جواب میں الہام ہوتا تو لکھا جاتا ورنہ نفی میں جواب ملتا۔

جہاں ایسا التزام ہو، وہاں کیوں کر باور ہوسکتا ہے کہ کوئی الہام خصوصاً ایسا الہام جو حکیم نورالدین جیسے مقرب سے متعلق ہو، شائع نہوا ہو۔

صحابہ کبار بھی چونکہ قرآن شریف کو حفظ کے ساتھ ضبط تحریر میں بھی لاتے تھے اسی لئے جب قرآن مجید بسرکردگی حضرت زیدؓ بن ثابت ایک جگہ جمع کیا گیا تو زبانی روایت کے ساتھ تحریر بھی مانگی جاتی تھی۔ پس ہمارا تقاضا کرنا صحابہؓ کی روش پر ہے اور تمہارا انکار کرنا دال میں کالا ہے۔

علاوہ اس کے ہماری غرض اور بھی ہے جو ہم کھلے لفظوں میں بتلادیتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے الہامات کے مصداق بسا اوقات خود بتلادیا کرتے تھے ۔چنانچہ بعد زلزلہ عظیمہ کے ایک اور زلزلہ کے متعلق الہام ظاہر کیا تھا:

عفت الدیار محلها و مقامها (ایسا زلزلہ آئے گا کہ مکان رہیں گے نہ مکین)

......وسط فروری میں رات کو ایک معمولی سا زلزلہ آیا تو فوراً آنجناب مرزا صاحب قادیانی نے اوسی کو اپنے الہام کا مصداق بتادیا۔ جس سے ہمیں افسوس ہوا کہ اتنا بڑا زلزلہ عظیمہ کہ نہ مکان رہیگا نہ مکین، مگر واقعہ یہ ایک معمولی خفیف سی حرکت جو دراصل اس شعر کی مصداق کہ۔

ایں کرامت ولی ماچہ عجب۔ گربہ شاشید گفت باراں شد

ہاں ایک معنی سے موجب خوشی بھی تھا کہ ''رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت'' ۔اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ گھوڑی پر سے گرنے کا الہام بھی ہم کو دکھادیا جائے تاکہ ہم اوس کے وجود کے بعد اس کی تشریح بھی دیکھیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھا تھا۔

کیا قادیانی مشن توجہ کرے گا؟ (شائد)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔ نمبر ۸۔ مورخہ ۲۰/ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۳/ دسمبر ۱۹۱۰ء ص:۱-۲)

قادیانی بدر نے کمال کیا

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ قادیانی اخبار بدر نے کمال کیا کہ تبلیغی کارڈ ایجاد کئے جن کی پیشانی پر قادیانی مشن کے متعلق آیات اور واقعات لکھے ہیں۔ چنانچہ بدر کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

''سادہ کارڈوں کی دوسری طرف جو نصف حصہ خالی ہوتا ہے ہم نے اس پر بدر پریس میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت چھپوایا ہے۔ جس کے مفصلہ ذیل عنوان ہیں: ابن مریم مرگیا، نزول بروزی، نشانات ظہور مہدی، نشان صداقت اور بڑی غور وفکر کے بعد نہایت مختصر ومدلل عبارت میں یہ مضمون ادا کیا گیا ہے پانچ آنے سینکڑہ کے حساب سے بہت جلد منگوالیں اور خط وکتابت میں یہی استعمال کریں۔ ہم خرما وہم ثواب۔ بہت تھوڑے چھاپے گئے ہیں۔ بہت جلد درخواستیں کریں۔''

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہماری رائے میں ایک فقرہ (بشرط گنجائش) اور بڑھا دیتے ہیں تو کارڈ کی رونق اور قبولیت عام ہوجاتی تو پھر بجائے ۵ر کے ۸ر سینکڑہ بھی رکھتے، تو اہلحدیث بھی اپنے ناظرین کو خریدنے کی ترغیب دیتا۔ وہ فقرہ کچھ ایسا نہیں کہ کوئی واقف حال اوس کی تکذیب یا اوسکا انکار کرسکے۔ ہم نیک صلاح دیئے دیتے ہیں، ماننا نہ ماننا اونکا اختیار ہے۔ بہر حال وہ یہ ہے:

''مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵راپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا۔'' کیا بدر اس پر غور کرے گا؟ دیکھا چاہیئے۔

نوٹ: سوالات مندرجہ بدر مورخہ ۱۵ر دسمبر۔ از صادق اٹاوی کے جوابات آئندہ دیئے جائینگے۔ ان شاء اللہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۸۔ نمبر ۸۔ مورخہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۱۰ء ص:۳)

ایک قادیانی کے سوالوں کے جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار بدر ۱۵ دسمبر ۱۹۱۰ء میں کسی مرزائی (صادق اوٹاوی قادیانی) نے مجھ سے چند سوال کئے ہیں۔ مناسب ہے کہ اپنے ناقص علم کے مطابق میں ان کا جواب عرض کروں۔ ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے۔ گو یہ بات جواب دینے سے مانع بھی ہے کہ ان کا امام مجھ سے آخری فیصلہ کی دعا شائع کر کے آئے دن کے جھگڑوں کو چکا گیا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ شائد کوئی سعید قلب یہ جوابات سن کر ہی ہدایت پر آجائے جواب دئے جاتے ہیں۔

اصل سوالات احادیث مجدد دین پر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ من یجدد لھا دینھا

(مشکوۃ کتاب العلم)۔ ترجمہ: اللہ تعالی اس امت (محمدیہ) کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ پیدا کریگا جو دین کو تازہ کریں گے۔

اس حدیث میں لفظ من گو مفرد ہے مگر حکم جمع میں ہے۔ بعد اس حدیث اور ترجمہ کے سائل کا سوال سنو۔ سائل پوچھتا ہے:

مجدد دین والی بشارت میں ایسے الفاظ آتے ہیں جن کا ترجمہ، ہر صدی کے بعد، ہے یا ایسے الفاظ آئے ہیں جن کا ترجمہ، ہر صدی کے سر پر، ہے کیا بشارت کا مفہوم یہ ہے کہ مجدد ہر صدی کے اندر ہوگا خواہ نصف صدی میں ہو یا اخیر صدی میں یا اس بشارت میں کوئی زمانی قید لگائی گئی ہے جس کی رو سے یہ ضروری ہے کہ مجدد ہر صدی کے شروع میں ہو۔

(بدر قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۱۰ء ص ۵ کالم ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حدیث مع ترجمہ کے اوپر لکھ چکا ہوں ، ہر صدی کے سر پر، اس لفظ کی تفسیر میں چونکہ اختلاف ہے کہ صدی کا پہلا حصہ مراد ہے، یا آخری (ملاحظہ ہو مرقاۃ شرح مشکوۃ) اس لئے میں نے مجمل سا لفظ لکھ دیا۔

سوال ۲۔ جب قرآن وحدیث موجود ہیں، تو مجددین کی بشارت کیوں دی گئی، اور تجدید دین سے کیا مراد ہے۔

جواب : اس سوال کا جواب خود ایک حدیث شریف میں ہے۔ بہتر ہے کہ بجائے اپنا جواب دینے کے ہم وہی حدیث نقل کر دیں۔ غور سے سنئیے :

فطوبى للغرباء الذين يصلحون ما افسد الناس من سنتي
یعنی جو لوگ میری بگڑی ہوئی سنت (نبوی) کو سنواریں گے، یعنی لوگوں سے بدعات دور کر کے اصل سنت پر ان کو لاویں گے، انکو مبارک ہو۔

گو اس حدیث کا سیاق مصلحین کی خوش خبری کے لئے مگر ضمناً مجددین کے آنے کی علت بھی سمجھی جاتی ہے کہ وہ لوگوں کے خیالات فاسدہ کی جو کتاب وسنت کے مخالف ہوں گے اصلاح کرنے کو آئیں گے۔ یعنی وہ اپنی شخصیت کو دین میں داخل نہ کریں گے بلکہ وہ اسی دین کی تعلیم اور تبلیغ لوگوں کو کریں گے جو پیغمبر ﷺ قرآن و حدیث میں صاف صاف چھوڑ گئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ یہ بھی نہ کہیں گے جو مجھ کو مانے گا وہی نجات پائے گا جو منکر ہو گا وہ کافر ہو گا، کیونکہ ایسا کہنے سے ان کی شخصیت کا دخل اسلام میں ہونا لازم آتا ہے، مگر مجددین ایسا نہ کریں گے۔ بلکہ وہ محض اتباع سنت لوگوں کو سکھاویں گے جس کی مثال مولانا اسماعیل شہید اور مولانا سید نذیر حسین وغیرہ رحمة الله علیھم ہیں۔

نمبر ۳ میں سائل لکھتا ہے :

جب مجدد کا آنا خدا کا فضل اور اس کی ایک نعمت ہے اور آنحضرت ﷺ اس کے آنے کی مسلمانوں کو بشارت دیتے ہیں، تو اس بات کے پوشیدہ رکھنے میں کہ وہ مجدد کون ہے، حکمت الٰہی کیا ہے۔ اور ایسا اخفاء و اما بنعمة ربك فحدّث کے موافق ہے یا مخالف۔

جواب : مجدد کے نامعلوم رکھنے میں غالباً وہی حکمت ہے جو لیلۃ القدر کے

نامعلوم رکھنے میں ہے تاکہ اس شوق میں بہت لوگ تجدید اور احیاء سنت کریں کہ ہم بھی خدا کے نزدیک مجدد کا درجہ پاویں گو دنیا میں معلوم نہ ہو (یاد رہے کہ علم یقین کو کہتے ہیں اور ایسے امور میں بغیر اخبار صاحب وحی کے یقین نہیں ہوسکتا) بنعمة ربك فحدث میں وہ نعمت مراد ہے جس کا علم بھی ہو۔ علم کے لئے جو ذریعہ ہے وہ ہم نے بتلا دیا کہ صاحب وحی کے اخبار اور اعلام کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

سوال ۴ ۔ کیا آپ کوئی ایسی دلیل عقلی یا نقلی پیش کر سکتے ہیں جس سے مجدد کا معلوم ہونا محال ثابت ہو؟

جواب : محال تو میں نے بھی نہیں کہا البتہ جو کہا ہے اس کا ثبوت بھی مختصر دے دیا۔

سوال ۵ ۔ اگر کسی مجدد کی خدمات کا لوگوں کو اعتراف ہو تو اس اعتراف کو آپ آوازہ خلق نقارہ خدا کہہ کر غالباً صحیح مانتے ہیں۔ مگر براہ مہربانی یہ بھی تحریر فرمائیے کہ آپ کے نزدیک کتنے لوگوں کا اعتراف آوازہ خلق نقارہ خدا پا کر صحیح مانے جانے کے قابل ہے۔

جواب : آوازہ خلق میں نہ خلق کی تعداد معتبر ہے، نہ عدم تعداد۔ جتنے بھی ہو ں انشاء اللہ نقارہ خدا ہو سکتے ہیں بشرائط ذیل۔

الف: صاحب دیانت و امانت ہوں۔

ب ۔ مجدد میں منصب مجددیت کی کسی طرح نقیض متحقق نہ ہو۔

یعنی وہ فرد صاحب دیانت و امانت اور راست گو، راست رو، مخلص متبع سنت ہو۔ ورنہ کہا جائے گا مدعی سست گواہ چست

سوال ۶ : امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات جلد ۲ مکتوب چہارم میں بڑے زور شور سے بایں الفاظ مجدد ہونے کا دعوی کیا۔ صاحب ایم علوم و معارف مجدد ایں الف است

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات الهيه میں امامت و غیرہ کا دعوی علی الاعلان اس طرح پیش کیا ہے:

فهمنی ر بی جل جلا له انا جعلنا ك اما م هذا الطريقه

واوصلناك ذروة سنامها و سدد طرق الوصول الى حقيقت القرب كلها اليوم غير طريقة واحدة و هو محبتك و الانقياد لك ۔ یعنی میرے رب نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ میں نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا اور ہم نے ... کے روز سے باقی سب طریقوں کو حقیقت قریب تک پہنچنے سے مسدود کر دیا بجز اس طریقہ کے جو تجھے دیا گیا اور وہ ایک ہی طریقہ ہے جو کھلا رکھا گیا ہے لوگوں کو چاہیے کہ تجھے محبت کریں اور تیری فرمان برداری کو ذریعہ نجات سمجھیں

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں صاحبوں نے جو مجددیت و امامت کا دعویٰ علی الاعلان کیا یہ دعویٰ ان کا سچا تھا یا جھوٹا۔

جواب : حضرت مجدد کا کلام سائل نے سمجھا نہیں۔ حضرت مجدد کا مطلب اپنے لئے اظہار دعویٰ نہیں ہے بلکہ عام طور پر اس مسئلہ کا بیان کرنا مقصود ہے کہ جس کو ایسے علوم حاصل ہوں، آں مجدد این الف است۔ چنانچہ اس خط کا شروع ہی اس طرح ہے۔ درمیان آنکہ علم الیقین وحق الیقین ..الخ ، و بیان آنکہ صاحب ایں علوم مجدد این الف است ۔ اس مکتوب میں مجدد کے علوم کا بتلانا مقصود ہے نہ کہ اپنا دعویٰ۔ معلوم ہوتا ہے کہ سائل کو مرزا غلام احمد قادیانی کی محبت جو غالب ہے اسلئے بحکم حبك الشیء یعمی و یصم عبارت نہیں سمجھ سکے۔

تفہیمات الہیہ بوجہ غیر مطبوع ہونے کے میرے پاس نہیں، ورنہ اسے بھی دیکھ لیتے۔ تاہم جو عبارت منقول ہے اس میں مجددیت کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ امامت کا ہے۔ امامت اور مجددیت میں بہت فرق ہے۔

آپ کے جوابات تو ہم نے اپنے ناقص علم کے مطابق دے دئے جن کا قبول کرنا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔ ہماری اس محنت کے عوض میں کیا آپ ہمیں اجازت دیں گے کہ ہم بھی آپ سے چند سوال کریں غور سے سنیں۔

۱۔ جو شخص اپنے الہاموں خصوصاً تحدی کے الہامات میں جھوٹا ثابت ہو وہ بھی مجدد ہو سکتا ہے؟

۲۔ ایسا شخص بھی مجدد ہو سکتا ہے جو علوم شرعیہ میں یہاں تک ناقص ہو کہ ایک کتاب میں تو مسیح کی حیات اور دوبارہ آنے کا اقرار کرے مگر دوسری تصنیف میں اس عقیدے کو

شرک قرار دے؟

۳۔ ایسا شخص بھی مجدد ہوسکتا ہے جو کسی شخص کے پندرہ مہینوں میں مرنے کا الہام تحدی سے شائع کرے مگر وہ پندرہ سے دو سال زائد گذار کر مرے؟

۴۔ کیا ایسا شخص بھی مجدد ہوسکتا ہے جو کسی کے مرنے کی پیش گوئی ۱۵ مہینوں کی کر کے آخر میں کہدے کہ پندرہ مہینوں کی تہدید کیوں، دیکھتے ہو آخر مر تو گیا گو دو سال بعد مرا؟

۵۔ کیا ایسا شخص بھی مجدد ہوسکتا ہے جو اعلان شائع کر دے کہ تین سال کے عرصہ میں میرا اور میرے مخالفوں کا قطعی فیصلہ ہو جائے گا اگر نہ ہو تو میں کافر، مردود شیطان دجال۔ غرض جملہ خرابیوں کا مجموعہ۔ مگر کوئی نمایاں فیصلہ نہ ہوا۔

۶۔ ایسا شخص بھی مجدد ہوسکتا ہے جو بطور تحدی شائع کرے کہ فلاں عورت سے میرا نکاح نہ ہو تو میں تمام مخلوق سے بدتر سمجھا جاؤں۔ مگر اسی حسرت میں مقبور ہو گیا

۷۔ کیا ایسا شخص بھی مجدد ہوسکتا ہے جو شائع کر دے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی تین سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گا مگر اس عرصہ میں وہ تو زندہ رہے اور خود چلدے۔

۸۔ کیا ایسا شخص بھی مجدد ہوسکتا ہے جو یہ شائع کر دے کہ میرا مرید (عبدالکریم) اس بیماری میں اچھا ہو جائے گا مگر وہ اسی بیماری میں بری طرح تکلیف اٹھا کر مر جاوے۔

۹۔ کیا ایسا شخص بھی مجدد ہوسکتا ہے جو شائع کر دے کہ فلاں شخص میرے مقابلہ کے لئے قادیان نہیں آئے گا مگر جب جا پہنچے تو آپ حرم سرا سے باہر نہ نکلے۔

۱۰۔ کیا ایسا شخص بھی مجدد ہوسکتا ہے کہ جو کسی خاص شخص کی بابت خدا کے حکم سے شائع کرے کہ وہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں اپنے دعوی میں جھوٹا مگر وہ شخص تو زندہ ہو اور وہ خود چلدے۔ تلك عشرة كاملة

امید ہے صادق اٹاوی اور صادق بھیروی وغیرہ سب مل کر ان سوالات کو رفع کرنے کی کوشش فرمائیں گے مگر یہ خیال رکھیں کہ سامنے کون ہے۔

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ جنوری ۱۹۱۱ء ص ۱۔۳)

تذکرہ مرزائیہ

جناب مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
میرے مضمون مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۹۔۱۶ دسمبر ۱۹۱۰ء (مرزائیوں کو کس لقب سے پکارا جائے) کے جواب میں کبیر الدین احمد (احمدی) سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ نے ایک کارڈ لکھا ہے جس کا مضمون میرے علم و فہم سے بالا تر ہے۔ چونکہ جناب والا مرزائیوں کے بھیدی ہیں لہذا یہ خیال کر کے کہ، گونگے کی بولی گونگے کی ماں ہی خوب سمجھتی ہے، یہ اصلی کارڈ خدمت اقدس میں روانہ کر کے التماس ہے کہ جناب ہی اس کا منشاء سمجھ کر جواب تحریر فرماویں۔ احقر العباد قائم الدین نقشہ نویس۔ و ھو ھذا:

قائم کیجئے لقب اپنا بطور تفاول کے لفظ محمدی و احمدی پر اور اسی طرح رکھا اپنا نام مسیح موعود نے غلام احمد اور مسیح موعود آپ اس لئے ہوئے کہ علما امتی کا نبیاء بنی اسرائیل اور نور الدین اس لئے کہ آپ نے دین محمدی کو ایسے وقت میں خوب چمکایا جیسا چمکتا ہوا نشان مارے جانے لیکھ رام آریہ کا مشہور ہے۔ باقی مفصل جواب آپ کو اخبار بدر میں۔

خاکسار کبیر الدین احمد (احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ)

اڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں:

کارڈ ہذا کا مطلب دربطن شاعر، ہاں جہاں تک غور کیا جاتا ہے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مرزا صاحب کا نام باوجود غلام احمد کے احمد بطور فال نیک ہے اور وہ مسیح موعود اس لئے ہیں کہ حضرت کی امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں۔

خلاصہ اسکا یہ ہے کہ چاول چونکہ سفید ہیں لہذا زمین گول ہے پس اب آپ سمجھیں کہ مطلب کیا ہوا۔

افسوس یہ جماعت دینداری میں بہک گئی۔ جو بدکاری میں بہکتے ہیں ان کا علاج تو آسان ہے کہ کسی خوش بیان واعظ اور فصیح متکلم کے بیان سے ممکن ہے متاثر ہو

کر ہدایت یاب ہو جائیں۔مگر جولوگ دین داری میں بھکتے ہیں ان کا علاج مشکل ہے۔ان لوگوں کو یہ سوچ نہیں کہ جس نیو (بنیاد) پر ہم قلعے بنا رہے ہیں وہ مضبوط ہے یا خام۔ وہ نیو مرزا صاحب کے دعوی کی تصدیق ہے۔ اس بارے میں زیادہ کہنے سننے کی حاجت کیا ہے مرزا صاحب نے (بقول خود) خدا کے حکم سے اور اس کی ماموری حیثیت سے یہ فیصلہ شائع کیا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا۔ پھر کیا ہوا۔سب کو معلوم ہے۔

ہاں ہم مانتے ہیں کہ اس جماعت میں بعض لوگ نیک دل اور نیک نیت بھی ہیں مگر نیک نیتی کے ساتھ سادہ لوحی بھی ہے، جو ان کو ادھر اودھر پھرا رہی ہے۔خدا ان کو سمجھ دے۔آمین۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ٦ جنوری ١٩١١ء ص ٦)

حکیم الامت چاہتے ہیں
کہ گڑھے مردے اکھاڑے جائیں

قادیانی جماعت کی طرف سے ایک رسالہ شائع کیا گیا ہے جس میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کے ترک اسلام کی نسبت نہایت سخت دریدہ ذہنی سے بدزبانی کی گئی ہے۔مگر یہ نہیں جانتے کہ جن مضامین یا کتب اور مواخذات کے جواب دے سکنے سے خود مرزا صاحب آنجہانی اور خلیفہ نورالدین جیسے مدعیان علم وفضل عاجز رہے ان کا جواب ایک ادنی لیاقت کے اردودان محرر سے جو علم وادب عربی سے بالکل عاری اور محض نابلد ہے کیونکر ممکن ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس میں کسی اعتراض کا جواب دینے کی بجائے نظم ونثر میں بھٹیاریوں کی طرح گالیاں دی گئی ہیں۔

یہ رسالہ حکیم الامت علامہ نورالدین کے ایما سے شائع کیا گیا ہے اور آپ نے اسکے لئے دس روپئہ چندہ بھی دیا ہے۔اسلئے جو کچھ اس نے بدزبانی یا دل آزاری کی ہے یا آئندہ کرے گا اسکے جواب دہ.. حکیم جی ہونگے۔وہ یاد رکھیں کہ اس بدزبانی کی ابتداء انہیں کی جانب سے ہوئی ہے۔اب ہم بھی اسکا جواب دیں گے اور مرزا جی

کی گذشتہ لائف پر روشنی ڈالیں گے اور حکیم جی سے ہی خطاب کریں گے۔ وہ اب طیار ہو بیٹھیں۔ ہم تو دل آزار تحریروں کو پسند نہیں کرتے مگر جب خود ہی فریق ثانی اپنے گڑے مردے اکھاڑے جانے کی آرزو رکھتا ہو، تو ہم بھی اس کی اس تمنا کو کسی حد تک پورا کرنے میں مدد دینے سے حتی الامکان دریغ کرنا مناسب نہیں خیال کرتے۔

یاد رہے کہ آپ کی نظم کا جواب نظم میں اور نثر کا جواب نثر میں ایسا دیا جائے گا کہ چھٹی کا دودھ بھی آپ کے نتھنوں سے بہ نکلے گا۔ مگر عاقل وہ ہوتا ہے جو مآل کو پہلے سوچے ورنہ:

آنچہ دانا کند کنند نادان۔ لیکن بعد از حصول رسوائی

تعجب ہے کہ ان لوگوں کو ابھی تک سیری نہیں ہوئی ورنہ جس قدر ان کی اور ان کے پیر و مرشد کی ذلت و رسوائی ہو چکی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ آتھم کے زندہ رہنے پر انہوں نے منہ کی کھائی، نکاح آسمانی کی حسرت ان کا پیر مغان قبر میں لے گیا۔ پھر شیر اسلام مولانا ابوالوفاء فاتح قادیان کے قادیان پر حملہ آور ہوتے وقت کرشن جی کو قادیان ہی میں ان کے سامنے آنے کا حوصلہ نہ ہو سکا اور آپ محل سرائے سے باہر آنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اب آخری دم اپنے کہے کے مطابق ابوالوفا کی زندگی ہی میں مر کر اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کر گئے مگر واہ رے ڈھٹائی کہ ابھی تک .. (آخری فقرہ پڑھا نہیں جاتا۔ اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ تحریر کس کی ہے۔ شائد منشی علم الدین نائب اڈیٹر اہلحدیث ہو)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ جنوری ۱۹۱۱ء ص ۶)

نور الدین کا گھوڑے سے گرنا اور نقاش کی پیشگوئی

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

حکیم نور الدین صاحب (خلیفہ قادیان) ۱۸ نومبر کو گھوڑے پر سے گر پڑے جس سے ان کو آنکھ کے پاس سخت زخم پہنچا جس کا اقرار آپ کا خادم بدر ان الفاظ میں کر چکا ہے:

جناب امیر المومنین علامہ نورالدین جمعہ کے روز (۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء) خان محمد علی خان صاحب کی کوٹھی سے واپس آتے ہوئے گھوڑی بدکنے سے الحکم پریس کے پاس نیچے آ رہے ابرو کے اوپر ایک زخم آیا ہڈی پر ضرب نہیں آئی اور کچھ چوٹیں بھی لگیں۔ (اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

مرزا جی کے مرید دعوی کرتے ہیں کہ حکیم صاحب کے اس گرنے کی پیشگوئی مرزا جی نے کی تھی۔ مگر یہ دعوی ان کا بالکل جھوٹ ہے کیونکہ وہ اس کا کوئی تحریری ثبوت پیش نہیں کر سکے۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ حکیم جی، مرزا جی کی پیش گوئی سے نہیں، بلکہ نقاش (مولانا ظفر علی خان نے ایک مضمون نقاش کے قلمی نام سے لکھا تھا جو اہل حدیث امرتسر میں شائع ہوا تھا۔ افسانوی انداز کے اس مضمون میں مرزا صاحب کے ایک غبارہ میں سوار ہو کر قادیان میں اترنے کی کیفیت بیان ہوئی تھی۔ اور حادثہ یہ پیش آیا تھا کہ غبارہ کی پرواز ناکام ہو گئی تھی اور مرزا صاحب مع ان حواریوں کے جوان کے ساتھ سوار تھے، دھڑام سے زمین پر آ گرے تھے اور مختلف حضرات کو مختلف قسم کی چوٹیں آئی تھیں۔ بہاء) کی پیش گوئی کی وجہ سے گرے ہیں۔ وہ پیش گوئی نقاش نے اپنے اس مضمون میں کی تھی جو اہل حدیث میں، نزول مسیح قادیانی یکم اپریل ۱۹۱۰ء، کے عنوان سے ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا تھا جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکیم الامت تاریخ بالا میں غبارہ سے گریں گے اور ان کو ایسی چوٹ لگے گی کہ ان کی آنکھ زخمی ہو جائے گی۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے اصل الفاظ یہ تھے:

حکیم الامت کی آنکھ میں ایک کھچی گھس گئی اور ڈھیلا پچی ہو گیا (۲۸ جون ۱۹۰۷ء)

گویا اس پیش گوئی اور اس کے عنوان کے الفاظ کا جامع مطلب یہ تھا کہ

۱۔ حکیم صاحب یکم اپریل ۱۹۱۰ء کو جب کہ حاضر باشان قادیان دارالامان ہوں گے
۲۔ غبارہ سے منارۃ المسیح پر اترتے ہوئے گر پڑیں گے
۳۔ اور اس صدمہ جانکاہ سے آپ کی ایک آنکھ نکمی ہو جائے گی

اب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا نقاش کی یہ پیش گوئی واقعی پوری ہو گئی ہے، اور اسے سچی کہتے ہوئے کوئی اعتراض تو عائد نہیں ہو سکتا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ پیش گوئی منہاج نبوت مرزائیہ کے رو سے بالکل صحیح اورلاریب سچی ہے ۔لہذا اس کی تصدیق میں مرزائیوں کو ہرگز کلام نہ ہونا چاہیے۔ غیروں کو ہوتو ہواورنہیں کیا کوئی اپنا سر کھائے کیونکہ اس میں قابل غور (یا عوام کواس پیش گوئی کے وقوع میں شبہ ڈالنے والے) تین امر ہیں جن پر ہم نے نمبر لگائے ہیں

پس سنئیے کہ منہاج نبوت قادیانی کی رو سے پیش گوئی اگر وقت مقررہ سے پیچھے جاپڑے تو پیش گوئی کی سچائی میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا ۔دعوی کی دلیل یہ ہے کہ جب آتھم پندرہ ماہ کے اندر (جو قادیانی پیش گوئی میں اس کی موت کی میعاد مقرر تھی) نہ مرا، اور مقررہ مدت سے دوسال بعد فوت ہوا تو مرزا جی نے اس شبہ کو یوں رفع کردیا کہ کچھ مضائقہ نہیں آتھم پندرہ ماہ میں اگر نہیں مرا تو دوسال بعد سہی آخر مرتو گیا ۔ ہماری پیش گوئی کی صحت میں اس سے کوئی حرج نہیں آیا ۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی ۔ص ۱۸۵) ۔ نقاش کی پیش گوئی بھی بجائے یکم اپریل کے ۱۸ ۔نومبر کوظہور پذیر ہوئی تو کوئی عیب نہیں ۔ مدت کا کیا ذکر آخر پیش گوئی کا وقوع تو ہو گیا خواہ ۷ ماہ بعد ہی ہوا۔

امر دوئم کی تصدیق کے متعلق قادیانی نبوت میں ہم کو جلی قاعدہ ملتا ہے کہ پیش گوئی کی ایک ٹانگ پوری ہو جائے تو ساری پیش گوئی کو سچا سمجھنا چاہیے چنانچہ جب آپ نے منکوحہ آسمانی کے باپ اور خاوند کے متعلق تین سال کے اندر اندر مرنے کی پیش گوئی شائع کی مگر اسکا خاوند اس مدت کو گذار کر آج تک نہ مرا تو قادیانی مرزا جی نے فرمادیا کہ پیش گوئی کی دائیں ٹانگ تو احمد بیگ تھا جس کے مرنے سے ہماری پیش گوئی بموجب یصبکم بعض الذی یعدکم سچی ہوگئی (حقیقۃ الوحی ۔ص ۱۹۰) پس اسی طرح نقاش کی پیش گوئی کی ایک ٹانگ حکیم الامت کا گرنا تھا جو بموجب قاعدہ بالا مرزائیہ کے پیش گوئی کے سارے حصہ کا مصدق ہے خواہ آپ گھوڑی سے ہی گرے لیکن گرے تو سہی ۔ گرنے میں تو کسی کو کلام نہیں جیسے مرزا احمد بیگ کا داماد آج تک نہیں مرا اوراس کی موت کی پیش گوئی دائیں ٹانگ کے ٹوٹ جانے (یعنی احمد بیگ کے مر جانے سے) سے صحیح ہوگئی اسی طرح حکیم الامت گو غبارہ سے نہ گرے لیکن یہ نقاش کی پیش گوئی تو اپنی دائیں ٹانگ (یعنی حکیم الامت کا محض گرنا) کے واقع ہو جانے کی وجہ سے بالکل صحیح اور سچی ہے۔

اب باقی فیصلہ طلب ایک ہی بات رہ گئی اس کے حل کرنے کا سہل قاعدہ یہ ہے کہ مرزا جی نے بلاکسی دلیل اور قرینہ کے جب غلام (احمد) کے معنی آقا (احمد) تھے اور دمشق کے کے معنی قادیان کر لئے ہیں تو پھر اسی قابل قدر اصول مرزائیہ کو ملحوظ رکھ کر ہر شخص نقاش کی پیش گوئی کے لفظ، آنکھ، کے معنی بلاکسی مزید غور اور تامل کے، ابرو، کر سکتا ہے اور پھر قادیانی مسیح کے کسی خادم کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ سنت مرزائیہ پر عامل ہونے کا دعویدار ہو کر اس پیش گوئی کے وقوع میں کوئی شک یا کسی قسم کا اعتراض کرے۔

مرزا جی کے حواریو! اور حکیم الامت کے جاں نثار فدائیو! سنتے ہو، یہ ہیں منہاج نبوت مرزائیہ کی کرشمہ سازیاں۔ خفا نہ ہونا کیونکہ آپ ہی کے موضوعہ سنہری اصولوں سے یہ پیش گوئی سچی ثابت ہوئی اس میں ہماری کوئی اختراع نہیں بلکہ:

عطائے تو بلقائے تو۔

اب نقاش صاحب نے بھی اگر اپنے لئے مسیحیت ومہدویت کا یا اس سے بڑھ چڑھ کر کوئی دعوی کرنا ہو تو ان کے واسطے یہ اچھا موقع ہے کیونکہ وہ مرزا جی کے منہاج نبوت سے بالکل صادق مصدوق اور سچی پیش گوئی کرنے والے ثابت ہو گئے ہیں اور کیا عجب کہ ان کے ..(اس مضمون کی آخری سطر پڑھی نہیں جاتی۔ بہاء)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء ص ۵ـ۶)

عبدالحکیم اور مرزا کے الہامات کی رام کہانی

مرزائی اخبارات آجکل ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے الہامات کی تکذیب پر بڑا زور مار رہے ہیں۔ چنانچہ بدر اور الحکم نے حکیم نورالدین کے متعلق ڈاکٹر جی کا ایک الہام شائع کر کے بہت کچھ جرح کی ہے اور انہیں بہت کچھ سخت سست الفاظ سے یاد کیا ہے۔ مگر مرزائیوں کی مثال اسی پاگل کی سی ہے جو شیشے کا اپنا مکان بنا کر دوسروں پر پتھر برسائے کیونکہ جس طریق سے یہ لوگ ڈاکٹر موصوف کی ہنسی اڑاتے ہیں اسی طریق

پر بہت آسانی سے ان کے پیر مغاں کی قلعی کھولی جا سکتی ہے جو اپنے تعلّی آمیز الہامات سے ناممکن الوقوع امور کی پیش گوئیاں کر گئے ہیں۔ اور پھر وہ سب کی سب آپ کے نکاح آسمانی کی طرح عدم سے وجود میں نہ آئیں پر نہ آئیں۔ اخبار الحکم اور اخبار بدر کی تازہ تحریرات دیکھ کر ڈاکٹر موصوف نے ہمیں ایک مراسلہ بغرض اندراج بھیجا ہے و ھی ھذا: نائب ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر

اخبار بدر مورخہ ۱۲ جنوری میری نظر سے گذرا اس میں میرے خلاف الفاظ ذیل شائع ہوئے ہیں۔

شیطان پھر جھوٹا ہوا:

ہم نے سنا تھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کے کان میں شیطان نے یہ پھونکا ہے کہ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح گیارہ جنوری تک فوت ہو جائیں گے ...جس خبیث روح کے ساتھ ڈاکٹر مرتد کا تعلق ہے اس کی نامرادی کی وجہ سے وہ معاملہ کافی نہ تھا جو اس نے حضرت مسیح موعود کے متعلق ۲۱ ساون کی پیش گوئی کر کے اپنا کاذب ثابت کر لیا تھا، (بدر مذکور)

اس سے مرزائیوں کی اخلاقی حالت جو ثابت ہوتی ہے اس کے بیان کی تو ضرورت نہیں مگر اوس میں انہوں نے از خود ایک ایسا مسئلہ پیش کیا ہے جس سے اون کا تمام سلسلہ باطل ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ جس مسلمان کا کوئی خواب یا الہام غلط ثابت ہو جائے وہ شیطان ہے اور کسی خبیث روح کا اس سے تعلق ہے اور وہ جھوٹا اور ذلیل ہے مرزا صاحب کے تمام الہامات ہمیشہ جھوٹے ثابت ہوتے رہے، مثلاً۔

۱۔ اگر مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں فوت نہ ہوا تو میں دجال اور کذاب (اشتہار مرزا مورخہ ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء)۔

۲۔ جوانی کا واپس آنا (اخبار بدر مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)

۳۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نیست و نابود ہو جائے گا (مرزا قادیانی کا اشتہار تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)۔

۴۔ مرزا کی عمر ۹۵ سال کی ہوگی (اخبار الحکم قادیان ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء)

۵۔ قیامت خیز زلزلہ آنے کو ہے۔(مرزا قادیانی کا اشتہار مورخہ مارچ ۱۹۰۶ء)

۶۔غلام حلیم اور یحی کی بشارت ۔ (قادیانی اشتہار تبصرہ)۔

۷۔عالم کباب کی پیدائش، جس کے پیدا ہوتے ہی تمام عالم نے تباہ ہو جانا تھا اور پھر مرزائیوں کی فتح اور خوشی ہونی تھی ۔(اخبار الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۶ء)

۸۔دوبارہ زندگی منسوخ شدہ زندگی (البدر ۲۳ اپریل ۱۹۰۸ء)

(یہ تو پوری ہو چکی۔ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو یقیناً اونہیں موت آئی مگر رحمت کی دعاؤں اور کل جماعت کے اضطرار سے منسوخ ہوگئی اور دوبارہ زندگی دی گئی ۔بے شک خدا غفور رحیم اور مجیب الدعوات ہے ۔عبدالحکیم خاں)۔

۹ ۔ خواتین مبارکہ تیرے نکاح میں آئیں گی جن کو تو نصرت جہان بیگم کے بعد پائے گا اوراون سے تیری نسل بکثرت ہو گی (مرزا کا اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

۱۱۔محمدی بیگم ضروراوس کے نکاح میں آئے گی (رسائل اربعہ،یعنی انجام آتھم وغیرہ)

۱۱۔قیصر ہند کا شکریہ۔

۱۲۔ لك خطا ب العزت ۔

۱۳، ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی نسبت ۳ مئی ۱۹۰۶ء؟ کو شائع کیا تھا:

فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔

پس بقول مرزائیاں خود مرزا شیطان ٹھہرا اوراوس کے ساتھ کسی خبیث روح کا تعلق تھا اور وہ ہمیشہ جھوٹا ثابت ہو کر ذلیل ہوتا رہا۔زیادہ تفصیل کیلئے دیکھو اعلان الحق جو مینیجر مفید عام تراوڑی ضلع کرنال سے مفت ملتا ہے۔،

تو پھر مرزائی کیوں اوس پر لاحول نہیں پڑھتے ۔قرآن وحدیث اور مسلمانوں کو تو مرزائیوں نے چھوڑا تھا، عجب تر بات یہ ہے کہ وہ اپنے پیش کردہ مسئلوں پر بھی قائم نہیں ہوتے ۔نہ مرزا کے آخری اور قطعی فیصلوں پر۔ چنانچہ مرزا کے فیصلہ جات ذیل سے جو آخری اور قطعی ہیں وہ صریحاً مرتد ہیں:

۱۔ مرزا نے آخری فیصلہ ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا تھا کہ اگر مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرا تو میں دجال اور کذاب ہوں ۔،تمام مسلمان تو اس فیصلہ کو لفظ بہ لفظ مان گئے مگر مرزائی اس سے مرتد ہیں اور طرح طرح کے حیلے تراشتے ہیں۔

۲۔اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ آئی تو میں سارے بدوں سے بدتر ٹھہروں گا (رسائل اربعہ) تمام مسلمان اس فیصلہ کو من عن مان گئے مگر مرزائی صریحاً اس سے مرتد ہیں

۳۔ اگر میں ثناء اللہ کی زندگی میں فوت ہو گیا تو میں جھوٹا کذاب اور مفتری ہوں اور یہ کہ ثناء اللہ کی نسبت جو لکھا گیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے (بدر ۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)
تمام دنیا تو اس فیصلے کو حرف بحرف مان گئی مگر مرزائی اس سے بالکل مرتد ہیں۔
۴۔مرزا صاحب نے اپنی آخری کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۲۱۔۳۲۲ پر ڈاکٹر عبد الحکیم کا یہ الہام درج کیا ہے: مرزا ۴۔اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاوے گا۔ اور لکھا ہے کہ یہ عبدالحکیم کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔تمام دنیا مرزا کے اس فیصلہ کو صاف طور سے مان گئی مگر خود مرزائی اپنے مرشد کے اس آخری فیصلہ سے مرتد ہیں۔
غلطی سے جو، تک ،کی بجائے ،کو ، ہو گیا تھا اوس کو تو پکڑتے ہیں مگر اس تمام عبارت کو چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ کیسی شرمناک یہودیت ہے۔
۵۔مرزا نے بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء میں شائع کرایا تھا: میرا کام یہ ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں۔پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ تمام دنیا مرزا صاحب کے اس فیصلہ کو حرف بحرف مان گئی مگر مرزائی اس سے بالکل مرتد ہیں
۶۔ ۱۶ نومبر ۱۹۰۷ء کو مرزا نے البدر اور الحکم وغیرہ اخبارات میں شائع کیا تھا کہ:
دشمن عبدالحکیم خان جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔،
اس پیش گوئی کا نام مرزا قادیانی نے تبصرہ اور عظیم الشان فیصلہ اور نشان رکھا اس فیصلہ کو بھی دنیا نے تو لفظ بلفظ مان لیا مگر مرزائی اس سے صاف مرتد ہیں اور طرح طرح کے حیلہ تراشتے ہیں
۷۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ: آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ایک زبردست نشان اوس کی تائید میں نازل ہوگا جو دلوں پر قبضہ کر لے گا۔اگر ایسا نہ ہو تو وہ مردود ملعون کافر بے دین اور خائن ہے۔، اس فیصلہ کو بھی دنیا نے لفظ بہ بلفظ مان لیا مگر مرزائی اس سے مرتد۔

اسلام سے تو مرزائیوں کو کچھ سروکار نہیں تاہم میں اسلامی پہلو سے اس قدر عرض کئے دیتا ہوں کہ غیر نبی کا کوئی خواب یا الہام قطعی نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر میرا کوئی

خواب یا الہام غلط ثابت ہو بھی جائے تو یہ کوئی مضائقہ کی بات نہیں اور مرزائیوں کا تو یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ چند جھوٹ بولنے اور بدعہدی کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ جب مرزا کی بہت سی پیش گوئیاں اوس کی موت سے جھوٹی ثابت ہو گئیں تو انہوں نے یہی حیلہ تراشا تھا کہ وعدہ خلافی کرنا اور جھوٹ بولنا خدا کی عادت ہے۔اور آیات ذیل اس کی تائید میں پیش کر دی تھیں۔

يمحو الله ما يشاء و يثبت ۔، اما نر ينك بعض الذى نعد هم

(دیکھو اخبارات الحکم والبدر و ریویو آف ریلی جنز وغیرہ بابت جون جولائی اگست ۱۹۰۸ء)

مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں یہاں تک لکھ دیا تھا کہ ایک موقع پر چارسو نبیوں کی پیش گوئی جھوٹی ہوگئی تھی، پھر اگر میری پیش گوئی جھوٹی ہوگئی تو کیا مضائقہ ہوا؟ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو اعلان الحق۔

مرزا نے جب دیکھا کہ اب آسمانی منکوحہ کے ملنے کی کوئی امید نہیں تب اس نے حقیقت الوحی میں یہی لکھ دیا تھا کہ خدا جس خبر اور وعدہ کو چاہے پورا کر دے اور جس کو چاہے باطل کر دے،تو پھر مرزائیوں کا کیا حق ہے جو ایک پیش گوئی پر ایسا اعتراض کریں۔ دوسرے کا تو تنکا پکڑتے ہیں اور اپنا شہتیر نہیں دیکھتے۔آپ اونٹ نگلتے ہیں اور دوسرے کا مچھر چھانتے ہیں۔

مولوی نورالدین صاحب کی موت کی نسبت جب خواب میں معلوم ہوا تھا تو اس وقت میں نے رحمت کی دعائیں بھی کی تھیں۔ پہلے موقعوں پر بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ وہ اعلان الحق میں شائع بھی ہو چکی ہیں۔اس لئے اگر وہ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کی رات کے بارہ بجے تک فوت نہیں ہوئے تو اس میں دو تاویلیں ہو سکتی ہیں۔

اول تو یہ کہ میری الہامی دعاؤں اور مرزائیوں کے اضطرار سے اون کو کچھ مہلت مل گئی کیونکہ اللہ کریم غفور و رحیم اور مجیب الدعوات بھی ہے۔

دوم یہ کہ ۱۱ جنوری سے جس مرض میں وہ مبتلا ہوئے اوسی میں ان کا خاتمہ ہو جائے۔

الہامی کتابوں کا یہ محاورہ بھی ہے کہ یقینی اور قطعی پیش گوئیاں صیغہ ماضی میں بیان کر دی جاتی ہیں اور کبھی انجام کو اس کے موجب میں ظاہر کر دیا جاتا ہے اگر مولوی نورالدین صاحب، مرزا قادیانی کی طرح میرے خلاف مباہلہ کے اشتہارات دیتے یا تحدی کر

تے تو وہ دعائے رحمت کے اثر سے محروم ہو جاتے، اور تمام مرزائیوں کا اضطرار مرزا کی طرح اون کے کچھ کام نہ آتا۔ اگر وہ ابھی تک زندہ ہیں تو مرزائیوں کی شوخی اور شرارت کی وجہ سے بہت جلد اون سے علیحدہ کر لئے جائیں گے۔ مرزائیوں نے اس وقت اپنی تحریروں سے ثابت کر دیا کہ مرزا یا مرزائی جو مرزا کی جھوٹی پیش گوئیوں کی بے معنی تاویلات سے ثابت کیا کرتے تھے وہ تمام جھوٹی باتیں تھیں اور دراصل ان کے نزدک تاویل کوئی چیز نہیں اور ہر خواب لفظ بہ لفظ پورا ہونا چاہیے ورنہ وہ باطل ہے اور اس کا دیکھنے والا شیطان۔

ضمیمہ الحکم مورخہ ۱۲ جنوری جو میری نظر سے گذرا۔ اوس میں بے ہودہ گالیوں کے علاوہ ایک یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی پیش گوئی متعلقہ مولوی نورالدین صاحب جو غلط ثابت ہو گئی، اوسی سے قادیانی سلسلہ کا حق ہونا ثابت ہو گیا۔ اس اصول کی رو سے نتائج ذیل برآمد ہوتے ہیں۔

۱۔ مرزا کی پیش گوئی کے بعد عبداللہ آتھم نہ تو پندرہ ماہ کے اندر فوت ہوا، نہ اس نے حق کی طرف رجوع کیا، نہ ہی اندھے دیکھنے لگے، نہ لنگڑے چلنے لگے، نہ بہرے سننے لگے، نہ سچے کی عزت ہوئی۔ پس ثابت ہو گیا کہ عیسائی سچے ہیں اور مرزا جھوٹا۔

۲۔ لیکھ رام کی نسبت پیش گوئی کی تھی کہ وہ چھ سال میں مر جائے گا مگر وہ چار سال میں مر۔ اس لئے آریہ سچے ہیں اور مرزائی جھوٹے۔

اگر، میں، کا لفظ غیر معین تھا تو، سو سال میں، کی بھی پیش گوئی ہو سکتی ہے۔ ہر شخص دوسرے کی نسبت پیش گوئی کر سکتا ہے کہ وہ سو سال میں مر جائے گا۔

۳۔ محمدی بیگم مرزا کے نکاح میں نہ آئی اس لئے مسلمان سچے ہیں اور مرزائی جھوٹے و شیطان ٹھہرے...

یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرزائی لوگ روحانی طور پر قطعاً مر چکے ہیں کیونکہ وہ اپنے پیر یا خلیفہ یا اور کسی مرزائی کا کوئی خواب یا الہام نہیں پیش کر سکے جو میرے مقابلے میں سچا اور پورا ہوا ہو۔ بالفرض اگر میرا کوئی خواب جھوٹا بھی ہو جائے تو وہ انکے واسطے عظیم الشان کیسے ہو سکتا ہے؟ جب تک وہ اس کے مقابلہ پر اپنے خلیفہ یا کسی مرزائی کا مباہلہ یا الہام شائع نہ کر دیتے خدا کی جناب سے تو یہ لوگ قطعاً مردود ہو چکے

اس لئے اب وہ مقدمہ بازی کرنا چاہتے ہیں سو آئیں اور خوب اکٹھے ہو کر آئیں ۔ مجھے انکے الہامات کی قلعی کو لنے کا خوب موقع ملے گا اور ثابت کروں گا کہ یہ لوگ دنیا کے ہر فرد بشر کو ملعون اور جہنمی قرار دیتے ہیں اور ہر قوم کے خون کے پیاسے اور ان کی تباہی کے منتظر ہیں ۔

محمد احسن امروہی کی فرومائیگی اور بد دیانتی بھی خوب روشن ہو گئی۔ میں نے تو یہ حسن ظن کیا تھا کہ وہ امین ہے اور طالب حق کے طور پر ان پیش گوئیوں سے فائدہ اٹھائے گا۔ مگر: خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم ۔

رام پور (یعنی اس مناظرہ میں جو اعیان احمدیہ نے مولانا ثناء اللہ سے نواب رام پور کے رو برو کیا تھا۔ بہاء) میں جو ذلت باقی رہ گئی تھی وہ انشاء اللہ العزیز پٹیالہ میں پوری ہو جائے گی خدا کرے کہ ایسا موقعہ دربار میں مل جاوے۔ آمین ۔

مرزائیوں نے اپنی ان تحریرات میں یک چشمی اور یہودیت کا بھی کمال دکھایا ہے۔ میرا خواب مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء یہ تھا:

کل میں نے ایک لومڑ اور چیلوں کو مار ڈالا اور پاؤں سے کچل دیا۔

جس کی الہامی تعبیر یہ تھی کہ لومڑ سے مراد مرزا اور دو چیلوں سے مراد ایک تو عالم کباب کی ماں ہے اور دوسری مرزا کی بیوی ہے۔

سو اس کے مطابق مرزا اور عالم کباب کی ماں دو تو مر چکے، مگر ان واقعات کو چھوڑ کر یہ لکھ دیا کہ ام المومنین کی نسبت پیش گوئی کی تھی مگر اس میں جھوٹا ثابت ہوا۔ اپنے منہ سے ان اصولوں کی خود تردید کر دی کہ جب ایک پیشگوئی کے بعض جزو پورے ہو جائیں تو باقی کا انتظار کرنا چاہیے مرزا کی پیش گوئیاں میرے خلاف حسب ذیل تھیں: ۱۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔، ۲۔ صادق کی زندگی میں شریر مر جائے گا۔، ۳۔ عبدالحکیم میرے سامنے نابود ہو جائے گا۔

ان کا تو مطلق ذکر نہیں کیا جو لفظ بلفظ جھوٹی ثابت ہو چکی ہیں مگر یہ گول مول لفظ لے لئے، خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے ہوتے ہیں۔، اور اس سے مراد مریدوں کی جماعت لے لی۔ اس میں ایک تو قرآن مجید کی تردید کی ہے جس سے ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بہت کم لوگ ایمان لاتے رہے۔

دوئم یہ یک چشمی ہے کہ مرزا کے مخالفین میں سے جن کی جماعت کثیر ہے ان کا ذکر نہیں کیا مثلاً سید جماعت علی شاہ، سوامی دیانند، سر سید احمد خان، مولوی رشید احمد گنگوہی، محمد علی باب، پولوس رسول وغیرہ۔

سب سے زیادہ جماعت تو بت پرستوں اور مشرکوں کی ہے۔ تو سب سے زیادہ مقبول خدا، بت پرست ہوئے۔ سب سے زیادہ کانی یہ بات ہے کہ میرے خوابات یا الہامات کو وہ خطرناک پولیٹکل دستاویز قرار دیتا ہے۔ کیا کسی کا خواب خواہ وہ کسی کے مخالف ہو یا موافق، اپنی طرف سے ہوتا ہے؟ اور وہ کوئی قانون یا پولیٹکل جرم ہے؟ اگر ہے تو مرزا کے ان خونخوار الہاموں اور دعاؤں اور پیش گوئیوں کو کیوں فراموش کر دیا جن میں مرزا نے تین لاکھ فوج مانگی تھی....

دنیا کی تباہی میں اپنی فتح اور خوشی ظاہر کی تھی

گورنمنٹ عالیہ اور ریاست پٹیالہ کی پچاس لاکھ وفادار رعایا کو پلیگ سے ہلاک کر دیا، فارموسا اٹلی ایکوے ڈور اور کانگڑہ کو زلزلہ سے برباد کر دیا

اور انگلستان اور سویڈن کو برف سے تباہ کیا۔

اور کل عالم پر قیامت خیز زلزلہ کا انتظار کیا

...حکیم نور الدین جیسے سخت بیمار اور قریب المرگ صاحب الفراش کے مردہ تصور کرنے میں کیا کلام ہوسکتا ہے۔ غیر اگر اس پر معترض ہوں تو ان کا حق ہے لیکن مرزائی پارٹی کو یہاں سر تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اگر وہ اس امر کو نہ مانیں تو ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ان کے اپنے رسول کی کون سی کل سیدھی اور کون سی پیش گوئی راستی کا پہلو لئے ہوئے تھے؟

جس صورت میں یہ لوگ مرزا کو باوجود اس کی سب کی سب پیش خبریاں جھوٹی ہونے کے سچا سمجھتے ہیں تو ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی اس پیش گوئی کی تکذیب سے شرمانا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب پر اگر کذب کا اثر ہوسکتا ہے تو..... ہمارے قادیانی رسول سے دوسرے درجہ پر۔ (نائب اڈیٹر اہل حدیث)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ فروری ۱۹۱۱ء مطابق ۳ صفر ۱۳۲۹ھ نمبر ۱۴ جلد ۸ ص ۵۔۶)

الہ آباد کی مذہبی کانفرنس میں قادیانی لیکچر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

الہ آباد میں مذاہب کی کانفرنس تھی۔ میں نے اور برادرم مولوی محمد ابراہیم صاحب دونوں نے الگ الگ درخواستیں بھیجی تھیں۔ اور خیال تھا کہ الہ آباد نمائش کے جلسہ کے بعد ہی شریک کانفرنس ہونگے۔ مگر تقدیر سے ۹۔۱۰۔۱۱ جنوری کانفرنس کی مقرر ہوئی، تو ۹۔۱۰ ہی جلسہ آرہ کی، جس میں ہماری شرکت بہت ضروری تھی۔ اس لئے کانفرنس مذاہب میں اسلامی فرقوں کی جانب سے بجز قادیانی مشن کے کوئی شریک نہ ہوسکا جس پر قادیانی مشن بڑا ناز کرتا ہے کہ ہم نے ایسا بڑا کام کیا ہے۔

اس میں تو شک نہیں کہ قادیانی مشن بھی اگر نہ جاتا، تو ہندوستان کے تمام اہل اسلام کی سخت بدنامی تھی کہ ایسے بڑے ملک میں جہاں مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں، کوئی وکیل شامل جلسہ نہ ہوا۔ اس لحاظ سے تو قادیانی قابل شکریہ ہے، مگر دیکھنا یہ ہے کہ قادیانی وکیلوں نے اسلام کی کیا وکالت کی۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ عربی اسلام کی وکالت کی یا قادیانی اسلام کی۔ یہ بات لیکچر کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ لیکچرار کہتا ہے:

۱۔ اسلام کی بڑی فیاضی یہ ہے کہ اس نے سب برگزیدوں کی تعظیم کا حکم دیا ہے وید مقدس انجیل، گیتا، رام چندر، کرشن، بدھ، اور دیگر انبیاء کو تسلیم کیا ہے خدا نے وسط پنجاب میں ایک مصلح (مرزا قادیانی) بھیجا جو مسلمانوں کیلئے مہدی، عیسائیوں کے لئے مسیح موعود اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہو کر آیا (سکھوں کے لئے گرونانک بھی ہوجاتا تو یہ کہنے کا موقع ملتا: آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ اڈیٹر اخبار اہل حدیث) قرآن نے اپنے اندر تمام صداقتوں کو جمع کیا جو وید میں، بائیبل میں اور دیگر کتب مقدسہ میں تھیں۔ اسلام کہتا ہے جو کوئی خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے وہ خدا کی ہم کلامی کا رتبہ حاصل کرتا ہے۔ یہ صداقت (

خدا کی ہم کلامی) قرآن کریم نے بڑے صریح الفاظ میں تعلیم کی لیکن زمانہ حال کے مادی خیالات جو اس تمام تشکک اورتوا ہم کے ذمہ دار ہیں جو چاروں طرف ہم دیکھ رہے ہیں اسقدر زبردست تاثیر رکھتے ہیں کہ یہ صداقت بھی حوالہ نسیان ہوکر الہام کو فسانہ کے رنگ میں لے آتے جیسا کہ اس وقت یورپ میں ہو چکا ہے اگر اس صدی کے سر پر موعود مجدد نہ آتا۔ خدا نے پنجاب میں احمد کو پیدا کیا جس نے ہم جنسوں کے آگے اپنا نمونہ پیش کیا اس نے دکھایا کہ قرآن کریم کی کامل اطاعت اور سنت نبوی کی کامل متابعت نے بجوائے آیہ کریمہ ومن یّطع اللّٰه و الرّسول فاولئك مع الّذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين (النساء:۶۹)۔ اسے خدا تعالیٰ کے اعلیٰ سے اعلیٰ انعام کا جس کا نام الہام ہے وارث کیا۔ اس نے ظاہر کیا کہ یہ دروازہ ہر ایک کھٹ کھٹانے والے کے واسطے کھلا ہے۔ یہی اعلیٰ سے اعلیٰ نصب العین انسان کا ہونا چاہیے اور یہی بلند سے بلند منزل مقصود انسانی کوشش کی ہے اسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے اسلام نامعلوم وقتوں سے دنیا میں آکر حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر مکمل ہوا خدا کے خاص الخاص درود اور سلام اس پر ہوں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس بیان سے ناظرین ہمارے ایک پرانے دعوی کی تصدیق پا سکتے ہیں کہ قادیانی علم کلام اور اسلامی حمایت کا خلاصہ ایک ہی جملے میں آ سکتا ہے کہ:

اسلام ایسا مذہب ہے جو جناب مرزا غلام احمد قادیانی جیسے پاکیزہ انسان پیدا کرسکتا ہے۔

پس سارا زور مرزا صاحب کی ذات والا صفات پر ٹھہرا۔ اس لئے میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ قادیانی مشن سے جب کبھی مباحثہ ہو، تو اس کا اور اس کے مخالف کا یہی فرض ہونا چاہیے کہ وہ مرزا صاحب کی ذات خاص سے بحث کریں۔ بعد تحقیق کامل مرزا صاحب قادیانی اپنے دعوی میں واقعی سچے ثابت ہوں تو ان کا خاص دعوی بھی ثابت اور (بقول ان کے) اسلام بھی ثابت۔ یہی وجہ ہے کہ ریاست رام پور میں ہم نے

اسی پر زور دیا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منصب پر بحث ہو مگر قادیانی مشن اپنے ضعف کو محسوس کر کے اس بحث سے طرح دیتا رہا آخر کار یہ ہوا کہ رام پور کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہوا فرار ہوا کہ:

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

تعجب ہے کہ ادھر تو قادیانی مشن للکارتا ہے اور اسلام کی صداقت کی دلیل اسی کو بتلاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جیسے باکمال آدمی اسلام ہی کی تابعداری سے بن سکتے ہیں، ادھر ہر اس تحقیق سے جی چراتا ہے۔ کیا مخالف اسلام کا حق نہیں کہ قادیانی مشن کا یہ دعویٰ (کہ اسلام کی تعلیم سے ایسے باکمال آدمی پیدا ہو سکتے ہیں) سن کر تحقیق کی غرض سے سوال کرے کہ مرزا صاحب قادیانی میں کیا کمال تھا؟ اگر مخالف کا یہ حق ہے تو پھر اس کے جواب سے جی چرانا کون سی دانائی ہے؟

قادیانی دوستو! تمہاری منطق یہی فتویٰ دیتی ہے کہ جس امر پر دلیل کا دار و مدار ہو اس کی تحقیق نہ کی جائے۔ کیا علم منطق کا یہ اصول غلط ہے مقدمة الواجب واجب۔ پھر کیوں اس مبحث سے جی چرا کر خواہ مخواہ وفات حیات مسیح کی بحث کو چھیڑا کرتے ہو جو منتج بھی نہ ہو۔ ہو تو دیر بعد ہو۔ بعض اوقات تو محض دفع الوقتی کے لئے صرف اسی مسئلہ (وفات مسیح) پر کل دار و مدار رکھا جاتا ہے حالانکہ مدار دلیل مرزا غلام احمد صاحب کی حیثیت پر ہے اور بس۔

لیکچر کے مضمون کی خوبی کی بابت کہنے سننے کی کچھ حاجت نہیں۔ عیاں را چہ بیان۔ بڑی بات یہی ہے کہ لیکچرار نے اسلام کی صداقت میں مرزا صاحب کی شخصیت کو پیش کیا ہے۔ اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم اس سے بحث کریں۔ مگر نہ اس لئے کہ ہمیں اسلام کی صداقت کا آزمانا مقصود ہے بلکہ اس لئے کہ لیکچرار نے اس کو ناقابل بحث قرار دیا ہے۔ اسلام کی صداقت کے دلائل تو ہمارے پاس جدا ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت کی بابت ہم کو ایک بات کھٹکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کو جھوٹ بولنے سے نفرت نہ تھی بلکہ رغبت تھی۔ قادیانی دوست اجازت دیں گے تو ہم اس موضوع پر کچھ لکھیں گے۔ قادیانی مشن میں بھی کذب بیانی اور دروغگوئی

کوئی جرم ہے تو امید ہے ضرور اجازت دیں گے۔ ایسا نہ ہو جواب ملے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اجازت نہیں دیتے۔ کیوں:

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء۔ ۲۴ صفر ۱۳۲۹ھ نمبر ۱۷ جلد ۸۔ ص ۱-۲)

(اس شمارے کے ٹائٹل پر غلط تاریخ یوں درج ہے۔ ۲۴ جنوری ۱۹۱۰ء)

قادیانی اصطلاح میں خاتم النبیین

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے ہمارے اصل مخاطب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس جہان سے تشریف لے گئے ہیں ہمیں تو قادیانی مشن کے مباحث سے دلچسپی نہیں رہی کیونکہ مرنے والے نے ان مباحث کا اچھی طرح سے فیصلہ کر دیا۔ ہمارے اعتقاد میں جو ہم بلا خوف لومۃ لائم ظاہر کرتے ہیں یہ ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ ہی نے مرزا غلام احمد صاحب سے فیصلہ کی یہ دعا شائع کرائی تھی کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ امرتسری) میں سے جھوٹا پہلے مرے گا۔ جو خدا نے محض اپنے فضل سے قبول کر کے بندگان امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ و التحیہ کو ہمیشہ کے لئے ان مخمصوں سے نجات دلائی۔ الحمد للہ۔

باوجود اس صاف اور قطعی فیصلے کے ہم کیوں قادیانی مباحث کا ذکر کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ گاہے ماہے قادیانی اخباروں میں ایسے مضامین مسائل کی صورت میں شائع ہوتے ہیں جن سے غلط فہمی لگ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ۲۶ فروری کے اخبار بدر قادیان میں ایک مضمون خاتم النبیین پر نکلا ہے جو اسی قسم کا ہے۔

راقم مضمون مولوی سرور شاہ صاحب ہیں جو ایک زمانہ مدرسہ دیوبند میں میرے ساتھ پڑھتے تھے مگر آج کل قادیان میں مدرس یا واعظ ہیں۔ غرض قادیانی جماعت میں ایک مقتدر بزرگ ہیں۔ میرا گمان ان کی نسبت باوجود قادیانی ہونے کے

بھی نیک تھا۔ میری زندگی میں مرزا صاحب قادیانی کے انتقال کرنے پر بھی جو لوگ اڑے رہے چونکہ میں ان سب سے بدگمان ہوں، اس لئے افسوس ہے کہ میں اپنے اس پرانے دوست کلاس فیلو کی نسبت بھی وہ حسن ظن نہیں پاتا جو اس سے پہلے تھا۔

بہر حال کچھ بھی ہو ہمیں ان کی نت سے بحث نہیں بلکہ اس مضمون سے بحث ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

خاتم النبیین کے لفظ سے لوگوں کو بڑی ٹھوکر لگی ہے آیت

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (الاحزاب: ٤٠)

پر آپ خوب غور کریں اور دیکھیں کہ اگر خاتم النبیین کے صحیح معنی یہ ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ پر نبوت کا سلسلہ بند کر دیا تو اس آیت میں اس جملہ؟ کے فرمانے کا موقعہ اور محل کیا تھا؟ خاتم النبیین سے بالاتفاق اعزاز متصور ہے مگر کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ کسی سلسلہ انعامات کے محض اخیر پر آنے میں کون سا اعزاز ہے؟ انبیاء کے مختلف مدارج ہوا کرتے ہیں پھر ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو نئی شریعتیں لائے اور دوم وہ جو صاحب شریعت نبیوں کے مددگار رہتے یا جنہوں نے موجودہ شریعتوں کی تائید اور تجدید کی مثلاً حضرت موسیٰ صاحبِ شریعت تھے ہارون آپ کے تابع اور مددگار تھے۔ خود صاحب شریعت نہ تھے۔ اسی طرح حضرات موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان سینکڑوں نبی محض موسوی شریعت کی تجدید کے لئے آئے اس قسم کے انبیاء کا یہ منصب ہوا کرتا ہے کہ امتداد زمانہ کے بعد وقتاً فوقتاً جو غلطیاں اور آمیزشیں دین الٰہی میں داخل ہو جاتی ہیں ان کو اپنے اپنے زمانے میں الگ کر کے خالص دین الٰہی کو پھر قائم کرتے رہیں امت مرحومہ محمدیہ بھی ایسے فتنوں سے محفوظ نہیں اس لئے اللہ جل شانہ کا وعدہ ہے کہ اس امت میں بھی وقتاً فوقتاً برگزیدہ بندے پیدا ہوتے رہیں گے جو ایسے فتنوں کا استیصال کیا کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے انا لہ لحافظون۔ چودھویں صدی میں یہ منصب ہمارے اعتقاد میں حضرت مرزا صاحب کو عطا ہوا ہے

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء (بدر۔قادیان۔۱۶فروری ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس سارے مضمون کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتﷺ کی شان والا شان میں جو خاتم النبیین کا لقب آیا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ آنحضرتﷺ منصب نبوت میں اعلیٰ کمال پر تھے یہ نہیں کہ بعد آنحضرتﷺ کے کوئی نبی نہ ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر قائم ہو لیکن آنحضرتﷺ کی تابعداری میں چنانچہ بقول راقم مضمون مرزا صاحب قادیانی اسی قسم کے نبی تھے ہاں ایسا نبی کوئی نہ آئے گا جو آپ کے ہم رتبہ یا آپ سے بڑا ہو۔ چنانچہ یہ رتبہ (منصب نبوت بقول راقم مضمون) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ملا تھا۔ پھر اس خصوص کو عام کرتے ہیں:

> حضرت نبی کریمﷺ کے بعد آپ کے تابع فرمان بندوں میں سے بعض کا منصب نبوت کو پا لینا میرے خیال میں اہل اسلام کے لئے باعث فخر ہے مقام اعتراض نہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مضمون کا مطلب تو غالباً ناظرین اہل حدیث خوب سمجھ گئے ہونگے۔ اب ہم ہاتھی کے اندر کے دانت دکھاتے ہیں۔ اڈیٹر بدر قادیانی ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء کے پرچے میں لکھتا ہے:

> ہم مولوی شبلی صاحب سے ملنے گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا آپ لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کی کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرتﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا۔

اب ناظرین دونوں تحریروں کو ملا کر اپنے دل میں سوچیں کہ ہاتھی کے باہر کے دانت کون سی تحریر ہے اور اندر کے کون سی۔ اڈیٹر بدر کا یہ کہنا کہ دیگر مسلمانوں کی طرح ہمارا عقیدہ ہے، اپنے اندر کچھ سچائی رکھتا ہے خیر اسکا جواب تو اڈیٹر صاحب دیں اور مولوی سرور شاہ سنیں یا دونوں مل کر اس تناقض کو اٹھا دیں۔ ہمیں اس سے بھی بحث نہیں ہم تو یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ نے جو خاتم النبیین کی یہ تفسیر کی ہے کہ نبوت

جدیدہ کو مانع نہیں اس پر دلیل کیا دی ہے۔اس کی دلیل قرآن وحدیث سے دیں گے تو ہم بھی سنیں گے ایسا ہی ان کا یہ لکھنا بھی دلیل کا محتاج ہے کہ:

حضرت رسول مقبول ﷺ آخری اور کامل شریعت دنیا میں لائے جیسے آپ سے پیشتر ایک جماعت انبیاء کی آپ کے لئے رستہ صاف کرتی آئی کہ اس طرح اگر آپ کے بعد بھی آپ کے ماتحت آپ کی شریعت مبارک کی خادم ایک جماعت پیدا ہو تو کیا ہرج ہے۔شمس وقمر کی تمثیلات حضرت حق سبحانہ نے قرآن کریم میں کثرت سے دی ہیں چاند بذات خود روشن نہیں بلکہ سورج سے روشنی پاتا ہے۔حضرت نبی کریم ﷺ کی ذات پاک وہ شمس تھی جس سے سب انبیاء سابق کو نور ملا اور اب آپ کے بعد بھی آپ کی کامل متابعت سے نور ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جسے چاہے چن لے خاتم النبیین کا منصب آپ کے تتبع میں نبوت کے ظہور کا منافی نہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ بات خصوصیت سے محتاج دلیل ہے کہ حضرات انبیاء کو آنحضرت کے طفیل نبوت ملی۔اس کا ثبوت کتاب وسنت سے دینا ہوگا۔

آگے چل کر آپ نبوت کے منصب کی تحقیق کرنے کو لکھتے ہیں کہ:

لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں۔

اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا،

دوم عالی رتبہ شخص،

جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

افسوس اس تعریف کے مطابق مرزا صاحب نبوت کے امتحان میں فیل ہوئے نظر آتے ہیں آپ کو اخبار غیبیہ میں جس قدر ملکہ تھا، ماشاء اللہ اس کے نظائر بہت ہیں۔ مثال کے لئے ایک ہی کافی ہے جو آپ نے عبداللہ آتھم عیسائی کے مرنے کے لئے

پندرہ ماہ کی میعاد حتمی اور یقینی مقرر کی تھی مگر جب وہ پندرہ ماہ گذار کر دو سال بعد مرا تو آپ نے اپنی اس غیبی خبر کی یہ تفسیر فرمائی اور کیا ہی اچھی تفسیر فرمائی کہ

اگر کسی کی نسبت یہ پیش گوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینے تک مجذوم ہو جائے گا پس اگر وہ بجائے پندرہ کے بیسویں مہینے میں مجذوم ہو جا ہے اور ناک اور تمام اعضا گر جائیں تو کیا وہ یہ کہنے کے قابل ہو گا کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی ۔نفس پیش گوئی پر نظر چاہیے (حقیقت الوحی)

یہ ہے قادیانی اصطلاح میں اخبار غیبیہ جو بطور تحدی (چیلنج) کے کفار کے سامنے ظاہر کی جاتی تھیں بلکہ کی جاتی ہیں ایسی ہی اخبار غیبیہ کی بابت کسی دل جلے عاشق نے کہا ہے

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کر کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

ان قادیانی اخبار غیبیہ میں یہ کمال ہے کہ شروع (وقت اشاعت) میں تو پہلے دو نہیں ہوتے بلکہ یقیناً ایک ہی ہوتا ہے مگر آخر پر جا کر دو بلکہ تین بلکہ چار تک بھی ہو جاتے ہیں اسی کے حق میں کہا گیا ہے کہ: عشق آسان نموداول و لے افتاد مشکلہا

مفصل ہمارے رسالہ الہامات مرزا، اور صحیفہ محبوبیہ میں ملاحظہ ہو۔

آگے چل کر آپ نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی بابت کچھ لکھا ہے جس کے اصل جواب دہ ڈاکٹر موصوف ہیں مگر ہمیں بھی جس قدر اس امر میں واقفیت ہے ظاہر کئے دیتے ہیں۔

راقم مضمون نے انکار کیا ہے کہ مرزا صاحب سے پیشتر رمضان میں کسوف خسوف (چاند گرہن سورج گرہن) کبھی نہیں ہوا۔بس یہ نشانی مرزا صاحب کی سچائی کی ہے مگر افسوس ہے کہ راقم مضمون مع اڈیٹر صاحب بدر کے باوجود مرزائی ہونے کے مرزا کے اقوال سے پوری طرح واقف نہیں ۔اس کے جواب میں ہم مرزا صاحب قادیانی ہی کا قول پیش کرتے ہیں جو اڈیٹر الحکم نے ۲۸ مارچ ۱۹۰۸ء کے پرچہ الحکم میں صفحہ ۳ پر نقل کیا تھا کہ:

مرزا صاحب قادیانی اس سے انکار نہیں کرتے کہ ہم سے پہلے بھی رمضان

میں کسوف وخسوف ہوا۔

حوالہ مذکور ملاحظہ ہو۔ ہمارے نزدیک یہ بحث فضول نہ ہوتی تو ہم اس پر بھی مفصل نوٹ لکھتے۔ تاہم قادیانی مضمون نگاروں نے ہمیں اس پر آمادہ کیا تو لکھیں گے۔ پس وہ اپنے سابقہ بیان کے دلائل سے ہمیں اطلاع دیں۔ کیا وہ ایسا کریں گے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۱۸ جلد ۸ مورخہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۹ھ۔ ۳ مارچ ۱۹۱۱ء ص ۱۔۳)

کیفیت مناظرہ گوجرہ

گوجرہ ضلع لائل پور میں مرزائیوں سے مخالف مسلمانوں کا مباحثہ ہونا قرار پایا تھا جس کی کیفیت مرزائی اخبار بدر نے چھاپی ہے کہ ہمارے مخالفین نے مباحثہ سے گریز کیا لیکن اہل گوجرہ کی ایک دستخطی چٹھی کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ معاملہ بالکل برعکس ہوا۔ یعنی مرزائی لوگ گریز کرتے رہے۔ اسلئے وہ چٹھی ذیل میں درج کی جاتی ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ و ھو ھذا:

گوجرہ منڈی ضلع لائل پور میں (جو آبادی اور رونق کے لحاظ سے لائل پور کے دوسرے نمبر پر ہے) مسلمانوں نے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی ڈاکٹر جلال الدین صاحب کو سکرٹری منتخب کیا گیا اور انجمن کا سب سے بڑا فرض اشاعت تعلیم اور اسلامیہ بورڈنگ رکھا گیا تمام علاقہ میں تحریک شروع ہونے پر جب کہ انجمن بورڈنگ قائم کرنے کے لئے ایک پبلک جلسہ کرنا چاہتی تھی بابو جلال الدین صاحب کو مرزائی بننے کا شوق چڑھ گیا۔ بابو محمد رشید اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر گوجرہ نے جو مدت سے مرزائی ہے، ڈاکٹر جلال کی معرفت تمام لوگوں میں مرزائیت کی تبلیغ شروع کرائی۔ مسلمانان گوجرہ کو اس سے رنج پہنچا، اور ڈاکٹر صاحب کو سمجھانا شروع کیا کہ انجمن کا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ لوگوں کی توجہ مذہبی اختلافات کی طرف پھر جائے گی اور یہ قومی کام رک جائے گا۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے نہ سمجھنا تھا اور نہ سمجھے۔ چار پانچ آدمیوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا ناچار مسلمانوں نے مولوی محمد نعیم کو بلایا تو انہوں نے مرزا صاحب کی خوب قلعی کھولی۔ جس

پر ڈاکٹر صاحب خود مولوی صاحب سے بحث کے لئے تیار ہو گئے۔ مولوی صاحب سے آ کر سوال کیا اور مولوی صاحب کے جواب سے تنگ آ کر اقرار کرنے لگے کہ میں اپنے اپنے مولوی صاحبان کو بلا کر بحث کراتا ہوں۔ اسی وقت ایک اقرار نامہ لکھا جس پر مولوی صاحب مولوی صاحب اور ڈاکٹر صاحب نے دستخط کر دیئے اور اقرار ہو گیا کہ بروز جمعہ واقعہ ۱۰ فروری ۱۹۱۱ء کو بوقت ۱۰ بجے دن کے مناظرہ کے لئے مسجد میں جو فریق حاضر نہ ہو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔

مولوی صاحب نے تو وہیں قیام کر لیا اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے مرزائی مولویوں کو قادیان سے بلوایا۔ وہاں سے مولوی غلام رسول و حافظ روشن علی و شیخ غلام محمد صاحبان جمعرات کی صبح کو پہنچ گئے۔ حسن اتفاق سے جناب مولوی احمد دین واعظ جہلم والے بھی تشریف لے آئے مگر مرزائیوں کی طرف سے مناظرہ کے لئے کوئی نہ آیا۔ قریب گیارہ بجے کے اعلان کر دیا گیا کہ چونکہ مناظرہ کے وقت مرزائی صاحبان تشریف نہیں لائے اس لئے حسب اقرار خود وہ جھوٹے ثابت ہو گئے۔

پھر مرزائیوں نے اقرار کیا کہ بعد نماز جمعہ عیدگاہ میں مباحثہ کریں گے لیکن باوجود اس اقرار کے ابھی نماز جمعہ سے ہم لوگ فارغ نہیں ہوئے تھے کہ مرزائی جلدی جلدی نماز سے فارغ ہو کر بوریا بندھنا سنبھال کر چلتے بنے۔

پھر ہفتہ کی شام کے وقت خان صاحب سید مہدی شاہ آنریری مجسٹریٹ گوجرہ و رئیس مہدی آباد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ کل بروز اتوار میرے سامنے فیصلہ کر لو۔

پھر کیا تھا، مرزائیوں کے مولویوں کو فکر دامن گیر ہوا کہ اب کوئی بہانہ نہیں چل سکے گا رات کو بستر ے اٹھا کر چلتے بنے۔ صبح لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ تو اب قادیان بھی پہنچ گئے ہوں گے۔ مزید تحقیقات سے سراغ ملا کہ مولوی غلام رسول صاحب ابھی تک یہیں ہیں۔ شاہ صاحب نے فریقین کو کچہری میں بلایا وہاں فریقین کی باہمی گفتگو کے بعد یہ فیصلہ تحریر فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب نے احمدی جماعت کی طرف سے یہ لکھ کر دستخط کر دیئے ہیں کہ، میں احمدی جماعت کی طرف سے لکھ دیتا ہوں کہ جو شخص مرزا غلام احمد صاحب کو نہیں مانتا لیکن وہ کلمہ محمد الرسول اللہ ﷺ کا پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے اور

ہم کو اس کی نسبت کوئی شبہ مسلمانی کا نہیں ہے۔ اور اس کے مسلمان ہونے کی حیثیت میں اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔

الحمد للہ کہ اس بحث کا نتیجہ بہت مبارک رہا سلسلہ مرزائیہ میں ڈاکٹر جلاالدین صاحب جیسے عقل مند اور معاملہ چند لوگ پیدا ہو گئے تو مولوی نورالدین صاحب کو اپنا فتوی، غیر احمدی کے پیچھے نماز مطلق حرام ہے، بہت جلد واپس لینا پڑے گا اور اپنے فرضی مسیح موعود کے مندرجہ ذیل الہامات سے انکار کرنا پڑے گا۔

۱۔ جو شخص میری پیروی نہ کرے، تیری بیعت میں داخل نہیں اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (بلفظہ معیار الاخیار)۔

۲۔ بہر حال جب خدا تعالی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ (مرزا جی کا خط مندرجہ ذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۴۳ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)

خدا کرے وہ دن جلد آئے اور یہ نیا فتنہ مسلمانوں سے دور ہو آمین ثم آمین۔

نیاز مندان: شیخ نبی بخش حسن محمد سوداگران چرم گوجرہ منڈی۔ شیخ نبی بخش وحسن شفیع سوداگران چرم گوجرہ منڈی۔ شیخ محمد حسین محمد اسماعیل سوداگران چرم، میاں فتو خان ٹھیکہ دار۔ خاکسار محبوب عالم گرداور قاضی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ مارچ ۱۹۱۱ء۔ ص ۹۔۱۰)

حکیم الامت کیا فرماتے ہیں

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
جا کر کے جو دیکھا تو عمامہ کے سوا ہیچ

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اخباروں کی اصطلاح میں حکیم الامت سے مراد جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول قادیانی ہیں جن کو قادیانی لٹریچر میں حضرت صدیق اکبر

سے تشبیہ دی جایا کرتی ہے۔جن کے علم وحلم اور روشن خیالی کے بہت کچھ راگ گائے جایا کرتے ہیں۔غرض تمام خوبیوں کا مجموعہ انہیں کوسمجھا جاتا ہے۔آج ہم ان کی وسیع ظرفی اور روشن خیالی کا ثبوت خود ان ہی کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں ناظرین ذرہ نظر لگا کر پڑھیں اور کان لگا کر سنیں۔اڈیٹر الحکم لکھتا ہے:

ایک خادم امرتسر سے عیادت کے لئے آیا۔اس نے عرض کیا کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ ہم سے چندہ مانگتے ہیں کیا کیا جاوے۔فرمایا اشاعت اسلام تو ایک مبارک اور مفید کام ہے اور اس کے لئے ہمیں بہت تڑپ ہے اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیلے مگر جولوگ ہمارے سلسلہ کے دشمن ہیں اور اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق قابل غور یہ امر ہے کہ کیا وہ موید من اللہ اور منصور ہیں یا نہیں؟

اس کے لئے تم اپنے ہی شہر میں دیکھو جہاں ہمارے پانچ دشمن ہیں اور وہ اشاعت اسلام کی مدعی ہیں۔اول غزنوی گروہ۔دوم ثناء اللہ۔سوم احمد اللہ، چہارم اہل فقہ، پنجم مولوی محمد حسین کے ساتھ والے لوگ۔

اب غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے ان کی تائید اور نصرت کہاں تک کی۔حضرت اقدس کی مخالفت میں انہوں نے فرداً فرداً ناخنوں تک زور لگایا مگر نتیجہ کیا ہوا؟ کیا کوئی جماعت مستقل طور پر ان کو ملی۔اول تا باہم ان پانچوں میں بغض ہے اور ایک نے دوسرے کو مٹا دینے اور ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ایک نے دوسرے کے خلاف اشتہاروں کے ذریعہ وہ باتیں مشتہر کیں جن میں سے بعض کو شرفاء پڑھ بھی نہیں سکتے۔پھر موجودہ حالت میں غزنویوں کی جماعت جو ایک امام کے ماتحت تھی ان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ خود ان کی اپنی ہی نسل کے لوگ اپنی مسلّمہ امامت سے الگ ہو رہے ہیں اور اس گروہ کا ثناء اللہ اور احمد اللہ سے جو بغض ہے وہ ظاہر ہے۔

ثناء اللہ اشاعت اسلام کا مدعی ہے اس کی جو حالت امرتسر میں ہوئی وہ ظاہر ہے اسے بھی کوئی جماعت نہ ملی جو اس کو اپنا امام یقین کر لیتی۔

پھر اہل فقہ تھا اس نے بھی حضرت صاحب کی بڑی مخالفت کی لیکن اس کا

انجام یہ ہوا کہ اہل فقہ کا نام بھی نہیں۔

مولوی محمد حسین کے ماننے والے بھی کچھ لوگ امرتسر میں تھے مگر اس کی حالت بھی اب ظاہر ہے کہ خود ثناء اللہ نے اس کی مخالفت میں بڑے بڑے مضمون لکھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید اور نصرت نہیں کی اور کوئی جماعت انہیں عطا نہیں کی بلکہ خود ان میں پھوٹ ڈال دی۔

ان واقعات نے جو تجارب صحیح ہیں بتا دیا ہے کہ یہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر جب خدا تعالیٰ کی نصرت ان کے ساتھ نہیں تو ہم اپنے مال ان کے سپرد کیوں کریں۔ جناب الٰہی کا منشاء یہ نہیں کہ ان کو مؤید کرے برخلاف اس کے اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا ہے۔ تم جانتے ہو کہ شروع سے لے کر اب تک کس قدر مخالفت اس کی کی گئی شہر والوں نے دشمنی کی برادری نے مخالفت کی، ہندوؤں آریوں عیسائیوں سکھوں نے اور بالآخر خود مسلمانوں ایسی دشمنی کی کہ وہ چاہتے تھے کہ اس سلسلہ کا نام ونشان مٹا دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کیسی نصرت فرمائی اور کس طرح پر اس کو نشوونما دیا۔ ہر مخالفت اور ہر حملہ اس کی ترقی کا موجب ہوا اور ایک جماعت کثیر کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا اور ہر قسم کے لوگ اس کی خدمت کے لئے جمع ہو گئے۔ یہ تائید الٰہی کا ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو پیدا کیا ہے اور اسی کے ذریعہ یہ کام ہوگا۔

(الحکم قادیان ۷ جنوری ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ماشاء اللہ! چشم بد دور۔ وسیع ظرفی کے علاوہ قوت استدلالیہ کیسی کمال پر ہے۔ خیر کچھ بھی ہو بہرحال آپ کی ساری تقریر کا خلاصہ دو حصوں میں ہے:

الف۔ مرزا اور فرقہ مرزائیہ مؤید من اللہ ہیں۔

ب۔ ان کے سوا دوسرا کوئی بھی مؤید من اللہ نہیں۔

نتیجہ: اشاعت اسلام کوئی شخص یا فریق ان کے سوا نہیں کر سکتا لہٰذا کسی کو بھی

مدد نہ دی جائے (مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں جو روپیہ دینے کا وعدہ آپ نے فرمایا ہے اس کا بھی اعتبار نہ رہا۔ثناء اللہ امرتسری)

امر اول کی تحقیق کی حاجت نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کی جماعت کہاں تک خدا کی تائید سے بہرہ ور ہیں۔ خدا کا نام لے کر جتنی پیش گوئیاں بطور تحدی کے کیں سب کی سب جھوٹی نکلیں۔ ہر موقع پر آپ کو لینے کے دینے پڑے۔ مرزا کی تو ساری عمر ہی ذلتوں کم نصیبیوں میں گذری۔کبھی کسی مقابلہ یا مخالفت پر انہوں نے روحانی طاقت یا فوق الفطرت نورانیت سے غلبہ نہیں پایا۔

مرزائیوں کا مؤید من اللہ ہونا ریاست رام پور میں کھل چکا ہے جہاں پر شروع مباحثہ ہی میں ایسے مرعوب تھے کہ آیات قرآنیہ بھی صاف نہ پڑھ سکتے تھے، حالانکہ مسئلہ بھی وفات مسیح کا تھا، جو شب و روز ان کی گردان ہے۔

چیلنج۔ افسوس ہے ہمیں تو مرزا اور مرزائیوں کے مؤید من اللہ ہونے کا کبھی موقع ثابت نہیں ہوا ہم تو اس انتظار ہی میں رہے یہاں تک کہ ایک دفعہ بدر نے اپنی معمولی ڈینگ مارتے ہوئے مقابلہ میں لیکچر دینے کی ہم کو دعوت دی تھی لیکن جب ہم نے اس دعوت کو قبول کیا تو آخر وہی ہوا جو ہم نے کہہ دیا تھا کہ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

باوجودیکہ ہمیں ان کے مؤید من اللہ ہونے کا خواب میں بھی کبھی وہم تک نہیں آیا تاہم بطور تحدی ہم ان کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اپنا اور اپنے امام کا مؤید من اللہ ہونا ثابت کرنے کو ایک مجمع عام کریں امرت سر میں کریں یا لاہور میں، بٹالہ میں کریں یا گورداسپور میں۔غرض جہاں ان کی مرضی ہو ہم حاضر ہوں گے۔سب سے پہلے مرزا صاحب کے مؤید من اللہ ہونے پر بحث ہوگی۔ بحث منظور نہ کریں تو اسی مضمون پر مقابلہ کے لیکچر ہوں گے اور ایک معزز بزرگ صدر جلسہ ہوں گے جو ہر فریق کو دل آزار الفاظ بولنے پر مناسب تنبیہ کریں گے۔کیا حکیم الامت صاحب اس نشان نمائی کے لئے تشریف لاویں گے، یا اجازت بخشیں گے؟

دوسری بات کہ مرزائیوں کے سوا کوئی بھی مؤید من اللہ نہیں۔اس کے ثبوت

میں حکیم صاحب نے اپنے علم استدلال کا خوب ثبوت دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری جماعت ہے ان کی جماعت نہیں۔ جماعت پر تو بحث میں پھر کرونگا پہلے میں آپ کو آپ ہی کے امام کا قول سنالوں جس سے دونوں جماعتوں کا مقابلہ معلوم ہو سکے۔ پس غور سے سنیئے۔ جناب مرزا صاحب آنجہانی فرماتے ہیں:

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب جو آج کل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں، اس گندے طریق سے باز نہیں آتے تو میں بخوشی قبول کرونگا کہ اگر وہ مجھ سے درخواست مباہلہ کریں۔ لیکن امرتسر میں یہ مباہلہ نہیں ہوگا۔ ابھی تک مجھے وہ وقت بھولا نہیں جب میں ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہل حدیث نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس طرح شور کر کے اور پورے طور پر سفاہت دکھلا کر میری تقریر بند کرا دی اور جب میں سوار ہوا تو اینٹیں اور پتھر میری طرف چلائے اور حکام کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۳۰)

حکیم صاحب! میں سچ کہتا ہوں کہ میں اس ہنگامے میں نہ تھا مگر مجھے یہ سن کر سخت افسوس ہوا کہ کسی ظالم نے حضرت مرزا صاحب قادیانی کے سر مبارک پر بہت پرانی جوتی کا ایک پیر دے مارا تھا جس سے عجب نہیں کہ ناپاک جوتے کا گرد وغبار حضرت موصوف کی ریش مبارک تک بھی پہنچا ہو۔ مگر میری اس میں کوئی سازش نہ تھی نہ مجھے اس کا علم تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ تاہم جماعت کا ثبوت تو ہے ہاں میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ اہل حدیثوں میں پیری مریدی کا جال نہیں کہ جماعت مریدین پر احکام جاری کئے جائیں اور وہ بے سوچے سمجھے پیچھے ہولیں بلکہ بقول مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی، اہل حدیث ایک لبرل آزاد اور بے قید فرقہ کا نام ہے (اشاعۃ السنہ۔ جلد ۹۔ ص ۳۷)۔ غرض یہ کہ اہل حدیثوں کا اصول ہے:

کسی کا ہو رہے کوئی، نبی کے ہو رہے ہیں ہم

تاہم آپ کا فخر بے جا ہے۔ آیئے میں آپ کے حقیقی مخالفوں میں آپ سے زیادہ جماعت کا ثبوت دوں۔ آپ جانتے ہوں گولڑہ ضلع راولپنڈی میں ایک

بزرگ پیر مہر علی شاہ صاحب ہیں جن کے نام پر جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تحفہ گولڑویہ لکھا ہے جو مرزا صاحب قادیانی کے مقابلہ کے لئے لاہور تک آئے تھے بلکہ میں اور دیگر مشیر نہ روکتے تو قادیان ہی جا پہنچتے۔ آپ کو معلوم ہے انکے مریدوں کا دائرہ کہاں تک وسیع ہے؟ معلوم نہ ہو تو میں ہی آپ کو بتلا دوں کہ اتنا وسیع ہے کہ جب وہ لاہور آئے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان کے مقابلہ کو نہ نکلے تو جناب موصوف نے نہ نکلنے کا یہی عذر پیش کیا تھا کہ پیر صاحب کے خونخوار مریدوں کی بے شمار جماعت تھی، میں کیسے آتا۔

اور سنئیے! آپ کے پکے مخالفوں میں ایک صاحب حافظ پیر جماعت علی صاحب ضلع سیالکوٹ کے بھی ہیں ان کے معتقدین کی جماعت آپ کی جماعت سے کم نہ ہوگی۔

اور لیجئے! ڈیرہ جات (اسماعیل خان، غازی خان) وغیرہ کی طرف تونسہ والے صاحب ہیں۔ ان کی جماعت بھی آپ کی جماعت سے بہت زیادہ ہے۔

اور سنئیے! حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا حلقہ اثر بھی آپ سے بہت زیادہ ہے۔

ادھر مجدد احمد رضا بریلوی کی رضائی پارٹی بھی آپ کے مریدوں سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔

ہاں سب سے زیادہ قابل غور آخری نظیر ایک ہی پیش کرتا ہوں جس کو آپ بھی مانیں گے وہ ہز ہائی نیس سر آغا خان ہیں جن کے معتقدین مسلمانوں سے زیادہ ہندو ہیں، ایک ملک میں نہیں بہت سے ملکوں میں ہیں جو مرزائیوں سے زیادہ راسخ الاعتقاد ہیں۔

یہ نظائر اسلامیوں کی بتلائی ہیں۔ غیر اسلامیوں کا ذکر کروں تو بہت زیادہ ہو جائے۔ سوامی دیانند، باب، اور بہاء اللہ، رادھا سوامی، جین مت کے آخری پیشوا مہابیر سوامی، بدھ مت کے بانی ساکھی منی یا گوتم سکھوں کے متعدد گروؤں اور رام سنگھ کوکہ۔ چیت رام اور آپ کے ہمسائے بالمیک وغیرہ کی جماعتوں اور عیسائیوں میں سے کیتھولک پروٹسٹنٹ وغیرہ متعدد فرقوں کو بھی پیش نظر رکھئے (آج کل تقریباً ۱۸ لاکھ جینی

دنیا میں آباد ہیں اور بدھ مذہب کا ہندوستان میں ایک ہزار برس تک قریباً غلبہ رہا۔ تاہم اب بھی اس مت کا یہ زور شور ہے کہ دنیا کی کل آبادی میں سے ایک تہائی باشندے بدھ کے معتقد ہیں جو تبت برما سیام جزیرہ سنگل دین اور چین جاپان وغیرہ ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں کیا مرزا جی کی ڈیڑھ دمڑی کی جماعت جس پر حکیم الامت نورالدین خلیفہ قادیان نازاں ہیں ان مذکورہ بالا جماعتوں سے بلحاظ کثرت تعداد کسی طرح بھی لگا کھا سکتی ہے)

حکیم صاحب نے علماء کے اختلاف سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہا۔ آج میں اس راز خداوندی کو سمجھا جو امرت سر میں واقع ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ عموماً واقفین کی رائے تھی کہ میری اور خاندان غزنویہ اور جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی مصالحت کبھی نہ ہوگی۔ اسی لئے جب یہ خبر (مصالحت کی) ۱۷ فروری ۱۹۱۱ء کے اہل حدیث میں شائع ہوئی تو اطراف سے بڑے خوشی کے خطوط آئے اور بالکل ناممکن کا ظہور سمجھا گیا۔ مگر حکیم نورالدین صاحب کی یہ تحریر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جونہی آپ کے الفاظ (۷ جنوری ۱۹۱۱ء کے الحکم) میں شائع ہوئے، خدائی حکمت نے تقاضا کیا کہ قادیانی مشن کو اس گھمنڈ میں بھی ذلیل کیا جائے چنانچہ آسمانی حکم زمین پر اسی تاریخ کو آپہنچا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلاف توقع مصالحت ہوگئی۔ الحمد لله

امید ہے ہمارے علماء بموجب تعلیم نبوی آئندہ کو شماتت اعداء کا خوف ملحوظ رکھ کر پناہ مانگا کریں گے

اب میں حکیم صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اشاعت اسلام میں جو اسلام ہے وہ کیا ہے؟ آیا اس میں مرزا صاحب کی شخصیت (نبوت یا امامت) بھی داخل ہے یا نہیں؟ منطقی اصطلاح میں یوں سنیئے کہ وہ اسلام لا بشرط شئی ہے یا بشرط شئی یا بشرط لا شئی۔ اگر اس میں مرزا صاحب کی شخصیت داخل ہے تو بشرط شئی ہونے کی وجہ سے آپ کو مبارک ہو۔ ہمارے نزدیک تو ایسا اسلام، بجوئے نارزد اور شق ثالث ہے تو ہمارا حق ہے کہ اشاعت کریں اور اگر شق اول ہے تو بھی آپ کی خفگی بے جا ہے۔

لطیفہ۔ میری خوبی قسمت دیکھئے کہ باوجودیکہ میں حسب دعا مرزا صاحب قادیانی محض خدا کے حکم سے ان کے بعد زندہ رہا اور وہ چل دیئے (دیکھو اشتہار دعا مرزا

قادیانی۔ ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء) جس کا نتیجہ چاہیے تو یہ تھا کہ تمام مرزائی مجھ سے بیعت توبہ کرتے اور سبھی مرزائی یا احمدی کہلانے کے بجائے، ثنائی (گو میں اس نسبت کرانے سے متنفر ہوں) کہلاتے۔ مگر یہ حضرات ایسے مجھ سے ناراض ہیں کہ انکے مرد تو مرد، ان کی عورتوں کو بھی مجھ سے ملال ہے۔ ایک مرزائن صاحبہ نے رسالہ کشمیری گزٹ میں ایک مضمون اشاعت اسلام کا لکھا جس میں اشاعت کنندگان کی فہرست میں میرا نام بھی چھپ گیا بس جونہی وہ مضمون شائع ہوا تو مضمون نگار صاحب نے جھٹ سے دوسرے پرچہ میں (جنوری ۱۹۱۱ء) میں اس کی تردید شائع کی کہ ثناء اللہ کا نام اڈیٹر نے بڑھایا ہوگا میں تو اشاعت اسلام کا ہیرو صرف حکیم نورالدین صاحب کو جانتی ہوں۔ چہ خوش:

کیا نصیبا ہے ترا بلبل شیدا الٹا
رحم کی جا انہیں آ جاتا ہے غصہ الٹا

اب میں بھی ذرا تفصیل سے بتلانا چاہتا ہوں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی نے باوجود ادعاء مجدد مسیح کرشن بلکہ ابن اللہ (بقول مرزا صاحب ابن اللہ کا دعوی آیات متشابہات سے ہے) کے کہاں تک اسلام کی خدمت کی ہے۔ اور میں نے باوجود ایک خاکسار ہیچ کار بے یار و مددگار کیا کیا ہے۔ مگر اس مقابلہ سے میری غرض حکیم صاحب اور جماعت مرزائیہ کو صرف واقعات کا دکھانا مقصود ہے کوئی فخر ومباہات نہیں۔

حکیم صاحب! اتنا تو آپ خود ہی مانتے ہیں کہ میری ماتحت کوئی جماعت نہیں جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ میں کسی جماعت کی امداد (چندہ وغیرہ) کا ممنون نہیں ہوں مگر میں نے کیا کیا ہندوستان کے بڑے بڑے مباحثات آریوں کے بفضلہ تعالی میرے ہاتھ سے انجام پائے معمولی معلولی اور کل مباحثات تو اتنے ہیں کہ میں ان کا شمار بھی نہیں کرسکتا (نہ ہی رام پور کا ذکر کرتا ہوں) ہندوستان میں سب سے بڑے مباحثے دو ہوئے ہیں۔ دیوریہ اور نگینہ کا۔ پہلا ہفتہ بھر روزانہ ہوتا رہا۔ دوسرا دس روز تک روزانہ ہوتا رہا جس کی روداد یں مصدقہ مطبوعہ ہیں۔ ان مباحثات کا کیا اثر ہوا؟ میں کچھ نہیں کہتا۔ علاقہ روہیل کھنڈ اور علاقہ گورکھپور، گونڈہ بستی وغیرہ اضلاع میں جاکر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ان مباحثات پر فتح بدر اور فتح مکہ سے کم خوش نہ تھے۔ جو مسلمان پہلے مخالفوں کے حملوں سے زمین میں دھنسے ہوئے تھے وہی لوگ اس خوشی میں شاداں

وفرحاں مخالفوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔

اس کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد صاحب نے تمام عمر میں ایک ہی مباحثہ عیسائیوں سے کیا (میں نے عیسائیوں کے ساتھ اپنے مباحثات شمار نہیں کئے۔ اڈیٹر اہل حدیث) جو امرتسر میں ۱۵ روز ہوتا رہا اس مباحثہ میں اسلام کی شوکت کہاں تک ظاہر ہوئی خود مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں سناتا ہوں آپ اس مباحثہ کے آخری روز فرماتے ہیں:

> میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق ہوا معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ (کتاب جنگ مقدس)

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود محسوس کرتے تھے کہ یہ مباحثہ ان کا ایک معمولی رنگ کا تھا جو عام طور پر لوگ کیا کرتے ہیں۔ خاص رنگت اس میں تھی تو صرف یہ تھی جو مرزا صاحب نے پیش گوئی ظاہر کی تھی کہ فریق ثانی عبداللہ آتھم (عیسائی مناظر) پندرہ ماہ کے عرصہ میں مر جائے گا۔ پھر اس کا انجام جو ہوا سب کو معلوم ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اگر علماء کرام شروع ہی سے مرزا صاحب قادیانی کی کاروائیوں سے اپنی علیحدگی ظاہر نہ کر دیتے تو اس مباحثہ میں نتیجہ کے لحاظ سے مسلمانوں کو وہ روز بد دیکھنا نصیب ہوتا جو آج تک کبھی نہ دیکھا تھا کیونکہ میعاد مقررہ کے خاتمہ پر جس جس قدم کی تحریریں عیسائیوں نے نظم ونثر میں شائع کی تھیں اس صورت میں تو خاص قادیانی مشن پر تھیں۔ مگر اس صورت میں اسلام پر ہوتیں تو مسلمانوں کو ان کا جواب نہ سوجھتا جیسا کہ مرزا جی اور ان کی جماعت کو مع حکیم الامت کے نہ سوجھا۔

ناظرین! یہ ہے قادیانی مشن کی اشاعت اسلام۔

دوسرا صیغہ مرزا صاحب کی اشاعت کا تصنیف ہے فن تصنیف میں تو میں کھلے لفظوں میں اس بات کا مدعی ہو سکتا ہوں کہ مرزا صاحب اس فن میں محض ایک نو آموز کی طرح ٹھوکریں کھایا کرتے تھے۔ نو آموز کا لفظ بھی میں نے بپاس خاطر حکیم جی بولا ہے ورنہ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ آپ کی تصنیفات ایک بد دیانت بنئے کی بہی کی طرح پر از زور فریب ہوتی تھیں (مثال آگے آتی ہے)۔

تفصیل اس کی یوں سمجھئے کہ آپ کی تصنیفات دو قسم کی تھیں ایک تو مسلمانوں کے مقابلہ میں جن میں دلائل نقلیہ (قرآن وحدیث وغیرہ) سے اپنے دعاوی کا ثبوت دیتے ہیں۔ دوسری قسم آپ کی تصنیفات کی مخالفین اسلام کے مقابل تھیں مگر جب سے آپ نے دعوی مسیحیت کیا ہے مخالفین کے جواب میں بہت کم تحریریں آپ کی شائع ہوئیں آپ کو مسلمانوں ہی سے فرصت نہ ملی۔ مگر جتنی بھی کتابیں یا اشتہارات آپ نے مسلمانوں کے جواب میں یا اپنے اثبات دعوی میں شائع کئے ان سب کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں اور میں مسیح موعود ہوں۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اس موضوع میں آپ نے کیا کیا غلط فہمیاں بلکہ دھوکہ بازیاں پھیلائیں اور کہاں تک ایک بددیانت سے بددیانت بنیئے کی طرح انہوں نے سود در سود کی شاخیں نکال کر بات سے بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنایا۔ الامان و الحفیظ

اس موقع پر ہم مثال پیش نہ کریں تو غالبًا ہمارا دعوی زبانی رہ جائے گا اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک دو مثالیں بھی پیش کریں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی سچائی کے ثبوت میں مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل مرحوم علی گڈھی کے واقعات ایک ہی جگہ جمع کر کے لکھیں ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

> مولوی غلام دستگیر نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڈھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ وہ کاذب ہے مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ (قادیانی اربعین نمبر ۳ ص ۹)

لیکن ناظرین کس قدر حیران ہوں گے کہ اس کتاب اربعین کے صفحہ ۱۱ پر پھر اس محرفہ عبارت میں یوں ترمیم کی گئی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

> ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی یہی دعا کی کہ یا الہی اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے اور اگر مرزا غلام قادیانی

اپنے دعوی میں حق پر نہیں تو اسے مجھ سے پہلے موت دے۔ بعد اس کے بہت جلد خدا نے اس کو موت دے دی دیکھو کیسی صفائی سے فیصلہ ہو گیا۔

(قادیانی اربعین نمبر۳ص۱۱)

اور سنئیے! ایک مقام پر آپ اسی عبارت کو یوں لکھتے ہیں:

مولوی غلام دستگیر کی کتاب دور نہیں مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے دیکھو کس دلیری سے لکھتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ (قادیانی اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ۔ص ۷)

پہلے بھی ایک دفعہ ہم اعلان کر چکے ہیں اب بھی کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی ہم کو ان مذکورہ عبارات کا ثبوت ان دونوں مولوی صاحبوں کی کتابوں میں دکھا دیں تو ہم سے مبلغ پانچ سو روپیہ انعام لے دکھانے کا طریق یہ ہوگا کہ امرتسر یا لاہور میں مجمع ہوگا جس میں ایک دو آدمی اس غرض کے لئے منتخب کئے جائیں گے ہمارے پیش کردہ حوالہ ان کے ہاتھ میں ہوں گے اور مرزائیوں کی طرف سے جو حوالہ پیش ہوگا اس کو دیکھ کر وہ کہدیں گے کہ حوالہ ثابت ہے یا ثابت نہیں ہے اس میں کوئی بحث نہیں محض عبارت کا ثبوت طلب ہے اور بحث۔

حکیم امت صاحب! دھوکہ بازی دروغ گوئی جعل سازی تو ہر ایک مذہب میں ناجائز ہے۔ قادیانی مشن کو اس کلیہ سے مستثنی کرنے کا ارادہ سامی نہ ہو تو حکم دیجئے کہ جلسہ کیا جائے۔

دوسرا حصہ مرزا صاحب قادیانی کی تصنیفات کا مخالفین سے روئے سخن ہے۔ اس کا مطلع تو بالکل صاف ہے جس کا اختصار بھی ہم نے بہت دفعہ دکھایا ہے جو صرف اتنا ہے کہ:

اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے کہ اس کی پابندی سے مرزا صاحب جیسے خدا رسیدہ صاحب الہام پیدا ہو سکتے ہیں۔

آپ کیسے صاحب الہام راست باز تھے؟ یہ بالکل ایک کھلی صداقت ہے مفصل واقعات سب کو معلوم ہیں۔ ہاں اس موقع پر ایک حدیث یاد آئی جسے سنا کر مضمون ختم کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

العبرۃ بالخواتیم ۔ ہر ایک بات میں اعتبار خاتمہ کا ہوتا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا تھا جو سب سے آخری سمجھنا چاہیے اس میں آپ نے لکھا تھا کہ میرا اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا آخری فیصلہ یوں ہے کہ اگر میں (مرزا قادیانی) اس کی زندگی میں مر جاؤں تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں۔

بس یہ ہے آخری فیصلہ جس سے آپ کے الہامات اور آپ کا صاحب نبوت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

آہ! افسوس آج ہم اپنے معزز مخاطب کو اپنے سامنے نہیں دیکھتے..

ہاں میری تصنیفات کا سلسلہ بھی ملک میں شائع ہے جس میں نہ اپنا کوئی دعوی ہے نہ امامت ہے نہ مسیحیت ہے بلکہ سب تصنیفات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۱۰ مارچ۔ ۱۹۱۱ء ص ۱۔۵)

سر آغا خان اور مرزا قادیان

آج دعوی ان کی یکتائی کا باطل ہو گیا
رو برو ان کے جو آئینہ مقابل ہو گیا

پنجاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بہت نام پایا جس کی وجہ ان کا دعوی امامت مہدویت اور مسیحیت وغیرہ ہے جس کا خلاصہ مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں یہ ہے، جو وہ فرماتے ہیں:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

مرزا صاحب قادیانی کی زندگی کے حالات تو ناظرین اہل حدیث سے مخفی

نہیں نہ ان کے واقعات کے بتلانے کے لئے یہ عنوان ہے ان سب کا خلاصہ بھی سب کو معلوم ہے کہ:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر۔کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

بلکہ اس مضمون میں ہمیں یہ دکھلانا ہے کہ مرزا صاحب قادیان اور سر آغا خان میں کیا مشابہت ہے۔ وہ مشابہت اس امر میں نہیں کہ سر آغا خان تعلیم کے بڑے حامی ہیں اسی طرح مرزا صاحب بھی ہوں گے۔ یا اس امر میں کہ سر آغا خان باطنیہ فرقہ (شیعہ) کے امام ہیں مرزا صاحب بھی ایسے ہوں گے۔نہیں بلکہ ایک خاص بات میں مشابہت ہے جس کو مذہبی حیثیت سے اصل الاصول کہنا چاہیے اور مذہبی لحاظ سے وہی ایک بات قابل غور ہوسکتی ہے اس لئے ہم نے وجہ مشابہت میں اسی کو اختیار کیا پس ناظرین ذرہ غور سے سنیں۔

سر آغا خان کی بابت مشہور ہے (خدا جانے کہاں تک سچ ہے) کہ اپنے مریدوں کو مرنے کے وقت نجات نامہ دیا کرتے ہیں جس کی عبارت کیا ہوتی ہے؟ مختلف روایتیں ہیں غرض ایک چٹھی ہوتی ہے جو مرید کو بعد مرنے کے کام آوے۔ اس چٹھی کی فیس میت کی حسب حیثیت ہوتی ہے۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سوچا کہ یہ زمانہ اس قسم کی جہالت کا نہیں ہے کہ نجات نامہ کے خطوط حاصل کرنے کے لئے لوگ بڑی بڑی رقوم دیں نیز مجھ سے پہلے ایک بزرگ یہ کام کرتے ہی ہیں اور اونہی پر لوگ ہنسی اڑا رہے ہیں اس لئے کوئی نئ تجویز نکالنی چاہیے۔ بقول:

نہ پیروی ء قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کریں گے

اس کے جواب میں مرزا صاحب نے بہشتی مقبرہ یا شدادی بہشت بنایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے قادیان میں ایک ٹکڑہ زمین اس خاص غرض کے لئے الگ کیا کہ اس میں میرے خاص معتقدین دفن ہوا کریں اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا اس میں دفن ہونے کے لئے یہ شرط قرار دی گئی کہ مرنے والا اپنی جائداد میں سے ایک حصہ اس مقبرہ کے لئے وصیت کر جائے تو اس کو اس میں جگہ ملے گی چنانچہ بہت سے راسخ مریدوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی کو کہتے ہیں

شکست و فتح تو قسمت سے ہے ولے امیر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۱۷ مارچ ۱۹۱۱ء۔ ص ۵)

قادیان میں طاعون

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری ان کی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد

جس طرح انگریزوں کی سلطنت دو چیز (ریل اور تار) پر چل رہی ہے اسی طرح مرزائی نبوت کی چکی بھی دو دعووں پر چلتی تھی یا وہ چلانا چاہتے تھے۔

الف۔ میرے مریدوں (مرزائیوں) کو طاعون نہ ہوگا۔ (قادیانی رسالہ کشتی نوح)۔

ب۔ قادیان میں طاعون نہ آئے گا کیونکہ یہ خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے (دافع البلاء۔ ص ۵۔ الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء)۔

افسوس کہ یہ دونوں دعوے مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کے ان کی زندگی ہی میں غلط ہو گئے۔ قادیان میں طاعون آیا اور سخت آیا۔ خاص کر مرزا صاحب کے مریدوں میں آیا۔ یہاں تک کہ دائیں مونچھ کا بال افضل اڈیٹر بدر وغیرہ اسی طاعون سے خاص قادیان میں مرے، جس کا آخر کار آنجناب کو بھی اقرار کرنا پڑا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی۔ حاشیہ۔ ص ۲۵۳۔ ۲۵۴)

مگر جو خلیفۃ المسیح جناب حکیم نور الدین صاحب نے دعویٰ کیا کہ مرزا قادیانی اور جماعت مرزا ہی موید اور منصور من اللہ ہیں (دیکھو الحکم ۷ جنوری ۱۹۱۱ء مندرجہ اہل حدیث ۱۰ مارچ) تو جس طرح خدا نے مرزا کی زندگی ہی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب کی تھی، حکیم صاحب کی زندگی میں حکیم صاحب کی تکذیب کرنے کو قادیان میں خاص مرزائیوں کے اندر طاعون بھیجا۔ جس کے متعلق الحکم کے الفاظ یہ ہیں:

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ کل ۲۷ فروری ۱۹۱۱ء کو قریب عشاء

میاں محمد یسین مہاجر سہارن پوری نے پلیگ سے وفات پائی۔ مرحوم ایک مخلص مہاجر تھا جو اپنے بہت سے دنیوی مفاد اور رشتہ داروں کو محض خدا تعالی رضا کے لئے چھور کر مع اپنے بھائی محمد یامین کے چلا آیا تھا۔ مرحوم نے نہایت اطمینان اور استقلال کے ساتھ اس جام موت کو پیا۔ ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد سے الوصیت کے قواعد کے ماتحت اماناً اسے دوسری جگہ صندوق میں دفن کیا گیا ہے مرحوم کا استقلال اور اخلاص قابل رشک تھا اس کی ہجرت اللہ تعالی کے لئے تھی وہ آخر دم تک اس پر قائم رہا خدا تعالی اس پر برکات نازل کرے اور اس کے بھائی کو سکینت اور اطمینان دے آمین۔ احباب اس پر جنازہ غائب پڑھ دیں۔

(اخبار الحکم قادیان ۱۲۔ ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء)

یہ عبارت بلند آواز سے کہہ رہی ہے کہ مرنے والا باوجود ایمان اور استقلال اور ہجرت وغیرہ اوصاف ایمانیہ کے طاعون ہی سے مرا، جس پر یہ کہنے کا ہمیں حق حاصل ہے کہ:

رسول قادیانی کی رسالت بطالت ہے جہالت ہے ضلالت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ مارچ ۱۹۱۱ء ص ۳)

حکیم الامت کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء میں لکھا گیا ہے کہ حکیم الامت کے لقب سے قادیانی اصطلاح میں جناب حکیم نور الدین صاحب ہیں آج ہم انہی (حکیم صاحب) کا قول فیصل نقل کر کے ناظرین کو ایک پرانے قضیئے کا فیصلہ سناتے ہیں۔

اخبار اہل حدیث اور دیگر اسلامی پرچوں میں جب کبھی قادیانی مشن کے برخلاف کوئی مضمون نکلتا تو صلح کل احباب ہم کو اور دیگر لکھنے والوں کو مانع ہوتے کہ

مسلمانوں کو آپس میں منازعت اور ایک دوسرے کی تردید نہیں کرنی چاہیے جس کا جواب ہماری طرف سے بہت ہی نرم لفظوں میں ہوتا تھا کہ کیا کریں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی ہی کچھ ایسے ہیں کہ کچھ نہ کچھ لکھنا ہی پڑتا ہے۔ ہمارے اس جواب کو صحیح مان کر بھی صلح جو ہم پر بارڈالا کرتے کہ گو کچھ ہی نہیں، تاہم مسلمان تو ہیں، اسلئے ہمارا ان کا اختلاف فروعی ہے، اصولی (نہیں) ایسے احباب آج حکیم الامت صاحب کا فیصلہ ذرہ غور سے پڑھیں اس کے پڑھنے سے جو اثر ان کے دل پر ہو اس سے ہمیں اطلاع دیں حکیم نورالدین صاحب فرماتے ہیں:

ہم اور ہمارے مخالفوں میں فرق

یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے کیونکہ جس طرح وہ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی اسی طرح پڑھتے ہیں اور زکوۃ حج اور روزوں کے متعلق ہمارے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میری سمجھ میں ہمارے اور ان کے درمیان اصولی فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالی پر ایمان ہو اس کے ملائکہ پر کتب سماویہ پر اور رسل پر خیر وشر کے اندازوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی یہی مانتے ہیں اور اس کا دعوی کرتے ہیں لیکن یہاں سے ہمارا اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں یہ عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا قرآن مجید میں تو لکھا ہے

لا نفرق بین احدٍ من رسلہ

لیکن حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے انکار میں تو تفرق ہوتا ہے۔

(الحکم قادیان۔۲۱۔۲۸۔فروری ۱۹۱۱ء ص۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

حکیم صاحب کو خدا اس کی جزا دے کہ انہوں نے بہت پرانا مسئلہ حل کر دیا اور ہر ایک پر ظاہر کر دیا کہ قادیانی مشن جو اپنے آپ کو محمدی چھوڑ کر احمدی کہلاتا ہے اس کی وجہ وہی ہے جو محمدی کہلانے کی ہے یعنی جس طرح عام مسلمان محمدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ ان کے ہادی اور نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، مرزائی احمدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ ان کا ہادی غلام احمد ہے۔ اب اس کو ایک مثال میں یوں دیکھو کہ ہم مسلمانوں کا اور مرزائیوں کا اسی طرح کا فرق ہے جو عیسائیوں اور محمدیوں میں ہے کہ ایک فریق دوسرے کی نسبت ایک رسول کو زیادہ مانتا ہے۔ اسی مضمون کی تائید حکیم صاحب نے دوسرے ہفتے ان لفظوں میں فرمائی ہے جو درج ذیل ہیں اڈیٹر بدر لکھتا کہ حکیم صاحب کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہماری بابت؟ تمہارا کیا خیال ہے، اسے کیا جواب دیا جائے۔

فرمایا لا اله الا الله ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی مطلب ہے کہ اس کے سارے حکموں کو مانا جاوے گا۔ اب سارے ماموروں کا ماننا لا اله ا لا الله کے معنوں میں داخل ہے۔ حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت مسیح، ان سب کا ماننا اسی لا اله ا لا الله کے ماتحت ہے حالانکہ ان کا ذکر اس کلمہ میں نہیں۔ قرآن مجید کا ماننا، سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانا، قیامت کا ماننا، سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم میں داخل ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب نیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے، یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

و من ا ظلم ممن افتری علی الله کذ با او کذ ب بالحق لما جاء ہ ۔(العنکبوت ۔ ٦٨)

و من اظلم ممن افتری علی الله کذ با او کذ ب بآ یا ته (الانعام :٢١)

و من اظلم ممن کذ ب علی الله و کذب بالصدق اذ جا ء ہ (الز مر : ٣٢)

دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں۔ ایک جو اللہ پر افتراء کرتا ہے۔ دوم جو ان کی تکذیب کرے۔(ا

صل مضمون میں ایک آیت تھی میں نے دو مزید آیات اس مضمون کی نقل کر دی ہیں۔ بہاء) پس یہ کہنا مرزا نیک ہے دعاوی میں جھوٹا۔ گویا ضدین کو جمع کرنا ہے جو ناممکن ہے۔ حضرت اقدس نے اس سوال کا جواب حقیقۃ الوحی میں دیا ہے۔ پھر آپ عبدالحکیم کو اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

بہر حال خدائے تعالی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء

اور معیار الاخیار صفحہ ۸ میں رقم طراز ہیں:

جو شخص پیروی نہ کرے گا تیری بیعت میں داخل نہیں اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا ورسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (بدر قادیان۔ ۹ مارچ۔ ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس سے بھی کوئی زیادہ صاف فیصلہ ہوگا جو جناب مسیح اور خلیفۃ المسیح کے دستخطی ہے کہ جتنے مسلمان مرزا صاحب قادیانی کی خبر پا کر منکر ہیں سب کافر اور جہنمی ہیں۔ ایک دفعہ اور ہم حکیم صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہم کو بہت سی... سے سبک دوش فرمایا اور جو لوگ مولانا شبلی جیسے باخبروں کو بھی دھوکہ دینے کو کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم مرزا قادیانی کو رسول نہیں مانتے بلکہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین عام معنی میں سمجھتے ہیں حکیم صاحب نے انکی خوب تکذیب اور اہل حدیث کی تصدیق فرمائی جس کے لئے ہم حکیم صاحب کے مشکور ہیں (ملاحظہ ہو اہل حدیث ۴۔ دسمبر ۱۹۱۰ء)۔

اب اصل مطلب بھی سنئیے۔

حکیم صاحب آپ کی تقریر سے یہ بات تو صاف کھل گئی کہ ہمارا اور قادیانی مشن کا اصولی اختلاف ہے۔ یہ بھی واضح ہوگئی کہ اصولی اختلاف صرف مرزا صاحب کی نبوت کے متعلق ہے پس ہمارا حق ہے یا نہیں کہ ہم آپ کے مشن پر وہ سوالات کریں جو آپ کے رسول کی رسالت کے منافی ہوں جس طرح عیسائی اور آریہ وغیرہ آنحضرت ﷺ کی رسالت پر اعتراض کرتے ہیں اور مسلمان ان اعتراضات کو اٹھاتے ہیں چنانچہ قادیانی مشن کا ہیرو (پیشوا) اور افراد بھی اسی غرض کے لئے مباحثات میں جاتے ہیں بلکہ جناب مرزا صاحب تو اسی کام کی وجہ سے نیک نام بنتے تھے پس ٹھیک اسی طرح ہم ایک جلسہ میں نبوت مرزائیہ پر معترض ہوتے ہیں اور ان اعتراضات کے

جوابات دینے کو آپ (حکیم نورالدین) تشریف لاویں یا کسی وکیل کو (ایک کو یا کئی ایک کو) بھیجیں۔ غالباً نہ ہمارا یہ تقاضا کوئی بے جا ہے نہ آپ کا جواب دینا کچھ غیر مفید اور لایعنی بلکہ جس طرح محمدی ہونیکی حیثیت میں نبوت محمد یہ کا ثبوت دینا اور اعتراضات کو اٹھانا فرض ہے اسی طرح احمدی ہونے کی حیثیت سے نبوت احمد یہ کا ثبوت دینا اور اعتراضات کو اٹھانا احمدی (مرزائی) کا فرض ہے۔ کیا کوئی احمدی (مرزائی) ہے جو اس کام کے لئے لبیک کی آواز ہمارے کانوں میں ڈالے۔ وہ لاہوری ہو یا امرت سری قادیانی ہو یا دہلوی ہمیں اس سے غرض نہیں کسے باشد مگر ہو حکیم صاحب کی اجازت سے۔ ایسا نہ ہو کہ بعد کو کہا جائے کہ چونکہ ہم اپنے امام کے حکم سے نہ گئے تھے اس لئے ذلیل ہوئے جیسے رام پور کے مباحثہ کی بابت کہا جاتا تھا۔ خدا کرے اس درخواست کی قبولیت میرے کان بہت جلد آشنا ہوں مگر رام پور کی طرح میں پیش گوئی کئے دیتا ہوں (خدا کرے میری پیش گوئی غلط نکلے) کہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

او مرزائیو! اب تمہارا کوئی عذر نہ ہوگا اگر تم لوگ محض اسلام کی آڑ میں قادیانی نبوت کو چھپاؤ گے تو سمجھا جائے گا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ بس تمہارا بحیثیت مرزائی ہونے کے ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ محمدی ہونے سے ہمارا فرض ہے کہ ہم نبوت محمد یہ کا ثبوت دیں اور آپ احمد یہ کا۔ ہاں یاد رکھو اگر تم لوگ ہم کو جواب نہ دو گے تو یہی سوال آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے پیش ہونے والا ہے۔ اس وقت کے لئے تیار رہو۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۱۱ء ص ۱۔۳)

مذاکرہ بابت نبوت ورسالت

جناب اڈیٹر صاحب اہل حدیث تسلیم:

۲۴ فروری ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں جو جناب فضل دین صاحب قادیانی نے تین

سوال برائے استفسار شائع کرائے ہیں ان کے جوابات احقر کے ناقص فہم میں جو آئے وہ معروض خدمت ہیں:

سوال نمبرا۔ نبوت اور رسالت کی تعریف کیا ہے

جواب۔ جناب والا اس کی تعریف یوں ملاحظہ فرمایئے گا نبوت کے معنی (نبی ہونا) اور نبی ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ من جانب اللہ مخلوق اللہ کی ہدایت کے واسطے دنیا میں آئے عام ہے اس بات سے کہ اس کا دین اور کتاب جدید ہو یا اپنے مقدم نبی کے مذہب پر ہو جیسے حضرت شعیب کہ بلا دین اور کتاب آئے۔

اور رسالت کے معنی رسول ہونا، اور رسول اس کو کہتے ہیں کہ اپنا دین اور کتاب (یعنی وحی) دونوں جدید رکھتا ہو مثل ہمارے نبی ﷺ کے کہ عیسی کے بعد دنیا میں تشریف لائے مگر مع اپنی جدید شریعت اور کتاب (یعنی قرآن مجید) کے۔

اب رہی ان دونوں لفظوں کی لغوی تحقیق وہ یوں خیال فرمایئے کہ نبوت و رسالت یہ دونوں مصدر ہیں۔ نبوت کے معنی خبر دینا اور رسالت کے معنی پیغام پہنچانا۔ و نیز لفظ نبی نباء سے مشتق ہے اس کے معنی خبر دینے والے کے ہیں اور صیغہ صفتہ مشبہ کا ہے رسالۃ بروزن معالۃ مصدر ہے۔

سوال نمبر۲۔ کیا نبوت اور رسالت کے واسطے کوئی امر مابہ الافتراق ہے؟ اور اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

جواب۔ ہاں نبوت اور رسالت کے مابین ایک امر مابہ الافتراق بھی ہے اگرچہ وہ ضمناً دونوں کی تعریف کرنے ہی سے معلوم ہوتا ہے لیکن بالتصریح یوں سمجھئے کہ جب ہم نے نبی کی یہ تعریف کی کہ وہ شخص جو من جانب اللہ ہدایت مخلوق کے لئے آئے خواہ اس کا دین اور کتاب وہی ہو جو قبل والے نبی کا تھا یا جدید۔

اور رسول کی یہ تعریف کی کہ وہ شخص جو رہنمائی خلق کے واسطے نازل ہوا اور اپنا دین و کتاب جدید رکھتا ہو۔ بس تو معلوم ہوا کہ نبوت میں تعمیم رہی اور رسالت میں تخصیص چنانچہ رب العزت، حضرت ﷺ کی شان میں فرماتا ہے انا رسول رب العالمین اس کو اصطلاح منطق میں عام خاص مطلق کی نسبت کہتے ہیں یعنی جو رسول ہوگا وہ نبی بھی ہوگا اور جو نبی ہوگا وہ رسول نہیں ہوگا۔ بدیہی بات ہے کہ خاص میں

عام پایا جاتا ہے اور عام میں خاص نہیں۔ غرض کہ نبوت و رسالت کا ما بہ الافتراق امر بھی بالتفصیل ظاہر ہو گیا۔

سوال نمبر ۳۔ نبوت و رسالت کے لئے کیا کوئی ایسا امر ہے جو بطور خاصہ لازمہ کے سمجھا جائے اور اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

جواب۔ جی ہاں نبوت اور رسالت کے لئے (یعنی نبی ہونے اور رسول ہونے کے لئے) ایک خاصہ لازمہ بھی ہے کہ وہ سوائے نبی اور رسول کے کسی اور فرد انسان میں نہیں پایا جاتا جس کو معجزہ کہتے ہیں اس کے معنی خرق عادت کے ہیں یعنی بلا کسی لاگ اور سحر وغیرہ کے ایسے امور کا سرزد ہونا جو عقل میں نہ آسکے مثل معجزہ شق القمر وغیرہ کے۔ خاصہ شئے کا وہ ہوتا ہے کہ علاوہ اس کے دوسرے میں نہ پایا جاوے مثلاً انسان کا خاصہ ضحک ہے کہ وہ فرس غنم بقر میں نہیں پایا جاتا انسان ہی میں پایا جاتا ہے اسی طرح نبی اور رسول کا خاصہ لازمہ یہ ہے کہ وہ معجزہ رکھتا ہو اور کسی وقت قوت معجزہ اس سے زائل نہ ہو جس وقت وہ چاہے بحکم الٰہی غیر ممکن کو ممکن کر دکھائے۔

بلا معجزہ کے وہ کیسا ہی اپنے منہ آپ میاں مٹھو بنے یا مسیح موعود کہلوائے حالانکہ پیشین گوئیاں بھی کرے مگر ہم اس کو حاشا وکلّا نبی اور رسول نہیں کہیں گے اور نہ کسی اور کہنے دیں گے۔ فیه ما فیه، و ما علینا الّا البلاغ۔

راقم: ابوالمکارم فیروز بخت فدوی محمد اکرم علی اکرم مولوی عالم عرف مطلوب شاہ عفی عنہ بدایونی حال وارد رام پور متعلم مدرسہ عالیہ درجہ مولوی فاضل عربک

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۱۱ء ص ۶۔۷)

نور الدین کا نور

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حکیم نور الدین صاحب خلیفہ قادیان نے ایک رسالہ نیا مسمّی، احمدی، جاری کرایا ہے جس میں خصوصیت سے اہل حدیث کے تعاقبات کے جواب دینے کا اعلان

کیا گیا ہے حکیم صاحب نے علاوہ خلیفہ ہونے کے اس رسالہ کی سرپرستی منظور کی ہے بلکہ ایک رقم خاص اس کی امداد کو جیب خاص سے عطا فرمائی ہے اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم اس رسالہ کو حکم صاحب ہی کا سمجھا کریں کیوں؟

نہ سگ دامن کاروانے درید
کہ دہقاں ناداں کہ سگ پروید

اس رسالہ میں اہل حدیث (امرتسر) کے جوابات کہاں تک دئے گئے ہیں؟ اس کا اندازہ تو خود حکیم نورالدین صاحب ہی کر سکتے ہیں، ہاں اس بات کا اظہار کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ گالیاں بڑی مزے کی دی جاتی ہیں کیونکہ اس کا ادیٹر کسی خاص وجہ سے اس فن میں خاص ملکہ رکھتا ہے (اس وجہ کی تشریح کی ضرورت ہوئی اور اڈیٹر مذکور نے اپنے برتاؤ سے مجبور کیا تو کی جاوے گی۔ اڈیٹر اہل حدیث) جسکا مقابلہ ہم سے نہیں ہوسکتا اور اس کا ہمیں خود اعتراف ہے۔

رسالہ (احمدی) کے تین نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ پہلے نمبر میں اس نے مخالفین مرزا قادیانی کو یہودی بنایا اور جس قدر آیات و احادیث یہودیوں کے متعلق ہیں وہ سب مخالفین مرزا قادیانی، مسلمانوں کے حق میں لکھی ہیں حالانکہ اس کا فرض یہ تھا کہ پہلے اپنے مسیح موعود کی حقیت ثابت کر لیتا پھر اس کے مخالفوں کی نسبت جو چاہتا کہتا۔ لیکن ایسا کرنا ذرا کارے دارد، ہے۔ اس لئے حکیم صاحب نے تمام زور ایک نظم پر نکالا جس کا نام رکھا ہے ناصحانی نظم۔ جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

ثناء اللہ! اگر تجھ میں ہے کچھ شرم و حیا باقی
تو بول اٹھ اب تری ذلت میں ہے کیا رہ گیا باقی
جو تجھ میں آدمیت تھی وہ مدت سے گئی گذری
سوائے اک یہودیت کے ہے اب تجھ میں کیا باقی
نہ کچھ باقی رہا علم و فضل و عقل و دانش سے
نہ بو ایمان کی تجھ میں نہ زہد و اتقا باقی
کہاں کی افضلیت مولویت ہے لئے پھرتا
یہودوں میں نہ تجھ جیسے بہت تھے پارسا باقی

جری اللہ (مرزا) کی تکذیب سے ثابت کیا تو نے
کہ دشمن انبیاؤں کا ہے تو ہی اک رہا باقی
بہت نزدیک ہے اے غافل اب تقدیر ربانی
نہ دشمن ہی رہیں گے اور نہ ان کے اقربا باقی
خدا کا ہاتھ آ کر خود کرے گا فیصلہ تیرا
رہیں گے کب تلک تیرے بھلا جور و جفا باقی
نصیحت مان لے ناصح کی اے امرتسری نادان
اگر اسلام کی تیرے بدن پر ہے ردا باقی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ منشی مولا بخش صاحب متخلص کشتہ امرتسری نے حکیم نورالدین صاحب کی خاطر اس نظم کے جواب میں ایک نظم لکھی ہے جو بغرض قادیانی مشاعرہ درج ذیل ہے:

بتاؤ شیخ چلی کے مریدو! اب ہے کیا باقی
نہ سارنگی ہی باقی ہے نہ اب ہے میرزا باقی
کہو وہ کون تھا جس نے کیا رسوا شریفوں کو
وہ داغ عشق سینے پہ رہا کس کے صدا باقی
نکاح آسمانی کے ہوئے الہام گو لاکھوں
لحد میں حسرت وصل آہ لیکن لے گیا باقی
اگر ایسے ہی مرسل عشق باز اور مفتری ہوتے
بجز الحاد و دہریت کے پھر تو کچھ نہ تھا باقی
نہ پوری ہو سکی پیشین گوئی آج تک کوئی
مگر اف رے ڈھٹائی ہے برابر ادعا باقی
مباہل کون عبدالحق سے تھا اور ڈاکٹر جی سے
بتاؤ وہ ہیں زندہ یا کہ ہے اب میرزا باقی
مباہل سب سے ہوتا تھا وہ اک روباہ بازی سے
مقابل شیر یزداں کے نہ کچھ اس کا رہا باقی

گریباں میں ذرا منہ ڈال کر مرزائیو! سوچو
تمہارے حضرت اقدس سے کیا کیا رہ گیا باقی
یہ کیسی بہکی باتیں ہیں تم اب ہو منتظر کیسے
تبھی کا مرچکا مرزا، ابھی ہے فیصلہ باقی؟
تجاہل عارفانہ سے اگر تم کہہ نہیں سکتے
تو سن میرزا کا ہے جو دنیا میں پتہ باقی
گھٹا حسرت کی اس کی قبر پر ہر دم برستی ہے
نہیں زیر لحد کچھ بھی عفونت کے سوا باقی
سراسر منہ کی کھاتے ہو مگر کچھ ڈھیٹھ ایسے ہو
کہ ہے اب بے حیائی کا تمہیں بس آسرا باقی
تمہیں پر منحصرہے اس کمی کو اب کرو پورا
تمہارے پیر و مرشد سے اگر کچھ رہ گیا باقی
صریح و صاف دکھلائے نشان اللہ نے کیسے
مگر اب تک ہے ویسا ہی تمہارا افتراء باقی
کیا تھا کس نے دھاوا قادیاں پہ یاد ہے تم کو
نہ نکلا کون بیت الفکر سے، ہے کچھ پتا باقی
تمہارا وہ مسیح و مہدی معہود دیکھو تو
پھنسا خود ایسی مشکل میں کہ چارہ کچھ نہ تھا باقی
وہ مرنا میرزا کا ہگتے ہگتے آہ غربت میں
وہ عبرت ناک نقشہ تھا کہ پہروں تک رہا باقی
ریاست رامپور میں کس نے پہنچائی تھی زک تم کو
نہ چھوڑے تھے بھلا کسنے تمہارے دست و پا باقی
جو آ پہنچے ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل
نہ کچھ حجت رہی باقی نہ کوئی ادعا باقی

خزاں آنے کو ہے اب گلستان کذب مرزا میں
رہے گا اس چمن کا اب نہ اک پتہ ہرا باقی
کوئی پوچھے تو نور الدین سے اتنا کہ اے حضرت
یہی ایمان داری ہے یہی ہے اتقاء باقی
جواب آیا نہ الہامات مرزا اور مرقع کا
ہوا ثابت کہ حضرت میں نہیں اب ناطقہ باقی
ستا لو، گالیاں دے لو ، خدا کے نیک بندوں کو
ابھی اعمال نامے میں تمہارے ہے جگہ باقی
پڑا ظلمت کدہ میں خود ہے نور الدین نے چارہ
نہ حاصل چشم بینا ہے نہ دل میں ہے ضیا باقی
دلائی ہیں ہزاروں گالیاں دلّی کے پھکڑ سے
رہے تا یادگار اک فعل نور الدین کا باقی
گڑے مردے اکھاڑے جائیں کشتہ کسکی خواہش تھی
مگر ہے شومئی قسمت سے ان کو ولولہ باقی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ رسالہ احمدی دہلی کے دوسرے اور تیسرے نمبر میں حکیم نور الدین صاحب کا سارا زور اس پر ہے کہ علماء کے اخلاق اچھے نہیں۔ ایک دوسرے کو کوستے اور گالیاں دیتے ہیں چنانچہ علماء کی باہمی جدلی تحریرات کو بالاستیعاب درج کیا ہے۔ مگر معلوم نہیں اس کوشش کا نتیجہ ان کے خیال میں کیا ہے جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔ غالباً یہ نتیجہ ہو گا کہ چونکہ علمائے اسلام کے اخلاق بہت خراب ہیں اس لئے مسیح موعود کی ضرورت ہے چنانچہ خود بدولت آ گئے۔ مگر حکیم نور الدین صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ خود بدولت کے دام افتادہ مریدوں اور صحبت یافتوں کے اخلاق بھی چنداں قابل رشک نہیں بلکہ واجب الترک بھی ثابت ہیں۔ اس دعوی پر ہم کسی بیرونی شہادت کی تلاش کیوں کریں؟ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کی شہادت پیش کرتے ہیں جس میں حکیم نور الدین صاحب کا ذکر بھی ہے بلکہ ایک معنی سے انہی کا مقولہ ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالی بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اورتہذیب اور پاک دلی اور پرہیز گاری اور للہی محبت باہم پیدانہیں کی۔سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکراوراس عاجز سے بیعت کر کے اورعہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائے کہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اورخودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پرحملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں (اشتہار ملحقہ بشہادت القرآن مولفہ مرزا قادیانی۔ص۲)

یہ عبارت کیا بتلاتی ہے؟ بس یہی کہ بقول حضرت مسیح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صحبتوں میں بھی کوئی اثر نہیں اور نہ ان سے وہ ضرورت پوری ہوسکتی ہے جس کے لئے ان کا تشریف لانا مانا جاتا ہے۔

امید ہے آئندہ کو حکیم الامت ذرہ سوچ سمجھ کراس چکر میں قدم رکھیں گے

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء ص ۱۔۳)

حکیم الامت اور ان کی ذریت سے چند سوال

دیکھیں تو کس طرح انہیں ہوتا اثر نہیں
لو آج نامہ لکھتے ہیں خون جگر سے ہم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حکیم الامت سے ہماری مراد حکیم نور الدین صاحب بھیروی خلیفہ قادیان ہے۔ یہ ہماری اصطلاح نہیں بلکہ قادیانی مشن کی ہے۔ پس ناظرین اس اصطلاح کو ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں۔

حکیم صاحب! یہ بات تو اب کھلی صداقت ہے کہ آپ اور آپ کے اتباع جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں بلکہ نہ ماننے والوں کو کافر جہنمی مرتد وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں اور خاتم النبیین کی تفسیر آپ لوگ یوں کرتے ہیں کہ مستقل نبیوں کا آنا بند ہے مگر ایسے نبیوں کا آنا بند نہیں جو اسلام کی اطاعت میں ترقی کر کے درجہ نبوت کو پہنچیں۔ چنانچہ ایسے نبیوں کی مثال جو اسلامی اطاعت میں درجہ نبوت و رسالت پر پہونچے ہوں ایک جناب مرزا صاحب قادیانی بھی ہیں۔

(بقول آپ کے) مرزا صاحب قادیانی امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ ان معنی سے مرزا غلام احمد صاحب کا منصب صرف تبلیغ ہے اختراع اور ایجاد حکم کا نہیں۔ دیگر علماء کی تبلیغ اور مرزا صاحب قادیانی کی تبلیغ میں بقول آپ کے بڑا فرق ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی براہ راست خدا سے علوم حاصل کرتے ہیں اور علماء اپنے اساتذہ سے سیکھتے ہیں یا بزور مطالعہ حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے علماء کے علوم میں غلطی کا احتمال ہے اور جناب مرزا صاحب قادیانی کے علوم اور تبلیغ میں غلطی کا احتمال نہیں۔

حکیم نور الدین صاحب! غالباً میں نے آپ کے دعوی کی تقریر میں کوئی خیانت یا غلطی نہیں کی بلکہ ایک معنی سے پوری تبلیغ کر دی ہے۔ کیا آپ مجھے اجازت

دیں گے کہ میں آپ سے کچھ سوال کروں؟ (ضرور) پس غور سے سنئے:

(الف) خاتم النبیین کی اس تفسیر کا قرآن وحدیث سے کیا ثبوت ہے؟

(ب) حدیث شریف میں آیا ہے لا نبی بعدی اس میں لانفی جنس کا ہے یا کچھ اور؟

(ج)۔ حدیث شریف میں آیا ہے میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ اس کے کیا معنی ہیں۔ کیا حضرت عمر فاروقؓ بحیثیت اطاعت مرزا صاحب قادیانی سے کم تھے؟

(د)۔ جناب مرزا صاحب قادیانی اپنی نبوت یا بالفاظ دیگر اپنے دعاوی کے ثبوت میں اپنے اخبار غیبیہ (پیش گوئیاں) بتلایا کرتے تھے۔ کیا آپ بھی وہی بتلائیں گے؟ یا ان کے سوا اور کوئی ثبوت بھی آپ رکھتے ہیں؟

(ھ)۔ نبی جس قوم کے سامنے تبلیغ کا کام شروع کرتا ہے اس قوم کی عام زبان میں تبلیغ کرتا ہے یا اپنی اصطلاحات دربطن الگ رکھتا ہے۔

(و)۔ نبی جو پیش گوئی بطور تحدی کے مخالفین کے سامنے پیش کرتا ہے اس کو پوری تشریح سے کرتا ہے یا بعد وقوع کے اس کی تشریح کرتا ہے۔

نوٹ: اس سوال کا مطلب سمجھنے میں آپ کو تو نہیں شاید کسی اور صاحب کو غلط فہمی ہو اس لئے میں اس کی تشریح کردوں:

یعنی نبی جب کسی آئندہ امر غیبی کو مخالفین کے سامنے ظاہر کرتے تھے تو صاف صاف اور کھلے کھلے الفاظ میں کرتے تھے تاکہ اس کے وقوعہ کے بعد مخالفوں پر حجت قائم ہو سکے مثلاً کسی امر کے وقوعہ کی میعادی خبر بتلاتے تھے کہ ایک سال میں ہو جائے گا تو وہ واقع ایک ہی سال میں ہوتا تھا یہ نہیں ہوتا تھا کہ ایک سال کی بجائے دو بلکہ تین سالوں میں تو نبی ان کے جواب میں کہے کہ میعاد کو کیا دیکھتے ہو واقع کو دیکھو۔ کیا آپ کے نزدیک بھی یہ اصول صحیح ہے یا نہیں؟

(ز)۔ نبی اگر اپنی تحدی کی پیش گوئی میں جھوٹا ثابت ہو، تو آپ کے نزدیک بھی مفتری کذاب دجال کے الفاظ کا مستحق ہے یا نہیں؟

(ح)۔ جو نبی ایسا جھوٹا ثابت ہو اس کی اطاعت کرنے والے بھی انہی القاب کے مستوجب ہیں یا نہیں؟

(ط)۔ کیا آپ ان اصولوں کے مطابق جناب مرزا صاحب قادیانی کی نبوت کا ثبوت

دینے کو طیار ہیں؟

مہربانی کر کے ان سوالات کے جوابات آپ دیں یا آپ کے حسب الحکم کوئی اور صاحب عنایت کریں۔ ان اجرکم الا علی اللہ

نوٹ: آج تک تاقادیانی جماعت کہا کرتی تھی کہ ہمارے مخالف خصوصاً اڈیٹر اہل حدیث امرتسر سخت الفاظ میں دل آزاری کرتے ہیں اسی لئے رام پور میں بھی مباحثہ پورا نہ کر سکے۔ لیکن آج کے سوالات تو ایسے پیرائے میں ہیں کہ اسکی نظیر قادیانی مشن میں بصد تلاش بھی نہ ملے گی۔ پس ان سوالات کے جوابات بھی اگر قادیانی مشن نے نہ دیئے تو سمجھا جائے گا کہ آج تک بھی آپ لوگوں کا عذر اس شعر کا مصداق ہے:

زاہد نہ داشت تابِ وصالِ پری رخاں
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ مطابق ۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء ص ۱۔۲)

مذاکرہ علمیہ

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تسلیم

آپ نے مذاکرہ در بارہ نبوت و رسالت اہل حدیث (۲۴ فروری ۱۹۱۱ء) میں شائع کیا اور اس کو اب قریباً ایک مہینہ ہوتا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ اب تک اس سلسلہ میں کوئی جواب طبع نہیں ہوا۔ اگر کوئی جواب نہ آیا ہو، تو دوبارہ ناظرین کو آگاہ کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے علماء کو آپ کے نوٹ نے ڈرا دیا ہو۔

مجھے تو بہت امید تھی کہ آپ کے ہم خیال علماء اس مذاکرہ پر دلچسپی سے مضامین لکھیں گے۔ آپ پھر توجہ دلا یئے۔ یہ ایک اصولی بحث ہے اگر علماء توجہ کریں تو اس کے بعد اور بھی بعض اس قسم کی اصولی ابحاث کا آپ کے اخبار میں تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ خاکسار فضل الدین از قادیان،

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ: آپ کے جواب میں ایک

آدھ مضمون آیا مگر چونکہ وہ محققانہ نہ تھا اس لئے درج نہ ہوا بلکہ اوروں کا انتظار رہا۔

نبوت اور رسالت میں بنظر قرآن وحدیث کوئی فرق نہیں جن لوگوں نے نبی کو عام اور رسول کو خاص کہا ہے ان کے پاس اس دعوی پر کوئی دلیل نہیں قرآن مجید میں یہ دونوں لفظ برابر ایک دوسرے کی جگہ بولے جاتے ہیں ۔تعریف یہ ہے کہ نبی وہ آدمی ہے جو خدا کی خاص وحی کا محل ہو۔ وحی خاص وہ ہے جو براہ راست بذریعہ جبریل فرشتے کے بندے تک پہنچے۔ خاصہ لازمہ اس کا نبی اور رسول کے حق میں یہ ہوتا ہے کہ وہ براہ راست خدا کے حضور میں ہوتا ہے اور مخلوق کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ اس کا منکر کافر کہلاتا ہے اور کسی کا نہیں۔

رہا بروزی اور غیر بروزی نبی وہ ایک قادیانی اصطلاح ہے اس کا ثبوت ہمارے علم میں قرآن وحدیث میں نہیں (اس مسئلہ پر آئندہ کبھی مفصل مضمون نکلے گا) امید ہے اور اہل علم بھی توجہ کریں گے۔ (ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر۔ ۷۔اپریل ۱۹۱۱ء ص ۳)

مونگیر اور بنارس میں قادیانی اشتہار بازی

آج کل بنارس اور مونگیر میں قادیانی گروہ اور ان کے مخالف مسلمانوں کی خوب اشتہار بازی ہو رہی ہے قادیانیوں کے پاس چونکہ کوئی دلیل صداقت مرزا کی نہیں اس لئے وہ مرزا کی پیشین گوئیوں کی بحث سے منہ پھیر کر بار بار حیات وممات ابن مریم کی طرف رخ کرتے ہیں جس سے مرزا کی تصدیق وتکذیب کو کوئی تعلق نہیں۔تعجب ہے یہ لوگ مرزا کے کیسے مرید ہیں جب اس نے خود کہہ دیا تھا کہ اگر میں سچا ہوں تو مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں مر جائے گا لیکن اگر میں (مرزا قادیانی) مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مر گیا تو میں (مرزا قادیانی) صریح کذاب ہوں۔ پھر اس نمایاں فیصلہ کے بعد یہ لوگ کیوں اپنے گریبانوں میں نہیں جھانکتے؟ یہ لوگ خدا کے سامنے کیا جواب دیں گے۔(اہل حدیث امرتسر ۷۔اپریل ۱۹۱۱ء ص ۱۳)

اڈیٹر بدر کو نوٹس

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی آنجہانی کا دعوی تو یہ تھا کہ میرے مرید اصحاب رسول اللہ ﷺ میں

داخل ہیں مگر جب ہم ان کے اخلاق معمولی مسلمانوں سے بھی گرے ہوئے پاتے ہیں تو ہمیں مرزا صاحب کے قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہماری جماعت (مرزائیہ) نے للّٰہیت میں کوئی ترقی نہیں کی اس کی بہت سی مثالیں ہم پیش کرتے رہتے ہیں۔ تازہ مثال سنیئے۔ میرے والد مرحوم کا نام تھا محمد خضر جو۔ جو کشمیری اصطلاح کے مطابق جو لگانے سے خضر جو بنتا ہے۔ مگر اڈیٹر بدر اپنی معمولی عادت اور مرزائی سنت کے مطابق ض کی بجائے ز بدل کر ابن خزر لکھتا ہے۔ شائد اس نے سمجھا ہو کہ ایسا کرنے سے قادیانی مذہب کو کچھ تقویت ہوسکتی ہو مگر درحقیقت تقویت نہیں ہوسکتی ہاں سنت مرزائیہ کی تعمیل ضرور ہوتی ہے۔ لودہانہ میں مولوی سعد اللہ صاحب مرحوم نومسلم تھے۔ جن کے والد ہندو تھے۔ مولوی صاحب نے جوانی کی عمر میں رضاء الٰہی کی خاطر اپنا کنبہ برادری چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا مگر چونکہ مرزا صاحب کے مخالف تھے اس لئے آنجہانی بطور توہین ان کو ہندو زادہ لکھا کرتے تھے۔ اس لئے اس پارٹی سے ایسے اخلاق دینیہ کا ارتکاب کوئی مستبعد امر نہیں۔ اس کے جواب میں اگر ہم ان کو یہ کہیں کہ مخالفت تمہاری تو میں کرتا ہوں مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں مرنے سے بچا تو میں ہوں، میرے والد مرحوم نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا۔ حدیث شریف میں مردگان کو گالیاں دینے سے منع بھی آیا ہے۔ یہ ان سے کیا توقع ہے کہ باز آجاویں گے؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کو متنبہ کردیں آئندہ کو اگر انہوں نے میرے والد کے نام میں کسی حرف کی تبدیلی کی تو ہم بھی صرف ایک ہی حرف (ن) کو (س) سے بدل دیں گے۔ پس اپنا نفع نقصان سوچ لیں۔ استاد صائب کہتا ہے:

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کیں زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اپریل ۱۹۱۱ء۔ ص ۸)

ایک قادیانی تائب ہوا

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم:

ضلع پوری ملک اڑیسہ کے علاقہ میں ایک نو آباد جگہ بھٹنی کے نام سے مشہور ہے اس جگہ ایک شخص سبط احمد نام مرزائی تھا اتفاق حسنہ سے مولوی غلام مصطفیٰ صاحب سہسرامی تشریف لائے اور مولوی صاحب کے وعظ سن کر مرزائی مذکور اپنے خیالات وعقائد مرزائیہ سے تائب ہوا اور جماعت محمدیہ میں شامل ہوا۔ فالحمد لله علی ذلك۔ نامہ نگار۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔اپریل ۱۹۱۱ء ص ۱۴)

شیعہ اور مرزائی

اڈیٹر صاحب۔ مجھے ایک شبہ پیدا ہوا ہے میں آپ کے ذریعہ سے علماء شیعہ خصوصاً فاضل اڈیٹر اصلاح وغیرہ سے اس کا جواب دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے اہل حدیث مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۱۱ء میں قادیانی مذہب کی بابت لکھا ہے کہ مرزائی لوگ مرزا صاحب کو تبلیغ میں مامور من اللہ اور معصوم سمجھتے ہیں جہاں تک مجھے شیعہ مذہب سے واقفی ہے شیعہ بھی اپنے اماموں کو تبلیغ میں معصوم اور مامور جانتے ہیں۔ پس ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

آپ مرزائیوں سے ایک مرزا صاحب کی ماموری اور معصومی کی دلیل پوچھتے ہیں شیعوں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ اماموں کی معصومی اور ماموری کی کیا دلیل ہے؟ اس مقابلہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں میں ایک تولہ خرابی ہے تو شیعوں میں بارہ تولہ۔ کیا معزز شیعہ علماء اس کا جواب دیں گے؟ سید رحیم شاہ امرتسری

اڈیٹر اہل حدیث: امید ہے علماء شیعہ عموماً اور اڈیٹر صاحب اصلاح خصوصاً شاہ صاحب کے جواب کی طرف توجہ فرمائیں گے مگر یہ یاد رہے کہ شاہ صاحب قرآن وحدیث کے قائل ہیں اس لئے جو دلیل ہو قرآن و حدیث سے ہو۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔اپریل ۱۹۱۱ء ص ۶)

فیصلہ ہو گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

مریض الامت اور ان کی ذریت کی طرف سے فیصلہ ہو گیا

کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

مریض الامت سے ہماری مراد وہی بزرگ ہیں جن کو آج سے پہلے قادیانی

اصطلاح میں کئی ایک دفعہ ہم حکیم الامت سے تعبیر کر چکے ہیں چونکہ وہ حکیم ہیں اس لئے قادیانی اصطلاح میں حکیم الامت ہیں چونکہ وہ گھوڑی پر سے گرنے کی وجہ سے مریض رہتے ہیں اس لئے ہماری اصطلاح میں مریض الامت بھی ہیں۔ بہر حال یہ کوئی تعارض نہیں بلکہ دو اعتباروں سے دونوں اوصاف ان پر صادق آتے ہیں اور یہ بعینہ ویسی صورت ہے جیسے جناب مرزا صاحب کو وہ لوگ ایک حیثیت سے نبی اور ایک حیثیت سے امتی کہتے ہیں اس وجہ تسمیہ کے بعد ہم بتلاتے ہیں کہ فیصلہ کیا ہوا؟ اہل حدیث مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۱۱ء میں قادیانی خلیفہ حکیم نورالدین صاحب کا ایک فیصلہ لکھ کر نتیجہ نکالا گیا تھا جس کو بدر قادیانی نے غلط قرار دے کر ایک نتیجہ پیش کیا ہے۔

فیصلہ تو یہ تھا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رسالت سے منکر ہیں وہ کافر ہیں۔ ہم نے اس سے نتیجہ نکالا تھا کہ ہمارا اور مرزائیوں کا فرق عیسائیوں اور محمدیوں یا موسائیوں اور عیسائیوں کا سا ہے جس طرح ان دونوں میں یہ تمیز ہے کہ ایک دوسرے سے ایک رسول زیادہ مانتا ہے اسی طرح قادیانی امت ہم مسلمانوں سے زیادہ مرزا صاحب قادیانی کو رسول مانتے ہیں۔ اس کے جواب میں بدر لکھتا ہے:

> مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ مسلمانوں اور مرزائیوں کا اسی قدر فرق ہے جو عیسائیوں اور محمدیوں میں ہے یہ مثال ان کی درست نہیں ہے بلکہ صحیح مثال یہ ہے کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کا اسی قدر فرق ہے جو زمانہ حضرت عیسی میں یہودیوں اور عیسائیوں کا تھا۔ یہود اہل کتاب تھے ایک شریعت رکھتے تھے ان کے صاحب شریعت نبی حضرت موسی کے متبعین میں سے ایک شخص کو خدا تعالی نے مبعوث اور مامور کیا تھا تا کہ ان کی غلطیوں کو دور کرے۔ وہ شریعت منسوخ کرنے نہ آیا تھا اس کا قبلہ اور نماز اور سب باتیں حضرت موسی کی متابعت میں تھیں۔ یہود نے عموماً اس کو نہ مانا اسے کافر کہا اور اسے ایذا دی مگر یہود میں سے جنہوں نے اس مامور من اللہ کو قبول کر لیا وہ اس کے نام پر عیسائی کہلائے۔ (بدر قادیان ۲۱۔اپریل ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

بہت خوب! یہی مثال سہی مگر یہ تو بتلاؤ کہ عیسائیوں پر جو یہودی سوال کریں

کہ اپنے مسیح کی نبوت کا ثبوت دو تو عیسائیوں کا فرض نہیں؟ کہ یہودیوں کے اس سوال کا جواب دیں۔ ٹھیک اسی طرح قادیانی مشن کا فرض ہے کہ سب سے مقدم مخالفین کے اس سوال کا (کہ مرزا صاحب قادیانی کی نبوت کا کیا ثبوت ہے) جواب دے۔ مگر افسوس کہ قادیانی امت اس دعوی کا ثبوت دینے میں ہمیشہ کمزور پائی گئی ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ مریض امت اپنی خلافت کے سب کاموں میں اسی کام کو سب سے مقدم جانتے۔ خود میدان میں آتے یا اپنے کسی لائق بولنے والے کو مامور فرماتے۔ کیا وہ ایسا کریں گے؟ ہر گز نہیں۔ عیسائی تثلیث پر بحث کر سکتے ہیں۔ آریہ نیوگ کے فضائل بیان کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے مگر مرزائی، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور رسالت کا ثبوت دینے سے ہمیشہ جی چرائیں گے کیونکہ ان کو اس بات کا علم ہے کہ حضرت مرزا صاحب قادیانی کی نبوت کا خاتمہ تو آخر اس پر ہوا تھا جو ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو بذریعہ اشتہار کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری زندگی میں نہ مریں تو میں جھوٹا۔ آخر کیا ہوا؟ سب کو معلوم ہے اس لئے ہمارا یہ نتیجہ بالکل صحیح ہے کہ:

رسول قادیانی کی رسالت۔ جہالت ہے جہالت ہے جہالت

چونکہ قادیانی مشن خود اقراری ہے کہ ہمارا اور ان کا فرق صرف مرزا صاحب کی نبوت اور مسیحیت پر ہے اس لئے ہم آئندہ کوئی سوال ان کا نہ سنیں گے بلکہ ہمیشہ یہی سوال کریں گے کہ:

بنما بصاحب نظرے گوہر خود را
عیسی نتواں گشت بتصدیق خر چند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اپریل ۱۹۱۱ء ص ۱۔۲)

مرزائی چکر یا دعاء مرزا میں میرا ذکر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل بنارس اور منگیر میں مرزائیوں (قادیانیوں) اور دیگر مسلمانوں کے

درمیان میدان مباحثہ گرم ہے۔ دونوں مقامات میں اشتہار بازی گرما گرمی سے ہو رہی ہے۔ بنارس میں اشتہارات حکیم محمد عیسی صاحب کے نام سے نکلتے ہیں۔ منگیر میں فرید الحسن صاحب ... کے نام سے نکلتے ہیں مگر کیا مزے کی بات ہے کہ دونوں مقامات میں میرا ذکر اور ذکر کے ساتھ مرزائیوں کی طرف سے گالیاں ضرور ہوتی ہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ دونوں مقامات کے مسلمان مرزا صاحب کا اشتہار آخری فیصلہ والا پیش کر کے لکھتے ہیں کہ جناب موصوف نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ (وحی) یہ فیصلہ شائع کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجھ کو بہت ستایا ہے اس لئے میرا اور ان کا آخری فیصلہ ہے کہ اگر وہ مجھ سے پہلے نہ مریں تو میں جھوٹا۔ اس مضمون کو ہر ایک مقام پر پیش کیا جاتا ہے قادیانی جماعت کی طرف سے اس کے جواب میں علاوہ معقول جواب کے مجھ کو کوسا جاتا ہے جو میں شکریہ کے ساتھ قبول کرتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مرزائیوں کو میرے تصور (خیال) سے ضرور اس فیصلہ کا خیال آتا ہوگا پھر اس کے ساتھ یہ بھی خیال آتا ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ ابھی زندہ ہے۔ پھر لازمہ محبت مرزا صاحب قادیانی کا یہ تقاضا بھی ضرور ہے کہ میری زندگی اور میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی موت سے ان کو رنج ہو۔ بلکہ میری زندگی سے کبیدہ خاطر ہو کر بقول

شور بختاں بآرزو خواہند۔ مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

میری موت کے متمنی ہوں گے۔ خیر یہاں تک تو ان کا تقاضا طبعی ہے جس میں ہم بھی ان کو معذور جانتے ہیں لیکن مرزائی جماعت کے ممبر اس سے آگے تجاوز کر جاتے ہیں وہ جب دیکھتے ہیں کہ ان کی مخالفت میں تمام مسلمان حنفی اور اہل حدیث وغیرہ سب متفق ہیں تو حنفیوں کو میری طرف سے نفرت دلانے کے لئے اہل حدیث اور حنفیہ کے مشاجرات اور اختلافات شائع کرتے ہیں اور بار بار بطور عار دلانے کے کہتے ہیں کیا حنفی علماء مر گئے یا حنفیوں کے لئے باعث شرم نہیں کہ ایک غیر مقلد کی کتاب پڑھتے ہیں وغیرہ۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ اس امر میں حنفی شافعی اہل حدیث بلکہ شیعہ سنی سب متفق ہیں۔ اسلامی فرقوں کے علاوہ آریہ اور عیسائی بھی تو اس فیصلہ مرزا کو بطور سند لا سکتے ہیں۔ جیسے ہم مسلمان، ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی والی پیش گوئی کی غلطی کو مرزا غلام

احمد قادیانی کے کذب پر بطور گواہ لاتے ہیں اسی طرح عیسائی میرے متعلق پیش گوئی کو بطور سند لا سکتے ہیں۔ اس کلام کو سند لانے والوں کی غرض صرف مرزا قادیانی کی تکذیب ہے نہ کہ عبداللہ آتھم اور ثناء اللہ کے شخصی خیالات سے توافق۔ مگر ایسی سیدھی بات وہ کیا سمجھ سکتے ہیں جن کے حق میں فرمان خداوندی ہے

و ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلاً (الاعراف:۱٤٦)

(ہدایت کی راہ دیکھ کر سیدھی راہ کو پسند نہیں کرتے)۔

خیر یہ تو قادیانیوں کی کیدانی ہے جس کا جواب بالکل مختصر دیا گیا ہے۔ اصل بات کے جواب میں بھی قادیانی مرزائیوں نے بہت کچھ دشنام آمیز باتیں لکھی ہیں منگیری مرزائیوں کے نام سے ایک رسالہ دہلی کے ایک پھکڑ نے شائع کیا جس میں خوب جی کھول کر گالیاں دی ہیں اس رسالہ کا نام ہے: ثنائی چکر،۔

ان گالیوں کا جواب تو ہمارے ہاں نہیں اس لئے ان کو اس کی توقع کسی اور جگہ سے کرنی چاہیے ہاں اصل بات اس رسالہ میں صرف اتنی ہے کہ:

مرزا صاحب کا اشتہار مباہلہ نہ تھا بلکہ دعوت مباہلہ تھا مرزا صاحب کے اس اشتہار کے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ نے لکھا تھا کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اسی لئے مرزا صاحب نے اعلان بار دوئم دیا تھا جس کو بھی مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہ کیا۔ وغیرہ

اس سارے قضیہ کا فیصلہ مرزا صاحب قادیانی کی اپنی تحریر سے ہوسکتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس اشتہار میں لکھتے ہیں:

اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر ... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے ... اے میرے مالک تو ایسا ہی کر ... بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور

جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ یہ عبارت کسی شرح یا حاشیہ کی محتاج نہیں۔ اس کے الفاظ صاف کہہ رہے ہیں کہ یہ ایک دعا ہے نہ کہ دعوت مباہلہ ۔ دعوت مباہلہ ہوتی تو یوں ہوتا آؤ ہم تم مباہلہ کریں۔ جیسے قرآن مجید میں ہے

تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم ثم نبتھل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین (آل عمران: ۶۱)

آؤ ہم اپنے بچوں کو بلا کر مباہلہ کریں۔

اس میں کس کو شک ہے کہ دعوت کہتے ہیں کسی کام کے لئے بلانے کو۔ اشتہار کی عبارت منقولہ میں دعوت کہاں ہے؟ وہ تو صاف الفاظ میں دعا ہے۔ اے خدا تو ایسا کر۔ خصوصاً آخری فقرہ بہت ہی قابل غور ہے جو یہ ہے:

اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اس فقرہ کی مزید تشریح اس کلام سے ہوتی ہے جو ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر قادیان میں چھپا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کی بابت جو اشتہار دیا گیا ہے اس کی بنا بھی خدا کی طرف سے ہے میں نے دعا کی تھی الہام ہوا

اجیب دعوة الداع اذا دعان (دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں)

اب ادنیٰ غور بلکہ بے غور بھی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب خدا کی طرف سے اس دعا کے قبول کرنے کا وعدہ ہوا ہے تو پھر میرے انکار کو اس میں کیا دخل؟ ہاں اعلان بار دوم کی بابت جو کہا گیا ہے وہ بھی محض دھوکہ اور دفع الوقتی ہے۔ اس اعلان کے بھی اصل الفاظ یہ ہیں:

اعلان۔ بار دوم

و من اظلم ممن افتری علی الله کذباً او کذب بآیاته

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افتراء ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے۔ کب تک یہ لوگ ایسا کریں۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن

ہے اور ہر ایک قضا و قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے ۔ اس وقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالی کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اس جگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ امرت سری اور مولوی عبد الجبار اور عبد الواحد اور عبد الحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں ۔ اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالی نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے:

انی احافظ کل من فی الدار و احافظك خاصةً ۔

ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤنگا اور خاص کر تجھے ۔

چنانچہ گیارہ برس سے اس پیش گوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خداوند تعالی کی تمام کتب مقدمہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہم رنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افتراء ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں و لعنت اللہ علی من کذب و حی اللہ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے و لعنت اللہ علی من افتری علی اللہ ۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہے گا بلکہ یہ ذکر ہے کہ

الذین آمنوا و لم یلبثوا ایمانهم بظلم اولئك لهم الامن و هم مهتدون ۔ (الانعام:۸۲)

پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم خدا کو ہے بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پاویں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھہرے گی ۔

اب میں دیکھوں گا کہ میری اس تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھا تا ہے۔ مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعوی کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہونگا اور مجھے بھی خدا تعالی کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا کہ دیکھ لے کہ افتراء کی کیا جزاء ہے۔ و السلا م علی من اتبع الھدی ۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس اشتہار میں جو کچھ ہے اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کیا اس میں کہیں ذکر ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے چونکہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا فیصلہ نہیں مانا اس لئے وہ منسوخ ہوکر دوسری صورت پیش ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو بات ہی کچھ اور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مخالفین مرزا قسم کھائیں کہ مرزا قادیانی کا الہام جھوٹا ہے مگر ساتھ ہی یہ ضرور ہے کہ قسم کے ساتھ یہ بھی دعوی کریں کہ ہم طاعون سے نہیں مریں گے۔

ناظرین ! خدا را انصاف کیجئے ہم علماء جو شریعت کے علوم سے واقف ہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہم طاعون سے نہیں مریں گے۔ کیا ہم کو قرآن مجید کی آیت معلوم نہیں

لا یعلم من فی السماوات و الارض الغیب الّا اللہ (النمل:۶۵)

(اللہ کے سوا غیب کی بات کوئی نہیں جانتا)

کیا ہم کو معلوم نہیں

ما تدری نفس بایّ ارض تموت (لقمان:۳۴)

(کسی نفس کو معلوم نہیں کہاں مرے گا)۔

بہرحال اس کا جواب عرصہ ہوا، اسی زمانہ میں رسالہ مرقع قادیانی میں دیا گیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

آپ کی عادت شریفہ ہے کہ جوں ہی کسی مخالف کو نزلہ یا زکام ہوا آپ نے اپنی صداقت کا نشان فوراً اسے قرار دیا۔ دیکھو تو تمہاری ایمان داری کہ حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم کے انتقال پر تم نے اور تمہارے دام افتادوں نے کیا کیا بیہودہ گوئیاں کیں حالانکہ

محدث دہلوی ایک سودس سال کی عمر میں اور محدث گنگوہی اسّی (۸۰) سال کی عمر میں انتقال ہوئے اور حدیث شریف میں آیا ہے

اعمار امتی بین ستین و سبعین و قلّ من یجوز۔

میری امت کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوں گی بہت کم آگے بڑھیں گے۔

دونوں بزرگوار عام عمر طبعی سے بہت آگے بڑھ کر انتقال ہوئے تاہم تم نے اور تمہارے دام افتادوں نے ان کے انتقال کو اپنا نشان قرار دیا چنانچہ آپ نے یا آپ کے اشارے سے آپ کے ایک دام افتادہ نے لکھا تھا:

اسماعیل علی گڈھی، نذیر حسین دہلوی، رشید احمد گنگوہی، غلام دستگیر قصوری، چراغ دین جمونی۔ رسل بابا امرتسری، راجہ جہانداد خان، ملا احمد پشاوری۔ آتھم امرتسری۔ امریکہ کا ڈوئی، اور ایسا ہی صدہا اور لوگ ہیں جن کا اب نام ونشان نہیں۔ اب وہ ہلاک ہوئے اور عجب بات یہ ہے کہ ان کا کوئی قائم مقام بعد میں نہ رہا۔ (الحکم۔ ۱۷۔ اپریل)

دیکھئے کس جرأت کی دھٹائی ہے کوئی اس ایمان دار سے پوچھے کہ اگر یہ لوگ تم پر ایمان لاتے تو ایک سودس برس کی عمر سے زیادہ عمر ان کو مل جاتی؟ حالانکہ تم کو خود تو اسّی (۸۰) برس کی عمر کا الہام ہے وہ بھی شکی ہے چنانچہ تم وصیت بھی کر چکے ہو۔ یہ کیسا سفید جھوٹ بولا ہے کہ ان کا قائم مقام بھی کوئی نہیں حالانکہ عموماً سب کی اولاد جسمی اور روحانی زندہ ہے۔ یہ خاکسار بوجہ علاقہ شاگردی کے دونوں محدثوں (دہلوی اور گنگوہی) کا قائم مقام بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے جس نے بقول کرشن جی کرشنی سلسلہ کو پاش پاش کر دیا۔ یہ کس کی قائم مقامی کا اثر ہے۔ کیا ان بزرگوں کے زمانہ میں جس قدر آپ کی مخالفت تھی وہ اب کم ہے؟ کیا ان باتوں سے آپ اپنی صداقت کا نشان بلند کرسکیں گے؟ تف ہے ایسی راست گوئی پر۔ سچ ہے:

رسول قادیانی کی رسالت۔ جہالت ہے جہالت ہے جہالت

چونکہ تم لوگ ہوائی گھوڑے چلایا کرتے ہو اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ تم سے پوچھ لیا جائے کہ تمہارے مقابلہ میں اگر حلف اٹھائی جائے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا جواب تم نے آج تک کچھ نہ دیا اور آپ دوسرے لباس میں جلوہ آراء ہوئے۔

پھر اور چالاکی دیکھئے کہ صرف قسم اٹھانے پر اکتفا نہیں بلکہ ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ ایسا مکذب یہ بھی دعوی کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہونگا۔ چہ خوش آپ چاہتے ہیں کہ جس طرح آپ بڑ مار کر ذلیل ہوتے ہیں اسی طرح آپ کا مکذب بھی ذلیل ہوتا کہ کبڑے والا قصہ صادق آوے۔ (مرقع قادیانی مذکور)

ناظرین! یہ ہیں ان لوگوں کے ڈھکوسلے۔ دوسرے لفظوں میں جن کا نام الہامات مرزا یا ہفوات مرزا ہے۔ انہی معنی میں ہے

ایں کرامت ولی ماچہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

یہ تو ہماری طرف سے مختصر سا جواب ہے ممکن ہے مسلمانان منگیر کی طرف سے کوئی مفصل جواب بھی نکلے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۵ مئی ۱۹۱۱ء۔ ۵ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ۔ ص ۱۔۴)

قادیانیوں میں اختلاف اور اس کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے حکیم نور الدین صاحب نے فتوی دیا ہے کہ مرزا صاحب کے منکر کافر ہیں مرزائیوں میں اس مسئلہ میں اختلاف کی صورت پیدا ہوگئی بعض مرزائیوں کا خیال ہے کہ مسلمان (منکرین مرزا) کافر نہیں مگر چونکہ خلیفہ کا فتوی یہی ہے کہ منکرین کافر ہیں اس لئے عام میجارٹی اسی طرف ہے۔ قادیانی اخبار الحکم وغیرہ اپنے خلیفہ کی رائے کی بڑے زور سے تائید کرتے ہیں۔ الحکم لکھتا ہے کیوں ایسے لوگ اپنے خلیفہ مفترض الطاعت کے فیصلے کو نہیں مانتے؟ غرض ان کو بہت کچھ ڈانٹتا اور دھمکاتا ہے۔ ۷ مئی کے پرچہ الحکم قادیان میں بھی ایک مضمون اس مسئلہ کے متعلق نکلا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احمدی غیر احمدی کے سوال کے متعلق مرزا غلام احمد کے لڑکے بشیر الدین قادیانی نے ایک مضمون بمنظوری خلیفہ (نور الدین) صاحب شائع کیا ہے بس وہ کافی ہے اب اس

سوال کا خاتمہ ہے۔

اس لئے ضرور ہوا کہ ہم بھی اس مضمون کو دیکھیں جو خلیفہ صاحب کے حکم سے شائع ہوا ہے جس کے سامنے سب مرزائیوں کو سر تسلیم کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ وہ مضمون اخبار بدر قادیان ۲۷۔ اپریل میں نکلا ہے جس کا مختصر مطلب یہ ہے:

حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب کے زمانہ میں بھی بار بار اس مسئلہ کو اٹھایا گیا ہے اور ہمیشہ آپ نے اس کو خوب واضح کر کے بیان کیا ہے اور ایسا کھول دیا ہے کہ اس کا انکار سوائے اس کے کہ کوئی ان فتووں کو نظر انداز کر دے اور کسی طرح سے نہیں ہوسکتا پھر ہمارے مخالف کیوں بار بار ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں وہ زمانہ یاد کریں جب کہ کفر کی بوچھاڑ ہم پر پڑتی تھی اور ملامت کے تیروں سے ہمارا بدن زخمی کیا جاتا تھا اور تمام لوگوں کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں کہ کب یہ سلسلہ تباہ ہوتا ہے اور ایسے وقت میں بھی خدا نے ہماری تائید کی اور ہر ایک دکھ اور درد سے ہم کو بچایا اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھا تو ہم کیسے ناشکر گزار ہوں گے کہ جب خدا نے ہم کو ہر مصیبت سے بچا کر امن کی زندگی عطا فرمائی تو ہم اس وقت

لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود: ۱۱۳)

کی نہی کو نعوذ باللہ پس پشت ڈال دیں....

مرزا صاحب (قادیانی) فرماتے ہیں خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچتی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔

(بدر قادیان ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ ہے محمدی اور احمدی یعنی مسلمانوں اور مرزائیوں میں آخری فیصلہ جس کا مطلب صاف ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دعوت پہنچ کر ان کو مامور من اللہ نبی اللہ رسول اللہ بلکہ بقول ان کے ابن اللہ نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔ جل جلالہ

اس حکم سے ہر ایک مومن کے دل پر خطرہ عظیم پیدا ہوتا ہے خدا خیر کرے ایسا

نہ ہو کہ تمام عمر کا کیا کرایا ضائع ہوئے بارے شکر ہے کہ دعوت پہنچنے کی تشریح بھی صاحبزادہ مرزا (بشیر احمد) نے خود ہی کر دی جس سے ہم گنہ گاروں کو بھی کچھ امید بہتری ہوگئی۔ صاحبزادہ (بشیر احمد قادیانی) صاحب لکھتے ہیں:

دعوت پہنچنے سے کیا مراد ہے؟ دو امر ضروری ہیں۔ وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دے دے کہ میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور ان کو غلطیوں پر متنبہ کر دے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو، یا فلاں فلاں حالت میں تم سست ہو۔

دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کر دے۔ (اخبار بدر قادیان ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

الحمد للہ کہ اس تعریف سے ہماری ڈھارس بندھی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے۔ ہمیں تو آج تک کوئی دلیل بھی بڑے حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) کی سچائی کی نہیں ملی۔ اس لئے ہم ہمیشہ عرض کرتے رہے کہ گذشتہ زمانے میں نہیں، تو اب ہی سہی۔ مگر خلیفہ (نورالدین) صاحب ہم سے ایسے کچھ کشیدہ ہیں کہ اہل حدیث مورخہ ۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء میں چند سوال ان کی ذات خاص سے کیئے گئے، تو ان کے جواب بھی نہیں دیئے۔ قادیان سے ایک فرعونی دماغ مرزائی نے لکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (نورالدین) تو آپ کے اخبار کو دیکھنا سننا بھی پسند نہیں کریں گے، میں آپ کا جواب دونگا۔

آخر وہ بھی:

چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند

بہر حال اس بات کو خدائے علیم خوب جانتا ہے کہ ہمارے دل میں مرزا غلام احمد صاحب کی سچائی کسی دلیل سے نہیں آئی۔ ہاں ہم اتنا مانتے ہیں کہ جناب ممدوح کی آخری عمر میں ایک دعا ضرور قبول ہوئی تھی جس کا ذکر انہوں نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں کیا تھا کہ خداوندا! اگر میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے سامنے مجھ کو موت دے اور ان کو اور ان کے دوستوں کو خوش کر۔ بس یہی ایک دعا

ہے جو مرنے والے موصوف (مرزا قادیانی) کی مستجاب ہوئی جس کی بابت کہنا بے جا نہیں کہ:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

بہرحال مسلمانوں اور مرزائیوں کا آخری فیصلہ شائع ہو گیا۔ آج سے بعد کوئی صاحب مرزائیوں سے مذہبی مصالحت کی توقع نہ رکھیں یہی معنی ہیں اس حدیث کے جس کے الفاظ یہ ہیں: ما سالمنا هم منذ حاربنا هم ۔ جس کی تشریح اس شعر میں ہے

دشمنانِ کہن دوستانِ نو کردن
بدست دیو بود عقل را گرو کردن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ مئی۔ ۱۹۱۱ء ص ۲۔۳)

بابا نانک کے مسلمان ہونے پر اشتہار بازی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

چند روز سے امرت سر لاہور میں اس امر پر اشتہار بازی ہو رہی ہے کہ سکھ مت کے بانی گرونانک جی مسلمان تھے یا غیر۔ اس بحث میں دو فریق بالمقابل تھے... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید اس امر پر زور دیتے ہیں کہ بابا جی مسلمان تھے مگر سکھ کہتے ہیں کہ وہ ہرگز مسلمان نہ تھے چنانچہ فریقین کی جانب سے کئی ایک اشتہار نکلے جو بڑے بڑے لمبے چوڑے جن سے ہاتھی کے کان بھی شرماتے، یہ بحث ہمارے خیال میں عجیب اور پر لطف تھی اسی لئے انجمن اہل حدیث کی طرف سے بھی ایک اشتہار شائع ہوا جس کا مطلب تھا کہ فریقین.. اپنے اپنے دعوی کا تحریری ثبوت پیش کریں اور منصف مقرر ہو کر فیصلہ ہو جاوے چنانچہ وہ اشتہار بعینہ درج ذیل ہے:

بابا نانک جی گرو مسلمان تھے؟

(از انجمن اہل حدیث امرتسر۔۴مئی ۱۹۱۱ء)

بابا نانک جی ایک ایسے بزرگ گذرے ہیں کہ ان کی بزرگی کے قائل ہندو مسلمان اور سکھ (غرض سوا آریوں کے) سب لوگ ہیں اسلیئے لازمی بات ہے کہ ہر ایک فریق ان کو اپنی طرف کھینچے اور بلاوے جس طرح حضرت عیسیٰ کی بزرگی کے دونوں فریق (مسلمان اور عیسائی) قائل ہیں اسلیئے ہر ایک فریق ان کی تعلیم اور تعمیل (طرز عمل) کو اپنے ساتھ ملاتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحقیق شائع کی تھی کہ باباجی مسلمان تھے سکھوں کو چونکہ بوجہ بعض ملکی اور قومی تفرقات کے اس نام سے کسی قدر نفرت تھی اس لئے انہوں نے اس کی تردید میں ایک رسالہ لکھا مگر چونکہ خدا کے علم میں وہ وقت آ گیا تھا کہ اس بزرگ کے اصل حالات پردہ خفا میں نہ رہیں اس لئے آج کل ایک نئی تحریک پیدا ہوئی کہ مرزا صاحب کے پیرؤں اور سکھوں میں اشتہار بازی شروع ہوئی جس میں مرزائیوں نے درصورت عدم ثبوت اپنے دعوے کے دو ہزار روپیہ دینا منظور کیا اور سکھوں نے اس روپیہ کے جمع کرنے کا چیلنج دیا۔ سنا جاتا ہے کہ مرزائیوں نے رقم جمع کرادی ہے ہماری بھی دلی آرزو ہے کہ اس بات کی تحقیق پورے طور پر ہونی چاہیے۔ البتہ یہ بات قابل غور ہے کہ کہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہمارے خیال میں اسکی آسان صورت یہ ہے کہ دونوں فریق اپنی اپنی تحقیقات منصفوں کے سامنے تحریری پیش کریں عام جلسہ کرنے کی حاجت نہیں بلکہ خطرہ ہے کہ عام جلسہ میں اصل مقصود حاصل نہیں ہو سکے گا۔

تین صاحب (انگریز پادری یہودی) منصف ہوں امرتسر یا لاہور میں ان کا اجلاس ہو۔ فریق اول (مدعی اسلام) سے ثبوت لے کر ایک نقل فریق منکر (سکھوں) کو دی جائے وہ اس کے جواب کے لئے جتنے دنوں کی مہلت مانگیں دی جائے اس سے بعد حسب قانون عدالت پھر مدعی کو جواب الجواب کا موقع دیا جائے اس سے بعد منصف صاحبان فیصلہ شائع کریں۔ یہ ہے ایسے بڑے معاملہ کے تصفیہ کی صورت۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ فیصلہ پنجاب حکومت کیلئے ابر رحمت سے کم نہ ہوگا۔

اسلئے ہر ایک ہندو مسلمان بلکہ ہر ایک ملکی خیر خواہ کا فرض ہے کہ اس فیصلہ میں مدد دے۔ ہم بھی قومی اور شخصی طور پر اس میں امداد دینے کو تیار ہیں خدا کرے یہ فیصلہ صاف ہو جائے اور ملک کو اس سے فائدہ پہنچے ہماری دعا ہے کہ،

ہند کو اسلام سے اس طرح بھر دے اے شاہ
کہ نہ آئے کوئی آواز جز اللہ اللہ

خاکسار ابوالوفا ثناء اللہ (مولوی فاضل) سکرٹری انجمن اہلحدیث امرتسر

شیخ الاسلام لکھتے ہیں کہ افسوس ہے کہ فریقین کی اشتہار بازی کے غلو نے اصل مطلب فوت کر دیا اور وہ اپنے اپنے ثبوت قبل از وقت اشتہارات میں ظاہر کرنے لگ گئے۔ عام لوگوں میں خواہ مخواہ کا جوش معلوم کر کے حکام نے لاہور امرتسر میں اشتہار بازی کی بندش کر دی ہم نے جو طریق فیصلہ بتلایا تھا وہ آسان ہونے کے علاوہ نہایت مفید اور نتیجہ خیز تھا مگر افسوس کہ نتیجہ کی طرف فریقین نے توجہ نہ کی۔ اب بھی ہماری تجویز پر فریقین عمل کریں تو اس بحث کا خاطر خواہ نتیجہ نکل سکتا ہے یعنی فریقین اپنے ثبوت فی الحال محفوظ رکھیں۔ شرائط بحث اور تقرر منصفین (جس طریق پر ہم نے بتایا ہے) کر کے فیصلہ کرائیں۔ اگر اس طریق پر بحث ہو تو کسی قسم کے فساد کا بھی خطرہ نہیں ہو سکتا کیونکہ زیادہ جوش و بے وجہ تعصب عوام ہی میں ہوتا ہے جب ان کو شامل ہونے کا موقعہ ہی نہ دیا جائیگا رو یہ امر بلا خطر اور بخیر و خوبی انجام کو پہنچے گا۔ دونوں فریق اگر تحقیق کے خواہش مند ہیں تو اس طریق سے بہتر فیصلہ کن طریق نہیں ہو سکتا۔ وہ اسی پر عمل کریں سکھوں کا طرح دینا تو تو ضروری تھا وہ تو چاہتے ہی نہیں کہ یہ بحث چلے افسوس ہے کہ مرزائیوں نے بھی اس راز کو نہ سمجھا جس کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ خیر:

گذشتہ راصلوۃ آئندہ را احتیاط

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء ص ۷)

قادیانی مشاعرہ

(مولوی عبدالعزیز قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ)

اے مرزائیو! تم میں ہے گر شرم و حیا باقی
تو بتلاؤ کہ مرزا کا کیا اب رہ گیا باقی
جب اس نے یہ ثناء اللہ کو لکھا تھا تحدی سے
کہ جھوٹا جو مرے گا اور سچا جو رہا باقی
سو جھوٹے اور سچے میں خدا نے فصل کر ڈالا
مرا جھوٹا رہا سچا بفضل آں خدا باقی
کیا یہ فیصلہ حق کا نہیں تکذیب مرزا میں
کیا انکار کی اس میں ہے گنجائش ذرا باقی
کیا کافی نہیں یہ فیصلہ بولو نہ شرماؤ
تمہارے پاس ہے یہ فیصلہ لکھا ہوا باقی
اے مرزائیو ہم کو دلائل سے کرو قائل
اگر تم میں ہے کچھ زہد و ورع اور اتقاء باقی
بلا برہاں کوئی دعوی نہیں ہے قابل تسلیم
مدلل بات بولو ہے اگر ذہن رسا باقی
فقط منہ سے ہی کہہ دینا کہ مرزا تھا نبی اللہ
اسے مانے نہیں جس میں ہے کچھ علم و ہدی باقی
اسے مرسل وہ مانے جو شقی ازلی ہے بدقسمت
نہ اس میں بوئے ایمان ہے نہ کچھ خوف خدا باقی
جو پیغمبر اسے جانے وہ احمق ہے بڑا بھاری
نہ اس میں عقل و دانش ہے نہ دل میں کچھ ضیا باقی

مسیح عیسی کو جو لکھے مداری کی طرح تھا وہ
کیا اس میں بھی ہے کچھ بوئے ایمان کا پتا باقی
جو مانے ہے فرشتوں کو کہ سیاروں کے ہیں ارواح
بھلا مرزائیو! اس میں رہا ایماں ذرا باقی
پروں والے فرشتے ہیں خدا نے خود یہ فرمایا
پڑھو تم سورہ فاطر اگر کچھ ہے حیا باقی
کہے شب قدر کو وہ جا ہلیت کا زمانہ تھا
معاذ اللہ نہ اس کے دل میں تھا خوف خدا باقی
نبی احمد رسول حق کہے وہ رات رمضان میں
اخیری عشیر میں آئے جو ہو رمضان کا باقی
کہاں تک میں لکھوں اسکے عقاید ملحدانہ کو
بجز الحاد اس میں تھی نہ کچھ رشد و ہدی باقی
مطابق اپنی خواہش کے وہ قرآن کا محرف تھا
کوئی تحریف میں اس نے دقیقہ ہے رکھا باقی
یہودوں سے بھی بڑھ کر اس نے کی تحریف قرآن کی
مثل اس کا نہیں تحریف میں اب دوسرا باقی
مگراس کے خلیفہ نور دین کو دیکھتا ہوں میں
کہ شاید وہ کرے تحریف جو اس سے بچا باقی
وہ مرزا جہل سے تھا مدعی اپنی نبوت کا
نبوت کا خبط ہی قبر میں وہ لے گیا باقی
وہ جیسے چھپکلی شہتیر سے ہوتی ہے آویزاں
نہ اس کے دل میں اللہ کا خوف و رجا باقی
وہ ایسا افترا تھا باندھتا اللہ پہ ہو بیباک
نہ اس کے افتراء کی تھی بھی کوئی انتہاء باقی

کہا اس نے کہ عبد اللہ مرے گا پندرہ ماہ میں
و لیکن امر یزدانی سے وہ زندہ رہا باقی
نکاح آسمانی کا کیا اعلام مریدوں میں
و لیکن اس نکاح کی بھی رہی حرص و ہوا باقی
نکاح آسمانی سے رہا محروم بیچارا
وہ دل میں لے گیا حسرت الی یوم الجزاء باقی
غرض اس کی ہوئی نہ پیش گوئی ایک بھی پوری
کہ اس میں مطلقاً یارو نہ تھا صدق و صفا باقی
صداقت کا نشان اس میں نہ تھا حلفاً میں کہتا ہوں
رہا دنیا میں اب اس سے ہے کذب و افترا باقی
بتاؤ ایک بھی پیشین گوئی گر ہوئی پوری
بھلا اب بھی ہے اس کے جھوٹ میں کوئی خفا باقی
عزیزا کس لئے مرزائیوں کو تنگ کرتا ہے
نہ ان کے پاس ہے حجت، نرا ہے ادعا باقی
وہ اپنے ادعا پر لا نہیں سکتے کوئی برہان
مگر ہاں گالیاں اور جوش اور جور و جفا باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء۔ص ۷۔۸)

طاعون سے قادیانی موت

مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ طاعون سے ہرگز نہ مریں گے میں منتظر تھا کہ کسی مرزائی کو اپنی آنکھ سے طاعون سے مرتے دیکھوں چنانچہ جوڑہ پرانہ تحصیل قصور ضلع لاہور میں چودھری نظام الدین سیال کا ایک فرزند بنام نور احمد جو قادیان کے مرزائی سکول میں پڑھتا تھا طاعون سے مر گیا۔اور اپنے مرنے سے پہلے چار روز تک مجھ سے مرزائی اعتقادات پر بحث ومناظرہ کرتا رہا اور کہتا رہا کہ مرزا اپنے دعوؤں میں سچا ہے اور میں اس کا صادق مرید ہوں ۔نور احمد مرنے والے کا باپ چوہدری نظام الدین بھی کٹر مرزائی ہے۔اس کی لڑکی جو مرزائن نہیں اور عورت وہ دونوں طاعون سے محفوظ رہیں۔مگر

افسوس کہ سچا مرزائی باوجود مرزا جی کے وعدوں کے طاعون سے محفوظ نہ رہ سکا۔

الہ بخش واعظ از کوٹ کپورہ ریاست فرید کوٹ

ادیٹر اہل حدیث: مختار احمد شاہجہان پوری کی خبر موت پر گالیاں نکالنے والے مرزائیو! اور اس کے نہ مرنے پر خوشیاں منا کر اپنی سچائی کا ثبوت دینے والے قادیانیو! کہاں ہو؟ اب بھی کچھ بولو گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء۔ ص ۱۳)

ایک قادیانی کا سوال اور اس کا جواب

قادیانی اخبار بدر مورخہ ۱۶ مارچ یوم پنجشنبہ ۱۹۱۰ء کا پرچہ میری نظر سے گذرا جس میں ایک مرزائی نے ہم محمدیوں کو مخاطب کر کے بعنوان۔

منکرین مسیح محمدی سے ایک سوال

پر ایک عجیب وغریب آیت کے معنی بیان کر کے تک بندی کی ہے۔

میں اس مرزائی کے سوال کا جواب تو بعد میں عرض کرونگا قبل اس کے یہ عرض کر دینا ضروری خیال کیا گیا کہ دنیا میں انسانی مذہب کا کوئی معیار صحیح اور میزان عدالت ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو وہ کون سا معیار ہے جس سے اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا پتہ چل جائے۔

جہاں تک غور کیا جاتا ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مذاہب عالم کا صحیح معیار وہی ہے جسے خود خالق مذہب نے دنیا والوں کے لئے قائم کیا ہو اور جب تک ایک قلب سلیم والا انسان اس معیار کی تلاش میں سرگرم ہوتا ہے تو فطرتاً اس کے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ جو مذہب خدائے ذوالجلال والاکرام کے پاک کلام سے مستنبط ہوا ہے وہی صحیح اور واجب العمل ہے۔ یعنی قرآن وحدیث کی مطابقت پر عقل انسانی میں اس کی صحت مستحکم اور مضبوط ہو جاتی ہے ورنہ جو مذہب اس میزان خداوندی سے باہر ہو وہ مذہب نہیں ہے بلکہ وہ ایک قسم کا جنون اور مالیخولیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی مذہب کی صحت کا معیار کلام الٰہی نہ ہوگا تو دو

حال سے خالی نہیں ۔ کیا تو دنیا کے کل مذاہب باطلہ کی صداقت تسلیم کرنی ہو گی یا ایک کو ہی حق و راست کہنا ہو گا اور جملہ مذاہب مختلفہ کو باطل ۔

پہلی صورت خلاف مفروض ہے کیونکہ اگر مذاہب کا صدق تسلیم کیا جائے تو پھر یہ اختلاف و خلاف کی صورت ہی باقی نہ رہے اور اس صورت میں سچ کا وجود ایک ہی مذہب میں معین رہے گا لیکن مشاہدہ اس کے بر خلاف ہے یعنی دنیا میں متعدد مذاہب ہیں جو ایک دوسرے سے خلاف ہیں ۔

رہی دوسری شق کہ اس جملہ مذاہب میں مختلفہ میں ایک ہی صحیح ہے اس کے لئے ماورائے عقل انسانی کے کوئی جدا معیار کی ضرورت ہے اور وہ معیار خداوندی کلام کے سوا اور اس خالق مذہب کے قائم کردہ میزان عدالت کے علاوہ دوسرا ہونے کے لائق نہیں ہے ۔

دنیا میں ہر ایک موجد مذہب جدید کی یہ انتہائی کوشش رہا کی ہے کہ وہ اپنے عقاید و خیالات کی تصحیح کے لئے کلام الٰہی پیش کرے مگر اب یہاں دیکھنا چاہیے کہ اس کا یہ خیال کلام الٰہی سے مطابقت کرتا ہے یا نہیں ۔ اور سچ پوچھئے تو یہی ایک بات ہے جو اس راہ میں نہایت دشوار ہے ورنہ آج کے دن بڑے بڑے علماء فضلاء اس سنگلاخ وادی میں ٹھوکریں نہ کھاتے ۔ ہمارے مخبر صادق روحی فداہ نے اس کے جانچنے کے لئے نہایت عمدہ آلہ بتلایا ہے بشرطیکہ وہ آلہ زنگ آلود نہ ہو آپ ارشاد فرماتے ہیں

الصدق طمانیۃ للقلوب یعنی جو باتیں سچی ہوتی ہیں اور جو مذہب سچا ہوتا اس کی سچائی کی یہ علامات ہیں کہ اس مذہب کے حالات سے قلوب میں اطمینان حاصل ہو جاتا ہے ۔

مذکورہ بالا تمہید کی رو سے جب مرزائیوں کے عقاید پر نظر کیا جائے تو کلام الٰہی کی میزان عدالت میں ، بجوئے نارزد ، والا معاملہ معلوم ہوتا ہے ۔ ابتدا سے آج تک اس مذہب کے بانی کا خیال کلام الٰہی اور حدیث نبوی کے معیار پر کھرا نہ ہوا ۔ ہاں یہ بات ضرور ہوئی کہ جب یہ لوگ اپنے خیالوں کی تائید میں قرآن و حدیث کو پیش کرتے ہیں تو کسی نہ کسی طرح سے جوڑ توڑ لگا کر اثبات مدعا کے درپئے ہوتے ہیں اگرچہ یہ ان کی انتہائی کوشش خاک میں ہی کیوں نہ مل جائے مگر یہ لوگ مرغی کی ایک

ٹانگ لئے لئے پھرا کرتے ہیں اور اپنے منہ میاں مٹھو۔

صاحبو! کھرے اور کھوٹے کی کسوٹی انسانی قلب ہے اور قلب بھی وہ جو شائبہ اغراض نفسانیہ سے پاک وصاف ہو ورنہ ضرور ہے کہ ایسے قلوب میں بجائے صدق کے کذب و پلیدی کی جگہ قرار پائے گی اور ایسا شخص باطل کو حق پر محمول کر کے حق والوں سے دست وگریبان ہوتا رہے گا۔

قادیانی مذہب کچھ عجیب معجون مرکب ہے اور آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا کہ مرزائی مذہب کا اصول کیا ہے؟ مرزا صاحب آنجہانی کے دعاوی کا جو سنگ بنیاد ہے وہ تو صرف مسئلہ وفات مسیح ہے اسی بنا پر انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے کو مسیح موعود ومہدی وغیرہ قرار دیا اور جب اس سے بھی آگے بڑھے تو سب نبیوں سے افضل ہونے کے مدعی ہوئے۔ جب اس مقام سے بھی ترقی کر کے آپ نے آگے قدم رکھا تو خدا کے بیٹے بن بیٹھے کبھی کبھار رام کرشن مہادیو بھی بنا کئے۔ خیر ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں دیکھنا یہ ہے کہ اس مسیح قادیانی کے بعد ان کے چیلوں نے کہاں تک قائم؟ رکھا ہے ناظرین ذرا صبر کریں ہم ایک مرزائی کا خیال مرزا صاحب کی نسبت اسی کے الفاظ میں دکھلاتے ہیں

قادیانی اخبار بدر کا نامہ نگار اس سرخی کو (منکرین مسیح محمدی سے ایک سوال) قائم کر کے لکھتا ہے

> ان شانئك هو الابتر تیرا دشمن ہی ابتر ہے۔ امید کہ ہمارے مخاطبین قائل اس بات کے ہوں گے کہ قرآن مجید کی مرقومہ بالا آیت شریفہ میں خداوند کریم نے ایک بڑی زبردست پیش گوئی فرمائی ہے جو رسول مقبول ﷺ کے بعد ہر زمانہ ہوتی رہی اور آئندہ بھی پوری ہوتی رہے گی یعنی ہر صدی کے سر پر خداوند کریم اس امت مرحومہ میں تجدید دین کے لئے مجدد اور ملہم مبعوث فرماتا رہا جو مخاطبہ مکالمہ الہیہ سے مشرف ہو کر رسول اللہ ﷺ کے روحانی اولاد کا زندہ ثبوت رہا اس کی تائید حدیث رسول مقبول ان اللہ یبعث علی رأس کل مأۃ کے مضمون سے بھی ہوتی ہے۔

ناظرین! مرزائی عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیں پہلے تو سورہ کوثر کی آیت

لکھی گئی پھر اسی آیت کو مجدد و ملہم مبعوث ہونے کی پیش گوئی بتلائی جاتی ہے اور یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ وہ مجدد و ملہم رسول اللہ ﷺ کا روحانی بیٹا ہوگا۔ واہ جی! تمہارے کیا کہنے ان شانئك هو الابتر کو دیکھئے اور اس سے مجدد و ملہم کی بعثت کی پیش گوئی کہنا دیکھئے۔ کیوں نہ ہو یہ سب آپ ہی حضرات کا کمال ہے جس آیت سے جو مطلب چاہیں نکالیں اور دنیا کے سامنے بیان کریں..

اس کے بعد مرزائی صاحب گل فشانی فرماتے ہیں کہ:

اب سوال یہ ہے کہ قرآن و حدیث شریف کی متذکرہ بالا پیش گوئی آیا گذشتہ صدیوں ہی کے لئے تھی یا موجودہ اور آئندہ صدیوں کے لئے بھی۔ یہ ایک سوال ہوا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر ہمیشہ کے لئے ہے تو آپ چودھویں صدی کے مجدد و رسول اللہ ﷺ کے روحانی بیٹے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کی بیعت میں داخل ہو کر سعادت دارین کیوں نہیں حاصل کرتے (تیسرا سوال مرزا صاحب کا یہ ہے کہ) اگر آپ لوگ اس صادق امام زمان کو قبول نہیں کرتے تو برائے مہربانی دنیا کے کسی حصہ میں امت محمدیہ ﷺ میں سے کسی ایسے شخص کے وجود کو پیش کریں جو رسول مقبول ﷺ کا اصلی معنوں میں روحانی بیٹا کہلانے کا مستحق ہوا اور اس نے مخاطبہ مکالمہ الہیہ سے مشرف ہو کر تجدید دین کا بیڑا اٹھا ہو..الخ

ناظرین! قادیانی صاحب کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ سرخی تو ایک سوال کر کے قائم ہو اور جب سوال کئے جائیں تو ایک کی خبر اور نہ تین کی۔ شائد تین سوالوں پر ایک ہی سوال کا اطلاق مرزائیوں کے یہاں درست ہوگا کیونکہ تثلیثی مادہ تو یہاں بھی پایا جاتا ہے مگر ہمیں اس سے بحث نہیں ہم تو ایک ہی جواب عرض کریں گے۔

مرزائی تحریر کا ماحصل صرف اسی قدر ہے کہ مجدد قادیانی جو پیغمبر کا بیٹا ہے اس پر دنیا ایمان کیوں نہیں لاتی ہے؟

جواباً عرض ہے نوح علیہ السلام بھی تو آخر پیغمبر جلیل القدر تھے اور ان کا بیٹا بھی تھا جو انه عمل غير صالح کی جھڑکی کھا کر خاندان نبوت سے نکالا گیا اور اس

کے ساتھیوں کا بھی وہی حال ہوا جو اس نا خلف اولاد کا ہوا ہم لوگ اس کشتی کے سواروں میں سے ہیں جن کی نسبت ہمارے سردار و آقا نے ارشاد فرمایا ہے

مثل اصحابی کسفینة نوح من رکبها نجی و من تخلف عنها غرق۔

اس لئے ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم ایسی مستحکم کشتی کو چھوڑ کر پسر نوح کا ساتھ دیں اور آخر کار ہلاکت و تباہی میں گرفتار ہوں۔

و السلام علی من اتبع الهدی۔

راقم خاکسار غلام مصطفیٰ سہسرامی از مقام کٹک

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۱۱ء۔ص ۷۔۸)

قادیانی مسیح کی قبر پر دو پھول

۲۶ مئی مرزا صاحب قادیانی کے انتقال کی تاریخ ہے اس لئے مرزا صاحب کے ایک شیدائی نے نظم، دو پھول، کی بھیجی ہے جو تنگ وقت میں پہنچنے کے سبب بے موقع درج ہوتی ہے۔ ہم تو اس قسم کی نظموں کو درج کرنا پسند نہیں کرتے تھے مگر آج کل قادیانی پرچوں نے بے طرح بدزبانی اختیار کر رکھی ہے۔ بدر اور احمدی اس میں سب سے نمبر اول ہیں اس لئے مجھ ان کی خاطر سے ایسا کرنا پڑا۔ اڈیٹر اہل حدیث

تمہاری ہم بنائیں گے وہ گت آتش زبان ہو کر
بگولے کی طرح اڑتے پھرو گے اب دھواں ہو کر
تمہاری طرح پر مشفق قلم ہم نے اٹھایا ہے
رکے گا اب نہ اشہب تیز رو اپنا رواں ہو کر
سنا کرتے تھے قصے افترا پرداز جھوٹوں کے
نمونہ میرزا نے ان کا دکھلایا عیاں ہو کر

تمہارے حضرت اقدس کی توبہ کیا حقیقت تھی
ہلاک اکثر ہوئے کاذب مسیحائے زماں ہو کر
مہ دین محمد کی ضیاء پھیلے گی دنیا میں
پھٹے گی ہاں تمہارے کذب کی چادر کتاں ہو کر
ہمیشہ رہ کے اس نے خواہشوں میں نفس سرکش کی
اڑائی ہیں بہت بے پر کی مشت استخواں ہو کر
ٹٹولا کرتا تھا جبیں ہمیشہ سادہ لوحوں کی
وہ کید و مکر کا پتلا مسیحائے زماں ہو کر
وہ خواب وصل سے اٹھتے ہی اک الہام گھڑتا تھا
وہ شہرت پا لیا کرتا تھا بدنام جہاں ہو کر
اسے فرصت نہ تھی بیت الصنم کے کارناموں سے
ہوا گمراہ خود ہی رہنمائے گمرہاں ہو کر
ملذذ اور مبہّی ڈھونڈتا تھا ادویہ اکثر
جوانی کا تمنائی تھا پیر ناتواں ہو کر
وہ غیروں کی بہو اور بیٹیوں کو تاکا کرتا تھا
بنا کرتا تھا ملہم خوب رسوائے جہاں ہو کر
نکاح آسمانی کی اسے ایسی تمنا تھی
پڑا تھا راہ میں وہ نقش پائے کارواں ہو کر
میسر وصل بیٹے کی نہ سالی کا ہوا ہر گز
رہا گو عمر بھر بے تاب دل اس کا طپاں ہو کر
بہت ہی سٹ پٹایا اپنی عقل و بختِ واژوں سے
مقابل بو الوفاء صاحب کے مرزا بد زباں ہو کر
چڑھاؤ میرزا محمود کو مینار پر اب تم
کرو مرزا کی پوری کچھ تو خواہش ہم زباں ہو کر

دیا کرتے ہو شبلی ایسے مولانا کو تم دھوکہ
ہوئے ہو مکر میں اکمل مرید قادیان ہو کر
کہاں پیدا ہوئے قاسم تمہارا کون والد تھا
بتاؤ تو ہمارے روبرو اے مہربان ہو کر
ریاست رام پور میں جو بنی تھی ان کی گت افضل
رہے گی قبر پر ان کے وہ گویا سائبان ہو کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۱۱ء ص ۱۱)

مینڈکی کو بھی زکام ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کے بانی مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی اور ان کے مریدوں نے جب شروع شروع میں سر اٹھایا تو بوجہ ان کی شوخیوں اور بداعتقادیوں کے پہلی سزا ان کو یہ ملی کہ علماء اسلام نے ان پر کفر کا فتوی لگایا۔ اس سے بھی جب ان کو عبرت نہ ہوئی تو خدا نے ان کو دوسری طرح پکڑا کہ مرزا کی کوئی ایک بات بھی جو اس نے بطور تحدی (مقابلہ) کے کہی پوری نہ ہوئی جس سے تمام دنیا کی نگاہ میں ان کی ذلت ہوئی۔

اس کے بعد آخری ذلت ان کی یہ ہوئی کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے خدائی اجازت سے اعلان کیا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا سمجھاؤں۔ اس فیصلہ نے تو قادیانی مشن کا جو ستیاناس کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔

ان تمام ذلتوں کے بدلہ میں مرزائیوں کو کیا اچھی شرارت سوجھی جس کا ذکر بدر میں ملتا ہے کہ ہم (مرزائیوں) میں بھی علماء کرام ہیں ہم کیوں نہ اپنے مخالفوں پر ایک فتوی کفر مرتب کریں جس سے بدلہ پورا اترے۔ واہ کیا کہنے ہیں۔ شائد اسی لئے حکیم نورالدین صاحب نے فتوی دیا ہے کہ جو لوگ مرزا قادیانی کے منکر ہیں وہ کافر ہیں لیکن ان کا یہ کہنا قبل از وقت ہے جب تک حکیم صاحب ہمارے سوالات مندرجہ اہل

حدیث مورخہ ۷۔اپریل ۱۹۱۱ء کے جوابات تسلی بخش نہ دیں ایسا کہنے کا ان کو حق حاصل نہیں ۔مگر افسوس ہے کہ قادیانی پرچے یوں تو بہت شور وشغب کرتے ہیں لیکن اصل بات کا جواب دینے سے عاجز ہیں کیوں نہ ہو جب کہ ان کے دجال اکبر میں یہ طاقت نہ تھی کہ اہل حدیث کے حملوں کو روک سکے چنانچہ انہی حملوں سے تنگ آ کر اس مرنے والے نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو رو رو کر آخری فیصلہ کا اشتہار شائع کیا تھا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو قرآن مجید میں پہلے سے بتلایا گیا ہے :

لا یحیق المکر السیی ا لّا با ھلہ

جس کا مطلب ہے: چاہ کندہ را چاہ درپیش

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جون ۱۹۱۱ء ص ۱)

مرزا قادیانی کے دعوے

اوراس کی متضاد باتیں اورانجام پرنظر

مبتدءفساد

۱۔ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء مرزا صاحب لکھتے ہیں :

وہ شخص میری جماعت سے خارج ہے جو احمدی ہو کر بھی اپنے رشتہ ناطے غیر احمدیوں سے کرے۔

۲۔اورتحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۸ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

یادرکھو جیسا مجھے خدا نے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مفتری اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔

پس جو لوگ مرزائیوں سے صلح کی امید رکھتے ہیں میں ان کی خدمت میں بلند آواز سے عرض کر دیتا ہوں کہ مریدان مرزا غلام احمد سے صلح کی امید ہرگز نہ رکھیں یہ لوگ :

ما مریداں رخ بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رخ بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

کے مصداق ہیں۔

خدائے واحد کا شریک:

ا۔ دیکھو ضمیمہ انجام آتھم میں صفحہ ۳ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

انت منی بمنز لة تو حیدی و تفریدی۔
تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔

۲۔ اور کتاب البریہ کے صفحہ ۷۸ میں تحریر کرتے ہیں:

میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہو ں۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں:

میں نے پہلے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترکیب وتفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے مطابق ان کی ترکیب اور تفریق کی اور اس کی خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا: انا زینا السماء الد نیا بمصا بیح

او مرزائیو! تمہارا مرشد واقعی ایسا ہی تھا یا کچھ فرق ہے۔ یا ایسا کہنا شرعاً کفر ہے۔ ذرا غور سے جواب دینا،

۳۔ اور دیکھو اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵ کے حاشیہ میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی زبان میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں، خدا کی مانند۔ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے انت منی بمنز لة تو حیدی و تفریدی۔

مرزائیو! سنتے ہو تمہارے مرزا آنجہانی کے دعوی کہاں تک پہنچے ہوئے تھے ۔کیا تم میں سے کوئی اور شخص بھی دانیل نبی کی کتاب سے دکھا سکتا ہے کہ اس میں مرزا غلام احمد کو میکائیل کہا گیا ہے۔

اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید وفروخت کا اقرار کر اور کہہ دے خدا نے مجھ سے خرید وفروخت کی انت منی بمنز لة او لادی انت منی و انا منك۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری اولاد۔ تو

مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں

عبارت بالا میں تین باتیں اہل انصاف کے لئے قابل غور ہیں ۔

۱۔خدا کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کا اس نے مرزا سے تبادلہ کیا۔

۲۔اور بقول مرزا خدا کی اولاد بھی ہے۔

۳۔خدا بقول مرزا، مرزا سے پیدا ہوا۔

مرزائیو! اسی توحید کو پھیلانے کو تمہارے مرزا صاحب قادیانی آئے تھے؟ کیا یہ خیالات تثلیث پرستوں کے خیالات سے کم ہیں۔

۵۔اور اربعین نمبر۲ کے صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں:

خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

۶۔اور اربعین نمبر۲ صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں:

اخترتك لنفسی الارض و السماء معك كما هو معی ۔

ترجمہ: میں نے تجھ کو اپنے لئے چنا۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ایسے ہی ہیں جیسا کہ میرے ساتھ۔

۷۔اور اربعین نمبر۳ کے صفحہ ۳۴ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

انت اسمی الاعلی۔

ترجمہ۔تو میرا سب سے بڑا نام ہے

۸۔اور اربعین نمبر۳ صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں:

انت من ما ئنا و هم من فشل:

ترجمہ۔تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔

۹۔اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۸۶ میں لکھتے ہیں:

انت منی بمنزلة ولدی۔

ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ فرزند میرے کے ہے۔

مرزائیو! خدا سے ڈر کر جواب دو ایک تو بقول خود تمہارے مرزا جی خدا کے فرزند ہوئے مگر دوسرا کون ہے؟ شائد عیسیٰ کہو گے۔

۱۰۔اور دیکھو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۸۴ میں لکھتے ہیں:

رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں

مرزائیو! خدا سے ڈر کر انصاف سے کہو کہ قرآن مجید تمہارے مرزا کے منہ کی باتیں ہیں۔ جبریل شائد مرزا سے لے کر محمد ﷺ کے پاس لایا ہوگا۔

میرے پاس مرزا کی کتب سے بہت ایسے ایسے باطل اور خام خیال نقل شدہ موجود ہیں اگر کسی کو خدا کا خوف اور تحقیق اور انصاف پسند ہو تو تحریرات بالا ہی کافی ہیں ۔ (باقی دارد) (شائد یہ مضمون منشی اللہ دتا صاحب کا ہے۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جون ۱۹۱۱ء ص ۴)

قادیانی مشاعرہ

مولوی اقبال احمد سہیل اعظم گڈھی مقیم بنارس

(رسالہ احمدی میں شائع ہونے والی نظم:

ثناء اللہ! بتا تجھ میں ہے گر شرم وحیا باقی

کے جواب میں یہ نظم ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث)

تعجب کیا جو ہے شورِ نہیقِ جاں گزا باقی
مرا دجال لیکن ہے ابھی اس کا گدھا باقی
ہوئی مدت کہ گذرا کاروانِ کذب دنیا سے
خرِ دجال غم میں ہے ابھی تک چیختا باقی
خدا نے مرتے مرتے سن ہی لی دجال کی آخر
مرا کذاب اور ہے حامیِ دینِ خدا باقی
تمنا بر نہ آئی آہ عقدِ آسمانی کی
جگر میں خارِ ناکامی کھٹکتا رہ گیا باقی

تمہیں اے حق پرستو ڈوب مرنا اب تو زیبا ہے
مگر بے نور ایماں کب ہے دل میں حیا باقی
ثناء اللہ سے ہو کر مقابل جان تک دے دی
کہو تکذیب مرزا میں بھلا اب کیا رہا باقی
خدا کا شکر ابھی دنیا میں ہے حق کی حمایت کو
ثناء اللہ کا سا قابل مدح و ثنا باقی
بہت سے معرکے ہارو گے اب بھی رام پور ایسے
ہے جب تک حامی اسلام شیر دیوریا باقی
ہزاروں بار منہ کی کھائی لیکن چپ نہیں ہوتے
ابھی جوع البقر والوں کو ہے کچھ اشتہاء باقی
بھلا ہوتا ہے کیا ان فتنہ پردازوں کی عوعو سے
وہی ہے آفتابِ اوج سنت کی ضیاء باقی
ابھی کشمیر سے بنگال تک ہر اہل ایمان کے
لبوں پر ہے ثناء اللہ کی مدح و ثنا باقی
خر دجال کی اس صوت بے معنی سے کیا ہو گا
رہے گا یوں ہی مدح شیر حق کا غلغلا باقی
نہیب شیر حق کا یہ اثر ہے آج تک سن لو
در و دیوار میں ہے قادیان کے زلزلہ باقی
بھلا اسلام کو ان جھوٹے الہاموں کی کیا حاجت
کہ قرآن مبین ہے آج تک معجز نما باقی
مرا جھوٹا کہ سچا ؟ آپ ہی انصاف سے کہہ دو
کہ فضل حق سے ہے عبدالحکیم با صفا باقی
بنائے کذب مرزا منہدم کب کی ہوئی لیکن
ابھی پھیلا ہوا ہے دام تزویر و ریا باقی

اسے کیا حاجت تلبیس ذریات کے ہوتے
یہ مانا ہے ابھی ابلیس ان سب کا چچا باقی
نہ چھوڑا قادیانی احمدی نے گالیاں دینا
بڑھاپے میں ابھی تک ہے وہ بچپن کی ادا باقی
بھلا زاغ و زغن کے شور سے کیا ہو کہ ہے ابتک
سہیلِ خستہ جاں سا عندلیب خوشنوا باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جون ۱۹۱۱ء ص ۵)

حقانی بیان

(ازمولانا ابومحمد عبدالحق صاحب حقانی دہلوی)

مولانا! السلام علیکم۔ مطبوعہ کاغذ پہنچا۔ اس کی پشت پر یہ بھی لکھنا چاہیے تھا:

الحمد لله الذی انجز وعده

اس تحریر کے بعد مرزا قادیانی صاحب مجھ ثناء اللہ اور میری جماعت کے سامنے بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء انسانی صدمہ سے نہیں بلکہ اسی ہیضہ کی بلا سے جس کا مرزا صاحب نے بڑے عجز والحاح کے ساتھ سوال کیا تھا لاہور میں ایسے وقت ہلاک ہوئے کہ صبح کو مناظرہ میں مسلمانوں سے مقابلہ میں آنے کا وعدہ تھا۔ پھر جس طرح ہلاک ہوئے اور ان کے جنازہ کے ساتھ جو کچھ خلق خدا نے سلوک کیا اگر پولیس کی مدد نہ ہوتی تو جانے کیا ہوتا۔ خلق خدا نے بچشم عبرت دیکھا اور میں ثناء اللہ اور میرے احباب نے بھی اپنے سامنے ہلاک ہونے والے کا عبرت سے نظارہ کیا۔ کیا اس کے برعکس ثابت ہوتا تو یہ بات مرزا صاحب کے اعلیٰ معجزات میں شمار نہ ہوتی؟ اور مرزائی اس کو نشان قدرت نہ سمجھتے؟ اور کہتے پھرتے کہ خدا نے جھوٹے مفتری کو ہلاک کر کے دنیا کو راحت بخشی۔ اگر مرزا صاحب کی دعا خدا نے مستجاب کی تو اس کہنے میں کیا مبالغہ ہے کہ مرزا کی موت سے جس کو مرزا صاحب نے مانگا تھا خدا نے گمراہی کے پیڑ کو گرادیا

سنو! قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم کہ آج ہم نے اے مسلمانوں تمہارا دین کامل کر دیا۔ دین کے دو جزء ہیں اول عقاید جن کو نظریات کہتے ہیں جن کو علماء نے علم کلام میں بیان کیا ہے۔ دوسرا جزء عملی جس کو علماء نے فقہ و حدیث میں بیان فرمایا ہے کتاب الوضو سے لے کر معاملات تک۔ اب فرمایئے اس نئے ملہم نے ان دونوں جزءوں کسی میں کوئی ترمیم کی؟ اور اگر نہیں تو پھر اس نئے ملہم کے ماننے کی ضرورت کیا؟ اور یہی سبب ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا خاتم النبیین ارشاد الٰہی ہے۔

اب اگر ان احادیث کو بھی صحیح مان لیا جائے کہ جن میں مسیح و مہدی کے آنے کی خبر ہے تو ان سے مرزا صاحب کو وہی علاقہ ہے جو ہر ایک خادم دین کو۔ ہر شخص کھینچ تان کر اپنے آپ پر چسپاں کر سکتا ہے اور عرصہ سے یہ سلسلہ جاری ہے ملک مغرب میں بہت سے لوگوں نے یہ دعویٰ کیا اور مدتوں ان کے اتباع میں سلطنت بھی رہی اب بھی مصر کے نواح میں اس کے مدعی پائے جاتے ہیں ہندوستان میں سید محمد جون پوری نے دعویٰ کیا اب تک ان کی جماعت موجود ہے۔ ایران میں قوم مرزا محمد علی اور باب اللہ اب تک اس کے مدعی ہیں اور دیکھئے آئندہ کتنے مدعی کھڑے ہوتے ہیں۔ اول یہ سب باہم حق و باطل کا فیصلہ کر لیں پھر ہم سے مخاطب ہوں مرزا صاحب نے جس قدر ان دعووں میں جلد جلد پلٹیاں کھائیں کبھی مہدی کبھی مسیح کبھی نبی کبھی کرشن اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ یہ کہنا کہ سب کا ایک مصداق ہے تو مرزا صاحب کو اس عنوان پلٹنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی اور لطف یہ ہے کہ کبھی موت مسیح پر بحث ہوتی ہے کہ وہ کشمیر میں آ کر مرے اور شاہی امراء میں سے مسیح اللہ خان کی قبر کو حضرت مسیح کی قبر بتایا جاتا ہے اور ایک منار بھی آسمان سے اترنے کے لئے جناب نے تعمیر کیا تھا مگر وہ ناتمام رہ گیا اور اس پر سے اترنے کی بجائے لاہور میں ہیضہ کی سیڑھی سے اوپر چلے گئے یا کہیں نیچے اتر گئے۔ مگر اس بحث سے مرزا صاحب کو کیا علاقہ؟ سکندر مرا اور فلاں بیماری سے مرا، پس وہ سکندر جس کی دھوم تھی میں ہی شکستہ حال ہوں۔ بہت خوب۔

(مولانا) ابو محمد عبدالحق از دہلی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جون ۱۹۱۱ء ص ۹)

تزک مسیح (قادیانی)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عنوان سے الحکم قادیان نے ۲۶ مئی (روز وفات مرزا قادیانی) کی یادگار میں ایک بہت لمبا مضمون شائع کیا ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کی زندگی کے حالات مبارکہ ابتدائی زمانہ سے لے کر اخیر تک مختصر مختصر لکھے ہیں، مگر تعجب ہے کہ ان لوگوں کو وقائع نگاری کے نازک فرض کا احساس بھی نہیں۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ جانتے ہی نہیں کہ کسی ہیرو (ممدوح) آدمی کی زندگی پر کس طرح نظر ڈالی جاتی ہے ایسے اہم کام میں ضروری فرض یہ ہے کہ ہیرو کا کوئی تاریخی واقعہ نہ چھوٹے خصوصاً جس واقعہ پر اپنے بیگانے کو نظر ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ واقع مورخ یا وقائع نگار کی طبیعت کے خلاف ہو یا اسکے درج کرنے سے کسی ذمہ داری کا اس کو احساس ہوتا ہو تو اس کو سوچنا چاہیے کہ میرے چھپانے سے اصل واقع تو نہ چھپ سکے گا۔

مرزا (غلام احمد) آنجہانی کے متعلق تاریخی واقعہ جو ان کے سوانح نگاروں کو سب سے مقدم رکھنا چاہیے وہ واقعہ ہے جو انکی تمام زندگی کا لب لباب ہے جسکا نام انہوں نے خود آخری فیصلہ رکھا تھا۔

مرزائیو! جانتے ہو وہ وہی واقعہ ہے جس کے تصور سے تمہارے جسموں پر رعشہ پڑ جاتا ہے۔ جس کے مختصر الفاظ یہ ہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے مجھ کو بہت ستایا ہے اگر وہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا۔ آخر کیا ہوا؟ آہ اس کا ذکر مرزائیوں کے لئے سخت دلخراش ہے۔

اسی طرح مرزائی جماعت کے ہادی اور راہ نما بلکہ بہی خواہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا واقعہ بھی نہیں لکھا، جو ان کی بابت بڑے حضرت (مرزا غلام احمد) نے پیش گوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر میری (مرزا قادیانی) زندگی میں مر جائے گا۔

اسی طرح آسمانی نکاح کا واقعہ بھی قابل ذکر تھا جو یوں ہی چھوڑ دیا۔

اخبار بدر قادیان میں ایک مضمون نکلا تو اس میں بھی ماہ مئی کے واقعات لکھے ہیں کہ فلاں تاریخ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب بیمار ہوئے، فلاں تاریخ انتقال ہوا۔ اگر مئی سے پہلے اپریل کو چھوڑ گئے۔ یہ نہ کیا کہ اپریل کے واقعات بھی لکھتے کہ ۱۵۔ اپریل کو مرزا صاحب قادیانی نے مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ کا اشتہار دیا تھا۔

ہماری غرض اس نوٹ لکھنے سے اور کچھ نہیں، صرف مرزا صاحب کے سوانح نویسوں کو تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے سوانح لکھتے ہوئے بڑے بڑے اہم واقعات نہ بھولا کریں کیونکہ ان کے نہ لکھنے سے اصل واقع نہ چھپ سکے گا۔

خون ناحق بھی چھپانے سے کہیں چھپتا ہے
کیوں وہ بیٹھے ہیں میری نعش پہ دامن ڈالے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۲۳ جون ۱۹۱۱ء ص ۴)

(اہل حدیث ۳۰ جون ۱۹۱۱ء کے شمارہ میں اس کی فہرست مضامین کے مطابق صفحہ ۵ تا ۸ پر مباحثہ مونگیر کی روداد مطبوع ہے۔ لیکن سوئے اتفاق سے مجھے جو شمارہ حاصل ہوا ہے اس میں یہ صفحات موجود ہی نہیں ہیں۔ تاہم مناظرہ مونگیر کی الگ سے مطبوعہ روداد کی ایک فوٹو پی ہندوستان سے اوراسی کی ایک کاپی جناب ضیاء اللہ صاحب کھوکھر آف گوجرانوالہ کی لائبریری سے موصول ہوئی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ شائد یہی روداد اہل حدیث امرتسر میں بھی شائع ہوئی ہوگی اس لئے یہاں نقل کی جا رہی ہے۔ بہاء)

مختصر روئداد جلسہ مناظرہ مونگیر

جس میں مرزائیوں کا شرائط مناظرہ کے پابندی سے انکار اور جلسہ سے فرار
مفصل روداد بطور کتاب بعد کو شائع ہوگی
مولفہ مولوی سید محمد انور حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔
الا ان حزب اللہ هم الغالبون
اللہ اکبر

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زھوقا

مونگیر میں مرزائیوں کا شرائط مناظرہ کی پابندی سے انکار اور جلسہ سے ان کا فرار

ناظرین اس مناظرہ میں منجانب اہل سنت و جماعت کے مولانا ابوالخیر عبد الوہاب بہاری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ و منجانب مرزائیان کے پہلے مولوی عبدالماجد یا ان کے صاحبزادے مناظر قرار پائے تھے۔لیکن مولوی عبدالماجد صاحب نے یہ کہا کہ مجھ سے میرے لڑکے سے قابلیت میں مولوی غلام رسول صاحب زیادہ ہیں اس لئے ہم لوگ کی طرف سے وہی مناظر ہوں گے۔ لہذا مولوی غلام رسول صاحب مناظرہ کے وقت مرزائی مناظر قرار پائے اور مولانا مولوی مرتضی حسن صاحب و مولوی مختار احمد صاحب دو وکیل اہل سنت اور مولوی عبدالماجد صاحب و منشی وزارت حسین دو دو وکیل مرزائیان بنائے گئے تھے۔ و بمنظوری فریقین منشی کملا سہائے صاحب مختار (جو مونگیر میں ایک معزز شخص ہیں) حکم قرار دیئے گئے تھے۔منشی وزارت حسین پہلے روز تو حاضر رہے دوسری روز اپنے عوض میں منشی قاسم علی صاحب مرزائی دہلوی کو مقرر کر کے جلسہ سے چلے گئے۔ ہر چند شرایط مناظرہ مرقومہ ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء دستخطی فریقین میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ حیات و مماۃ مسیح علیہ السلام پر گفتگو نہیں ہوگی بلکہ مسیحیت و مہدویت مرزا صاحب ....اور دیگر مسائل پر گفتگو ہوگی لیکن اس وجہ سے کہ مرزائی اس میں اپنی اصولی چال سے اکھڑ گئے تھے بہت طرح پر علمائے اہل سنت سے چاہا کہ کسی طرح اس شرط کی خلاف ورزی ظہور میں آئے۔مگر علمائے اہل سنت کب ایسے بھولے تھے کہ مرزائیوں کے خوف کا احساس نہ کرتے۔ان کی مرعوبانہ کیفیت دیکھ کر شرائط مقبولہ فریقین پر جمے رہے۔مرزا صاحب کی مسیحیت و مہدویت کا اثبات مرزائیوں کے لئے گویا موت کا پیالہ ہے کہ کسی طرح اسے حلق سے اتارنا گوارا نہیں کرتے مگر علمائے اہل سنت کے استقلال اور زور سے یہ پیالہ ان کے منہ میں پہنچایا گیا چارونا چار مجلس مناظرہ میں اترے۔

تاریخ ۲ جون روز جمعہ اول وقت ۷ بج کر ۱۰ منٹ پر جلسہ مناظرہ منعقد ہوا۔
مرزائیوں نے پہلے یہ بات پیش کی کہ اہل سنت مرزا صاحب کی تکذیب کے مدعی ہیں اس لئے وہی پہلے تکذیب کے دلائل پیش کریں۔

جواباً کہا گیا کہ مرزا صاحب کی تکذیب ان کے دعوی کے بعد کی گئی ہے اس لئے تکذیب کے وجوہات دلائل مسیحیت کے بعد ہونی چاہیے اور نیز یہ کہ شرائط مناظرہ میں یہ طے پاچکا ہے کہ مرزا صاحب کی مسیحیت ومہدویت کے دلائل قرآن و حدیث سے بیان کئے جائیں گے پس اس کا اثبات مرزائیوں کا فرض ہے جو انکے دعوی کے مصدق ہیں۔

وہ مرزائی ہی کیسے تھے کہ کسی بات کو صوف دلائل سے مان لیتے۔ نہ مانے پر نہ مانے اور خوب اڑ بیٹھے۔ آخر صدر مجلس یعنی حکم صاحب نے یہ کہا کہ بموجب شرائط مناظرہ پہلے مرزائیوں کو اپنا دعوی ثابت کرنا چاہیے اس پر مرزائیوں کے اوسان خطا ہو گئے رنگ فق ہو گیا منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ بہت بدحواس ہو کر دلائل لکھنے لگے۔ اس عربی تحریر اور اس کا اردو ترجمہ دونوں کو مجلس مناظرہ میں پڑھ کر سنانے کیلئے ڈیڑھ گھنٹہ وقت مقرر تھا مگر مرزائی اور قواعد کی پابندی میں تو وہی نسبت ہے جو زنگی اور سپیدہ میں ہے۔ بار بار کے مطالبہ پر بھی تین گھنٹہ وقت لے لیا۔ اس روز کے لئے جتنا وقت تھا گویا سارے کا سارا ختم کر دیا۔ اسی اثنا میں ایک اور بڑے مزہ کی بات یہ ہوئی کہ جناب مولانا سید مرتضی حسن صاحب وکیل اہل سنت نے فرمایا کہ بہت وقت ضائع کیا گیا یہ ساری تقریر و بحث آدھ آدھ گھنٹہ میں ہو جاتی۔

حافظ روشن علی صاحب نابینا مرزائی نے کہا کہ یہ مناظرہ علی حالہ مقرر رہے اور اس کے علاوہ جس طریق پر مولوی مرتضی حسن صاحب فرماتے ہیں ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بھی تیار ہیں۔ اس پر مولوی صاحب ممدوح نے یہ اعلان کیا کہ بھائیو! بعد نماز جمعہ اسی جگہ مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی (مصنف شہادۃ القرآن وغیرہ) اور حافظ روشن علی صاحب مرزائی سے حیات مسیح کے متعلق تقریری مناظرہ ہو گا۔ سب احباب شوق سے تشریف لائیں۔

اس اعلان پر منشی قاسم صاحب مرزائی دہلوی نے کہا کہ ہم مولوی ابراہیم

صاحب کے ساتھ حیات مسیح یا جس مسئلہ میں ان کو ید طولی ہے مباحثہ کرنے کو تیار ہیں ۔مولوی صاحب ممدوح نے بوساطت حکم صاحب منشی قاسم کی الفاظ ان کی زبان سے مکرر کہلوائے اور اس کے بعد حکم صاحب سے اجازت لے کر کہا کہ میرے دوست منشی قاسم علی صاحب نے نہایت فراخ دلی سے مجھے اختیار دیا ہے کہ جس مسئلہ میں مجھے ید طولی ہو اس پر گفتگو کروں لہذا میں ان کے بخشیدہ اختیار کی رو سے یہ کہتا ہوں کہ کہ مجھے مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کے متعلق ید طولی ہے منشی صاحب اس پر گفتگو کر لیں ۔مولوی صاحب کی اس تقریر پر تمام اہل سنت حاضرین جلسہ نے کمال مسرت ظاہر کی اور مرزائی پارٹی کے رنگ فق ہو گئے ۔پھر منشی قاسم علی نے یہ کہا کہ ہم پیش گوئیوں پر گفتگو کر سکتے ہیں دو شرطوں کے ساتھ ۔

ا ۔ یہ کہ مولوی صاحب حفظ امن کے ضامن ہوں اس لئے کہ پیش گوئیوں کے ذکر میں ہمارے حضرت اقدس کی شان میں بے ادبانہ الفاظ ضرور استعمال کئے جائیں گے اور ہم بھی اسی طرح کا جواب ضرور دیں گے اس پر عوام کے بگڑنے کا خوف ہے ۔

۲ ۔ یہ کہ مولوی صاحب یہ لکھ دیں کہ ان کو سوائے مرزا صاحب کی پیشین گوئیوں کے کسی اور مسئلہ میں ید طولی نہیں ہے ۔

مولوی صاحب نے حکم صاحب کو مخاطب فرمایا کہ یہ شرطیں بعد از وقت ہیں ان کی پابندی مجھ پر ضرور نہیں ۔ با این ہمہ امر اول کی نسبت یہ گذارش ہے کہ میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ پیش گوئیوں کے ذکر میں متکلم کی شان میں بے ادبی نہ ہوگی ،صرف کلام پر جرح ہوگی ۔ ہر چند میں یہاں مسافر ہوں مگر اپنے خدائے بزرگ پر بھروسہ کر کے حفظ امن کا ضامن ہوتا ہوں ۔اور اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے امید کرتا ہوں کہ بحکم حدیث شریف یسعی بها ادنا هم ہماری ضمانت کا خیال کریں گے ۔اور ہرگز ہرگز کوئی بات خلاف تہذیب وقوع میں نہیں آنے دیں گے ۔اس پر مولوی مرتضی حسن صاحب نے بآواز بلند کہا کہ مسلمانوں! مولوی صاحب کی ضمانت کی منظوری کے اظہار کے لئے ہاتھ اٹھاؤ۔ یہ سنتے ہی مرزائیوں کے سوا تمام حاضرین نے (جو تخمیناً پانچ ہزار ہوں) ہاتھ اٹھایا۔ یہ سین قابل دید تھی ید الله فوق الجماعة کی شان نمایاں تھی۔

شرط دوم کی بابت مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ اگر حکم صاحب فرمائیں تو میں لکھ

دینے کو بھی تیار ہوں۔

کچھ دیر اس پر گفتگو رہی آخر میں حکم صاحب نے یہ فیصلہ دیا کہ:

مولوی صاحب لکھنے پر مجبور نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ منشی قاسم علی صاحب شرائط وغیرہ لگا کر گریز کرنا چاہتے ہیں۔

اس فیصلہ پر ہر طرف سے صدائے آفرین بلند ہوئی اور عام مسلمانوں نے مسرت وخوشی میں اس پہلی فتح پر چیئرز دے دی جس کو علمائے اہل سنت نے روکا۔ اسی وقت سے مرزائیوں کے چہروں پر اداسی چھا گئی اور ناکامیابی کی علامتیں ان کی پیشانیوں پر ظاہر ہونے لگیں۔

مرزائی مناظر نے تو ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ وقت لے لیا تھا۔ مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب نے کہا کہ وقت ختم ہو گیا ہے آپ اپنی تحریر سنائیں۔

چند بار کے مطالبہ پر مرزائی مناظر نے کچھ عربی عبارت پڑھنی شروع کی اور اور اعراب کی غلطیاں کیں جن کی اطلاع مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب وکیل نے حکم صاحب کو کی۔ حکم صاحب نے کہا ابھی سن لیجئے جب یہ پرچہ جواب کے لئے آپ لوگوں کو ملے گا اس وقت ان غلطیوں کو بھی ظاہر کیجئے گا۔

پھر مرزائی مناظر نے اس عبارت کا مطلب بطور وعظ بیان کرنا شروع کیا۔ مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب وکیل اہل سنت نے حکم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شرائط مناظرہ مقررہ فریقین میں عربی عبارت اور اس کا ترجمہ سنانا ہے، نہ کہ اس کو بطور وعظ بیان کرنا۔ حکم صاحب نے مرزائی مناظر کو روک کر شرائط مناظرہ مقررہ فریقین کو پڑھا تو نمبر ۱۰ میں یہ مضمون شرائط مذکورہ میں ظاہر ہوا:

ساری تقریر وتحریر جانبین کی جو مجلس مناظرہ میں بتعین وقت لکھی جائے گی۔ اول اول عربی میں ہو گی پھر ہر ایک فریق اس کا اردو ترجمہ با محاورہ کر کے اپنے وقت معین پر سناوے گا۔

اس عبارت کی تشریح میں دیر تک گفتگو رہی۔

سرور شاہ صاحب نے کہا ہم لوگ ایک امام (خلیفۃ المسیح) کے ماتحت ہیں اور خلیفہ نے مجھ کو اس وفد کا امیر بنایا ہے۔ ہم اگر ان لوگوں کو روک دیں تو یہ کبھی مناظرہ

نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارے (امام خلیفہ) کا حکم ہے کہ ہار جیت کی پرواہ نہ کرنا، اگر تبلیغ کی صورت نہ ہو تو مناظرہ بے فائدہ ہے۔

آخر میں حکم صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ شرائط مقررہ فریقین کی رو سے کوئی فریق ترجمہ کے سوا زیادہ بیان کرنے کا مجاز نہیں۔

دو گھنٹہ سے زیادہ ہو چکا تھا کاغذ طلب کیا گیا معلوم ہوا کہ ہنوز ترجمہ لکھا نہیں گیا ہے۔ ترجمہ لکھنے کے لئے پھر آدھ گھنٹہ دیا گیا۔ اس پر بھی ختم نہ ہوا تو بیس منٹ اور دیا گیا۔ مناظر صاحب ترجمہ لکھ نہ سکے۔ مولوی عبدالقادر صاحب اور سرور شاہ صاحب نے ترجمہ لکھا۔

حکم صاحب نے کہا گیارہ بج چکے ہیں، عربی تحریر اور اس کا ترجمہ دونوں کاغذوں پر فریقین کے وکلاء اپنا اپنا دستخط کر کے مجھ کو دے دیں۔ یہ تحریریں ہماری تحویل میں رہیں گی۔ کل یہ تحریریں سنانے کے بعد سنّی مناظر کو جواب لکھنے کے لئے دی جائینگی۔

اس کے بعد مولوی عبدالقادر صاحب نے تخمیناً پندرہ منٹ انگریزی میں (خلاف شرط مقررہ فریقین شاید اظہار قابلیت کے گھمنڈ سے) لیکچر دیا جو اہل سنت کی شکایت میں تھا۔ اس کا برجستہ جواب انگریزی ہی میں حسب اجازت حکم صاحب مولوی معین الحق صاحب بی بی ایل وکیل نے دو تین منٹ میں بڑی فصاحت سے دے دیا کہ سننے والے متحیر ہو گئے وھو ہذا:

Every thing looks yellow to the jaundice eye

یرقان والے کی نظر میں سب چیزیں زرد معلوم ہوتی ہیں۔ حالانکہ ہر چیز اپنی اصلی رنگت میں ہوتی ہے یہاں خرابی دیکھنے والوں میں ہے نہ کہ چیزوں میں۔ (یہ ایک فلسفہ کا ضرب المثل مقولہ حکماء کے نزدیک بدیہات سے مشہور ہے جس کا نقل کر دینا اصل مقولہ کا یہاں پر خالی از لطف نہ ہوگا کیونکہ حضرت مرزا صاحب آنجہانی کو بھی اس عارضہ سے خاص نسبت تھی)

پھر حکم صاحب نے عربی اردو دونوں کاغذوں پر وکلاء سے دستخط کرا کے لے لیا۔ ساڑھے گیارہ بجے جلسہ برخاست کر دیا گیا۔

دوسرے روز یعنی ۳ جون (۳ تاریخ کو بھی مسیحائی تثلیث سے ایک قدرتی مناسبت ہے

۔اگر چہ جدید ہی مسیحائی کیوں نہ ہو اس پر سنیچر کے روز کی نحوست کا طرہ جیسا کہ نجومیوں میں مشہور ہے مرزائیوں کے حق میں نحس اکبر تھا کہ اس لئے کہ عامل روز شنبہ مرزائیوں کا قدیمی دوست زحل ہے جو اپنی نحوست دکھائے بغیر نہیں رہ سکتا) روز شنبہ کو اول وقت ۷ بج کر بیس منٹ پر جلسہ منعقد ہوا۔

حکم صاحب نے اول روز کی تحریریں مرزائی مناظر کو دے دیں۔اس نے کچھ عربی عبارت پڑھ کر اس کا مطلب بطور وعظ بیان کرنا شروع کیا۔مولوی سید مرتضی حسن صاحب نے حکم صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ کل حسب شرائط مناظرہ مقررہ فریقین یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ سوائے ترجمہ سنانے کے اور کسی بات کا حق نہیں ہے ،مگر آج پھر اس فیصلہ کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔

مولوی عبدالماجد صاحب نے جواباً کہا کہ مقصود مناظرہ سے احقاق حق ہے اور وہ صرف پڑھنے میں سامعین کو کچھ فائدہ نہ ہوگا ،اس لئے مطلب سمجھانا ضرور ہے۔

مولوی مرتضی حسن صاحب نے فرمایا کہ شرائط مقبولہ فریقین اور نیز فیصلہ حکم کے خلاف آپ نہیں کر سکتے۔

اس پر منشی قاسم علی صاحب نے کہا کہ ہم ضرور کر سکتے ہیں حکم کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہم کو کسی بات پر مجبور کریں۔

مولانا نے جواباً کہا تو پھر شرائط طے کرنا اور حکم مقرر کرنا فضول ہے۔یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ لوگوں کو مناظرہ کرنا منظور نہیں ہے۔

اس پر منشی قاسم علی صاحب نے کہا کہ بے شک ایسے نامعقول شرائط پر ہم لوگ مناظرہ نہیں کر سکتے ہیں۔

مولانا مرتضی حسن صاحب نے فرمایا کہ یہ شرائط مناظرہ ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء کو طے ہوئے۔آپ کے خلیفۃ المسیح نے دیکھ کر منظور کیا۔ایک وفد سرور شاہ صاحب کی ماتحتی میں مناظرہ کے لئے روانہ کیا۔انہیں شرائط کی بنا پر مناظرہ شروع بھی کیا گیا مسئلہ زیر بحث کے متعلق کل حکم صاحب کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔اب پھر شرائط کو نامعقول کہنا مناظرہ سے گریز نہیں تو کیا ہے۔اگر کوئی شرط نامعقول تھی تو مناظرہ شروع کرنے سے پہلے ہی ترمیم کرا لیتے۔جیسا کہ توبہ والی شرط کو ترمیم کرا لیا تھا۔

خیر یہ تو ہو لیا ،میں تقریری مناظرہ کے لئے بھی موجود ہوں۔کل مولوی عبد

الماجد صاحب نے کہا تھا کہ عربی تحریر کی قید اظہار قابلیت کے لئے ہے۔ اس کی عمدہ صورت یہ ہے کہ ایک مضمون تجویز کر کے فریقین کے مناظر کو عربی میں تحریر کرنے کے لئے دیا جاوے اور دونوں تحریریں مصر میں یا جہاں مناسب ہو بھیج دیا جائے۔ وہاں سے جو فیصلہ ہو فریقین کو ماننا پڑے گا۔

ہنوز مرزائیوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ حکم صاحب نے یہ کہا کہ جب شرائط مناظرہ مقررہ ہی میں گفتگو ہو رہی ہے تو مناظرہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ جلسہ مناظرہ توڑ دیا جائے اور فریقین کے علماء پھر شرائط مناظرہ کو طے کریں۔ اس لئے ہم اس جلسہ کو شکست کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر فیصلہ لکھنے لگے۔

ادھر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ایک وجدانی جوش کے ساتھ نعرہ اللہ اکبر لگا کر جاء الحق و زھق الباطل انّ الباطل کان زھوقا پڑھا جس سے سارا جلسہ تھرا گیا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
زمین جس نے جلسہ کی ساری ہلا دی

اس نعرہ کے صدمہ سے مرزائی پارٹی پر وہ رعب طاری ہوا کہ انکے چہروں پر سیاہی چھا گئی۔ حواس خمسہ بجا نہ رہے۔ مارے ہیبت کے گویا زمین میں گڑ گئے۔ اور اہل سنت کی جماعت میں فتح وظفر کی ایک غیر معمولی اور بے پایاں مسرت ظاہر ہوئی۔ ہر شخص خدائے بزرگ کا شکر کرتا ہوا بزبان حال یہ آیت پڑھ رہا تھا و تعز من تشاء و تذل من تشاء۔

القصہ حکم صاحب نے یہ فیصلہ سنایا:

آج ۸ بجے کے وقت میں بعد سننے مباحثہ فریقین میرے خیال سے یہ بات طے پائی کہ شرائط جو تعمیل ہو چکے تھے اس شرائط کی بہت شکست ہو چکی ہے۔ کل پرچہ من جانب مولانا قادیان ملا تھا۔ اس کو آج بجنسہ مولانا قادیان (

واضح رہے کہ مرزائی مناظر نے جو لکھا تھا، نہ تو جلسہ میں پورا پڑھا گیا نہ مرزائیوں اور حکم صاحب کے سوا کسی نے دیکھا۔ علمائے اہل سنت عموماً اور مولانا عبدالوہاب صاحب خصوصاً اس عربی تحریر کو دیکھنے کے متمنی ہی رہے۔ مگر اس تحریر کی حقیقت اس سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ مناظر

صاحب جنہوں نے لکھا تھا اس کے پڑھنے میں غلطی کرتے تھے۔ مولانا مرتضی حسن صاحب نے اس کے پڑھنے کے درمیان بھی حکم صاحب سے کہہ دیا تھا کہ مناظر صاحب اعراب میں غلطیاں کر رہے ہیں۔ مولف) کو دے دیا۔ لیکن شرائط مناظرہ میں بہت نکتہ چینی ہوئی۔ و منجانب مولانا قادیان یہ کہا گیا کہ جو شرائط مناظرہ ہوئی ہے وہ شرائط معقول نہیں۔ جس حالت میں شرائط مناظرہ منظور نہیں ہے تو ویسی حالت میں اب اس جلسہ کو ہماری دانست میں شکست کر دینا مناسب معلوم ہوا۔

اگر فریقین چاہیں تو پھر بھی شرائط مناظرہ طے کر کے مباحثہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو بہت افسوس کے ساتھ کہنا ہوتا ہے کہ درمیان عالمان فریقین پہلے شرائط طے پا لیتا۔ دستخط وکلاء اہل سنت

محمد مرتضی حسن۔ محمد مختار احمد

دستخط وکلاء مرزائیاں: قاسم علی۔ عبدالماجد

دستخط حکم: کملہ سہائے پریسیڈنٹ ۳ جون ۱۹۱۱ء

نقل فیصلہ ہذا نزد سکرٹری انجمن حمایت اسلام مونگیر بھیج دیا جائے۔

کملا سہائے۔ ۳ جون ۱۹۱۱ء

اس فیصلہ کے سننے کے بعد مرزائی پارٹی نے اپنا بوریا بستر اٹھایا۔ کوئی پشتارہ کتابی چند پیٹھ پر اٹھائے، کوئی کرسیوں کو الٹی سر پر رکھے، عجیب وحشتناک طور سے جماعت اہل سنت سے اس طرح نکل گئے جس طرح آٹے سے بال نکل جاتا ہے، اور ان کی زبان حال پر یہ شعر جاری تھا

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے جلسہ سے ہم نکلے

جس وقت وہ لوگ جلسہ سے جا رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آیہ کریمہ سیھزم الجمع و یولون الدبر (القمر: ۴۵) انہیں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

ساڑھے آٹھ بجے جلسہ مناظرہ ختم کر دیا گیا۔ مرزائیوں کے جلسہ سے چلے جانے کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب نے یہ تحریک کی کہ حکم صاحب اس وقت اس

جلسہ کے بھی صدر مقرر کئے جائیں۔ بعض حاضرین نے اسکی تائید کی۔ پھر مولوی حافظ شاہ رحمت اللہ صاحب مظفر پوری نے آیہ کریمہ من یطع اللہ و رسولہ تلاوت کر کے عاشقانہ مضامین پر وعظ فرمایا۔ ایک گھنٹہ تک ان کا بیان رہا حاضرین جلسہ نے دل لگا کر سنا بہت محظوظ ہوئے۔ ساڑھے نو بجے شاہ صاحب کا بیان ختم ہوا اور مولانا مولوی سید مرتضی حسن صاحب کا بیان شروع ہوا۔ آپ مرزا صاحب کے عقائد واقوال جو اہل سنت کے خلاف ہیں ان کی کتابوں سے نکال کر حاضرین کو دکھلاتے تھے اور تردید بھی کرتے جاتے تھے۔ درمیان میں بعض بعض لطیفہ آمیز حکایتیں بھی بیان کرتے تھے جو مرزا صاحب کی حالت پر چسپاں ہوتی تھیں۔ ۱۱ بجے ان کا بیان ختم ہوا پھر مولانا ابوالخیر عبدالوہاب صاحب بہاری نے مختصر تقریر میں مرزائیوں کے فرار کی کیفیت بیان کر کے بلند آواز سے کہا کہ سارے مرزائیوں کو عموماً اور بھائی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کو خصوصاً ہماری طرف سے چیلنج ہے ان میں سے جو شخص ممات مسیح کو قرآن مجید کی کسی قطعی الدلالۃ آیت سے (جو واقعہ قیامت کی حکایت ہو) ثابت کر دے تو مبلغ پانچ سو روپیہ مجھ سے انعام لے۔ ۱۱ بجے دعائے خیر پر جلسہ برخاست ہوا۔

تاریخ ۴ جون روز یک شنبہ کو اول وقت ۷ بج کر ۳۰ منٹ پر جلسہ منعقد ہوا۔ پہلے مولوی مختار احمد صاحب نے اپنا فارسی قصیدہ سنایا جو مرزا غلام احمد کے قصیدہ کے جواب میں ہے۔ آپ مرزا صاحب کا ایک شعر پڑھتے تھے اور اس کا عیب ظاہر کرتے تھے۔ پھر اس کے مقابل میں اپنا شعر سنا کر اس کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کا قصیدہ مرزا صاحب کے قصیدہ سے بڑھا رہا۔ حاضرین جلسہ بہت محظوظ ہوئے۔

بعدہ مولوی مرتضی حسن صاحب نے مرزا صاحب کے عقاید کی تردید بیان کی۔

پھر مولانا عبدالوہاب صاحب نے یہ تحریک کی کہ مرزا غلام احمد کا آخری فیصلہ (مونگیر میں جس کی اشاعت اس جلسہ مناظرہ کے انعقاد کے باعث ہوئی) جناب مولوی سید محمد انور حسین صاحب پروفیسر ڈی جی کالج حاضرین کو سنا کر سبھوں سے رائے لیں۔ چنانچہ مولوی صاحب ممدوح نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ میں اس بات پر بہت افسوس کرتا ہوں کہ ہمارے محترم دوست مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل

امرتسری بعض ضرورتوں کی وجہ سے اس جلسہ میں تشریف نہ لا سکے۔ اگر وہ آ جاتے تو مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کسی مضمون کے بیان کی حاجت نہ ہوتی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا اسٹیج پر کھڑا ہونا ہی مرزا صاحب کی تکذیب کی بدیہی اور زندہ دلیل ہوتی کیونکہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ہماری زندگی میں ہلاک نہ ہوئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

پھر آخری فیصلہ سنا کر اس کا نتیجہ بیان کیا۔ اور حاضرین جلسہ سے پوچھا کہ آپ لوگ ایماناً اور دیانتاً فرمائیں کہ اس فیصلہ میں کوئی لفظ بھی ایسا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ مولوی صاحب منظور کریں گے تو فیصلہ ہوگا ورنہ فیصلہ نہ ہوگا۔

سبھوں نے بالاتفاق کہا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ قدرتی فیصلہ ہے اور مرزا صاحب پر اقبالی ڈگری ہے۔

پھر مولانا عبدالوہاب صاحب نے مختصر تقریر کر کے اپنی رباعیات سنائیں اور دعائے خیر پر ۱۱ بجے جلسہ برخواست کیا گیا۔

مولانا مرتضی حسن نے پہلے روز آخر جلسہ میں یہ اعلان کر دیا تھا مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی تین روز تک تین تین گھنٹہ بعد نماز مغرب حیات مسیح پر تقریر فرمائیں گے۔ سب احباب تشریف لائیں اور جس صاحب کو اس مسئلہ میں شکوک وشبہات ہوں مولانا ممدوح کا بیان سن کر رفع شبہات کر لیں۔ چنانچہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے پہلے روز ولادت مسیح پر، دوسرے روز واقعہ صلیب کی نفی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی پر، اور تیسرے روز لفظ توفی کے معنی اور اس کے مواقع استعمال پر نہایت مدلل اور واضح تقریر فرمائی۔ اپنے ہر ایک دعوی پر قرآن مجید ہی کے الفاظ اور آیات سے دلائل قاہرہ بیان کر کے مرزائی اعتراضات کا کافی ووافی جواب دیا اور اس کے شبہات اور مغالطات کی قلعی کھول دی اور یہ ثابت کر دیا کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت قوی اور مستحکم دلائل سے ثابت ہے۔

آپ نے پہلے ہی روز یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اس مسئلہ میں جس کسی کو مجھ سے کچھ پوچھنا ہو تو ہمارے بیان کے شروع ہونے سے پہلے ہی مجھ کو مطلع کر دیں تاکہ آدھ گھنٹہ وقت ان کے سمجھانے کے لئے بچا رکھوں اور ہر روز اثناء بیان میں برابر یہ

فرماتے رہے کہ جس مرزائی کا جی چاہے بلا تکلف آئے اور اپنے اعتراضات پیش کر کے جوابات سنے۔ مرزائی وفد مع امیر الوفد موقع بیان کے متصل بمکان حکیم خلیل سکرٹری مرزائیاں موجود تھے مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مولانا کے سامنے آسکے۔

بہت سے ایسے حضرات جو مرزائیوں کا یک طرفہ بیان سن کر اس مسئلہ میں مذبذب ہو رہے تھے، مولانا ممدوح کے بیان سے ان کا تذبذب بالکلیہ جاتا رہا اور حیات مسیح پر ان کو یقین کامل ہو گیا۔ بلکہ بعض نے مرزائی مولویوں سے اسی وقت جا کر بار بار کہا کہ کیوں حضرات اس مسئلہ میں تو آپ حضرات کو بڑا ناز تھا آج ناطقہ کیوں بند ہے۔ کوٹھڑی سے باہر تشریف لائیے اور مولانا کے دلائل کا جواب دیجئے۔ مگر صدائے برنخاست

آنہا که بصد زبان سخن میگفتند
آیا چه شنیدند که خاموش شدند

مولانا ممدوح کی استدلالی قوت اور خوش بیانی کے متعلق اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ حاضرین جلسہ میں سے ہر طبقہ کے لوگ محو حیرت ہو رہے تھے اور بزبان حال یہ کہہ رہے تھے

بہار عالم حسنش دل و جان تازه میدارد
برنگ اصحاب صورت راببوار باب معنی را

ہر شخص کی زبان پر سبحان الله و ما شاء الله جاری تھا۔

آپ کا تیسرا بیان ۱۲ بجے شب کے بعد ختم ہوا۔

پھر مولوی حافظ رحمت اللہ صاحب نے اپنی رباعیات سنائیں۔

آخر میں مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب نے گورنمنٹ اور علمائے کرام اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کر کے دعائے خیر پر جلسہ ختم کیا۔ فللہ الحمد

ناظرین! مذکورہ بالا بیان سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس مناظرہ میں مرزائیوں کی کیا گت بنی اور کس طرح کی ندامت اور ذلت ان کو نصیب ہوئی۔ اس سیاہ داغ کو اپنے چہرے سے مٹانے اور پبلک میں سرخروئی حاصل کرنے کے لئے مرزائیوں نے بھاگلپور میں ایک اشتہار سرخ حرفوں میں (جو ان کے خون جگر کی خبر دے رہا ہے)

شائع کیا جس میں علمائے اہل سنت کو مخاطب کر کے لکھا ہے :

آپ حضرات نے ہمارے عربی پرچہ کا جواب دینا تو درکنار ہم کو اپنا پورا پرچہ سنانے بھی نہیں دیا۔

ذرا ان بھلے مانسوں سے کوئی یہ تو پوچھے کہ آپ لوگوں کے پرچے کو سوائے آپ لوگوں کے اور حکم صاحب کے علمائے اہل سنت میں سے کسی نے دیکھا بھی تھا۔

کیا آپ لوگوں نے اس کا موقع آنے دیا کہ آپ کا پرچہ علمائے اہل سنت کے ہاتھ آئے۔

خدا تعالی کو حاضر و ناظر یقین کر کے سچ سچ جواب دیجئے اور لعنة الله علی الکا ذبین پر آمین کہیے۔

بلکہ حقیقت حال تو یوں ہے کہ جب مولانا مرتضی حسن صاحب نے مرزائی مناظر کے عبارت خوانی پر اعتراض کیا تو اسی وقت سے مرزائیوں کے دل پر اس بات کا خوف طاری ہوا کہ علمائے اہل سنت کے ہاتھ میں پرچہ جانے سے خدا جانے کس کس طرح کے اعتراضات کئے جائیں گے۔ کیا کیا غلطیاں نکالی جائیں گی۔ اور اس بات کی فکر کرنے لگے کہ کس طرح علمائے اہل سنت کے ہاتھ میں پرچہ نہ جائے۔ بر وقت یہی تدبیر سوجھی کہ شرائط مقبولہ فریقین کی خلاف ورزی پر اصرار کر کے ترجمہ بطور وعظ بیان کیا جائے علمائے اہل سنت مزاحمت کریں گے اور آخر مناظرہ بند ہی ہو جائے گا۔ پرچہ دینے کی نوبت نہیں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ورنہ جب اول روز فریقین کی گفتگو کے بعد حکم کا فیصلہ ہو چکا تھا، تو پھر دوسرے روز شرائط مناظرہ شکنی بلکہ فیصلہ شکنی پر اصرار کرنے کا مطلب کیا تھا۔

بھلا کوئی مرزائی حلفیہ یہ تو بیان کرے کہ کس نا معقول کے منہ سے شرائط مقبولہ فریقین کی نسبت یہ جملہ نکلا تھا کہ ہم اس نا معقول شرائط پر مناظرہ نہیں کر سکتے۔ اور کس عہد شکن نے یہ کہا تھا کہ اگر تبلیغ کی صورت نہ ہو تو مناظرہ بے فائدہ ہے۔

اچھا اب آپ لوگوں کی صداقت کی جانچ کی ایک آسان صورت بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ عربی پرچہ جو مجلس مناظرہ میں لکھا گیا تھا اور جس پر حکم کا دستخط بھی ہے شرعی قسم کھا کر بلا زیادۃ ونقصان چھاپ کر شائع کر دیجئے۔ پبلک پر آپ کے مناظر کی

عربی دانی بھی ظاہر ہو جائے گی اور مرزا صاحب آنجہانی کے مسیحیت اور مہدویت کے دلائل بھی معقولیت بھی کھل جائے گی۔ کیا مرزا پارٹی ایسا کرے گی؟ شائد۔

مرزائی پارٹی کی عربی دانی تو اسی سے ظاہر ہے کہ علمائے اہل سنت کی طرف سے اردو خط جانے پر اعتراض کر کے کہ علماء اور اردو میں خط لکھیں ایک خط عربی میں لکھا، جو طرح طرح کی غلطیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کا برجستہ جواب ترکی بترکی عربی ہی میں فوراً دندان شکن دے دیا گیا۔ پھر مرزائی پارٹی کی ہمت نہ ہوئی کہ عربی میں خط لکھیں۔ اس کے بعد جتنے خط آئے اردو ہی میں آئے۔ عربی دانی کی مہارت کا دعوی تھا تو دوسرا تیسرا خط عربی میں کیوں نہ لکھا۔ اف لکم! اف لکم! اف لکم!

ہاں یہ بھی واضح رہے کہ جلسہ مناظرہ میں شکست ہو جانے کے بعد ۴ جون کو ایک خط وہی سرور شاہ امیر الوفد طرف سے مولوی محمد عمر صاحب کے نام آیا کہ جدید مناظرہ کے لئے شرائط طے کیجئے۔ جواباً لکھا گیا کہ آپ پہلے اس بات کا اطمینان کرا دیں کہ اب جو شرائط طے ہوں گے آپ ان کے پابند رہیں گے۔ آپ اول روز مجمع عام یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم لوگ ایک امام (خلیفۃ المسیح) کے حکم کے پابند ہیں ان کے مقابلہ میں شرائط مذکورہ وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ شرائط طے کرنے کے بعد پھر آپ یہ کہہ دیں کہ ہمارے امام کا یہ حکم آیا ہے کہ مناظرہ مت کرو۔ اس لئے جب تک لوگ خلیفہ جی نور الدین صاحب بلا وساطت احدے شرائط طے نہیں کریں گے ہم لوگوں کو اطمینان نہیں ہوسکتا۔ بقول حافظ رحمہ اللہ:

من جرّب المجرب حلت به الندامة

آزمودہ را آزمودن جہل است، مثل مشہور ہے۔

ناظرین باتمکین برائے خدا مذکورہ بالا واقعات پر کافی غور کیجئے اور انصاف کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کیجئے کہ مرزائیوں کے مقابلہ میں اہل سنت کا یہ عذر قابل پذیرائی ہے یا نہیں۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

جلسہ ہذا میں ذیل کی تحریریں شائع ہوئیں جو نہایت مختصر اور بہت مفید ہیں:

مسیح قادیانی کا فیصلہ، اور، مرزا غلام احمد صاحب کا فیصلہ۔
ان دونوں تحریروں میں مرزا غلام احمد کے اقوال سے ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہیں بلکہ جھوٹے ہیں

تحفہ مرزا، اور دعا مرزا ۔ یہ دو جز کا رسالہ ہے ۔ شائقین ان رسالوں کو میر جو ہر علی صاحب ساکن.. مونگیر سے منگوالیں ۔

شائقین کو میں ایک بڑی کتاب کا مژدہ دیتا ہوں۔ اسے ناظرین ضرور دیکھیں۔ اس میں کامل طور سے مرزا صاحب کی حالت کا سچا فوٹو کھینچا ہوا ہے اور مرزا صاحب کی ایک مایہ فخر کتاب ازالہ اوہام کا نہایت عمدہ جواب دیا ہے اس کا نام افادۃ الافہام دو جلدوں میں ہے ۔۔۔ حیدر آباد سے مولانا مولوی انوار اللہ صاحب مصنف سے ملے گا یا مونگیر محلّہ مخصوص پور مولوی ابوالحسن صاحب سے ملے گا

بزرگان اسلام کی خدمت میں ضروری التماس

اسلامی فرقوں کے مناظرہ کو اگر چہ میں نے کبھی پسند نہیں کیا مگر مرزا قادیانی کے اقوال وعقائد اس کے طرح کے دیکھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو بالکل درہم برہم کرنا چاہتے ہیں مگر اسلام کے پردے میں اسلامی عقائد اور اسلام کی جو صورت حضرت سید المرسلین ﷺ اور بزرگان سلف سے ہمیں پہنچی ہے اسے غلط بتا کر یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوں، میں ہوں۔ میرا کہنا مانو جب نجات ہوگی ۔ ان کے چند اقوال اونہیں کی کتابوں سے بنظر اطلاع عام نقل کئے جاتے ہیں انہیں آپ لوگ غور سے ملاحظہ کریں کہ وہ اسلام کے کس قدر درہم برہم کرنا چاہتے ہیں

۱۔ مرزا جی قرآن مجید کے جو معنی بیان کریں وہ صحیح ہیں اور اگر اس کے خلاف صحابہ کرام اور تابعین وغیرھم نے بیان کئے ہوں تو وہ غلط ہیں۔

۲ ۔ جو حدیث مرزا جی کے الہام کے مطابق ہے اسے وہ مانیں گے اور جو اس کے خلاف ہے اسے ردی کی طرح پھینک دیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث جو مسلمانوں کا دین وایمان ہے وہ بیکار اور جو مرزا کہیں وہ دین ہے نعوذ باللہ

۳، مرزا جی کہتے ہیں

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

ایک اولوالعزم نبی کی تحقیر اور ان کی تعلّٰی ملاحظہ کے جائے۔

۴۔ بنی اسرائیل کے چارسو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی خبر دی اور وہ غلط نکلی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی نبی کی بات پر سچائی کا یقین نہیں ہوسکتا۔

۵، مرزاجی کہتے ہیں

منم مسیح زمانم منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

یہاں صاف کہہ رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ) حضرت محمد رسول اللہ کا مرتبہ رکھتا ہے مجھے مانو۔

۶۔ آنحضرت ﷺ پر عیسی بن مریم، دجال، یاجوج ماجوج، اور دابۃ الارض کی حقیقت منکشف نہ ہوئی تھی (ازالہ اوہام مؤلفہ مرزا)۔ مرزاجی پر منکشف ہوئی اسلئے مرزاجی افضل ہوئے نعوذ باللہ۔

۷۔ حضرات حسنین کی تحقیر تو بہت کچھ کی ہے اور حضرت کی مصیبت اور اپنا تنعم دکھا کر اپنی افضلیت ثابت کی ہے۔ یہ تحقیر ضمناً تمام اولیائے امت محمد یہ کی ہے۔

انصاف سے کہو کہ کون مسلمان ان باتوں کو سن سکتا ہے اور یہ باتیں مانی جائیں تو میں بالیقین کہتا ہوں کہ دین اسلام وہ مقدس مذہب نہ رہے بلکہ نیا مذہب قادیانی ہوگا جسکو خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہ ہوگا۔ فقط باقی تفصیل عقاید مرزائیوں انشاءاللہ تعالی آئندہ علیحدہ شائع کرے گا۔

المشتہر: حکیم محمد یعسوب نائب سکرٹری انجمن اہل سنت والجماعۃ مونگیر

بدر جواب سنے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار بدر قادیانی نے چند سوالات لکھے ہیں جن کے جوابات خاص اہل حدیث (امرتسر) سے مانگے ہیں اس لئے نمبروار جواب دیئے جاتے ہیں۔

ا۔اہل حدیث مورخہ ۱۴۔ ماہ حال (جون ۱۹۱۱ء) صفحہ ۱۳ پر، قادیانی موت، کی سرخی سے جو مضمون شائع ہے اس کی نسبت آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت اقدس یعنی جناب مرزا صاحب قادیانی نے کون سی کتاب میں ایسا تحریر فرمایا ہے ہمارا کوئی مرید طاعون سے نہیں مرے گا جیسا کہ آپ ہمیشہ شائع فرماتے رہتے ہیں۔اور پرچہ حال میں بھی یہی فقرے درج ہیں۔(بدر ۲۲ جون ۱۹۱۱ء)

اڈیٹر اہل حدیث: تعجب ہے کہ اس سوال کا جواب کئی ایک دفعہ دیا گیا مگر قادیانی جماعت میں ہنوز روز اول ہے۔اچھا سنیئے مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

> ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوی سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں۔ (کشتی نوح۔ص ا۔۲)

اس میں چار دیواری والوں کی حفاظت کا وعدہ ہے مگر چار دیواری کے معنی دوسری جگہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہ لکھتے ہیں:

جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالی کی کلام میں یہ وعدہ ہے

انی احافظ کل من فی الدار

یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤنگا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں (کشتی نوح۔ص۱۰)

مرزائیو! ان دونوں قولوں کو ملا کر بتلاؤ کہ مرزا صاحب قادیانی کا مطلب صاف ہے یا نہیں کہ مرزا صاحب کا مرید کوئی بھی طاعون سے سے نہیں مرے گا۔ تو پھر کیا کوئی مرزائی نہیں مرا؟

خبر نہ ہو تو دفتر بدر سے پوچھو کہ اخبار کا پہلا مالک اور اڈیٹر کس بیماری سے اور کس جگہ مرا؟

قاضی امیر حسن کا لڑکا قادیان میں کس بیماری سے مرا؟

منصوری کا سہارن پوری لڑکا کس بیماری سے مرا تھا؟

اچھا آگے چلتے ہیں:

سوال نمبر۲۔ جناب مرزا قادیانی کی وہ دعا جو آپ کے متعلق تھی وہ کس طرح آپ کے حق میں مفید ہے جب کہ آپ نے آج تک آئینہ صداقت، عداوتوں کی روشنی، ثنائی چکر اور دیگر اخبارات بدر وغیرہ کی معقول پیرایہ میں تردید نہیں کی۔ میرے خیال میں آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ بار بار محض دفع الوقتی کرنے کی غرض سے یا عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی وجہ سے آپ ہمیشہ اس دعا کا ذکر کریں جب کہ پبلک پر اصل معاملہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ امید ہے آئندہ خیال رکھیں گے۔

(بدر قادیان۔۲۲ جون ۱۹۱۱ء)

اڈیٹر اہل حدیث: سائل نے جتنے رسالوں کا ذکر کیا ہے ان سبکے جوابات

کافی دیئے گئے ہیں۔ سب سے جامع رسالہ ادعاء مرزا ہے جو منگیری دوستوں نے مفصل لکھا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے دعا فیصلہ کی تھی کہ خداوندا اگر میں تیری نگاہ میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب سے پہلے مجھے موت دے۔ چنانچہ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ الحمد للہ۔ اس میں میری نامنظوری کو کوئی دخل نہیں۔ آگے چلئے۔

سوال ۳۔ ایسا ہی آتھم والی پیش گوئی سے کوئی ہفتہ شاید ہی خالی جاتا ہو جو آپ سکوت کرتے ہوں پندرہ سولہ برس سے یہ شور اور واویلا مچا رہے ہیں کہ آتھم ۱۵ ماہ میں نہیں مرا۔ کیوں جناب آپ اصل پیش گوئی سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ واقعی آتھم پندرہ ماہ تک مر جاویگا۔ اگر آپ یہ فرماویں کہ مرزا صاحب نے ایسا ہی فرمایا بھی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے قبل از وقت جو کچھ فرمایا تھا وہ ایک اجتہادی غلطی تھی۔ کیا انبیاء سے ایسی غلطیاں نہیں ہوئے اور اجتہادی غلطیوں میں خدا تعالی کا کوئی راز مخفی ہوتا ہے ورنہ کبھی غلطی نہ ہو ((بدر قادیان۔ ۲۲ جون ۱۹۱۱ء)

اڈیٹر اہل حدیث: غنیمت ہے آپ اتنا تو مانتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے پندرہ ماہ میں موت کا ذکر کیا ہے گو غلط کیا ہے مگر یہ کہنا آپ کا اپنا خیال ہے مرزا صاحب قادیانی تو لکھتے ہیں:

ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا نہ کسی کا حق ہے جو اس کے مخالف کہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۷)

بتلا یئے آپ کون ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے سمجھے ہوئے معانی کی مخالفت کرتے ہیں۔ اصل الہامی الفاظ بھی سن لیجئے:

پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔

میں اس پیش گوئی کی نسبت دعوی سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام مرزائی مل کر بھی مجھ سے بحث کریں تو انشاء اللہ بقول:

چوں بشوئی پلید تر گردد

جتنا بولیں گے الٹے گریں گے۔

میں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی مخالفت میں یہاں تک ترقی پر ہوں کہ مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی میں مجھ کو سب مخالفوں سے بڑا مخالف لکھا ہے میری اس مخالفت کا بڑا سبب یہی پیش گوئی ہے۔ مرزائیو! حوصلہ ہے تو خاص اسی پیش گوئی پر قلم اٹھا کر ہمارے مقابلہ پر آؤ۔

او بدر! تو واقعی بدر ہے تو باہر نکل کر ذرہ روشنی دکھلا ہمارے سارے مضمون کو نقل کرنے کا وعدہ کر ہم تیرے مضمون کو نقل کر کے ناظرین اہل حدیث تک پہنچا دیں گے۔ کیا مرزائی ہمت کریں گے؟

آگے چلو:

سوال ۴۔ احمدی رسالہ میں جو آپ صاحبان کا کچا چٹھا درج ہے کیا وہ صحیح ہے۔ بخدا ہمیں تو ان رسالوں کو پڑھ کر سخت افسوس اور رنج ہوتا ہے۔ ہم کبھی آپ کی شان میں ایسے الفاظ دیکھنے پسند نہ کرتے۔ اگر جناب کی سابقہ تحریر مرقع قادیانی وغیرہ نظر سے نہ گذری ہوں۔ خیر کردنی خویش آمدنی پیش۔ اب بجز صبر اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ آپ کا خیر اندیش خریدار اہل حدیث ۲۲۳۵۔ کوہ منصوری۔ (بدر قادیان۔ ۲۲ جون ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

احمدی رسالہ میں جو ہمارا کچا چٹھا تم کہتے ہو اس سے برا نہیں جو رسالہ عصائے موسیٰ کے قابل اور الہامی مصنف نے مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کا لکھا تھا مرزائیوں کو شرم ہوتی تو پہلے اس کا جواب لکھتے۔ ہمارا کچا چٹھا وہ کیا لکھے گا اس کے اڈیٹر سے اتنا تو پوچھ دو کہ اس کی ولادت کہاں کی ہے۔ اور داروغہ جیل میر عصمت اللہ اس کے کیا لگتے ہیں۔ بس اسی ایک ہی جواب سے تم کو اس کے کچے چٹھے کا علم ہو جائیگا

او نادانو! کیا بدزبانیوں سے کسی مذہب کی حقانیت کھل سکتی ہے؟ کیا گالیاں دینے میں پورب کی بھٹیارنوں سے تم بڑھ جاؤ گے؟ ہرگز۔ ہاں اپنے پیر و مرشد مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت پر ضرور عمل پیرا ہوسکو گے۔ مختصر یہ کہ:

بنما بصاحب نظرے جوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۱۔۲)

خطبات احمدیہ اور براہین احمدیہ پر سچی رائے

(محمد معشوق علی از پھلواری)

گو میری طرز تحریر بعض کو مخالفت کا دھوکہ دے گی مگر درحقیقت میں مخالف ہوں بلکہ جو کچھ میری دیانت میں آیا ہوں اس کو لکھتا ہوں۔ میں خطبات احمدیہ اور براہین احمدیہ کا نام اکثر اخبار و رسالے میں دیکھا کرتا تھا اور یہ دونوں کتابیں میرے یہاں کے کتب خانہ میں موجود تھیں مگر بدقسمتی سے کبھی مطالعہ کا اتفاق نہیں ہوا۔ ادھر قریب دو ہفتہ کے ہوئے کہ میں نے خطبات احمدیہ کو لفظاً لفظاً دیکھا اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ کتاب لاجواب لکھی گئی ہے اس کے مصنف نے جس جوش و جانفشانی سے انجام دیا یہ اس کا کام تھا مگر ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ ہمارے جو شیلے سرسید مرحوم سائینس سے اس قدر مرعوب تھے کہ باوجود تسلیم اعجاز معجزوں کی تاویل کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس کے بعد مرزا صاحب کی براہین کو بغور دیکھا۔ اس میں شک نہیں کہ محامد اسلام و لطائف قرآن کو نہایت طوالت کے ساتھ سلسلہ وار لکھا ہے کتاب ضخیم ہے اشتہار کے موتے موٹے حرفوں سے اس کی شان اور بھی دوبالا ہوگئی اس کی تردید کے لئے مخالف کو اک بڑی طویل عمر کی ضرورت پڑے گی۔ یہ کتاب اپنی نوع میں قابل داد لکھی گئی ہے مگر افسوس جیسا کہ ہم خطبات احمدیہ کے وسیلہ سے ایک بڑے عیسائی کو ملزم کر سکتے ہیں ویسا براہین احمدیہ کے ذریعہ سے اپنے مخالف کو ساکت نہیں کر سکتے۔ کاش قرآنی مضامین کو ویدی مضامین سے مقابلہ کر دیا جاتا، ان کے اعتراضوں کی بے وقعتی ان کی کتابوں سے ثابت کر دی جاتی تو کتاب زیادہ دلچسپ ہو جاتی اور مسلمانوں کو بھی وید کے حسن و قبح سے واقفیت ہو جاتی۔ مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے دیباچہ میں لین دین کا قصہ پیش کر کے اپنے خلوص و قناعت پر بہت کچھ بدظنی کا موقع دیا، اور اس پر یہ غضب کیا کہ اس کتاب کا نصف حصہ اپنی نبوت والہامات کی نذر کر دیا جس سے دوربین نگاہوں میں خلوص کا خاتمہ ہی نہیں ہوا بلکہ محنت برباد گنہ لازم

کا مقولہ بھی صادق آیا۔ اوران وحیوں میں راز نیز اور مواعید خوشگوار تو اس قدر ہیں کہ کل پیغمبروں سے آپ کا پلہ وزن دار ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو آپ سے ایک خاص عشق تھا۔ اس لئے جس قدر آپ کی دل جوئی وخوش آمد کی گئی اس کا عشر عشیر بھی کسی برگزیدہ کے ساتھ نہیں کی گئی ۔ مگر افسوس یہ دل جوئی محج دل خوش کن تھی اور یہ دلاسہ صرف ایک دھوکہ تھا جس کا نتیجہ بجز طفل تسلی کچھ نہ نکلا۔ ورنہ آج ہم کل دنیا کو مرزائی رنگ میں دیکھتے اور خود متزا صاحب کو ستر بار سے کم نہیں مکہ میں وعظ فرماتے سنتے لیکن کم بخت ہراس وبیکسی نے ہندوستان کے بھی دورہ کا موقع نہیں دیا آپ نے اس کتاب میں اپنی نبوت کی دلیل چند منی آرڈر کی پیش گوئی پر موقوف رکھی ۔ گو اس کے علاوہ چند پیش گوئیاں اور بھی ہیں جن کے عدم وقوع میں ایسی تاویل سے کام لیا گیا ہے کہ جس سے ہر خاص و عام بے کھٹکے دس بیس پیش گوئیاں کر سکتا ہے۔ مگر ہاں آج کل مرزائی آپ کی صداقت میں ایک نئی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ہمارے مخالفین (یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ) کی کوئی جماعت نہیں قائم ہوئی اور ہماری جماعت باوجود مخالفت کے مستحکم اور ترقی پذیر ہوتی جاتی ہے۔ میں استحکام وترقی کو تو کہہ نہیں سکتا کہ کس منزل تک پہونچی مگر یہ ضرور کہوں گا کہ آپ کے مخالفوں نے نہ کبھی امامت و نبوت کا دعوی کیا نہ اس مقصد کے لئے اخبار ورسالے شائع کئے نہ اپنے مذہبی اعلان کے لئے وقتاً فوقتاً روزانہ پیسہ اخبار میں کوئی تحریر چھپوائی ۔۔ نہ ہر جگہ کسی جدید مذہب کے لئے انجمنیں قائم کیں نہ اشاعت اسلام کو اپنے مشن کا ذریعہ ٹھہرایا۔ ہاں آپ کی تردید میں البتہ کوشش کی گئی اور یہ علماء کا فرض منصبی ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بخلاف اس کے آپ کا کوئی رسالہ کوئی اخبار کوئی وعظ کوئی جلسہ مرزا صاحب کی ستائش ونبوت سے خالی نہیں یہی وجہ ہے کہ پبلک آپ کی اطاعت اسلام کو مرزا صاحب کی نبوت کا اعلان جانتی ہے۔ علاوہ اس کے اگر جماعت ہی صداقت کی دلیل ہے تو آپ سے زیادہ قابل لحاظ بابی ومہدوی فرقہ ہے کہ ان جانبازوں نے اسلامی عہد میں اپنے مشن کی بنیاد ڈالی اور نہایت استقلال کے ساتھ آنے والی مصیبتوں کا سامنا کیا اور آج آپ سے زیادہ ترقی پذیر ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کے پاس کوئی ایسی زبردست دلیل موجود ہے جس سے ان مستقل مزاجوں کی عظمت نظر انداز کر دی جائے اور آپ

کی موہومہ نبوت بلا ثبوت تسلیم کر لی جائے اور بین احدٍ من رسلہ کی صف اول میں مرزا صاحب کو جگہ دی جائے کیا آپ مجھ کو واقف کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی جدید نبوت سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا۔ اور اپنی وحیوں کے مطابق کہاں تک کامیاب ہوئے۔ کیا الحاد و زندقہ میں کچھ کمی ہوئی۔ یا مکر و دغا کی گرم بازاری سرد ہوئی (مشکل تو یہ ہے کہ آپ کسی پیغمبر کو نظیر میں پیش کر دیں گے اور دل جوئی وحیوں کا خیال نہیں کریں گے۔ منہ) میری دانست میں کچھ بھی نہ ہوا بلکہ دن دونا رات چوگونا ہے اگر آپ مجھ کو تعصب و مخالفت کا الزام نہ دیں تو میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں کہ البتہ آپ کے نبی نے اپنی اصلاح کامل کر لی جیسا واقعات سے ظاہر ہوتے ہیں اگر میرے دوست خفا نہ ہوں تو اتنا اور بھی کہنے کو تیار ہوں کہ میں مرزا صاحب کا تو معتقد نہ ہوا مگر آپ لوگوں کا ضرور معتقد ہوں۔ کیا یہ خیال اصلاح کا صحیح ہے کہ ایک جماعت کثیر میرے حلقہ میں داخل ہو کر نجات یافتہ ہو گئیں جیسا بعض تقریروں میں پایا جاتا ہے۔ اگر یہ خیال درست ہے تو میں اکثر اہل خانقاہ اور صاحب حلقہ کو مبارکباد دیتا ہوں بلکہ زیادہ تر اس مبارکباد کے مستحق پھلواری کے خاص سجادہ نشین جناب مولوی شاہ بدرالدین صاحب ہیں جن کے مرید غزنی سے لے کر رنگون تک ہیں حالانکہ آپ کا حکم امتناعی ہے کہ میرا کوئی ذکر اخبار و رسالے میں نہ کیا جائے (پھر آپ نے کیوں کیا؟ ثناء اللہ امرتسری) اگر مرزائیوں کی بے انتہا کوششوں کے ساتھ پنجاب میں اشاعت ہوئی تو کیا جائے نازش ہے گو اسلامی جماعت کا ایک جدید نبی کی امت میں داخل ہونا کسی قدر حیرت انگیز ضرور ہے لیکن تھوڑے تامل میں یہ اندیشہ جاتا رہتا ہے کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ صوبہ پنجاب مثل اور علوم و فنون کے مذہبی جدتوں کا بھی گرویدہ ہے اس میں ہندو مسلمان دونوں برابر کے حصہ دار ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر پنجاب میں کوئی خدائی کا دعوی کرے تو ضرور دو چار پرستش کرنے والے نکل آئیں گے چنانچہ میرے صوبے کا بچہ عین اللہ (عین اللہ کی کتاب پنجاب میں چھپی ہے اعلان تو بہار ہی میں ہوا ہے۔ پیدائش بھی وہاں کی ہے۔ اڈیٹر اہلحدیث) نے بھی اپنے اعلان کے لئے پنجاب ہی کو پسند فرمایا اور دو چار معتقد بھی پیدا ہو گئے۔ یہ نازش مرزائیوں کی ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۲۔۳)

حضرت میاں صاحب دہلوی قدس سرہ

حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ جن کو دہلی کے محاورہ میں حضرت میاں صاحب کہتے ہیں ایک ایسے بزرگ گذرے ہیں کہ ہندوستان سے باہر کی اسلامی آبادی بھی آپ کی تعظیم کرتی ہے۔ جس قدر خدمات اس بزرگ سے حدیث کے متعلق ہوئی ہیں خود اسی سے ظاہر ہے کہ آپ کے شاگرد اس وقت دنیا کے ہر حصے میں مقتداء بنے ہوئے ہیں، مگر بقول:

شور بختاں بآرزو خواہند
مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

قادیانی (نیم مردہ) اخبار الحکم نے ۷ جون کے پرچہ میں حضرت ممدوح کی نسبت ژاژ خائی کی ہے۔ وہ بھی صرف اس بات پر کہ حضرت ممدوح درس حدیث کے وقت عاشقانہ اشعار پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ان کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ آپ نے یہ شعر پڑھا:

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

مگر الحکم کا اڈیٹر ابو الحکم اتنا نہیں جانتا کہ عاشقانہ اشعار کو فاحشانہ خیال میں پڑھنا برا ہے، لیکن اگر ان کو حسن قرائن کسی اچھے موقع پر استعمال کیا جائے، تو لطف سخن پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ:

غالباً یہ شعر حدیث افک کے موقع پر پڑھا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جب اپنے افک کا حال سنا تو کہا میں حضرت یعقوبؑ کی طرح صبر کرونگی جو جس کا جی چاہے کہہ لے۔ یہی معنی ہیں:

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

افسوس ہے الحکم قادیان کا اڈیٹر ایک ایسے خاندان کا ممبر ہے جس کو گانے بجانے سے خاص تعلق ہوتا ہے تاہم وہ نہیں سمجھتا کہ:

اہل معنی کو ہے لازم سخن آرائی بھی
بزم میں اہل نظر بھی ہیں تماشائی بھی

لطیفہ: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حضرت ممدوح کی زندگی میں لکھا تھا کہ حضرت مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی مجھ پر ایمان لے آویں گے مگر جب انتقال فرما گئے تو اس ذلت اور کذب کو چھپانے کے لئے شائع کیا کہ:

اب تو میں سمجھتا ہوں کہ مولوی نذیر حسین ہماری جماعت میں داخل ہوا۔ کئی مرتبہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک آدمی زندگی میں تو قائل نہ ہوا مگر جب فوت ہو گیا تو ہماری جماعت میں داخل ہوا۔

(البدر قادیان ۲۸ رجب ۱۳۲۰ھ)

سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں، اسی کا نام ہے:

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔۲۱ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۳)

بنارس میں ایک قادیانی کی لاش

ایک چودھری قوم سبزی فروش ساکن چھاؤنی بنارس جو کہ اپنی قوم میں ایک متمول آدمی تھا پہلے مذہب حنفی رکھتا تھا اور اس نے ایک مسجد عیدگاہ اپنی زوجہ کے اصرار پر نہایت عمدہ زر کثیر سے تیار کی تھی جس کی وجہ سے مسلمانان بنارس اس کو اچھی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اپنی بدقسمتی سے مذہب قادیانی مرزائی میں آ گیا جس کا افسوس مسلمانان بنارس کو ہوا۔

پہلے تو پوشیدہ بات رہی مگر اس کی برادری و نیز اہل محلّہ اس کی کوشش و جستجو

میں رہے کہ کب موقع ہاتھ آوے گا کہ یہ برادری سے خارج کیا جاوے گا۔

خدا کی شان کہ اخبار بدر مورخہ ۸ جون ۱۹۱۱ء میں نام نامی چودھری مذکور بہ سلسلہ داخل ہونے مریدان قادیانی مرزائی شائع ہوا۔ اسوقت سے پورا پورا یقین تمام اہل محلّہ خاص کر اس کی برادری کو ہوگیا۔

حسب اتفاق ۲۵ جون ۱۹۱۱ء کو وقت ۱۱ بجے دن چودھری مذکور مرزائی قادیانی کا انتقال ہوگیا۔ چھاؤنی بنارس میں غل مچ گیا۔ تمام اہل محلّہ ہمسایہ اور اس کی برادری اسکے تجہیز و تکفین سے متنفر ہونے لگے۔ اس کے چھوٹے بھائی محمد اور اس کے لواحقین اپنے تمامی برادری و اہل محلّہ سے بہت کچھ التجا کیئے کہ ہم لوگ مذہب قادیانی نہیں رکھتے ہم لوگوں کا قصور معاف کیا جاوے اور میرے بھائی خدا بخش چودھری متوفی کا بھی قصور معاف کیا جائے۔

اہل محلّہ و نیز اس کی برادری نے شریک تجہیز و تکفین ہونے سے انکار کیا، محلّہ ندیسہ میں جابجا کمیٹیاں ہونا شروع ہوئیں۔ آخر کار نتیجہ کمیٹیاں کا یہ ظہور پذیر ہوا کہ محمد برادر خدا بخش چودھری متوفی اور اسکے لواحقین نے مسجد تالاب چھاؤنی بنارس میں بصدق دل قسم کھائی۔ جس کی وجہ سے کچھ اہل محلّہ و برادری کی یہ رائے ہوئی کہ جنازہ میں جانا چاہیے لیکن تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہونا چاہیے۔

غرض کہ اولاً مقام نورالدین شہید دفن کے لئے رائے ہوئی۔ قبر تیار ہوئی مگر نہ معلوم کس وجہ سے رائے تبدیل ہوکر یہ رائے ہوئی کہ مقام عیدگاہ مذکورہ بالا میں قبر کھودی جائے اور دفن کیئے جائیں۔ قبر کھودنے کا سامان ہوا۔ قبر بھی کھودی گئی۔

اب متوفی مذکور کے مکان پر نہلانے دھلانے تجہیز و تکفین کا انتظام ہونے لگا۔ درزی اہل محلّہ نے جواب دے دیا کہ ہم مرزائی مذہب قادیانیوں کا کفن نہیں سئیں گے۔ لاچار ہوکر کسی دیہاتی درزی کے مکان پر پوشیدہ طور پر گئے جو کہ اس مذہب سے واقفیت نہیں رکھتا تھا، کفن سلا لائے۔

اب مرزائی قادیانیوں مذہب والوں کو بھی اس کی خبر ہوئی جو کہ قریب محلّہ کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے مکان پر خدا بخش چودھری کے آئے اور باہم مشورہ و صلاح کر کے غسل دینے کی تیاری کیا۔ پورے طور سے غسل نہیں ہونے پایا تھا کہ پیر کے گھٹنے

کے پاس سے مواد جاری ہونا شروع ہوا جو کہ دیر تک بند نہیں ہوا۔ بہت کچھ پانی ڈالا گیا ۔کچھ دیر کے بعد جب مواد جاری ہونا بند ہوا، تو جھٹ پٹ کفن میں لپیٹ کر دفن مقام عید گاہ مذکورہ بالا لئے چلے۔ لاش ایسی بھاری تھی کہ ہر چہار جانب تین تین چار چار آدمی کندھا دیتے جاتے تھے۔ جنازہ قریب ۷ بجے شب کے مقام عید گاہ پہنچا۔ مجمع بہت کم تھا جیسا کہ نام نہاد ایسا مجمع اہل محلّہ و برادری کا نہیں تھا۔ اب سامان دفن کا ہونا شروع ہوا۔ عید گاہ کے قرب و جوار کے لوگوں نے دفن ہونے سے روکا اور کہا کہ یہ عید گاہ ہے قبرستان قادیانی مرزائی کا نہیں ہے۔ مرزائی مذہب قادیانی والوں کو ہم لوگ دفن نہیں ہونے دیں گے، اور نہ عید گاہ کو ناپاک بناویں گے۔ اس وقت حاضرین مجمع کو ایسی سبکی ہوئی اور منتظمین نہایت خفیف ہوئے قبر جو کہ کھدی ہوئی تیار تھی اہل محلّہ عید گاہ نے اسے بند کر دیا۔

اب حاضرین مجمع کی یہ رائے ہوئی کہ نماز جنازہ اسی جگہ پڑھا کر دفن مقام نور الدین شہید لے جانا چاہیے۔ جب نماز جنازہ کے لئے ایک مولوی .. قادیانی کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے باآواز بلند پکارا کہ نماز پڑھانے والا مذہب قادیانی رکھتا ہے، اس کے پیچھے حنفی لوگ نماز نہ پڑھیں ۔ یہ سنتے ہی اس کے برادر محمد و لواحقین نے جنازہ اٹھا لیا اور راہ مقام نور الدین شہید بغرض دفن ہوئی۔ ۹ بجے شب وہاں پہنچے ۔مجمع صرف چالیس خواہ پچاس آدمیوں کا رہ گیا، قادیانی مذہب والے رفو چکر ہو گئے۔ خیر بہزار خرابی ایک بجے شب دفن کیا گیا۔ مسلمانان بنارس پر خدا اپنا رحم کرے: اچھا ہوا وہ مر گیا سر سے میرے بلا ٹلی۔

العبد: فخر الدین اشرف خان ساکن پورانی عدالت ڈاک خانہ چوک شہر بنارس۔ جون ۱۹۱۱ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم جانتے ہیں کہ ایسے واقعات سے قادیانی پارٹی الٹی شیخی بھگارے گی لیکن ہماری غرض اس واقع کے درج کرنے سے یہ ہے کہ تم لوگ اپنے نبی (مرزا قادیانی) کی، آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے ہو حالانکہ حضور ﷺ کی زندگی میں کل تیرہ سال تکلیف کے گذرے۔ اس سے بعد تو آپ کا سلسلہ حکومت شروع ہو گیا

۔خصوصاً انتقال کے بعد تو سب کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جو وعدے تھے

و لیبدّ لنّھم من بعد خوفھم امناً (النور:۵۵)

بالکل پورے ہوئے تھے۔ مسلمان بفضلہٖ تعالیٰ نہ کسی سے ڈرتے تھے نہ دبتے تھے بلکہ مخالف لوگ مسلمانوں سے ڈرتے تھے۔ اسی آیت کو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے بھی اپنے حق میں لکھا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ قادیانیوں کے حق میں خوف اور عذاب کا ہنوز خاتمہ نہیں ہوا۔ یہ ایک سوال اہل دانش کے لئے قابل غور ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔۲۱ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۳۔۴)

آئینہ نوری (۱)

(مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)

مرزائے قادیان کی قرآن دانی کی قلعی ہم اپنے رسالہ آئینہ قادیانی میں کھول چکے ہیں اب اس تحریر میں آپ کے خلیفہ حکیم نورالدین صاحب کی قرآن دانی کا حال منکشف کرتے ہیں اور اہل علم و تحقیق سے انصاف چاہتے ہیں کہ کیا اس قسم کی بہکی باتیں اور بے سر تکیں ہانکنے والا شخص بھی سلطان المفسرین (جیسا کہ ان کو قرآن مترجم کے ٹائٹل پیج پر لکھا گیا ہے) اور حکیم الامت (جیسا کہ قادیانی ان کو لقب دیتے ہیں) ہوسکتا ہے؟

بت کریں آرزو خدائی کی ہے شان تیری کبریائی کی

حکیم صاحب سورۃ فاتحہ میں مالك یوم الدین پر حاشیہ چڑھاتے ہیں:

یوم کے معنی وقت۔ دین کے معنی جزاء اور سزا۔ دنیا میں بھی جزا و سزا ہوتی ہے پھر حشر میں پھر صراط پر پھر جنت اور نار میں۔ اور ان سب مقاموں اور وقتوں کا اللہ ہی مالک ہے۔

ظاہر ہے کہ حکیم نورالدین صاحب نے اس آیت میں یوم الدین کو عام رکھا ہے اور خاص روز قیامت مراد نہیں لیا اور یہ روایۃً و درایۃً قرآن شریف کی اپنی تصریح اور قواعد نحو کی رو سے غلط ہے۔ ہم اس موقع پر مفسرین کے اقوال پیش نہیں

کرتے تاکہ حکیم صاحب ان کو اقوال الرجال کہہ کر ٹال نہ دیں، بلکہ خاص قرآن حکیم ہی سے پوچھتے ہیں کہ وہ خود یوم الدین کسی خاص دن کو کہتا ہے یا عام رکھتا ہے۔ سنئیے منکرین قیامت کے استبعادی سوال کا ذکر اور اس کا جواب۔

یسئلون ایّان یوم الدین۔ یوم هم علی النار یفتنون۔ ذوقوا فتنتکم، هذا الذی کنتم تستعجلون (الذاریات: ۱۲۔۱٤)

(منکرین) پوچھتے ہیں کہ یوم الدین کب ہوگا؟ (ان سے کہو) جس دن تم آگ پر سینکے جاؤ گے (اور کہا جائیگا) اپنی اس سینک کے مزے چکھو یہ تو وہی ہے جس کیلئے تم جلدی مچاتے تھے

اسی طرح دوسرے موقع پر بتاکید و تکرار کھول کر بتایا اور ٹھیک طرح سمجھایا

و ما ادراك ما یوم الدین۔ ثم ما ادراك ما یوم الدین۔ یوم لا تملك نفس لنفس شیئاً و الامر یومئذ لله ۔(الانفطار: ۱۷۔۱۹)۔ اور تم کیا سمجھے کہ یوم الدین کیا ہے؟ (پھر (سنو) تم کیا سمجھے کہ یوم الدین کیا ہے؟ (یہ وہ دن ہوگا) جب کوئی نفس کسی نفس کو کچھ بھی نفع نہ دے سکے گا اور حکومت خاص اللہ ہی کی ہوگی۔

اسی طرح منکرین قیامت کے استبعاد کے جواب میں فرمایا:

فانّما هی زجرة واحدة فاذا هم ینظرون۔ و قالوا یا ویلنا هذا یوم الدین۔ هذا یوم الفصل الذی کنتم به تکذبون۔

(الصافات: ۱۹۔۲۱)۔ وہ (قیامت) تو بس ایک للکار ہے کہ ادھر ہوئی اور ادھر وہ سب (زندہ ہوکر) لگے دیکھنے۔ اور بول اٹھیں گے ہائے ہماری کم بختی یہ تو وہی یوم الدین ہے (کہا جائے گا) یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔

اسی طرح سورہ واقعہ میں جو خاص احوال قیامت کی شرح ہے بعض عذاب دوزخ کا ذکر کرکے فرمایا:

هذا نزلهم یوم الدین (الواقعہ۔) یعنی یہ (عذاب) جزاء کے روز ان کی مہمانی ہوگا

ان آیات کے علاوہ اور بھی کئی آیتیں ہیں جن میں یوم الدین مذکور ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا شعراء میں۔ ان تصریحات سے صاف معلوم ہو گیا کہ قرآن کریم نے یوم الدین خاص یوم القیامة کو کہا ہے نہ کہ عام رکھا ہے جیسا کہ حکیم صاحب نے سمجھ لیا ہے۔

اب ہم دوسرے طریق پر ثابت کرتے ہیں اور اس میں بھی قرآن شریف ہی سے آیات پیش کریں گے ۔ دین کے معنی حساب کے ہیں (صحیح بخاری تفسیر سورۃ فاتحہ) اس لئے قرآن نے یوم الدین کو دوسرے مقام پر یوم الحساب کہا ہے چنانچہ سورۃ ص میں متقیوں کی جزاء جنت وغیرہ کا ذکر کر کے فرمایا:

هذا ما توعدون ليوم الحساب (ص:۵۳) یعنی یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا تم سے روز حساب (قیامت) کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے۔

و قال موسى انى عذت بربى و ربكم من كل متكبر لا يومن بيوم الحساب ۔(غافر:۲۸) ۔اور موسیٰ نے کہا میں تو اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار (یعنی خدائے واحد) کی پناہ لے چکا ہوں ۔ ہر ایک مغرور (کی شر) سے جو روز حساب (قیامت) کو نہیں مانتا۔

اب ہم قرآن مجید میں سے قیامت کے دن کے حساب کی صورت ذکر کر کے بتلاتے ہیں کہ یوم الفصل اور یوم الدین اور یوم الحساب اور یوم القیامۃ ایک ہی اس بڑے دن کا نام ہے

و نضع الموازين بالقسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئاً و ان كان مثقال حبة من خردلٍ أتينا بها و كفى بنا حاسبين (الانبیاء:۴۷) اور لگا دیں گے ہم انصاف کے ترازو قیامت کے دن میں تو کسی شخص پر بھی کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔اور اگر (کوئی عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو بھی لا موجود کریں گے اور حساب لینے کو ہم (اکیلے) بس ہیں۔

یوم الحساب کے متعلق اور بھی کئی آیات ہیں جن کو ہم بخوف طوالت نقل نہیں کرتے (مثلاً سورۃ ص رکوع ۱؟)

اس کے بعد علم نحو کے قاعدے سے ثابت کرتے ہیں کہ یوم الدین ایک خاص دن ہے عام نہیں ہے

۱۔ یوم مضاف ہے الدین کی طرف اور مضاف معرفہ ہوتا ہے (الفیہ ص ۱۲)
نیز یہ اضافت محضہ ہے اور بوجہ معرفہ ہونے کے جزء اول یعنی مضاف معرفہ ہو گیا (ابن عقیل ص ۹۰) اور خاص کر یہ کہ یہ اضافت بمعنی لام ہے چنانچہ الفیہ صفحہ ۹۰ میں ہے:

و الثا نی ا جرروا نو من او فی ا ذا
لم یصلح ا لا ذا ك و ا للا م خذا

اور ابن عقیل میں اس کی شرح میں کہا ہے:

و ضا بطة ذ لك انه لم یصلح ا لا تقدیر من او فی فا لاضا فة بمعنی ما تعین تقدیر ہ و الا فا لا ضا فة بمعنی ا للا م۔

پس یو م الدین کے معنی ہوں گے یو م عین للدین چنانچہ فرمایا:

ان یو م الفصل میقا تھم ا جمعین (الدخان:۴۰) یعنی فیصلہ کا دن سب کے لئے وقت مقرر ہے

پس معلوم ہوا کہ یو م الدین ایک خاص معین دن ہے اور وہی ہے جس کی تفصیل گذر چکی۔

۲۔اگر یو م الدین سے کوئی خاص دن مراد نہ ہوتا بلکہ جزا سزا کی بنا پر عام ہوتا تو الدین کے ساتھ یو م کے ذکر کی ضرورت ہی نہ تھی پس عبارت ما لك الدین ہوتی نہ کہ ما لك یو م الدین۔فافہم

۳۔اگر خاص دن مراد نہ ہوتا بلکہ جزا سزا کے لحاظ سے عام ہوتا تو یو م کا لفظ وا حد نہ آتا بلکہ ایا م الدین بلفظ جمع وارد ہوتا کیونکہ حکیم صا حب کے نز دیک جزا و سزا کے ایام و اوقات متعدد مختلف ہیں اسی لئے خود حکیم صا حب اپنی عبارت میں الفا ظ جمع استعمال کئے ہیں: ان سب مقاموں اور وقتوں کا ما لک اللہ ہی ہے۔

اس تفصیل سے روز روشن کی طرح وا ضح ہو گیا کہ حکیم صا حب نے یو م الدین کو عام رکھنے میں تصریحات قرآن اور قوا عد علوم آلیہ کا خلاف کیا ہے۔

کیا حکیم صا حب ہماری تحریر کا جوا ب دیں گے، یا اسے تسلیم کریں گے؟
جواب زمانہ مستقبل دے گا۔باقی دارد۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔۲۱ جولائی ۱۹۱۱ء۔ ۱۷۔۲۴ رجب ۱۳۲۹ھ ص ۱۹۔۲۰)

قادیانی وحی اور نبوت

(از منشی اللہ دتا صاحب)

بجہت ثبوت مشتے نمونہ از خروارے مرزا غلام احمد کی کتب میں سے اصل عبارت معہ پتہ صفحہ ذیل میں درج کرتا ہوں تاکہ مخالف کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔

۱۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳ میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

خدا تعالی نے اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

۲۔ دافع البلاء صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں:

خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی جس کی عبارت یہ ہے:

ان اللہ لا یغیر ما بقو م حتی یغیروا ما با نفسھم انہ آ وی القریۃ ۔ترجمہ۔ خدا نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو نہ مان لیں۔

۳۔ دافع البلاء صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے:

سچا خدا وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا۔

۴۔ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۵ میں لکھا:

ھو الذی ارسل رسو لہ با لھدی و دین الحق و تھذ یب الاخلاق۔ ترجمہ۔ پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

۵۔ اخبار بدر قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۸ء:

ہمارا دعوی ہے کہ ہم بغیر نئی شریعت کے رسول اور نبی ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کتاب نازل نہیں۔

مرزائیو! اب بھی انکار کرو گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے رسول اور نبی

ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

۶۔ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء۔

چونکہ اس مبارک زمانہ میں خدا کا ایک برگزیدہ نبی اور رسول موجود ہے اس لئے عذاب بھی اس قسم کے نازل ہو رہے ہیں جو انبیاء کے وقتوں میں ہوتے تھے۔

۷۔ اخبار الحکم قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء۔

اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔

۸۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۹ میں:

جری اللہ فی حلل الانبیاء

ترجمہ۔ یہ رسول خدا ہے نبیوں کے پیرایہ میں یعنی ہر ایک نبی کی خاص صفت اس میں موجود ہے۔

۹۔ اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان:

پس جب کہ میں اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول ہونے کے نام سے کیوں انکار کروں اور جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں انکار کروں اور میں جیسا قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ویسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔

مرزائیو! اب صاف صاف کھلے الفاظ میں نبوت اور وحی کا دعویٰ ہے۔ اس قسم کے حوالے بہت سے میرے پاس موجود ہیں مگر طوالت کے خوف سے نقل نہ کئے اہل انصاف اور طالبان حق کے لئے امید ہے کہ یہ کافی ہوں گے۔

سید الانبیاء سے برابری:

اوپر کی عبارت میں سے باقوال مرزا غلام احمد اس بات کا ثبوت دیا گیا ہے کہ وہ وحی اور نبوت کے کھلے کھلے مدعی تھے اب ذیل میں اس بات کو بقول مرزا غلام

احمد ان کی کتابوں سے اسل عبارت مع پتہ صفحہ ذیل درج کرونگا جس سے کھلے طور پر ہر ایک طالب حق پر آفتاب نیم روز کی طرح ظاہر ہو جاوے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین و رحمت للعالمین کی خاص خاص صفات میں برابری کا دعوی کھلے طور پر تھا۔

۱۔ دیکھو اربعین نمبر ۳؟ صفحہ ۷ میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

داعی الی اللہ اور سراج منیر یہ دو نام اور دو خطاب خاص آنخضرت ﷺ کو قرآن شریف میں دیئے گئے پھر وہی دو خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے۔

۲۔ قادیانی اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۲:

سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو آپ نے نبی کریم کے نمونہ پر وحی پانے میں تئیس برس کی مدت دی گئی ہے اور تئیس برس تک برابر سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا۔

۳۔ قادیانی اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۳:

و ما ارسلناك الّا رحمة للعالمين ۔

ترجمہ: اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔

۴۔ دیکھو قادیانی اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۶:

و ما ینطق عن الهوى ان هو الّا وحى یوحى دنى فتدلى.
فكان قاب قوسين او ادنى

ترجمہ: اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے ۔ یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچے کی طرف تبلیغ حق کے لئے جھکا۔ اس لئے یہ دو قوسین کے وسط میں آ گیا اوپر خدا اور نیچے مخلوق۔

۵۔ قادیانی اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۱:

انا اعطيناك الكوثر فصل لربك و انحر۔

مرزائیو! خدا سے ڈر کر بتا سکتے ہو کہ تمہارا کوثر کتنا لمبا چوڑا ہوگا۔

۶۔ قادیانی اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۳۔

یو م یعض الظا لم علی ید یه یقو ل یا لیتنی اتخذ ت مع الرسو ل سبیلاً ۔

ترجمہ۔ اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہ کاش میں اس خدا کے بھیجے ہوئے کی مخالفت نہ کرتا اور اس کے ساتھ رہتا۔

۷۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۸ پر لکھا ہے۔

سبحا ن الذی اسری بعبدہ لیلاً ۔

ترجمہ۔ وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرایا۔

۸۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے:

انا فتحنا لك فتحاً مبیناً لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك و ما تا خر ۔ترجمہ۔ میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کرونگا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے اور پچھلے ہیں۔

۹۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے۔

یس۔ انك لمن المر سلین۔ علی صرا ط مستقیم تنز یل العزیز الر حیم ۔ترجمہ۔ اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا۔

مسلمانو! سنتے ہو یسین کا خطاب کس کو ملا تھا اور اب کون دعوی کر رہا ہے۔

۱۰۔ اخبار الحکم قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۴:

سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو منہاج نبوت پر واقع ہوا ہے اور اس سلسلہ کے اندر روح نبوت کام کر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ احمدیت ایک تبلیغی سلسلہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اپنے سید و مولا متبوع امام الرسل حضرت خاتم النبیین ﷺ کی طرح کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور خدا تعالی نے ان کے ذریعہ اظہار الدین مقدر کر رکھا ہے اور ھو الذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحق لیظهری علی الدین کله کی وحی آپ کو ہو چکی ہے۔ پس جب کہ مسیح موعود کی بشارت کل اقوام عالم اور افراد کے لئے اس رنگ میں ہے جس طرح سید الرسل حضرت احمد مکی ﷺ کو

خطاب ہوا تھا کہ قل انی رسول اللہ الیکم جمیعاً اور خود حضرت مسیح موعود مہدی مسعود اور کرشن مہاراج کے دعوی میں اس امر کو واضح کر کے بتا دیا۔

۱۱۔ اخبار الحکم قادیان ۱۷ مئی ۱۹۰۰ء (جلد ۴) میں مولوی عبدالکریم امام مسجد قادیان مرزا کا خاص مرید لکھتا ہے:

یہ مزکی اور مطہر انسان حضرت سید عالم ﷺ کی خو بہ خو اور قوت اور نشان کے ساتھ آیا بلکہ بعینہ وہی آیا کیونکہ اس میں احیاء اور اماتت کی وہی قدرت ہے یہ ویسا ہی بشیر و نذیر ہے یہ حجۃ اللہ اور آیۃ اللہ ہے۔

مسلمانو! سنتے ہو؟ اور طالبان حق غور سے سوچو، عبارت مرقومہ بالا سے الفاظ، خو، قوت، نشان احیا اماتت، قدرت، بشیر، نذیر، حجۃ اللہ، آیۃ اللہ ہونے میں بقول عبدالکریم، مرزا غلام احمد، پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ ﷺ سید الانبیاء کے برابر۔

سبحان اللہ! جس شخص کے نام سے پہلے وضعاً غلام کا لفظ موجود ہے وہ اپنے آقائے نامدار کے اوصاف کا دعوی کھلے کھلے الفاظ میں کر رہا ہے۔ ایسے برگزیدہ کے اوصاف میں جس کی نسبت عام زبان زد ہے: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر سچ ہے:

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو رسول حق باستحکام مرزا

۱۲۔ اور دیکھو غور اور فکر سے دیکھو تذکرۃ الصادقین کے صفحہ ۱۹ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں

پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کے بارہ میں فرمایا ہے اس سے بڑھ کر ممکن نہیں بدیہی البطلان ہے۔

معاذ اللہ من ھذہ الاعتقاد۔ میں مرزا غلام احمد کے خیالات باطلہ کو کہاں تک لکھوں۔ طالبان حق کے لئے میں اپنے دعوی کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ ضد کا علاج میرے پاس نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۲۸ جولائی۔ ۱۹۱۱ء۔ ص ۲۔۴)

۞ایک سوال۔از جناب قاسم علی سب اورسیئر۔نہر

جناب حضرۃ مسیح علیہ السلام کی نسبت جو جملہ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ آسمان پر مع جسدہ العنصری اٹھائے گئے اور قرب قیامت میں دوبارہ نزول فرماویں گے اس کے متعلق دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ ابھی جسم خاکی کے ساتھ اٹھائے گئے تو اس دنیا کے حوائج انسانی مثلاً سونا جاگنا کھانا پینا وغیرہ بدستور ان کے ساتھ ہیں یا کوئی اور صورت ہے اور جب کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے او صانی بالصلوۃ و الزکوۃ ما دمت حیاً۔(مریم:۳۱) تو کیا اب موجودہ حالت میں بھی نماز روزہ اور زکوۃ ادا کررہے ہیں۔جواب مہربانی کر کے سہل الفاظ میں ہو جس کو میں سمجھ سکوں خواہ قلمی یا بذریعہ اخبار عنایت فرماویں۔

جواب (از مولانا ثناء اللہ) حضرات انبیاء کو جو حکم دیئے جاتے ہیں ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خود بھی عمل کریں اور اپنی امت کو بھی بتلادیں۔نبی اور امت کے فعل کی کیفیت ادا ایک سی ہوتی ہے۔امت کو حکم زکوۃ کا مال پر متفرع ہے نبی کو بھی۔علی ہذا القیاس۔یہی وجہ ہے کہ کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے زکوۃ ادا کی ہو کیونکہ مال ہی نہ تھا۔پس حضرت عیسی کو نماز اور زکوۃ کا حکم یا یا بعینہ ویسا ہی ہمارے نبی ﷺ کو حکم تھا مگر ادائیگی کے لئے جو شرط تھی وہ نہ پائی جانے کی وجہ سے حکم بھی نہ پایا گیا تھا۔ہاں نماز کا حکم بحال ہے تو حضرت عیسی ادا کرتے ہوں گے پانی نہ ہوگا تو تیمّم کرتے ہوں گے تیمّم کا سامان بھی نہ ہوگا تو زبانی ذکر ہی کافی ہوسکتا ہے۔انشاء اللہ

رہا سونا جاگنا وغیرہ۔سو اول تو یہ ماہیت انسانیہ میں لازم نہیں۔دوم اگر ہیں تو اس کا ادا کرنا آسمان پر بھی ممکن ہے،کسی دلیل (نقلی یا عقلی) سے فریق ثانی نے ثابت نہیں کیا کہ آسمان پر اس قسم کے واقعات کا ہونا محال ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۴)

قادیانی مباحثہ

مورخہ یکم جون ۱۹۱۱ء۔مولوی نور محمد صاحب مدرس مدرسہ مہند ریاست بہاولپور اور مولوی نظام الدین صاحب مرزائی تعہد خواہ موضع ترکڑی ریاست بہاولپور کے فیما بین تحریری مباحثہ ہوا جس میں مولوی غلام محمد صاحب احمد پوری مدرس مدرسہ پرائمری موضع مہند کو درمیان میں فاصل (حکم) قرار دیا گیا۔چنانچہ اصل مبحث اور

جوابات حسب ذیل ہیں:

دعوی منجانب مولوی نور محمد (ابن مریم صاحب کوزانی شرابی مرزا جی کی تصنیف میں دیکھنا ہوتو فی الحال موجود ہے) اپنے اس قول کے ثبوت کے واسطے کتاب دافع البلاء تصنیف مرزا جی کی پیش فرمائی جس میں درج ہے کہ جناب مرزا صاحب عیسائی پادریوں اور ان مسلمانوں کو جو عیسیٰؑ میں خدائی صفات کا وجود تسلیم کرتے ہیں مخاطب فرما کر مسیحؑ کو اپنے زمانہ کے تمام لوگوں پر عدم فضیلت کو ثابت کرتے ہیں۔ اور یحیی سے یوں کہا گیا کہ مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست نازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیی کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ انتہی

اور نیز مسیح کا یحیی کے ہاتھ پر توبہ کرنا اور مریدوں میں داخل ہونا، یحیی کی فضیلت کو بداہت ثابت کرتے ہیں۔

جواب میں مولوی نظام الدین صاحب نے کہا کہ عبارت صدر سے مرزا صاحب اعتقاداً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عیسی زانی یا شرابی تھے کیونکہ یہ عبارت نصاری کی جواب دہی میں لکھی گئی ہے۔ چونکہ وہ ان امور جو عبارت میں پائے جاتے ہیں تسلیم کرتے ہیں لہذا ان کو علی سبیل التسلیم جواب دیا گیا کہ باوجود ان امور کے کیونکر عیسی کو یحیی پر جن کے ہاتھ پر عیسی نے توبہ کی، فضیلت ہوسکتی ہے اور کیونکر لفظ منجی کا مصداق ہو سکتا ہے۔

ثالث جو درمیان فاصل قرار دیئے گئے تھے فرماتے ہیں کہ میں اول سے آخر تک دافع البلاء کی عبارت متن اور حاشیہ کو دیکھا۔ ظاہراً عبارت کا مفہوم وہی پایا جاتا ہے جو عنوان دعوی میں لکھا گیا ہے۔ گو ہاتھ لگانا اور چھونا حقیقۃً زنا کو ثابت نہیں کرتے مگر دعاوی؟ زنا سے تو ضرور ہے۔ شروع میں نصاری اور مسلمانوں کو خطاب کرنا اور دلیل کو ایک فرقہ پر متفرع کرنا تحکّم ہے۔ پس عبارت مذکورہ صاف ظاہر کرتی ہے

کہ جناب مرزا جی نے یہ جواب اعتقاداً دونوں فریقوں کو دیا اور مسیحؑ میں صفات مذکورہ عبارت کا وجود یقینی طور پر مسلّم فرمایا۔ ایک پیغمبر اولی العزم کو ایسی تہمت سے متہم کرنا اور اسلام کا مدعی رہنا ایک ٹیڑھی کھیر ہے۔

رقیمہ احقر العباد بندہ خلیل احمد خلف مولوی دوست محمد نقشبندی از موضع منگنی چدھڑاں علاقہ تھانہ بھوآنہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ مورخہ ۶ جولائی ۱۹۱۱ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۸)

تردید مرزا

(مولوی شفیع الحسن سکندر آبادی)

بنا ایک فرقہ جو مرزائی ہے
گروہِ مسلم کا جو بھائی ہے
نبوت نئی جس نے دکھلائی ہے
غرض مہر خاتم کی تڑوائی ہے
نئی وحی کے مدعی ہیں مگر
مسلمان بنتے ہیں گو حیلہ گر
ہوئے خاتم الانبیاء مصطفیٰ
یہ مرزا پیمبر کدھر سے ہوا
مگر حبّ دنیا میں جب دل لگا
نہ شرم نبی ہے نہ خوف خدا
کہیں وہ نبی ہیں مثیل مسیح
کہیں کشن بننے کا دعوی قبیح
کہیں پاک مریم پہ تہمت لگائیں
زنا کار بدکار ان کو بتائیں

کہیں اپنی بے پر کی ایسی اڑائیں
ہیں عیسی سے بہتر ہماری ادائیں
سمجھتے کہیں ابن مریم کو فوت
ہیں کہتے ! مرے ہیں وہ بھی اپنی موت
حدیثوں میں آئی ہے بے شک خبر
کہ آویں گے عیسی بصد کر و فر
جو مریم کے ہیں خاص لائق پسر
نہ مریم کا بیٹا ہے مرزا مگر
تو پھر کس طرح مدعی وہ ہوا
بجز اینکہ باعث ہو حرص و ہوا
کہیں شعر بے سود کہتے ہیں یہ
کہ معلوم ہو سب سے بڑھ کر ہیں یہ
محمد سے احمد سے چڑھ کر ہیں یہ
ہے ابنِ خدا یہ بھی کہتے ہیں یہ
نبی کی نبوت نہیں مانتے
ہیں بے سود یہ معجزہ جانتے
ذرا ہوش میں آؤ ! مرزائیو
پیمبر بھی بیٹا خدا کا نہ ہو
غضب ہے کہ مرزا کو بیٹا کہو
ہے دوزخ بلا شک تمہیں مشرکو
خدا ایسی باتوں سے بس پاک ہے
مگر میرزا ہے کہ بے باک ہے
کرے پیش گوئی مریدین سے
کبھی تم مروگے نہ طاعون سے

لگے جب کہ مرنے وہ اس موت سے
تو جھٹ کہہ دیا مجھ سے تھے پھر گئے
ہے شاباش تم کو بھی مرزائیو
کیا رہنما ایسے دم باز کو
نبی نے قسم کھا کے فرما دیا
ہمیں ہر طرح سے یہ سمجھا دیا
نہ شک اس میں تم لانا ہرگز ذرا
ضرور آئیں وہ عیسی باوفا
نہیں شرم کچھ تم کو مرزائیو
کہ اس پر بھی مرزا کو عیسی کہو
خبر یہ حدیثوں میں صاف آ چکی
نہ ہو تا قیامت کوئی اب نبی
نہ لائق ہے مخلوق کو پیروی
کرے بلکہ اس کی سخت بے عزتی
حقیر اس کو ہر طرح سے جاننا
نہ فعل اور قول اس کا تم ماننا
عذاب خدا میں وہ ہو مبتلا
مرے وہ معذب ہی ہو برملا
ذلیل اور رسوا وہ ہووے سدا
وہ ملعون و مرتد و کافر ہوا
نہ اس کا کبھی تم کہا مانیو
عدوّ خدا و نبی جانیو
لو مرزا بھی ہو کر معذب مرا
برا جانتا تھا وہ جس کو سدا

خدا نے وہی اس پہ ظاہر کیا
کہ ہیضہ سے ڈرتا تھا وہ با حیا
وہی حق نے اس کو دکھایا یہاں
کہ ہیضہ نے اس کو کیا بے نشان
ذلیل اور رسوا رہا عمر بھر
مخالف رہا حق سے گو خوب تر
مرا خوار جیسے یزید شمر
حقارت کی اس پر تھی سب کی نظر
جنازہ کو حق نے وہ رسوا کیا
کہ لاہور سے قادیان تک گیا
ہمارے نبی وہ شہ انبیاء
جہاں پر کہ دم آپ نے تھا دیا
وہیں دفن مل کر کے سب نے کیا
ہوا کرتی ہے شان یہ انبیاء
ہے افسوس تم پر یہ مرزائیو
کہو تم نبی ایسے حضرات کو
شفیع الحسن تو نہ اب طول کر
حدیث و قرآن اپنا معمول کر
گیا اب تو مر ہے وہ راکب خر
نہ نام اس کا لینا کبھی بھول کر
نتیجے کو اپنے وہ پہنچا ضرور
رکھے ایسے جھگڑوں سے حق سب کو دور

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۸ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۹)

قادیانی سرور

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن بھی عجیب دل و دماغ رکھتا ہے جس قسم کی مصیبت قادیانی مشن پر اعلی درجہ کی وارد ہوتی ہے اس کا ایک شمہ بھی اگر کسی مخالف پر آئے تو اس قدر خوشی بلکہ کرامت بلکہ معجزہ ظاہر کرتے ہیں کہ گویا جنگ بدر میں فتح حاصل ہوگئی۔ مولانا وحید الزمان خاں حیدر آبادی نے جو تجویز مصالحت بین المسلمین کی پیش کی تھی اس کے متعلق اہل حدیث میں مخالف مضامین نیک نیتی سے نکلے، جو ایک معمولی بات ہے۔ اس پر قادیان کا (نیم مردہ) اخبار الحکم خوشی کے مارے جامے سے باہر ہوکر لکھتا ہے:

وحید الزمان دکنی کی تجویز اتفاق بین المسلمین پر سب سے پہلے الحکم نے نوٹس لیا تھا۔ اور اس مضر اور خلاف اسلام تجویز پر نفرین کی تھی خدا کا شکر ہے کہ اب فرقہ اہل حدیث میں اس بیہودہ تجویز کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ یہ نتیجہ ہے خدا تعالی کے مامور کی ہتک کا، جو اس نے بخاری کے ترجمے میں خواہ مخواہ کی ہے اور صداقت ہے انی مهين من اراد اها نتك

(الحکم قادیان ۔ ۷۔ ۱۴ جولائی ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولانا وحید الزمان خاں کے مخالف چند مضامین نکلنے سے تو قادیانی معجزہ کا ثبوت ہو مگر قادیانی مشن اور اس کے بانی کے برخلاف جو تمام دنیا برستی ہے وہ کس الہام اور کس کی مخالفت کا نتیجہ ہوتا ہے؟ یہی معنی حضرت مسیح کے قول کے ہیں:

ظالم دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھتا ہے پر اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتا۔

اچھا مولانا وحید الزمان خاں صاحب کے برخلاف دو ایک مضامین نکلنے سے تو وہ مرزائی الہام کی زد میں آ گئے مگر قادیانی مشن کے رکن رکین خواجہ کمال الدین صاحب لاہوری کے برخلاف جو الحکم اور بدر دونوں لکھتے ہیں وہ کس الہام کی زد میں

ہیں: آہ کیا کہنے ہیں:

این کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اگست ۱۹۱۱ء ص ۳)

قادیانی خاتم الخلفاء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
قادیانی رسالہ ریویو آف ریلی جنز میں ایک مضمون نکلا ہے جسکا عنوان ہے:

خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء

اس میں راقم مضمون نے (بزعم خود) آنحضرتﷺ کو خاتم الانبیاء اور مرزا قادیانی کو خاتم الخلفاء لکھ کر مقابلہ کیا ہے۔ آنحضرتﷺ کے چند واقعات سے مقابلہ کر کے (بزعم خود) مشابہت ثابت کرنے کی کوشش کی۔ ہم ان میں سے ایک ایک نقل کر کے مطلع صاف کرتے ہیں۔ پس ناظرین بغور دیکھیں۔ راقم مضمون لکھتا ہے:

جناب خاتم النبیین رحمۃً للعالمین کے دست مبارک پر کئی نشان ظاہر ہوئے۔ میں ان میں سے بارہ کا انتخاب کرتا ہوں اور بعینہ اسی رنگ میں ان کے بروز جناب مسیح موعود کے ہاتھ پر جو نشان دکھائے گئے، ان کا بھی ذکر کر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے سوال کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ حضرت خاتم الانبیاءﷺ پر ایمان لاتے ہیں تو پھر خاتم الخلفاء کی بیعت سے کیوں انکار کرتے ہیں

۞ خاتم الانبیاء: آپ کو قرآن مجید ایسی جامع فصیح و بلیغ کتاب دی گئی اور دعوی یہ تھا لئن اجتمعت الانس و الجنّ علی ان یّا توا بمثل هذا القرآن لا یا تون بمثله و لو كان بعضهم لبعض ظهيراً (بنی

اسرائیل:۸۸)

٭ خاتم الخلفاء: باوجود ہندی موطن ہونے اور کسی استاد سے باقاعدہ تعلیم علوم رسمیہ نہ پانے کے آپ نے عربی کتابیں بڑی تحدی سے شائع کیں اور عرب وعجم کے فصحاء و بلغاء علماء وفضلاء کو چیلنج کیا کہ ان کی مثل لاؤ انعام پاؤ۔ بلکہ یہاں تک ارشاد کیا کہ جو اعجاز المسیح کا جواب لکھنے پر تیار ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا (یہ پیش گوئی اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے) (مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں یہ بالکل جھوٹ ہے۔ سچے ہو تو تحریری ثبوت دیجئے)

حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب کی عربیت خصوصاً نظم کی کیفیت دیکھنی ہو تو رسالہ الہامات مرزا دیکھیں ۔ جب کبھی آپ نے دعوت مقابلہ دی تو یہ قید ساتھ لگائی کہ اتنے روز میں کتاب لکھ کر چھاپ کر میرے پاس بھیج دیں ۔اس قید تحدید پر جب اعتراض ہوا کہ یہ کیوں ہے؟ کیا قرآن مجید کی بابت بھی کوئی زمانہ کی تحدید ہے؟ تو حکیم نورالدین نے رسالہ نورالدین میں اس کا جواب دیا کہ نادان لوگ نہیں سمجھتے ہیں، اصل کے ساتھ فرع کیونکر برابر ہو۔ یعنی آنحضرت ﷺ چونکہ اصل متبوع ہیں اور مرزا صاحب تابع ، اس سے اگر مرزا صاحب بھی قرآن مجید کی طرح بے قید چیلنج (دعوت مقابلہ) دیں تو پھر دونوں میں فرق نہ رہے گا۔

واہ کیا اچھا فرق ہے مگر آج یہاں نامہ نگار کو اس فرق کا علم نہیں اس لئے مرزا صاحب قادیانی کے اعجازی قصیدہ مندرجہ اعجاز احمدی کے جواب میں ایک بڑا عربی قصیدہ اہل حدیث میں عرصہ ہوا مرزا صاحب کی زندگی ہی میں چھپا تھا جس کے جواب میں قادیانی مشن خاموش رہا۔

آج مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عربیت کا نمونہ بھی دکھانے کو جی چاہتا ہے آپ اسی اعجازی قصیدہ مندرجہ اعجاز احمدی میں لکھتے ہیں:

االْخیت ذئبا عائثا او ابالوفاء
او اخیت مدا او رئیت امرتسرؔ

اس شعر میں رئیت کا مفعول بہ امر ت سر ہے مگر مرزا صاحب قادیانی نے اس کو

مرفوع لکھا ہے کیونکہ مطلع قصیدہ کا مرفوع ہے جو یہ ہے:

ایا ارض مد قدد فاك مدمرٌ
واردداك ضليل واغراك موغرٌ

آپ کے اشعار میں اسی قسم کی اور بہت سی غلطیاں ہیں جن کی پوری تنقید رسالہ الہامات مرزا میں کی گئی ہے جس کا جواب آج تک قادیانی مشن سے نہیں ہوسکا۔ منہ چڑانے کی بات اور ہے۔ آگے چلئے:

❁ خاتم الانبیاء: سیھزم الجمع و یولّون الدبر کے ذریعہ حضور ﷺ نے اعلان کیا کہ تمام مخالف گروہ شکست یاب اور جو مباہلہ کیلئے آئیں گے ہلاک ہونگے۔

❁ خاتم الخلفاء: جلسہ مذاہب اعظم میں پھر مختلف موقعوں پر خدا نے اپنے پاک بندے کی نصرت کی کوئی مخالف سامنے نہ آسکا۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

جو مباہلہ کے لئے اٹھا ہلاک ہوا۔ لیکھرام عبداللہ آتھم ڈوئی چراغ الدین

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جلسہ مذاہب میں تو نہ کوئی بھاگا، نہ کوئی بھاگنے کی جگہ تھی۔ ہر ایک شخص نے مضمون سنایا ہر ایک کے معتقدین نے اپنے اپنے وکیل کے مضمون کو سراہا۔ مرزا صاحب کے مریدوں نے مرزا صاحب کے مضمون کی تعریف کی۔ ہاں سب سے برتری اور فتح یابی کا دعوی میں کروں تو کرسکتا ہوں کیونکہ میرے مضمون کے متعلق حکیم نورالدین (جو میری تقریر کے وقت میں جلسہ کے پریذیڈنٹ تھے) نے بڑی مسرت کے لہجے میں تعریف کی (ملاحظہ ہو رپورٹ جلسہ مذکور)۔ اور خواجہ کمال الدین لاہوری نے جو اس جلسہ کے سکرٹری تھے، مجھے خاص طور پر سٹیج سے اترتے ہوئے کہا میں آپ کو اس کامیابی پر مبارک باد کہتا ہے۔

مگر ہم تو ایسی باتیں کرنا شیخی بگھارنا جانتے ہیں۔

ہاں مقابلہ اور بھاگنے کا موقع مباہلہ بیشک ہے۔ سو اس میں راقم مضمون نے جس قدر جھوٹ بولا ہے کبھی نہ بولا ہوگا۔ تمام عمر میں اصلی معنوں میں مرزا صاحب کا مباہلہ صرف صوفی عبدالحق غزنوی امرتسری سے ہوا۔ مگر عبدالحق آج تک زندہ ہے لیکن مرزا صاحب کی بابت چاروں طرف سے، خس کم جہاں پاک، کی آواز آرہی ہے۔

ہاں آخر میں سب سے بڑا اور زبردست بردبازی کا مقابلہ خاکسار سے ہوا مگر افسوس کہ مرزا صاحب قادیانی کی بے وفائی سے لطف نہ آیا۔

مرزائی دوستو! جس وقت تم لوگ میرا نام سنتے یا مجھ کو دیکھتے ہوگے یقیناً اس مقابلہ کا تصور تم لوگوں کو آتا ہوگا کیونکہ اہل منطق کا مسئلہ ہے لا حجر فی التصور (تصور میں روک نہیں ہوسکتی) پھر اس میں تم کو یہ تصور بھی آتا ہوگا کہ کون اس مقابلہ میں پاس ہے اور کون فیل؟ پھر اس کے بعد یقیناً تم لوگ دل کی تسلی کے لئے یہ کہتے ہوگے کہ مرزا صاحب پہلے اس واسطے مرے کہ مولوی صاحب نے مقابلہ منظور نہ کیا تھا۔ میرا مطلب تمہارے اس آخری تصور سے نہیں، بلکہ میں اس تصور سے سوال کرتا ہوں جو میری شکل دیکھتے ہی یا ذکر سنتے ہی تم لوگوں کو آتا ہوگا۔ کیا اس تصور کو خیال میں لاکر بھی تم کہہ سکتے ہو کہ جو مباہلہ کیلئے اٹھا، ہلاک ہوا حالانکہ ایک ایسا شخص زندہ ہے جس کو مرزا صاحب قادیانی نے اپنی زندگی میں اشد ترین مخالف لکھا تھا۔ ملاحظہ ہو کتاب حقیقۃ الوحی۔

مرزائی دوستو! یہ دھوکہ بازیاں اور غلط گوئیاں ایک ایسی قوم کو زیبا نہیں جن کا دعوی ہو کہ ہم تمام دنیا کی اصلاح کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ مگر تم لوگ بھی کیا کرو۔ مرنے والے کے اس قسم کے دعووں نے تمہیں باندھ رکھا ہے۔ وہ خود بھی تو اسی قسم کے ہوائی قلعے بنایا کرتا تھا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں میری سچائی کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ میرے مقابل پر کسی قدم کو قرار نہیں۔ دیکھو تریاق القلوب صفحہ ۵۴۔ اسی لئے تم بھی ایک حد تک معذور ہو۔ سچ ہے:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہء خمّار دارد پیر ما

سنیئے سب سے اول مخالف قدم مولوی محمد حسین بٹالوی کا تھا، جو زندہ ہیں۔

مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری زندہ ہیں ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑہ زندہ ہیں ۔ اور سب سے اشد ترین مخالف ابوالوفا ثناء اللہ زندہ ہے ۔ پھر تم اور تمہارا مسیح کس راستی سے کہتا ہے کہ میرے مقابل کسی قدم کو قرار نہیں ۔

(اور مرزا صاحب قادیانی نے تو مقابلے میں آنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ مخالف انہیں للکارتے رہتے اور وہ کان لپیٹ کر پڑے رہتے۔۔ آپ انجام آتھم کے صفحہ اخیر پر بے شک لکھتے ہیں کہ

وا ز معنا ان لا نخا طب العلماء بعد هذه التو ضيحا ت و لو سبو نا و هذه منا خا تمة المخا طبا ت ۔ یعنی ہم نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس سے بعد علماء سے خطاب نہ کریں گے گو وہ ہم کو گالیاں دیں اور یہ کتاب ہمارے خطابات کا خاتمہ ہے ۔

لیکن اسکے بعد آپ نے علماء کو مباحثہ اور مقابلہ کیلئے بلایا ہے چنانچہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کے اشتہار معیار الاخیار میں لکھتے ہیں :

اگر آپ لوگ اے اسلام کے علماء اب بھی اس قاعدہ کے موافق جو سچے نبیوں کی شناخت کیلئے مقرر کیا گیا ہے قادیان سے قریب کسی مقام میں مثلاً بٹالہ یا آپ کو انشراح صدر میسر آوے تو قادیان میں ایک مجلس مقرر کریں جس مجلس کے سرگروہ آپ کی طرف سے چند ایسے مولوی صاحبان ہوں کہ جو حلم اور برداشت اور تقوی اور خوف باری تعالی میں آپ لوگوں کے نزدیک مسلم ہوں ۔ پھر ان پر واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کریں اور ان کا حق ہوگا کہ تین طور سے مجھ سے تسلی کر لیں ۔

۱۔ قرآن وحدیث کی رو سے ۲۔ عقل کی رو سے ۔ ۳۔ سماوی تائیدات اور خوارق وکرامات کی رو سے ۔ کیونکہ خدا نے اپنے کلام میں مامورین کے پرکھنے کے لئے یہی تین طریق بیان فرمائے ہیں ۔ پس اگر میں ان تینوں طوروں سے ان کی تسلی نہ کر سکا، یا اگر ان تینوں میں صرف ایک یا دو طور سے تسلی کی تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں کاذب ٹھہروں گا ۔ لیکن اگر میں نے ایسی تسلی کر دی جس سے وہ ایمان اور حلف کی رو سے انکار نہ کر سکیں اور وزن ثبوت میں ان دلائل کی نظیر پیش نہ کر سکیں تو لازم ہوگا کہ تمام مخالف مولوی اور انکے نادان پیرو خدا تعالی سے ڈریں اور کروڑوں انسانوں کے گناہ کو بوجھ اپنی گردن پر نہ لیں ۔

لیکن مرزا جی نے اس کو عملی طور سے منسوخ کر کے ردی کے صندوق میں ڈال دیا۔ اسی لئے تو ندوۃ العلماء کے جلسہ (منعقدہ امرتسر) کے موقع پر ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مرزا کے نام ۴۲ علماء نے مشترکہ نوٹس

دیا تو حضور نے بغیر رسید ڈاکخانہ کے اف تک نہیں کی ۔ وہ نوٹس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :

بخدمت مرزا غلام احمد قادیانی ۔

السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین ۔

آپ کی تحریر مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کے مطابق ہم لوگ آپ سے بحث کرنے کو حاضر ہیں ۔ گو اس سے پہلے بارہا آپ کی اصلیت ملک کو معلوم ہو چکی ہے تاہم آپکی حجت پوری کرنیکو اس دفعہ بھی ہم طیار ہیں ۔ پس آپ بپابندی شروط مقررہ علم مناظرہ آکر مباحثہ کریں ۔ آپ کے بتلائے ہوئے طرق ثلاثہ ہمیں منظور ہیں تقدیم و تاخیر ان کی ہمارے اختیار ہے ۔ پس آپ شنبہ کے روز ۱۱ ۔ اکتوبر (۱۹۰۲ء) کی شام تک امرتسر پہنچ جائیں تو ہم لوگ بعد اختتام جلسہ ندوۃ العلماء بروز یک شنبہ آپ سے مباحثہ کریں گے جس صاحب کو ہم اپنے مشورہ سے پیش کرینگے اس کا ساختہ پرداختہ منظور کرینگے چونکہ آپ کو مولوی احمد حسن اڈیٹر شحنہ ہند کے نوٹس مورخہ ۲۳ ستمبر اور ضمیمہ ۲۴ ستمبر سے متنبہ ہو چکا ہے اس لئے آپ قلت وقت کا عذر نہیں کر سکتے غالباً آپ کو اپنے خیالات کی اشاعت اور تحقیق حق کا اس سے عمدہ موقع نہ مل سکے گا ۔

مرسلہ ۔ ابوعبید احمد اللہ امرتسری ۔ عبدالجبار غزنوی ... وغیرھم ۔ منقول از الہامات مرزا ۔ بہاء)

❁ خاتم الانبیاء ۔ و اللہ یعصمك من الناس ۔

اللہ تجھے لوگوں سے بچائیگا ۔ چنانچہ ایسے ملک میں جہاں باوجود پوری شان وشوکت وحصول سلطنت کے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ شہید ہوئے ، آپ ﷺ طوائف الملو کی بےکس و بےبس ہونے کی حالت میں جانی دشمنوں کی ضرر رسانی سے محفوظ رہے ۔

❁ خاتم الخلفاء : خدا نے آپ (مرزا) سے بھی یہی وعدہ فرمایا اور اپنی الہامی عمر کے مطابق طبعی موت سے مظفر ومنصور کامیاب و بامراد فوت ہوئے ۔ قتل کے مقدمے بنا کر مخالفوں نے پھانسنا چاہا مگر خدا کی حفاظت ونصرت و تائید آپ کے شامل حال رہی ۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں :

مرزا جی کی عمر کا الہام بھی عجیب ہے ۔ ان کا خدا فرماتا ہے :

اے مرزا میں تجھے اسیؔ برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دونگا

(تریاق القلوب۔ص ۱۳)

کیا مزے کا الہام ہے۔تینوں درجہ قائم۔ اسّی (۸۰) یا کچھ کم یا کچھ زیادہ۔یہی معنی ہیں:

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

خاتم الانبیاء: انّا نا تی الارض ننقصها من اطرافها (الرعد: ٤١)۔ایسے وقت میں پیش گوئی فرمائی جب کہ چاروں طرف سے آپ کی مخالفت ہورہی تھی۔آخر خدا نے کفر کی سرزمین کو گھٹا دیا اور یہاں تک گھٹایا کہ بل للّٰہ الامر جمیعا کے مطابق سارے عرب میں اسلام پھیل گیا۔

خاتم الخلفاء: ایک گاؤں میں آپ گمنامی اور خلوت کی زندگی بسر کرتے تھے خدا نے آپ کی زبان پر فرمایا یا تو ن من کل فج عمیق دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔اس کے ثبوت میں اب کوئی قادیان کو دیکھے کہ ۲۵ برس میں امریکہ آسٹریلیا کابل غزنی کشمیر سے لوگ آرہے ہیں۔

حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ زمین عرب کے اطراف میں اسلام پھیلے گا ایسا کہ سب دشمن یا تو مسلمان ہو جائیں گے یا مغلوب۔چنانچہ یہ واقع آنحضرتﷺ کی زندگی ہی میں ہو چکا، بلکہ اس کا وعدہ تھا کہ آنحضرتﷺ کو بچشم خود یہ حالت ملاحظہ کرائی جائے گی۔مگر مرزا صاحب کے حق میں یہ کہاں ہوا؟ اور تو جانے دیجئے ابھی تک قادیان میں بھی ایسی حالت پیدا نہیں ہوئی۔مرزائی مردے تو دفن ہونے سے روکے جاتے ہیں، بنارس کا واقعہ یاد نہیں۔ہاں جی خوش کرنے کیلئے یہ کہہ دینا آسان ہے کہ تمام دنیا ہماری گرویدہ ہے لیکن کلام صادق وہی ہے واقعات جس کی شہادت دیں

خاتم الانبیاء۔ انّ شا نئك هو الا بتر ۔آپ کے دشمن مقطوع النسل ہوں گے چنانچہ ان شدید مخالفوں فسادی منکروں کا کوئی نام لیوا نہیں۔

خاتم الخلفاء: آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حال ہے خود قادیان میں ایسی مثالیں موجود ہیں اور بہت سی مثالیں باہر مل سکتی ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم بتلا چکے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے سخت ترین مخالف کون لوگ تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی عبدالجبار غزنوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور وہ جس کو مرزا صاحب اشد ترین مخالف کیا کرتے تھے بفضلہ ان سب کے ہاں اولاد ہے۔

منشی سعد اللہ مرحوم لدھیانوی، مرزا صاحب کے منکروں میں ایک بزرگ تھے۔ مرزا جی نے ان کے حق میں ابتر (بے اولاد) رہنے کی پیش گوئی کی تھی مگر جب خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو شرمندہ کیا اور ان کے گھر میں محمود بیٹا دیا جو آج تک زندہ لاہور میں نقشہ نویسی پر ملازم ہے، تو مرزا صاحب نے اس کی تاویل کی کہ گو بیٹا تو ہو گیا مگر آگے پوتا نہیں ہو گا۔ لیکن ناظرین اس مرنے والے بھلے بھانس کی باتیں سن کر تعجب کریں گے کہ حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم مغفور کو بھی ابتر (بے اولاد) لکھا ہو۔ ملاحظہ ہو تتمہ کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۔ حالانکہ حضرت ممدوح کے بیٹے بیٹیاں کے علاوہ اس وقت دو پوتے اور پوتوں کی اولاد نرینہ اور زنانہ ہر طرح کی موجود ہے۔ اور لطف تو یہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں تتمہ حقیقۃ الوحی۔ اسی کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ بولے۔

ہاں یاد آیا مولوی عبدالکریم جو آپکا راسخ مرید اور امام جماعت تھا اسکا کیا حال ہے؟ ابتر تھا یا غیر ابتر۔ ذرہ سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ خدا تعالیٰ کی شان معجزات ہوں تو ایسے ہوں۔

❁ خاتم النبیین ۔ فتمنّوا الموت ان کنتم صادقین (البقرہ:۹۴)۔ آپ نے اعلان کہ ہمارے خلاف کوئی دعا قبول نہ ہوگی

و ما دعاء الکافرین الّا فی ضلال

❁ خاتم الخلفاء: آپ نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ لکھا ہے کہ اگر کوئی دعا کرتے کرتے مر بھی جائے تو میرے خلاف وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کے مخالف تو جیسے کچھ کامیاب ہیں دنیا کو معلوم ہے۔ ایک ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کو دیکھئے کہ جب سے مرزا کے مخالف ہوئے، ترقی پر ترقی

پاتے گئے۔آخراس مقابلہ میں کامیاب ہوئے جوان کی بابت مرزاجی نے شائع کیا ہے کہ میری زندگی میں مرے گا۔ دوسرا مخالف یہ خاکسار ہے جس کی نسبت تو قطعی فیصلہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ میرے سامنے نہ مرے تو میں جھوٹا۔ یہ کس کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔انہی زخمی دلوں کی جن کی بابت کہا گیا ہے

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

خاتم الانبیاء۔حضورﷺ نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کی کنجیاں ہمارے قبضہ میں آئیں گی گواب اس کے طواف سے بھی ہمیں روکا جاتا ہے۔

خاتم الخلفاء: آپ نے فرمایا کہ مسجدوں میں جانے سے ہمیں روکا جاتا ہے مگر آخر یہ مسجدیں ہماری ہی ہو جائینگی خدا کے فضل سے اسکے بھی کئی نمونے موجود ہو چکے ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

آنحضرتﷺ کی پیش گوئی تو حضور نے بچشم خود ملاحظہ فرمائی مگر مرزا کی پیش گوئی کا یہ حال ہے کہ بنارس میں مرزائی مردہ بھی دفن نہیں کرنے دیا۔مسجد بھی کوئی ایسی نہیں ملی جہاں مسلمان نمازی نماز پڑھتے ہوں اورمرزائیوں نے لے لی ہو یا ان کا اس پر قبضہ ہو گیا ہو۔

خاتم الانبیاء: آپﷺ نے خسرو پرویز کے مرنے کی خبر دی جس نے آپ کا خط پھاڑ ڈالا تھا۔

خاتم الخلفاء: جس نے آپ کی براہین کی ناقدری کی، اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا نواب صدیق حسن کی گرفتاری اس کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے۔سید احمد خان، اندرمن، دیانند، کئی لیڈران قوم کے مرنے کی خبر قبل از وفات دی۔

(تحریک ختم نبوت ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ نواب صدیق حسن نے مرزا قادیانی کی مخالفت شروع کر دی تھی جیسا کہ مرزا صاحب ۲۱ جون ۱۸۸۳ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۰۰ھ کواپنے ایک دوست کو خط میں لکھتے ہیں:

ابتداء میں جب یہ کتاب (براہین احمدیہ) چھپنی شروع ہوئی تو اسلامی ریاستوں میں توجہ اور مدد کیلئے لکھا گیا تھا بلکہ کتابیں بھی ساتھ بھیجی گئی تھیں۔ سو اس میں سے صرف ابراہیم علی خان نواب مالیر کوٹلہ، اور محمود علی خان رئیس چھتاری اور مدار المہام جونہ گڑھ نے کچھ مدد کی تھی، دوسروں نے اول توجہ ہی نہیں کی اگر کسی نے کچھ وعدہ کیا تو اس کا ایفاء نہیں کیا بلکہ نواب صدیق حسن خان نے بھوپال سے ایک نہایت مخالفانہ خط لکھا۔ (مکتوبات احمدیہ۔ جلد اول، ص۔ ۲۸۔۲۹)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

سچے ہو تو ایک ہی لیڈر کے مرنے کی خبر بتلاؤ، ایسی کہ جسے پیش گوئی کہہ سکیں۔ ہاں ایسی تو ہوگی جو مرزا صاحب قادیانی کا الہام ہے تخرج الصدور الی القبور۔ بڑے بڑے سب قبروں میں چلے جائیں گے۔ مگر ایسی زٹلیات کو پیش گوئی کہنا مرزائی مشن ہی کا کام ہے۔

خاتم الانبیاء: نہروں کا نکالا جانا، خسوف و کسوف رمضان میں یقتل الخنزیر ایک بڑے سؤر (بے غیرت انسان) کا قتل، دجال یاجوج ماجوج کا خروج، کتابوں کا پھیلنا ایک روحانی سواری کا نکلنا

خاتم الخلفاء: تمام نشان آپ (مرزا) ہی کے زمانے میں پورے ہوئے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: سب غلط۔ نہ رمضان میں موعود کسوف خسوف ہوا، نہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جیسا ہوا ایسا پہلے بھی کئی ایک دفعہ ہوا، جسکا مرزا کو بھی اقرار ہے، نہ دجال قتل ہوا، نہ یاجوج ماجوج مرے۔ ذلکم قولکم بافواھکم (یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں)

خاتم الانبیاء: ایک شخص کی نسبت آپ ﷺ نے جہنمی ہونے کی پیش گوئی فرمائی جس نے عمدہ جنگ کی مگر آخر زخموں کی تکلیف سے خودکشی کر لی

خاتم الخلفاء: چراغ جمونی نے پہلے بڑے اخلاص کا اظہار کیا آپ نے الہام شائع فرمایا: نزل بہ جبیر اور یہ کہ آخر وہ ہلاک ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔ پھر عبدالحکیم۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ سچے ہو تو حوالہ پیش کرو۔

☸ خاتم الانبیاء: ﷺ کی دعا سے قریب المرگ تندرست ہوئے۔
خاتم الخلفاء:۔ آپ کی دعاؤں سے کئی ایسے مریض جن پر ڈاکٹر موت کا حکم لگا چکے، اچھے ہو گئے۔ نواب محمد علی خان کا لڑکا، میر ناصر نواب کا لڑکا۔
☸ اہالی عرب کی جو حالت تھی وہ امرءالقیس کے ایک شعر سے واضح ہوسکتی ہے کہ یہ لوگ گناہ کو گناہ بھی نہیں سمجھتے تھے

فمِثلِك حبلى قد طرقت و مرضِعٍ
فالهيتها عن ذى تمائم محولِ
اذا بكى من خلفِها انصرفت له
بشقٍ و تحتى شِقّها لم يحوّلِ

آخر اسی سرزمین کے لوگ عباد الرّحمن يمشون على الارض هوناً و اذا خاطبهم الجا هلون قا لوا سلا ماً ۔ تا آخر سورۃ کے شان نزول بنے۔
☸ خاتم الخلفاء: کئی ایسے لوگ جو سیہ کاریوں بدکاریوں میں ضرب المثل تھے آپ کی قوت قدسیہ کے ذریعہ پاک باز بنے۔ زندہ نظیریں موجود ہیں اور ایک دنیا ایسے اصحاب کو جانتی ہے۔
شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:
مرزا صاحب قادیانی خود لکھتے ہیں کہ میرے مرید کتوں اور بھیڑیوں کی طرح اپنے بھائیوں کو کھاتے ہیں۔ دیکھو اشتہار ملحقہ شہادۃ القرآن قوت قدسیہ کی ادنی پہچان جو عام طور پر سب کی سمجھ میں آجائے یہ ہے کہ صاحب قوت قدسیہ جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ اس تعریف کے مطابق ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ قادیان کے اعلی حضرت خود بھی صاحب قوت قدسیہ نہ تھے۔ تو بدیگراں چہ رسد
کیا مرزائی مشن کے خلیفہ صاحب ہم کو اجازت دیں گے کہ ہم بڑے حضرت کی کذب بیانیاں ایک ایک کر کے شائع کریں؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اگست۔ ۱۹۱۱ء ص ۱۔۴)

آئینہ نوری (۲)

(مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)

۲۔ حکیم نورالدین صاحب کو ادب عربی میں بھی مہارت کامل ہے اور ان کی جماعت کو ان کی نسبت اس فن میں بہت ہی اعتقاد ہے اس لئے ہم آج خاص علم ادب کے متعلق ان کی موشگافی ظاہر کرتے ہیں جس سے ناظرین اندازہ کرلیں گے کہ حکیم صاحب نے عرب و روم کے ایک ہی سفر میں عرب عرباء کو بھی ماند کر دیا ہے چنانچہ سورۃ بقر کے شروع میں یومنون بالغیب کے متعلق حاشیہ چڑھاتے ہیں

یخشو ن ر بھم با لغیب اور فرمایا

یو منو ن با للہ و الیو م ا لآ خر۔ پس معنی ہوئے مانتے ہیں اللہ کو جو غیب ہے یا ماننے کی چیزوں کو تنہائی میں اور لوگوں سے غائب ہو کر۔

واہ واہ! کمال زبان دانی ہے زمخشری وحریری بھی شرمندہ ہیں حکیم صاحب کا اس آیت سورہ بقر کی تفسیر میں بحوالہ آیت یخشو ن ر بھم با لغیب یہ کہنا، تنہائی میں اور غائب ہوکر، ۔ غلط ہے کیونکہ یخشو ن ر بھم بالغیب میں تو ٹھیک ب ظرفیت کے لئے ہے لیکن یو منو ن با لغیب میں ظرفیت کے لئے نہیں بکہ یومنون کا صلہ ہے جو لفظ ایمان اور اس کے دیگر مشتقات کے ساتھ آیا کرتا ہے۔ حکیم صاحب کو ظن ہوا کہ ہر دو آیات میں بالغیب کا لفظ ہے تو معنی بھی ایک ہوں گے حالانکہ ایسا نہیں۔ ہر نقطہ مقامے دارد

۳۔ اسی طرح حکیم صاحب یقیمو ن الصلوۃ میں الصلوۃ پر حاشیہ چڑھاتے ہیں: الصلوۃ میں ال ہے اس کے معنی اس خاص نماز کے ہیں یا ممکن ہے کہ عام دعا کے ہوں۔

حکیم صاحب نے اس میں وہی کمال کیا کہ الصلوۃ کی لغوی عمومیت کو دیکھا لیکن اس کے ساتھ یقیمو ن کا خیال نہ کیا اور حفظت شیئاً و غا بت عنك

اشیاء کے مصداق بنے۔قرآن و حدیث میں الصلوۃ کے ساتھ جہاں کہیں اقامت کا لفظ آیا ہے وہاں وہی نماز معہود شرعی مراد ہے اور علم اصول کا قاعدہ ہے کہ حقیقت شرعی لغت پر مقدم ہوتی ہے ورنہ قریباً تمام شرعیات کی تعطیل لازم آئے گی۔ باطنیہ وغیرہ فرق ضالہ نے اس بہانہ سے شرعیات کو ترک کیا تھا جب حکیم صاحب کے نزدیک یقیمون الصلوۃ سے عام، دعا مراد لینا درست ہے تو قرآن شریف میں ہر جگہ اس کے یہ معنی لینے درست ہوں گے نہ کہ خاص اس موقع پر۔ کیونکہ لفظ ایک ہی ہیں اور قرائن یکساں۔ پس اگر کوئی شخص اس کو دستاویز بنا کر نماز معہود ادا نہ کرے اور عام دعا پر اکتفا کرے تو اسے مخالف قرآن نہیں کہہ سکیں گے کیونکہ اس نے قرآن کے صحیح مراد اور مفہوم پر عمل کیا۔ پس نماز کو جواب ہو جائے گا اور اسی طرح روزہ حج زکوۃ فرائض اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا۔..

ہم ناظرین کی توجہ ایک اور امر کی طرف کرتے ہیں کہ حکیم صاحب وہ معنی و مراد بھی ذکر کرتے ہیں جو مشہور ہیں اور ان کے ساتھ کچھ اپنی طرف سے بھی جدت و زیادت کر کے مفسر قرآن بننا چاہتے ہیں لیکن خدا کی قدرت جہاں ان کی اپنی جدت ہوتی ہے وہاں ذلت ہوتی ہے اور ہم یہی دکھانا چاہتے ہیں کہ جماعت قادیانیہ کو قرآن و حدیث اور علوم رسمیہ میں ہرگز رسائی نہیں۔ نہ انفراداً اور نہ اجتماعاً وہ اس بار گراں کو اٹھا سکتے ہیں

کلاہ خسروی و تاج شاہی
بہر کل کئے رسد حاشا و کلا

۴۔ حکیم صاحب۔ ہم نے آپ کے ارشاد کے مطابق سورہ جمعہ کو دیکھا لیکن افسوس وہاں آپ کا مدعا نہیں ملا گو حکیم صاحب نے تصریح نہیں کی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالآخرۃ هم یوقنون میں مرزا صاحب کو بھی داخل کرنا چاہتے ہیں۔ جناب حکیم صاحب! جہاں قرآن نے منکرین قیامت کو ان الفاظ میں ملامت کی ہے وهم بالآخرة کافرون (الاعراف:۴۵) اور جہاں یوقنون کے مقابلے میں ان کا یہ قول کیا ہے وما نحن بمستيقنين (الجاثیہ) کیا آپ وہاں بھی مرزا صاحب کے منکر مراد لے سکیں گے۔ کیا خوب!

جناب یقین بالآخرت جہاں قرآن میں مذکور ہے وہاں الساعۃ الآخرۃ یعنی قیامت کو ماننا مراد ہے۔فقط۔باقی آئندہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اگست ۱۹۱۱۔ص۶،۷)

قادیان کا عربی اشتہار

قادیان دارالامان سے ایک بہت بڑا جدید اشتہار عربی زبان میں چھپا ہے جو عرب فارس شام وغیرہ ممالک کے علماء کو بطور تبلیغ بھیجا جائے گا۔ یہ اشتہار دو صفحہ کا ہے مگر اتنا بڑا ہے کہ دو جزء کی کتاب بن سکتی ہے سارے اشتہار کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ملک میں خرابیاں عام ہیں، مسلمانوں کی حالت خراب ہے، کئی ایک لوگ مرتد ہو گئے ہیں، عیسائیوں کا بہت زور ہے حالانکہ حضرت عیسی مر چکے ہیں بعض علماء اسلام خواہ مخواہ عیسائی مذہب کی تائید کرنے کو حضرت عیسی کی حیات کے قائل بنتے ہیں۔

یہ ہے ایک صفحہ کا مضمون۔ دوسرے صفحہ میں امام المہدی لکھا ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی کے کمالات کا اظہار کیا ہے منجملہ کمالات کے یہ بھی لکھا ہے:

و من آیاته ایضاً باهله بعض الناس کالعالم غلام دستگیر القصوری و چراغ الدین الجمونی و میرزا المتصوف وسعد الله اللودیانوی و عبد الرحمن محی الدین الکهوکی و مولوی اسماعیل علی گڈھی و الهی بخش لاهوری مؤلف عصائے موسی و دکتور دوئی مدعی النبوة و صاحب الاتباع الکثیرة و لیکهرام و عبد الله آتهم و غیرهم فکل هؤلاء قد هلکوا و ماتوا بهوان و ذلة فی حیات المسیح الموعود و ذلك فضل الله علی الاسلام حیث اظهره الله و لو کره الکافرون

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ مولوی غلام دستگیر قصوری، چراغ الدین جموی، مرزا المتصوف، منشی سعد اللہ لودہانوی، مولوی عبدالرحمٰن لکھوی، مولوی اسماعیل علی گڈھی، منشی الٰہی بخش لاہوری، ڈاکٹر ڈوئی امریکن، پنڈت لیکھ رام آریہ، پادری عبداللہ آتھم عیسائی وغیرہ نے ہمارے امام مہدی سے مباہلے کئے تو یہ سب لوگ امام مہدی کی زندگی میں مرگئے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے اسلام کو ظاہر کیا۔

یہ ہے تمام اشتہار کا خلاصہ جو عرب ایران وغیرہ ممالک میں تو نئی شکل کا ہوگا، مگر ہندوستان میں خصوصاً اہل حدیث کے ناظرین کے سامنے تو روزمرہ کا محاورہ ہے۔ ہم کئی ایک دفعہ کہہ چکے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ جن لوگوں کے نام تم نے لکھے ہیں ان کے مباہلہ کا ثبوت بھی ذرہ دکھایئے، تاکہ ہم جان سکیں کہ کس نے مباہلہ کیا اور کس رنگ میں کیا اور کیا نتیجہ ہوا؟ افسوس ہے ہمیں تو ان میں سے ایک کا مباہلہ بھی نہیں ملتا۔

کیا کوئی مرزائی ہمیں دکھانے کی ہمت کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں گالیاں دینے کو تو تیار ہیں۔ قادیان والے دیتے دیتے خود تھک جائیں گے تو کسی جیل زادہ کو کھڑا کردیں گے۔

چونکہ ہندوستان میں سب لوگ ان واقعات کی تحقیق کر چکے ہیں، لہذا یہاں تو ان کا منتر چلنے سے رہا۔ اس لئے اب عربستان وغیرہ دور دور ممالک میں تبلیغ کرنے کو چلے ہیں، اس لئے ہماری طرف سے بھی اجازت ہے:

اب دام مکر اور کسی جگہ بچھایئے
بس ہو چکی نماز مصلے اٹھایئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم تا ۸ ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۵۔۶)

آئینہ نوری (۳)

(مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)

۵۔ و اولئك هم المفلحو ن کا ترجمہ حکیم نورالدین صاحب یوں فرماتے ہیں:

اور یہی بڑے فتح مند ہوں گے۔،

اور اس پر حاشیہ چڑھاتے ہیں:

یہ بشارت اور پیش گوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اور اتباع مظفر و منصور ہوں گے،

اقول: یہ ظاہر ہے کہ حکیم صاحب فلاح سے صرف دنیوی بہتری اور ظفر مراد لے رہے ہیں۔ اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ جہاں ایمانیات و اعمال صالحہ پر جزائے حسن کا وعدہ ہے وہاں فلاح سے مراد نجات عاقبت اور فوز آخرت ہے۔ چنانچہ اس سے قبل الذین سے لے کر یو قنو ن تک ایمانیات اور نماز و زکوۃ و اعمال صالحہ کا ذکر ہے اور اس کے بعد اس کے نتیجہ سے خبر دی ہے کہ فلاح ہو گی۔ اسی طرح سورہ مومنون کے شروع میں فلاح و نماز و زکوۃ اعمال صالحہ کا ذکر کر کے فوز بالجنت کی تصریح کر دی ہے

قد افلح المؤ منو ن۔ الذین هم فی صلوتهم خا شعو ن ۔ و الذین هم عن اللغو معرضو ن ۔ و الذین هم للزكوة فا علو ن۔ و الذین هم لفرو جهم حا فظو ن ۔ الّا على ازاوا جهم او ما ملكت ایمانهم فا نهم غیر ملو مین ۔ فمن ابتغى وراء ذلك فا و لئك هم العا دون ۔ و الذین هم لا ما نا تهم و عهد هم را عو ن ، و الذین هم على صلو تهم یحا فظو ن۔ او لئك هم الوا ر ثو ن۔ الذین یرثو ن الفر دوس هم فیها خا لدو ن۔ (مومنون:۱۔۱۱)

ایمان والے (اپنی) مراد کو پہنچ گئے (اور یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔ اور وہ جو نکمی باتوں کی طرف رخ نہیں کرتے۔ اور جو زکوۃ دیا کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی

شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (لونڈیوں) سے کہ (ان میں) ان پر کچھ بھی الزام نہیں لیکن جو اس کے علاوہ طلب گار ہوں تو وہی لوگ حد سے باہر ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس ملحوظ رکھتے اور وہ جو اپنی نمازوں کے پابند ہیں۔ یہی لوگ اصلی وارث ہیں جو بہشت بریں پائیں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ان آیتوں میں صاف مذکور ہے کہ فلاح کی صورت فوز بالجنت ہے نہ کہ دنیوی فتح۔ اس کے لئے قرینہ عقلی یہ ہے کہ فلاح کے معنی ہیں، مراد کو پہنچنا، اور ایمان اور اعمال صالحہ سے مراد نجات عاقبت اور رضا مندی خدا تعالی ہے نہ کہ دنیا کی ظفرمندی۔ اگر ظفر مندی دنیا میں ہوتو ہو مگر یہ مراد میں داخل نہیں، اور نہ شایان بلاغت ہے کہ ایمان و اعمال صالحہ کی فہرست کے بعد اسی پر بس کیا جائے۔

٦۔ یخادعون الله ... حکیم صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے:

چھوڑتے ہیں اللہ کو اور ان کو جو ایمان لائے اور محروم نہیں کر رہے ہیں مگر اپنے آپ کو۔

اور اسپر حاشیہ چڑھاتے ہیں:

خادع بمعنی ترک بمعنی چھوڑا۔ قاموس اللغت اور اس کی تصدیق نسوا الله فنسیھم ہوتی ہے چھوڑ دیا انہوں نے اللہ تو چھوڑ دیا اللہ نے ان کو۔ خدع کے معنی امسك، یقال فلان کان یعطی فخدع۔ ترجمہ فلانا دیتا تھا اب ممسک ہوگیا۔ رک گیا۔

اس کی تصدیق اللہ تعالی کے اس بیان سے ہوتی ہے

ھم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول الله حتی ینفضوا (المنافقون:۷)۔

اور فرمایا: یقبضون ایدیھم (التوبۃ:٦٧)

اقول: شکر ہے کہ حکیم صاحب نے اپنے فہم کی تائید میں قرآن کی آیات بھی پیش کیں اس سے ہمارے لئے میدان صاف ہوگیا لیکن افسوس حکیم صاحب نے جن آیات سے تمسک کیا ہے وہ خدع کے متعلق نہیں ہیں۔ ان سے تو صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ منافقوں نے خدا کو بھلا دیا اور وہ ممسک ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تو مضمون کی صحت

کی دلیل ہے نہ کہ اس امر کی تصدیق کہ خدع سے نسیان (ترک) اور قبض وامساک مراد ہے کیونکہ جب تک نتیجہ کا موضوع ومحمول صغری وکبری میں نہ پایا جائے قیاس (نتیجہ) درست نہیں ہوسکتا۔ اس سے حکیم صاحب کی منطق دانی بھی ظاہر ہے۔ حکیم صاحب نے قاموس سے خادع کے معنی ترک تو نقل کردیئے لیکن اس کے پہلے جو کچھ اس آیت زیر تفسیر کی بابت لکھا ہے اسے بالکل ترک کردیا حکیم صاحب نے اس مقام پر ناحق تکلیف سے کام لیا جو موقع اور محل کے مناسب نہیں انہوں نے خارج کے خدع کے معنی ترک لکھے ہیں جو اس مقام پر نہیں ہوسکتے کیونکہ جب یخدعون میں اس ترک کا اثبات دیا گیا جو واقع میں درست ہے ما یخدعون میں اس کی نفی کے کیا معنی؟

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یخادعون کے ایسے معنی لینے چاہییں جس کا اثر حقیقت خدیت کی رو سے اس کے مفعول پر درست نہ ہو اور اسی لئے دوسری بار اللہ اور مومنین سے اس کی نفی کرکے و ما یخدعون الّا انفسھم میں اس کے اثر کو انفسھم پر ثابت کیا ہے۔ پس حکیم صاحب کا تکلف نادرست اور بے جا ہے مگر حکیم صاحب نے ایک اور چال کی کہ دوسری دفعہ کے یخدعون میں خدع کے معنی امساک لئے ہیں حالانکہ یہ نہیں ہے۔ نہ ہی مناسب ہے کیونکہ یخادعون کو ثبت ذکر کرنے اور اس کے بعد ما یخدعون کو منفی ذکر کرنے میں مقابلہ ہے جو دونوں کے الگ الگ ترجمے مراد لینے میں جاتا رہا۔ اور ظاہر ہے اس طرح کلام فصاحت و بلاغت سے گرجاتا ہے جو شان قرآن کے خلاف ہے۔

اب ہم خدا کے احسان سے اس آیت کا صحیح مطلب بتاتے ہیں جس سے وہ اعتراض بھی جس کے سبب سے حکیم صاحب کو اس قدر تکلفات کی ایچا پیچیوں میں الجھنا پڑا دور ہوجاتا ہے اور قرآن کی بلاغت بھی ظاہر ہوتی ہے و ما توفیقی الا باللہ

خاکسار جو حاشیہ قرآن منۃ الرحمن بتفھیم لطائف القرآن لکھ رہا ہے اس میں خاکسار نے اس آیت کے متعلق یہ حاشیہ لکھا ہے:

یخادعون باب مفاعلہ سے ہے اور اسکے خواص میں سے ایک مشارکت ہے اور کبھی اس میں مجرد بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے عاقبت اللص۔ اور تائید

دوسری قرأت سے ہوتی ہے جس میں باب مجرد یعنی یخدعون آیا ہے اور اسی لئے رسم الخط میں خ کو بفاصلہ الف دال سے قطع نہیں کیا گیا پس یہ آیت پر اعتراض نہیں ہوسکتا کہ کیا (معاذ اللہ) اللہ تعالی بھی ان سے دھوکہ کرتا ہے؟ کہ صیغہ مشارکت کا استعمال کیا گیا؟ اور نہ یہ سوال ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالی علیم کو کیسے دھوکہ دے سکتے ہیں کیونکہ اس سے مراد فریب کا معاملہ کرنا ہے نہ کہ فریب کا واقع کر لینا۔ اسی لئے دوسری دفعہ و ما یخدعون میں باب مجرد ذکر کر کے اللہ تعالی اور مومنین کی نسبت وقوع فریب کی نفی کی اور الّا انفسھم میں خود انہی کے نفسوں پر اثر پڑنے کو ثابت کیا کیونکہ اس میں وقوع فریب کا ذکر ہے۔ پس اس تقریر پر اعتراض بھی نہیں آ سکتا، اور یخادعون اور ما یخدعون کے مقابلہ میں فصاحت بلاغت بھی قائم رہتی ہے بلکہ ثابت ہوتی ہے۔،

اس آیت کی تفسیر کے لئے ہم سورہ نساء پارہ پنجم رکوع اخیر کی آیت بھی بیان کرتے جس میں ہمارے بیان کی تائید کے ظاہر قرائن ہیں لیکن بخوف تطویل اسی پر بس کرتے ہیں اگر ضرورت پڑی تو دوسری بار لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم تا ۸ ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۱۳)

مسلمانوں کے حق میں مرزائیوں کا فتوی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل مذہبی دنیا میں یہ مسئلہ خاص دلچسپی رکھتا ہے کہ قادیانی لوگ، عام مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ اس سوال کی وجہ حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ کا ایک فتوی ہے ...جو اہل حدیث میں درج ہوا تھا جس کا مختصر مضمون یہ تھا کہ جو شخص مرزا صاحب قادیانی کو سچا نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

لاہور میں ایک صاحب خواجہ کمال الدین وکیل، مرزا صاحب کے بڑے

راسخ مرید ہیں۔ اسلامی جلسوں میں بھی تقریریں کیا کرتے ہیں، اس لئے ان پر سوال ہوئے کہ آپ اپنا خیال ظاہر کریں کہ آپ بھی اپنے پیر اور خلیفہ کی طرح مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں وکیل صاحب نے ایک بڑا لمبا چوڑا اشتہار دیا ہے جس کا خلاصہ مطلب انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:

> میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا البتہ جو شخص ہم کو یا ہمارے امام (مرزا قادیانی) کو کافر کہتا ہے وہ ایک حدیث کے ماتحت خود کافر ہو جاتا ہے (مرزا نے بھی فرمایا ہے) ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے۔

اس بیان کی ہم بھی تصدیق کرتے ہیں، مگر افسوس کہ واقعات اس کی شہادت نہیں دیتے اسلیئے ہم اس مضمون میں اس بیان پر دو پہلوؤں سے بحث کرینگے۔ ایک اس پہلو سے کہ مرزا غلام احمد اور انکے خلیفہ حکیم نورالدین کا مذہب کیا ہے؟ دوئم، جس حدیث کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اسکا مطلب کیا ہے

امر اول: یعنی یہ بات کیا واقعی یہی ہے جو خواجہ کمال الدین نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ کے نزدیک وہی لوگ کافر ہیں جو ان کو کافر کہتے ہیں، یا ہر ایک شخص جو مرزا صاحب کا منکر ہے خواہ کافر نہ کہے، وہ بھی کافر ہے۔ اس کی تحقیق کے لئے ہم مندرجہ ذیل حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

> بہر حال خدا تعالی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں۔ (بدر۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)

معیار الاخیار صفحہ ۸ پر لکھا ہے:

> (خدا تعالی نے فرمایا ہے) جو شخص پیروی نہ کریگا، تیری بیعت میں داخل نہیں اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

(بدر قادیان۔ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء)

یہ ہیں مرزا غلام احمد صاحب کے اپنے اقوال۔ اب سنئے خلیفہ صاحب کے۔ خلیفہ صاحب کا فتوی عام طور پر شائع شدہ ہے جو اخبار بدر ۴ مارچ ۱۹۱۱ء میں طبع ہوا تھا۔ خلیفہ صاحب نے لکھا تھا آیت لا نفرّق بین احدٍ من رّسله کے معنی میں کسی

رسول کا بھی ہم انکار نہیں کرتے۔ اس آیت کے مطابق سب رسولوں اور ماموروں کو ماننا فرض ہے۔ پس جس طرح کسی اور رسول کے انکار سے کافر ہوتا ہے اسی طرح مرزا قادیانی کے انکار سے کافر ہوتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ نورالدین کے الفاظ یہ ہیں:

غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی یہی مانتے ہیں اور اس کا دعوی کرتے ہیں لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور ان کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا قرآن مجید میں تو لکھا ہے لا نفرّق بین احدٍ من رسلہ لیکن حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے

(اخبار الحکم قادیان۔ ۲۱ فروری ۱۹۰۹ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کیا یہ عبارت کسی حاشیہ یا شرح کی محتاج ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ صاف مطلب ہے کہ الرسل میں مرزا صاحب قادیانی بھی شامل ہیں۔ پس جو برتاؤ کسی شخص کو دوسرے نبیوں کے ساتھ انکار کرنے سے کافر خارج از اسلام بناتا ہے، وہی برتاؤ مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ کرنے سے بقول خلیفہ صاحب، آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ کیا حضرات انبیاء سابقین کے انکار سے کافر ہوتا ہے؟ یا وہ ان کو کہنے سے کافر ہوتا ہے؟ (خلیفہ صاحب خصوصاً جواب دیں)

بس اسی طرح خلیفہ قادیانی کے نزدیک مرزا صاحب قادیانی کے صرف انکار کرنے سے آدمی خارج ہو جاتا ہے خواہ ان کو کافر کہے یا کفر سے خاموش رہے، یا ان کے کفر کی نفی کرے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس فتوی کو جاری کرتے وقت اسکا انجام نہ سوچا گیا تھا۔ اب جو چاروں طرف سے شور بپا ہوا ہے تو اس میں تاویل کرنے کی سوجھی یہی معنی ہیں

لو ان صدور الفعل یبدون للمفتی
کاعقابه لم تلفه ینتدم
(آدمی کو اپنے افعال کا انجام معلوم ہو تو کبھی شرمندہ نہ ہو)

خلیفہ صاحب اور ان کے حواری ہم کو بتلا دیں کہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء کے بدر میں جس آیت (لا نفرق) سے انہوں نے دلیل پکڑی تھی کیا اس کے کچھ اور معنی معلوم ہوئے ہیں یا اس کے مطابق حضرات انبیاء کے منکر بھی اسی صورت میں کافر ہوتے ہیں جب وہ انبیاء پر کفر کا فتوی لگائیں اور بغیر اسکے نہیں۔ کہتے ہوئے کچھ سوچنے کے علاوہ خدا کا خوف بھی دل میں رکھنا (ان کنتم مو منین)

مختصر یہ کہ یہ بات تو کھلی صداقت ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ دونوں متفق ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا منکر کافر ہے خواہ کتنا ہی نمازی اور روزہ دار بلکہ تہجد گذار ہو۔

امر دوئم: اب ہم امر دوئم پر بحث کرتے ہیں کہ مرزا کے مکفرین (کافر کہنے والے) کافر ہیں یا نہیں۔ اس بحث میں ہم مرزا کے کفر سے بحث نہیں کرتے، بلکہ مانتے ہیں کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت مسلمان بلکہ پکی مسلمان ہے، تاہم ان کے مکفرین کافر نہیں، جس حدیث کی طرف مرزا صاحب اور ان کے حواری خواجہ کمال الدین نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے:

لا یرمی رجل ر جلاً بالکفر الا ارتد ت علیه ان لم یکن صاحبه کذ لك۔ یعنی جو شخص کسی شخص کو کافر کہتا ہے اگر وہ شخص کافر نہیں تو کفر لوٹ کر اسی پر آتا ہے۔

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے بے سمجھی کے ساتھ یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ چونکہ ہم کافر نہیں اس لئے جن لوگوں نے ہم پر کفر کے فتوے دیئے ہیں وہ خود کافر ہیں ۔مرزا کی زندگی میں بھی یہ بحث اٹھی تھی اور اہل حدیث میں اس حدیث پر مفصل بحث کی گئی تھی۔ ادھر یہ بے سمجھی سے ہٹ (ہٹ دھرمی) دیکھ کر فریق ثانی بھی بضد ہوئے کہ چونکہ واقعی تم لوگ کافر ہو اسلئے تمہاری تکفیر سے ہم کیا، کوئی بھی کافر نہیں ہوسکتا۔ مگر ہمارے نزدیک یہ سب باتیں حدیث مذکور کے اصل مطلب سے بہت دور ہیں۔

قبل از مطلب بتلانے کے قادیانی مشن سے عموماً اور خلیفہ (حکیم نور الدین) سے خصوصاً ایک سوال کرتے ہیں کہ: حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو منافق واجب القتل کہا، حالانکہ حضورﷺ نے ان کے ایمان کی تصدیق فرمائی، بلکہ اس کو مغفور لہ فرمایا، تو کیا حضرت عمر فاروقؓ، حضرت حاطبؓ کو منافق کہنے سے خود ایسے ہوئے؟ حدیث کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر جواب دو۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ:

بے نماز کے کفر میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اتباع کے نزدیک تارک الصلوۃ کافر نہیں، مگر امام شافعی، احمد، حافظ ابن قیم، شیخ عبدالقادر جیلانی کے نزدیک تارک الصلوۃ کافر واجب القتل ہے۔ آپ کا مذہب میں نہیں پوچھتا مگر یہ تو بتلایئے کہ جن بزرگوں کے نزدیک تارک الصلوۃ کافر نہیں، جو اس کو کافر کہے، وہ ان بزرگوں کے نزدیک کافر ہے؟ کھلے لفظوں میں سنیئے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک امام شافعی اور امام احمد وغیرہ کافر ہیں؟ (ہرگز نہیں) حالانکہ آپ کے اصول کے مطابق ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث موصوف کا مطلب کچھ اور ہے وہ مطلب ہم سے سنئے:

ایک تکفیر ہوتی ہے شرعی دلیل سے، ایک ہوتی ہے ضد اور ہٹ دھرمی سے۔ شرعی دلیل خواہ واقع میں صحیح ہو یا غلط۔ پس جو شخص شرعی دلیل سے کسی کو کافر کہے وہ تو اس حدیث کا مصداق نہیں، خواہ واقع میں دلیل مثبت مدعا ہو یا نہ ہو (جیسے حضرت عمرؓ کی دلیل مثبت مدعا نہ تھی فانہ خان اللہ و رسولہ) مگر تکفیر کی نظر کسی دلیل اور شرعی آڑ پر ہو۔ ہاں ضد اور ہٹ دھرمی سے ایسا کرنے والا بے شک کافر ہوگا۔ پس صاف بات ہے کہ جن لوگوں نے مرزا صاحب کی تکفیر کی ہے چونکہ وہ اپنے نزدیک دلیل شرعی رکھ کر کی ہے (تمہارے نزدیک وہ دلیل مثبت مدعا نہیں تو نہ سہی) اسلئے وہ اس حدیث کے مطابق کافر نہیں بلکہ مرزا صاحب اور ان کے اتباع کی نافہمی کی دلیل ہے۔

کیا خلیفہ صاحب اور ان کے حواری ہماری تقریر کا باقاعدہ جواب دیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔۲۲ ستمبر ۱۹۱۱ء۔ مطابق ۲۱۔۲۸ رمضان ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء۔ ص ۱۔۳)

قادیانی نبی اور خلیفہ میں اختلاف

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حضرت مسیحؑ کا قول ہے تم زمین کے نمک ہو۔ نمک سے کھانوں کا مزہ بنتا ہے لیکن جب نمک ہی بگڑ جائے تو اسے کون سنوارے۔ یہ مثال آج کل قادیانیوں پر صادق ہے۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ قادیان کا قول بدر مورخہ ۱۴۔ اگست ۱۹۱۱ء میں چھپا ہے:

یاجوج ماجوج وہ قومیں ہیں جو کشمیر ایران بخارا کے شمال میں ہیں۔

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ کشمیر ایران بخارا کے شمالی ملکوں میں یاجوج ماجوج رہتے ہیں۔ اب سنئے اعلیٰ حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) آنجہانی کی۔ آپ فرماتے ہیں:

فان یاجوج ماجوج هم النصاری من الروس و الاقوام البرطانیه (حمامۃ البشریٰ)۔ یعنی یاجوج ماجوج روسی اور انگریز ہیں۔

اب ان دونوں اقوال متخالفہ کی تطبیق دینا قادیانی مشن کا کام ہے دیکھیں وہ کچھ معقول بات کہتے ہیں یا کسی جیل زادہ سے گالیاں دلواتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔۲۲ ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۵)

ظہور قادیانی

(مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)

معلوم نہیں قادیانی گروہ کو حضرت روح اللہ سے کیا ضد ہے کہ کسی نہ کسی رنگ میں ضرور آپ کی تنقیص کرتے رہتے ہیں خود قادیانی آنجہانی نے تو جو کچھ بے ادبی ضمیمہ انجام آتھم و دافع البلاء وغیرہ کتابوں میں کی ہے وہ انکار رسالت کے قریب

قریب ہے لیکن ان کی ذریت میں بھی حسب حیثیت کافی اثر ہے کبھی تو کوئی امتیوں کو ان پر فضیلت دیتا ہے اور کبھی کوئی ان کے صاحب شرع ہونے سے انکار کرتا ہے مثلاً مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اپنی کتاب، جواب باصواب، صفحہ ۷ میں ارقام فرماتے ہیں:

مسیح تو کیا مسیح سے بھی عالی درجت انبیاء آنحضرت ﷺ کے خدام کی منزلت نہیں رکھتے۔

اور نیز کہا ہے:

مسیح تو ایک معمولی انسان ہے اور اس قابل بھی نہیں کہ آنحضرت (ﷺ) کے خدام کی برابری کر سکے۔ (ص ۷)

خاکسار محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے اس کے جواب میں اپنی کتاب شہادۃ القرآن باب اول میں بتصریح کتب عقاید لکھا کہ ولی کو نبی پر فضیلت دینی کفر و ضلالت ہے۔

قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ الفرقان صفحہ ۱۵۔۱۶ میں اپنے بھائی کی حمایت کی اور اس کفر و ضلالت پر مصر رہنے کے لئے اس کی پیٹھ ٹھونکی اور باز آنے اور توبہ کرنے کی نصیحت نہیں کی اور اس پر طرفہ یہ کہ صفحہ ۹۔۱۰ میں حضرت عیسیٰ کے صاحب شرع نبی ہونے سے بھی انکار کر دیا انہوں نے جو کچھ وجوہات بیان کئے ہیں وہ یکے بعد دیگرے مع جوابات حسب ذیل ہیں۔ ناظرین ان وجوہات کو اور ان کے جوابات کو دیکھ کر قادیانی علم و ایمان اور قوت استدلال کا اندازہ لگائیں اور انصاف کریں

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

وجہ اول قادیانی۔ اول تو انجیل کے معنی ہی بشارت یا خوش خبری کے ہیں اور مبشرات ہر ایک مامور الٰہی پا نازل ہوتی ہیں اس میں مسیح کو کوئی خصوصیت نہیں۔ (ص ۹)

جواب۔ اول تو آپ نے اپنی دلیل کا مقدمہ اولی ہی ثابت نہیں کیا کہ انجیل کے معنی بشارت کے ہیں اور یوں ہی قادیانی الہام کی طرح بے ثبوت ہانک دیا ہے۔

ثانیاً یہ کہ مقدمہ ثانیہ یہ چاہیے تھا کہ کوئی مبشر صاحب شرع نہیں ہوتا۔ پھراس کلیہ کوبھی ثابت کرتے اور انکار کی ٹھانتے۔ و دو نہ خر ط القتاد

ثالثاً یہ کہ جب آپ مقدمہ ثانیہ میں مانتے ہیں کہ مبشرات ہر ایک ماموراِلٰہی پر نازل ہوتے ہیں تو اصحاب شرائع بھی لفظ، ہر ایک، میں شامل ہیں۔

پس آپ اس دلیل سے حضرت عیسیٰ کے صاحب شرع ہونے سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں مقدمات ایجابیہ سے نتیجہ سلبیہ نکالنا قادیانی منطق کا نتیجہ ہے۔

وجہ دوم قادیانی: ان کا اپنا دعویٰ بھی صاحب شریعت ہونے کا نہیں جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے بلکہ وہ تو صاف کہہ رہے ہیں:

میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ اس کو پورا کرنے آیا ہوں اور یہ کہ اس کو برقرار رکھونگا۔ کوئی تغیر وتبدل نہ ہوگا (ص ۹)

جواب: واہ جناب! اتنا بھی معلوم نہیں کہ جواب ہمیشہ مخالف کے مسلّمات سے دیا جاتا ہے نہ کہ ان اصول سے جن میں خصم کو کلام ہو جناب آپ خاکسار (ابراہیم سیالکوٹی) کے جواب میں لکھ رہے ہیں اور خاکسار ان جعلی اناجیل کو ہرگز نہیں مانتا۔ لہذا خاکسار کے نزدیک آپ کی یہ دلیل کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی پہلے ان کتابوں سے الزام جعلی دور کرلیں اور ان کی حقانیت ثابت کرلیں پھر خاکسار کے سامنے ظہور پذیر ہوں۔ خاکسار نے ان کتابوں کی بابت اپنی مختلف تصانیف مثلاً تائید القرآن و اعجاز القرآن میں مدلل بحث کی ہے اور ان کی اندرونی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ کتابیں جعلی ہیں۔

ثانیاً کہ آپ کی پیش کردہ عبارت میں، پورا کرنے، کے معنی یہ ہیں کہ میں اس کی پیش گوئی کا مصداق ہوں۔ پس آپ کا مطلب حاصل نہیں ہوسکتا۔

وجہ سوم قادیانی: خود عیسائی قوم کا عمل درآمد اس بات پر شاہد ہے کہ عیسیٰ صاحب شریعت نبی نہ تھے ورنہ اپنی تمدنی و سیاسی زندگی کے لئے ان کو قوانین وضع کرنے نہ پڑتے۔ (ص ۹)

جواب۔ اول تو اس کا بھی وہی جواب ہے جو اوپر گذر چکا پس عیسائیوں کی کتابوں اور ان کے عمل درآمد سے خاکسار کے برخلاف کوئی امر ثابت نہیں ہوسکتا۔

ثانیاً یہ کہ عیسائیوں کے پاس اس وقت شریعت عیسوی محفوظ نہ ہونے سے کیسے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ ہی سے شریعت نہ ملی تھی۔ مجہول سے علم حاصل کرنا قادیانی کمال ہے۔

وجہ چہارم قادیانی: و من قبله کتاب موسی اماماً و رحمةً (الاحقاف ۱۲:) سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے صرف حضرت موسیٰ ہی کی کتاب تھی جو امامت و رحمت یعنی شریعت کہلانے کی مستحق تھی (جس پر کما حقہ عمل کر کے انسان قرب اللہ کے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے) ورنہ اگر قرآن شریف اور توریت کے درمیان کوئی اور کتاب بھی ہوتی یا کوئی نبی صاحب شریعت ہوتا تو اس کتاب کو امام و رحمت کہا جاتا (ص ۹-۱۰)

جواب: شکر ہے کہ آپ نے استدلال میں آیت تو پیش کی۔ گو مفید مطلب نہیں صاحب! اول تو یہ بتلائیے کہ آپ نے آیت میں، صرف، اور، ہی، کس لفظ کے معنی کئے ہیں۔ قضیہ ایجابیہ میں بغیر کلمہ حصر، حصر نہیں ہوتا اور نہ ماعدا کا صلب منظور ہوتا ہے۔ بلکہ صرف محض اثبات مذکور ملحوظ ہوتا ہے اور عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہوتا ہے کہ غیر مذکور مسکوت عنہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ پس آپ کی دلیل بن نہ سکی اور من قبل میں اتصال زمانہ بغیر فصل کے ضروری نہیں جیسے آیات ذیل سے واضح ہے

الم یأتهم نبا الذین من قبلهم (توبہ) اور

و ان یکذ بوك فقد کذ بت قبلهم (حج)

اور یہ جو آپ نے سمجھا کہ صاحب شرع نبی کی کتاب کے ضروری ہے کہ امام کہا جائے اس کی کیا دلیل؟ پس یہ بھی ممنوع ہے کیا قرآن کریم کی نسبت بھی ایسا ہی خیال ہے کہ جب تک اس کی نسبت امام کا لفظ نہ آئے تب تک شریعت نہیں ہو سکتا۔

آیئے ہم آپ کو اس جگہ انجیل کے مذکور نہ ہونے کی وجہ بتلائیں

یہ آیت قرآن شریف میں دو مقام پر ہے۔ اول سورہ ہود میں اور وہ اس طرح ہے:

افمن کان علی بینةٍ من ربّه و یتلوه شاهد منه و من قبله کتاب موسی اماماً و رحمة اولئك یومنون به۔ (هود:۱۷) تو کیا وہ شخص جو اپنے رب سے دلیل پر ہو اور پیچھے پیچھے آتا ہے اس کے ایک شاہد اس سے اور پہلے

اس سے کتاب ہے موسیٰ کی امام اور رحمت، یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس (قرآن) کے
اور دوسری سورۃ احقاف میں ہے۔ اس کے قبل میں یہ آیت بھی ہے

قل ا ر أیتم ان کا ن من عند الله و کفر تم به و شهد شا هد من بنی اسرا ئیل علی مثله فآ من و استکبر تم۔(احقاف:۱۰)۔اے نبی کہدے کہ بتلاؤ اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو اور تم اس سے منکر بنے ہو اور بنی اسرائیل میں ایک شاہد نے اسی طرح کی (کتاب) کی گواہی دی اور ایمان لے آیا اور تم متکبر ہی رہے (تو تمہارا کیا انجام ہوگا)

ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں شاہد سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام ہیں جو علماء یہود سے تھے اور اسلام لائے تھے۔ ان کے اسلام لانے کو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کے حق ہونے کی دلیل میں پیش کیا ہے اور اس کے بعد دونوں مقاموں میں کتاب موسیٰ کا ذکر کیا۔ اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن سلام علمائے توریت میں سے تھے عیسائی نہ تھے پس بدیں وجہ اس موقع پر انجیل کا ذکر نہیں کیا۔

وجہ پنجم قادیانی: سورہ احقاف کے آخری رکوع میں نفراً من الجن اپنی قوم سے جا کر کہتا ہے انّا سمعنا کتا باً انزِل من بعد موسی مصدقا لما بین ید یه (الا حقا ف : ۳۰) ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی۔ پس اگر درمیانی زمانہ میں انجیل شریعت یا مسیح صاحب شریعت ہوتے تو ان کا ذکر ہوتا۔

جواب: اس کے جوابات بھی مثل اوپر کی آیت کے ہیں۔

اول یہ کہ عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔

دوم یہ کہ من بعد موسیٰ میں اتصال زمانی ملحوظ نہیں۔

سوم یہ کہ اس میں تو بالکل انجیل کے نزول ہی سے سکوت ہے آپ نے یہی کیوں نہیں کہہ دیا کہ انجیل نازل ہی نہیں ہوئی اور شریعت اور صاحب شریعت کی جعلی قید لگا دی

چہارم۔ یہ کہ وہ جن یہودی تھے عیسائی نہ تھے اس لئے انہوں نے ایسا کیا۔ دیکھئے تفسیر مدارک میں جس کا حوالہ آپ نے بھی اس مضمون کے خاتمہ پر کسی اور مطلب کے لئے دیا ہے، ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے

و انما قا لوا من بعد موسی لانّهم کا نوا علی الیهو دیة

کہ ان جنوں نے من بعد موسیٰ صرف اس لئے کہا کہ وہ یہودی تھے۔
اسی طرح تفسیر کشاف اور خازن وغیرہ میں بھی ہے
وجہ ششم قادیانی: یعلمه الکتاب و الحکمة و التوراة و الانجیل (اللہ اسے کتاب وحکمت یعنی توریت وانجیل کی تعلیم دے گا) سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ توریت کی تعلیم مسیح کو دگئی اور انجیل میں صرف حکمت و دانائی کی باتیں تھیں نہ کہ شریعت۔
جواب: نہ کہ شریعت، کس لفظ کا ترجمہ ہے اور الحکمۃ کے معنی بالخصوص انجیل ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اور پھر، صرف، کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ صاحب! یہ ترجمہ الہام نہیں کہ قادیان میں اس کی مشین ہو یہ تو عبارات کا ترجمہ ہے جو سب کی نظروں میں ہیں۔ اچھا تو قرآن کریم کو بھی الحکمۃ اور الحکم کہا گیا ہے کیا اس کی نسبت بھی یہی فیصلہ ہے (تف) کیا جس کتاب میں دانائی اور حکمت کی باتیں ہوں اس میں شریعت بیان کرنی منع ہے؟ جناب من! میں پھر آپ کو سناتا ہوں کہ قضیہ ایجابیہ میں محض اثباتِ مذکور ہوتا ہے سلب ماعدا مطلوب نہیں ہوتا۔
قال القادیانی: انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ پڑھو اور غور کرو اگر آنحضرت ﷺ سے پہلے موسیٰ کے سوا کوئی اور نبی بھی صاحب شریعت ہوتا تو اسی کی مثل فرمایا جاتا۔
اقول: اچھا جناب! غور کرلی۔ ہم نے تو آپ کا مطلب یہ سمجھا کہ جو نبی انبیاء سابقین میں سے سب سے قریب ہو اس کی مثل کہنا چاہیے۔ کیوں صاحب! ایسا کیوں ہو؟ سنئیے! مماثلت کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ جس کے حالات اور عہد کو عہد محمدی سے مناسبت ہو اس کا ذکر کیا جائے خواہ قریب ہو خواہ بعید ہو۔ چونکہ آنحضرت ﷺ اور حضرت موسیٰ کی جلالت اور آپ کے حالات اور عہد آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اس لئے ان کی مثال ذکر کی۔ اور یہ جو آپ مثل مثل پکار رہے ہیں اور قادیانی نے بھی ازالہ میں آنحضرت ﷺ کو مثیل موسیٰ لکھا ہے درست نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ تو سید ولد آدم ہیں۔ مثیل کیسے؟ کما سے مشابہت ومماثلت امر ارسال میں منظور ہے نہ کہ مرسلین میں۔ فافهم
وجہ ہفتم قادیانی: توریت باب استثناء میں جو پیش گوئی ہے کہ تمہارے بھائیوں میں

سے تم جیسا ایک نبی مبعوث کروں گا اس سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت موسی کے بعد صاحب شریعت نبی صرف حضرت محمد ﷺ ہی تھے ورنہ عیسائیوں کو موقع ملتا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کو خلط ملط کر دیں۔ وہ پہلے ہی سے کہتے ہیں یہ پیش گوئی، المسیح، میں پوری ہوئی مگر ہم انہیں جواب دیا کرتے ہیں کہ وہ صاحب شریعت نبی ہی نہ تھے،

جواب: اول تو اس کا وہی مذکورہ بالا جواب ہے کہ اہل کتاب کی جعلی کتابیں ہمارے لئے یا ہم پر حجت نہیں۔ ثانیاً یہ کہ اس پیش گوئی میں کہاں مذکور ہے کہ وہ نبی صاحب شریعت بھی ہوگا۔ یہ قادیانی افتراء ہے۔

ہاں آپ نے یہ خوب فرمایا کہ آپ عیسائیوں کو ایسا کہا کرتے ہیں۔ تو کیا آپ کے کہنے سے ہم بھی کہہ دیں؟ سبحان اللہ! یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کو حضرت عیسی کے صاحب شرع ہونے سے انکار صرف عیسائیوں کی ضد سے ہے

لا یجر منکم شنآ ن قو م علی ان لا تعد لوا اعد لوا ھو اقر ب للتقوی (المائدہ:۸)

قادیانی ساتوں وجوہات مع جوابات ذکر ہو چکیں۔ اب خاکسار کی پیش کردہ دلائل کے متعلق جو کچھ انہوں نے خامہ فرسائی کی ہے اس کو دیکھئے اور قادیانیوں کے علم و کمال کی داد دیجئے۔

قا ل القا دیا نی: اب ان سات وجوہ کو پیش نظر رکھ کر ان آیات قرآنی پر تدبر فرمائیے جن سے عیسی کا صاحب شریعت نبی ہونا نکالا جاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ شرع لکم من الدین ما و صی به نو حاً و الذی او حینا الیك و ما و صینا به ابرا ھم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین و لا تتفر قوا فیه۔ (الشوری :۱۳) اس کے جواب میں عرض ہے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں کہ ایک جگہ سے کچھ اور دوسری سے کچھ ثابت ہو۔ یہاں شرع لکم کے معنی مدارک میں بیّن و اظھر لکم کے لکھے ہیں اور پھر یہ بھی کہ اس سے شرائع مراد نہیں۔ چنانچہ لم یرو الشرا ئع فا نھا مختلفة پس شریعت مراد لینا غلط ہے۔،

جواب الجواب: سب سے پہلے ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کتاب شہادۃ الفرقان القادیانی میں قرآن شریف کی بہت سی آیات غلط لکھی ہیں۔ اور یہ اغلاط املاء اور

اعراب کی نہیں بلکہ الفاظ کی تفسیر اور کمی بیشی کی ہیں ۔ اور یہ صفت خاص اس کتاب کی نہیں بلکہ خود قادیانی آنجہانی کی متعدد تصانیف میں اور دیگر قادیانی رسائل واخبارات کا بھی یہی حال ہے چنانچہ اکمل صاحب نے اس ایک صفحہ کی تحریر میں دو آیتیں غلط لکھی ہیں لیکن ہم نے ان کو درست کر کے لکھ دیا ہے ۔ اس کے بعد ان کی تحریر کا جواب یہ ہے کہ جناب بے شک قرآن شریف میں اختلاف نہیں صرف آپ کی سمجھ میں اختلاف ہے ۔ اپنی پیش کردہ ہر ہفت وجوہ کے جواب تو دیکھ لئے اب جو ہمارے دلائل پر آپ نے نقض کیا ہے اس کا بھی جواب سنیئے ۔ شکر ہے کہ آپ نے بھی ایک تفسیر کا حوالہ دیا اب آپ کو اسی تفسیر کی تصریح اور دیگر تفاسیر کی عبارتوں سے ثابت کر دیں گے کہ سب کے سب حضرت عیسیٰ کو صاحب شرع نبی مانتے ہیں ۔ سنیئے صاحب ! آپ نے مدارک کا ادراک ہی نہیں پایا ۔ کیا شرع ، کے معنی بیّن کرنے سے آپ کا مطلب ثابت ہو گیا ۔ نہیں صاحب ! قرآن شریف میں ایسے ہی دوسرے موقع پر بیّن کا لفظ ہے اس لئے صاحب مدارک نے شرع کے معنی بیّن کئے ہیں ملاحظہ ہو یرید اللہ لیبین لکم و یھد یکم سنن الذ ین من قبلکم (النساء:۲۶) اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ مدارک میں لم یرو الشرا ئع ..الخ لکھا ہے اسے بھی آپ نے نہیں سمجھا ۔ پوری عبارت یوں ہے :

و المراد اقا مۃ دین الا سلا م الذی ھو تو حید اللہ و طا عتہ و ا لا یما ن بر سلہ و کتبہ و بیو م الجزا ء و سا ئر ما یکو ن المرء با قا متہ مسلماً و لم یر و بہ الشرا ئع فا نھا مختلفۃ قا ل اللہ تعا لی لکل جعلنا منکم شر عۃ و منھا جا (مدارک ۔ سورہ شوری پارہ ۲۵) ۔ اقیموا الدین سے دین اسلام کا قائم کرنا مراد ہے اور وہ یہ کہ ہے کہ خدا کو واحد جاننا اور اس کی اطاعت کرنا اور اس کے رسولوں اور کتابوں پر اور جزا کے دن پر ایمان لانا اور باقی امور جن کے قائم کرنے سے آدمی مسلمان بنتا ہے اور اس سے مراد شرائع نہیں ہیں کیونکہ وہ مختلف رہی ہیں جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا ۔ تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک ایک شریعت اور راہ مقرر کیا ہے ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب مدارک اقامۃ دین کے معنی بتا رہے

ہیں کہ ان ان امور کو جن پر انبیاء متفق تھے قائم کیا جائے ۔ باقی رہے احکام عملیہ سو حسب زمانہ ہر رسول کے کچھ کچھ الگ ہوئے ہیں وہ اس جگہ مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ جن انبیاء کا اس آیت میں ذکر ہے وہ سب صاحب شرع ہیں اس لئے مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں ان سب انبیاء کو جو اس آیت میں درج ہیں اصحاب شرائع لکھا ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان تفسیر خازن اور تفسیر کبیر میں اس کی تصریح موجود ہے

دیگر یہ کہ صاحب مدارک تو خود تصریح کرتے ہیں کہ حضرت عیسی، صاحب شرع نبی تھے ۔اب آپ کو کیا حق ہے کہ انکی کسی عبارت سے ان کی تصریح کے برخلاف مطلب نکال سکیں ۔منطق کے مقابلے میں مفہوم (خواہ غلط ہی ہو) پراڑنا عام طور پر قادیانی معمول اور اصول ہے ملاحظہ ہو تفسیر مدارک زیر آیت سورہ احزاب

و اذ اخذ نا من النبیین میثا قھم و منك و من نوح و ابرا ھیم و موسی و عیسی ابن مریم و اخذ نا منھم میثا قاً غلیظاً (الاحزاب :۷)

قال القادیانی : دوسری یہ کہ و لا حل لکم بعض الذی حرم علیکم ، اس کے بہت سے جواب ہیں ..انتھی کلام القادیانی

جواب الجواب ۔حضرات ہم کس بات کا جواب دیں آپ خیال کرتے ہوں گے کہ خاکسار نے عمداً قادیانی بہت سے جواب نقل نہیں کئے ۔نہیں جناب ۔میں نے ان کی عبارتیں بلاکم کاشت پوری کی پوری نقل کی ہیں اکمل صاحب نے صرف ، بہت سے جواب ، ہی لکھا ہے اور جواب کوئی نہیں دیا۔اسی طرح خاکسار نے شہادۃ القرآن باب اول صفحہ ۳۴ میں جو دوسری دلیل یعنی آیت سورۃ احزاب

و اذ اخذ نا من النبیین میثا قھم و منك و من نوح و ابرا ھیم و موسی و عیسی ابن مریم و اخذ نا منھم میثا قاً غلیظاً (الاحزاب :۷)

حضرت عیسی کے صاحب شرع نبی ہونے کی بابت لکھی تھی اس کی طرف بھی توجہ نہیں کی اور کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اس کا ذکر تک نہیں کیا شائد اسی لئے جواب دیتے وقت کہا ہے، نکالا جاتا ہے، اور خاکسار کا نام نہیں لیا، تاکہ

اس دلیل کے جواب نہ دینے کی صورت میں عذر ہو سکے کہ ہم نے تو ان دلائل کا جواب دیا ہے جو عام طور پر لوگ پیش کیا کرتے ہیں اور اسی لئے ہم نے و ا حل لکم بعض الذی حر م علیکم کا بھی ذکر کر دیا حالانکہ شہادۃ القرآن میں اسے ذکر نہیں کیا گیا۔

نہیں صاحب! آپ شہادۃ القرآن باب اول کا جواب لکھ رہے ہیں اور شروع مضمون میں آپ نے کہا ہے:

اسی صفحہ (۳۴) پر آپ (خاکسار ابراہیم) نے عیسی کو صاحب شرع رسول لکھا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اور اس کے بعد آپ نے اپنے ہفت اندام کا خون چھوڑا یا ہے۔،

پس آپ اس عذر سے شہادۃ القرآن سے بھاگ نہیں سکتے۔

اس کے بعد ہم قرآن شریف کا ایک اور مقام ذکر کرتے ہیں جو انجیل کے شریعت ہونے کو مہر نیم روز کی طرح ثابت کرتا ہے وہ یہ کہ سورہ مائدہ میں توریت کی نسبت فرمایا کہ اس میں، ہدایت اور نور تھا،۔ اور پھر فرمایا کہ، جو شخص خدا کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے،، اس کے آگے فرمایا، وہ ظالم ہے،، اس سے ظاہر ہے کہ توریت شریعت تھی اور خدا تعالی اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی طرح توریت کے بعد انجیل کا ذکر کیا اور اس کی نسبت بھی فرمایا کہ اس میں ہدایت اور نور تھا، اور پھر فرمایا، وہ متقین کے لئے موعظت تھی،۔ اس کے بعد فرمایا:

و لیحکم اھل ا لا نجیل بما انز ل اللہ فیہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فا و لئك ھم الفا سقون (المائدہ:۴۷) یعنی ہم نے اہل انجیل کو بھی یہی حکم دیا کہ وہ اس کے مطابق فیصلے کیا کریں جو خدا نے اس (انجیل) میں نازل کیا اور جو کوئی خدا کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہ فاسق ہے۔

دیکھئے توریت اور انجیل کے متعلق ایک جیسی تاکید کی اور وہی لفظ فرمائے۔ اسے موعظت بھی کہا۔ پھر اس کے بعد قرآن شریف کا ذکر کیا اور آنحضرت ﷺ کو حکم کیا کہ جو کچھ خدا نے تیری طرف نازل کیا اس کے مطابق فیصلہ کر۔ پھر اس کے بعد فرمایا

لکل جعلنا منکم شرعة و منھا جاً (المائدة : ٤٨)

یعنی ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک شریعت اور راہ بنائی۔

دیکھئے ہر ایک شریعت کا ترتیب وار ذکر کرنے کے بعد کس طرح فیصلہ کیا۔ اس بیان کے بعد بھی انجیل کے شریعت ہونے کے متعلق کوئی شک رہ سکتا ہے۔

فما ذا بعد الحق الّا الضلال فانی تصرفون۔

خاتمہ پر ہم تفاسیر کے حوالے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قرآن شریف کے چار مقامات پر گیارہ تفاسیر ذیل میں حضرت عیسی کے صاحب شرع ہونے کی تصریح کی گئی ہے کسی تفسیر میں ایک مقام پر کسی میں زیادہ پر۔ غرض آپ کے صاحب شریعت ہونے پر سب کا اتفاق ہے انکار کسی نے نہیں کیا

پہلی آیت: و لا حلّ لکم بعض الذی حرم علیکم (البقرہ۔ پ ۳)

۲۔ و اذ اخذ نا من النبیین میثا قھم و منك و من نوح و ابرا ھیم و موسی و عیسی بن مریم (الاحزاب:۷)

۳۔ شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً و الذی اوحینا الیك و ما وصینا به ابرا ھیم و موسی و عیسی (الشوری:۱۲)

٤۔ فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل (الاحقاف:۳۵)

تفاسیر کے نام حسب ذیل ہیں:

معالم التنزیل۔ خازن، فتح البیان۔ کبیر۔ ابوالسعود۔ بیضاوی۔ سراج منیر۔ جامع البیان۔ رحمانی۔ کمالین۔ و ھذا آخر ما اوردنا ایرادہ فی ھذہ العجالة۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔۲۲ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۶۔۹)

قادیانی خلیفہ اور قادیانیوں سے فیصلہ کن سوال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں چند سوال خاص بخدمت خلیفہ قادیان کئے تھے خیال تھا کہ جواب ملے گا مگر افسوس نہ خلیفہ صاحب بولے، نہ

ان کے آرگن قادیانی اخبارات نے توجہ کی۔ کیوں؟

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس لئے یقین نہیں کہ ہمارے آج کے سوال کا جواب بھی مل سکے مگر جائے امید خالی نیست

آج ہم جو سوال پیش کرنا چاہتے ہیں وہ کچھ ایسا نہیں کہ اس میں کسی منطقی صغرے کبرے سے کام لینا پڑے بلکہ وہ مضمون بالکل صاف ہے پس خلیفہ اور ان کے حواری غور سے سنیں۔

مرزا صاحب قادیانی کو جو الہام ہوا تھا کہ مسمات محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا اور ضرور ہوگا، اس پیش گوئی کو حضور نبوی میں رجسٹر کرانے کے لئے آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ:

> اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔
>
> (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۵۳)

خلیفہ صاحب! انصاف شرط ہے کہ یہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ آسمانی منکوحہ والی پیش گوئی صرف مرزا قادیانی ہی کی نہیں بلکہ بقول مرزا، خود سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیۃ والصلوۃ کی بھی ہے کیونکہ حضور ﷺ کا مطلب (بقول مرزا) یہ ہے کہ مسیح موعود کی آسمانی منکوحہ (محمدی بیگم) ضرور نکاح میں آئیگی۔ اب جہاں تک کسی صاحب کی دیانت اور امانت کام دیتی ہے مضمون صاف ہے کہ اس امر کے واقع نہ

ہونے سے دونوں پیش گوئیوں پر زد پڑتی ہے۔ پس مہربانی کر کے اس کا جواب عنایت کریں کہ کیا صورت اختیار کی جائے کہ دونوں (مرزا صاحب، اور بقول مرزا، آنحضرت ﷺ) تکذیب سے بچ جائیں

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

ایسے متین سوال کے جواب میں بھی مثل سابق کسی جیل زادے سے گالیاں دلوانے پر قناعت کی تو قادیانی مشن کی حقیقت اہل دانش پر اور بھی واضح ہو جائے گی۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۲۔۳)

جملہ مریدان مرزا غلام احمد سے ایک سوال

صاحبان! خدا سے ڈر کر اور اپنے عقل و ایمان سے بھی مشورہ لے کر بذریعہ اخبار اہل حدیث میرے سوال کا جواب ضرور ہی دینا۔ میں ازالہ اوہام سے تمہارے ہی مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عبارت مع پتہ صفحہ نقل کرتا ہوں اور تم سے جواب کا طالب ہوتا ہوں۔ دیکھو ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں و ھو ھذا:

> اول تو جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزء یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو، بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔

اے مرزائیو! یا احمدیو! آیا تم بھی ایسا ہی مانتے ہو جیسا کہ تمہارے مرشد مرزا غلام احمد صاحب نے لکھا کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ ایسا ہے کہ نہ وہ جزو ایمان ہے اور نہ دین کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے اور نہ اسے اسلام سے کچھ تعلق ہے۔

پس تمہارے ہاں یا ناں کا جواب احمدی اور غیر احمدی کے کفر اور اسلام میں

فیصلہ کن ہو جائے گا۔مگر سوچ کر جواب دینا۔ بے شک حکیم نورالدین صاحب سے بھی مشورہ کر کے جواب دینا مگر ضرور دینا۔عرض کرنا تھا کر دیا آگے تمہاری مرضی۔

جواب کا منتظر۔ منشی اللہ دتا چک نمبر۲ نہر گوگیرہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۵)

رسالہ ریویو قادیانی میں سفید جھوٹ

(منشی اللہ دتا صاحب)

پرچہ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اگست ۱۹۱۱ء کا میری نظر سے گذرا جس کے شروع میں فاضل اور لائق اڈیٹر نے قادیانی رسالہ ریویو میں سے ایک مضمون درج کر کے نمبروار کافی وشافی جواب دے دیا ہے۔مگر خاکسار صرف نمبر اول کی نسبت مرزائیوں کے سفید جھوٹ کو مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر سے طالبان حق پر ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد کی تعریف میں جھوٹ بولنے میں نہ خدا کا خوف کرتے ہیں اور نہ پبلک میں شرمسار ہونے کا خیال دل میں لاتے ہیں۔

دیکھو رسالہ ریویو میں آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء اور مرزا غلام احمد کو خاتم الخلفاء لکھ کر چند واقعات سے مقابلہ کر کے بزعم خود مشابہت ثابت کی کوشش کی مگر افسوس کہ پہلی بسم اللہ ہی غلط۔یعنی پہلے نمبر میں جو مقابلہ کیا گیا وہ بھی بالکل جھوٹ۔ چنانچہ اصل عبارت نمبر اول رسالہ ریویو ذیل میں حرف بحرف نقل کر کے مرزا غلام احمد کی تحریر سے دعوی کا بطلان سب پر ظاہر کیا جاوے گا

خاتم الخلفاء۔

باوجود ہندی موطن ہونے اور کسی استاد سے باقاعدہ تعلیم علوم رسمیہ نہ پانے کے آپ نے عربی کتابیں بڑی تحدی سے شائع کیں۔

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے کسی استاد سے باقاعدہ تعلیم نہیں پائی جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی سے تعلیم نہیں پائی۔ افسوس کہ

مرزائی کہ پیراں نمی پرند مریداں می پرانند کے مصداق بن رہے ہیں حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب کا تحریری اقبال موجود ہے کہ میں نے چار استادوں سے باقاعدہ تعلیم پائی ہے۔ ثبوت کے لئے کتاب البریہ سے اصل عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ طالبان حق کو مرزائیوں کے سفید جھوٹ کا پورا یقین ہو جاوے اور مریدان مرزا کو بھی انکار کی گنجائش نہ ہو۔ دیکھو کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴۸ کے حاشیہ میں مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں:

بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالی کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک بہت دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ سے پڑھاتے رہے اور میں صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالی نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔

او مرزائیو! خدا سے ڈر کر شرم سے کام لو کسی مذہب میں جھوٹ بولنا اور کسی کی جھوٹی تعریف کرنا درست نہیں ہے دیکھو مرزا غلام احمد صاحب تو خود تحریری اقبال کرتے ہیں کہ میں نے چار استادوں سے فارسی، عربی، صرف، نحو، منطق، حکمت وغیرہ علوم مروجہ کی تعلیم پائی، اور تم ان کے خلاف لکھتے ہو کہ کسی استاد سے یا باقاعدہ تعلیم علوم رسمیہ نہیں پائی۔ خدا سے ڈر کر ایسے صریح جھوٹ کے تحریر کرنے سے باز آ جاؤ ورنہ یاد

رکھو کہ خدا کے فضل سے ایسے غیر احمدیہ بھی موجود ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کی کتب وغیرہ کی پوری پوری واقفیت رکھتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۵،۶)

قادیانی مشن سے فیصلہ کن سوال

اگر چہ قادیانی مشن کے بانی مرزا صاحب آنجہانی نے اپنے صدق و کذب کا آخری معیار یہ قرار دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں مرے تو میں سچا ورنہ جھوٹا، جسکا فیصلہ بھی عرصہ ہوا ہو چکا مگر چونکہ ان کی امت نے اس فیصلہ کو نہ مانا بلکہ اس میں خواہ مخواہ کے روڑے اٹکائے اس لئے آج ہم ایک اور طرح سے ایک سوال ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ گو ہمیں امید نہیں کہ وہ اس سوال کا جواب دیں کیونکہ آج سے پیشتر ایسا ہی ہوا کہ بڑی معقولیت سے ۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء کو چند سوال بخدمت خلیفہ قادیانی پیش کیئے گئے مگر کوئی جواب نہ آیا۔ بہر حال ہمارا جو فرض ہے ادا کرتے ہیں، ان کا وہ جانیں۔

قادیانی مشن کا دعوی ہے کہ مرزا صاحب شریعت محمدیہ میں کوئی نیا حکم لے کر نہیں آئے بلکہ اسی قرآن و حدیث کی تبلیغ کرنے آئے ہیں جو پہلے سے شائع ہے دیگر علماء مبلغین میں اور ان میں فرق صرف یہ ہے علماء براہ راست خدا سے علم حاصل نہیں کر سکتے مرزا صاحب چونکہ براہ راست خدا سے علم حاصل کرتے تھے اسلئے مرزا صاحب اگر کسی آیت کے معنی یا تفسیر علماء کے خلاف کریں تو لا محالہ مرزا صاحب کی تفسیر کو دوسرے علماء پر ترجیح ہوگی۔ اس قاعدے کے مطابق ہم ایک دو مثالیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے فہم کی بیان کرتے ہیں یعنی ایک آیت قرآنی کی تفسیر دوسری حدیث کی تشریح۔ آیت قرآن مع تفسیر کے مرزا صاحب قادیانی کی عبارت میں یہ ہے:

ھو الّذی ارسل رسو لہ بالھدی و دین الحقّ لیظھرہ علی الدّین کلّہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق

میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔جلد۴۔ص ۴۹۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے گویا (بلکہ یقیناً) آیت کریمہ ھو الذی.. کی تفسیر فرمائی ہے جو یقیناً ان کے منصب تبلیغ کے لحاظ سے قابل قبول ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کی تفسیر کو چند حصوں میں تقسیم کر کے قادیانی مشن سے پوچھیں کہ ان میں سے کون سا حصہ آپ لوگوں کو نا منظور ہے۔پس غور سے سنئے:

الف ۔ حضرت مسیح زندہ ہیں۔

ب ۔دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

ج ۔حضرت مسیح موعود جب دوبارہ آویں گے تو سیاست ملکی یعنی حکومت کے ساتھ تشریف لاویں گے۔

د ۔ انکے زمانہ میں دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔

یہ سب مضامین (حسب تفسیر مرزا صاحب قادیانی) دراصل آیت قرآنی میں مضمر ہیں تو ان سب نتائج کا نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ عالی جناب اعلی حضرت فضیلت مآب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوی مسیحیت موعودہ میں (بے ادبی معاف) غلطی پر تھے۔

خیر یہ تو ہوئی آیت کی تفسیر۔اب سنئے حدیث کی تشریح

حدیث شریف میں حضرت مسیح موعود کی بابت یہ الفاظ بھی آئے ہیں یتزوج و یولد لہ یعنی مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوگی۔ جناب موصوف نے ایک پیش گوئی کی تھی کہ فلاں لڑکی میرے نکاح میں آئے گی بلکہ فرمایا تھا کہ اس لڑکی سے میرا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے۔اسلئے قادیانی مناظرہ کی اصطلاح میں اسے آسمانی نکاح یا منکوحہ آسمانی کہتے ہیں۔مرزا صاحب اس پیشگوئی کی تصدیق اور حدیث موصوف کی تشریح ان لفظوں میں کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی

فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۵۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کی اس تشریح سے جو ثابت ہوا اس کو بھی ہم الگ الگ بیان کئے دیتے ہیں۔

الف۔ مسیح موعود کا اعجازی نکاح ہوگا۔

ب۔ مرزا صاحب کی مسیحیت کی علامت آسمانی نکاح کا تحقق ہے۔

کیا ان دونوں حصوں کا نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ مرزا قادیانی بحکم حدیث مذکور مسیح موعود نہ تھے کیونکہ وہ ساری عمر اس نکاح کی کوشش میں رہے آخر بصد حسرت یہ کہتے ہوئے اس دنیا سے تشریف لے گئے

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

کیا قادیانی خلیفہ صاحب (حکیم نورالدین) یا ان کی ذریت معقولیت سے علمی طور پر ہمارے سوالات سابقہ اور حال کا جواب دے گی یا کسی جیل زادے کو گالیاں دینے پر مامور فرما دیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۔۲)

(مرزا صاحب قادیانی کے امام الصلوۃ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کا کہنا ہے:

حضرت کی اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے جو ایک نکاح کے متعلق ہے اور جس کا ایک حصہ خدا کے فضل سے پورا ہو چکا ہے اور دوسرا دور نہیں کہ خدا کے بندوں کو خوش کرے حضرت بیوی صاحبہ مکرمہ نے بارہا

رو رو کر دعائیں کی ہیں اور بار ہا خدا تعالی کی قسم کھا کر کہا ہے کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور جھوٹ کا زوال وابطال ہو۔ ایک روز دعا مانگ رہی تھیں حضرت نے پوچھا آپ کیا دعا مانگتی ہیں آپ نے بات سنائی کہ یہ مانگ رہی ہوں حضرت نے فرمایا سوت کا آنا تمہیں کیونکر پسند ہے آپ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس کا پاس ہے کہ آپکے منہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری ہو جائیں خواہ میں ہلاک ہی کیوں نہ ہو جاؤں۔ اخبار الحکم قادیان ۱۹۰۰ء ۱۷ جنوری۔ ص ۹)

مولوی نورالدین خلیفہ قادیان سے چند سوال

(از مولوی عبداللہ تیماپوری قادیانی)

جناب ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر اس مضمون اور مضمون نگار کے تعارفی نوٹ میں لکھتے ہیں:

سائل (عبداللہ تیماپوری) مرزا صاحب کا بڑا راسخ الاعتقاد مرید ہے۔ مگر قادیانی جماعت اس کو دماغی عارضہ میں مبتلا کہتی ہے۔ چنانچہ اخبار بدر قادیان کا اعلان اہلحدیث میں نقل ہو چکا ہے۔ سائل (عبداللہ تیماپوری) نے دفتر اہلحدیث میں آکر یہ مضمون ہم کو دیا۔ ہم نے ہر چند کہا کہ اہلحدیث میں درج ہونے سے آپ کے پیر بھائی (قادیانی) کہیں گے کہ ہمارا مخالف ہے اسی لئے اہلحدیث جیسے مخالف اخبار میں مضمون دیا۔ اس کے جواب میں اونہوں نے کہا کوئی حرج نہیں۔ وہ ایسا نہ کہیں گے۔ مجھے خواب آچکا ہے۔ ہم نے کہا بہتر۔

سائل (عبداللہ تیماپوری) کو حکیم نورالدین صاحب کی بدعہدی اور اخفاء حق کا بہت رنج ہے۔ سائل کہتا ہے خلیفہ صاحب نے مجھے بیعت لینے کی اجازت دی مگر اجازت نامہ کھوئے جانے پر پھر نہیں دیا اور مجھے پاگل مشہور کر دیا۔ ہم نے بھی سائل سے باتیں کیں۔ بڑی متانت اور ہوشیاری سے بولتے ہیں۔ مرزا صاحب کے بڑے مداح ہیں۔ کہتے ہیں میں بھلا مرزا صاحب کا کیوں نہ مداح ہوں جب کہ مجھے الہامات

کا فیض اونہی سے ملا ہے۔

میں نے بہت آرم سے پوچھا کہ آپ اوس پیشگوئی کی بابت بھی کچھ کہہ سکتے ہیں جو جناب مرزا صاحب نے میری بابت شائع کی تھی کہ مولوی ثناء اللہ مجھ سے پہلے نہ مرے تو میں جھوٹا۔ بولے اس سے زیادہ وہ ہے جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی بابت لکھا تھا کہ چودہ ماہ کے اندر مرجائیگا۔ اس قسم کی باتوں کا جواب ہمارے پاس کوئی نہیں مگر میں مرزا صاحب کو جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ ہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو خدا نے اسلامی خدمت کا بدلہ دیا۔ یہ ہے پیری مریدی اور یہ ہے صادق القولی۔

سائل (عبداللہ تیما پوری) کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب جس قدرت ثانیہ کے آنے کا وعدہ کیا تھا وہ میں ہوں مرزا صاحب مسیح تھے اور میں مہدی ہوں۔ چنانچہ آپ نے ایک کتاب قدرت ثانیہ کے نام سے لکھی ہے جس میں آپ لکھتے ہیں:

''اے دعا کرنے والو! قدرت ثانی کو بغیر دیکھے مرجانا یقینی امر ہے۔ پھر بے فائدہ دعا کیوں کرتے ہو۔ اگر حضرت اقدس کو ذرہ بھی اس بات کا خیال ہوتا کہ قدرتِ ثانی ایک لمبی مدت کے بعد آئے گی۔ تو قوم کو دعا کرنے کے لئے ہرگز نہیں فرماتے بلکہ یہی کہتے کہ وہ آنے والی ہے۔ وبس دعا کی تاکید کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قریب میں آئے گی۔ اور تم اس کو پاؤ گے وگرنہ فضول وصیت ہے اور بے وقت نصیحت ہے۔ نیز اور بھی وصیت میں ہے۔ خدا نے مجھے کہا ہے کہ ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑینگے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہوا اور ایک آپ کی الہامی دعا ہے۔ اے میرے رب رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔ اب غور کرو آپ کے مخالفین آپ کی وفات کے بعد اُن پیشگوئیوں کی وجہ سے جو پوری ہونے سے رہ گئی ہیں کیسی کیسی منہ زوریاں کیں۔ مثلاً نکاح والی پیشگوئی منظور محمد کو لڑکا پیدا ہونے والی پیشگوئی آپ کی عمر والی پیشگوئی اور ایک لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی۔ جس کا نام یحییٰ ہے۔ قیامت خیز زلزلہ کی پیشگوئی۔ ان تمام پیشگوئیوں کے پوری نہ ہونے پر (بدر قادیان، مولوی عبداللہ صاحب کو پکا احمدی مرزائی بتلاتا ہے کیا وہ مولوی صاحب کی اس بے لاگ شہادت کی تصدیق کرے گا؟ شهد شاهد من أهلها کے یہی معنی ہیں۔ اڈیٹر اہلحدیث) آپ کی جماعت ایسا سخت ابتلا آیا کہ بہت سارے لوگ جن میں ایمان کی کمزوری تھی۔ ڈھل مل ہوگئے اور مخالفین کے

اعتراضوں کو اوٹھا نہ سکے اور بعض منصف مزاجوں نے صاف اقرار کیا کہ ان اعتراضوں کا کوئی تشفی بخش جواب ہمارے پاس نہیں۔ احمد کے جوانمردوں نے کچھ کچھ جواب بھی دیئے۔ مگر وہ شرمندگی دامن سے نہ گئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاکسار کے ہاتھ پر باقی ماندہ نشان پورے ہوکر کوئی ذکر آپ کی رسوائی کا باقی نہ رہیگا۔ اگر یہ خیال صحیح ہوتا کہ قدرت ثانی ایک ہزار برس بعد آئے گی تو اس سے ثابت ہوا کہ اتنی مدت تک آپ کے دشمنوں کی رسوائی کا دھبہ آپ کے دامن پر رہیگا۔'' (قدرت ثانیہ صفحہ ۲۸-۲۹)

اڈیٹر اہلحدیث: اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سائل (مولوی عبداللہ تیماپوری) کا آنا مرزا صاحب کی پیشگوئی پر مبنی ہے۔ پھر مرزائی لوگ کیوں ان کو نہیں مانتے بلکہ مولوی صاحب کا بیان ہے کہ میں قادیان میں گیا تو میری نسبت سراجلاس فتویٰ دیا گیا کہ اس سے کوئی نہ ملے نہ کوئی اس کی کتاب لے۔ ہائے افسوس ان کو یاد نہیں رہا ابھی کل کا ذکر ہے۔ یہی فتویٰ ان پر اور ان کے پیر پر تھا۔ ہم سے کوئی پوچھے تو ہمارے رائے تو اس بارے میں صاف ہے کہ چونکہ مولوی عبداللہ صاحب حسب بیان مرزا صاحب قدرت ثانیہ ہوکر آئے ہیں اس لئے سردست قدرت اولےٰ کے ماتحتوں پر اپنا اثر ڈالیں ہم تو آپ کے ویسے ہی قائل ہیں جیسے قدرت اولےٰ کے تھے۔

بہرحال آپ کے سوالات درج ذیل ہیں:

خلیفہ صاحب!

(۱) جناب نے مجھے اجازت نامہ بیعت لکھ دیتے وقت اپنی جنون والی رویا بیان کر کے مجھے اذان دینے کو کہہ کر یہ بھی کہا کہ اجازت نامہ بیعت لکھ دینے کے لئے مجھے حکم ہوا ہے اوسے کیوں نہیں ظاہر کرتے؟

(۲) کیا اجازت نامہ بیعت بذریعہ انشراح صدر مجھے لکھ دیا تھا۔ یا فقط میرے مانگنے پر بلاسوچے سمجھے آپ نے مجنون کو اجازت نامہ لکھ دیا؟

(۳) جب جنون والی رویا دیکھنے کے بعد مجھے اجازت بیعت باشراح صدر دی گئی تو خود ثابت ہوا کہ میں وہ مجنون نہیں ہوں۔ جو میرے الہامات کی بے قدری کریں اور مجھے بیعت لینے سے روکیں؟

(۴) میں اس یقین پر کہ اس وقت مجھ پر جنون کا فتویٰ از روئے انصاف نہیں لگایا جائے

گا۔ دکن کی جماعت میں یہ اقرار نامہ لکھ دے کر آیا ہوں کہ اگر مولوی نورالدین صاحب اب بھی میرے مجنون ہونے کا فتویٰ لگائیں تو میں یتماپور کے احمدیوں کو جو میری معتقدین ہیں نماز میں امامت نہیں کرتا۔ اُس کے فیصلہ کے لئے قادیان کو آیا۔ مگر جناب نے میرے سوال کا ابھی تک جواب نہ دیا۔ اب بھی کہتا ہوں اگر میرے مجنون ہونے کا دلی یقین ہے تو مجھے اپنی تحریر سے اطلاع دیجئے۔ پھر خدا خود میری تائید میں نشان ظاہر کریگا۔ کیا خدا بھی مجنونوں کی مدد کرتا ہے پھر سچے مرسل اور مجنون میں فرق کیا رہا۔

(۵) آپ نے پہلا اجازت نامہ کھوئے جانے پر۔ دوبارہ اجازت نامہ روانہ کرکے اخباروں میں اوس کو شائع کرنے کا وعدہ کیا ہے یا نہیں؟

(۶) اگر کیا ہے تو کیوں پورا نہیں کیا؟

(۷) جب آپ فقط ایک مبہم رویا پر اتنا زور دیتے ہو تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مرسل من اللہ ہوں۔ پانچ جز کے اوپر میرے الہامات ہیں پھر کیوں میں اپنے دعویٰ میں سچا نہیں اور کیوں اس کی تبلیغ نہ کروں۔

(۸) حسب وصیت امام۔ جب قدرت ثانی کا مظہر آجائے تو کیا کسی اور صاحب کو خلافت کرنے کا حق ہے۔

(۹) مظہر قدرت ثانی کی اتباع آپ پر اور تمام احمدیوں پر واجب نہیں ہے؟

(۱۰) جناب نے تو مریدوں کی بیعت لینے کا بعد میں کارڈ لکھا ہے جو اس وقت وہ بھی میرے پاس ہے پہلے عام اجازت دی تھی یا خاص؟ جن لوگوں پر آسمان سے حق کھل جائے اور وہ بیعت کرنے پر آمادہ ہوں۔ کیا میں ان کو رد کروں خواہ احمدی ہوں یا غیر احمدی۔ (ہرگز نہیں خلقی انتخاب خدائی انتخاب پر مقدم ہوتا ہے۔ اڈیٹر اہلحدیث)

(۱۱) خاکسار فقط احمدیوں کے لئے مامور نہیں ہے۔ سارے جہان کے لئے مامور ہے، احمدی کہیں ہم پر کیوں اتمام حجت کرتے ہو۔ غیر احمدیوں میں کرو۔ غیر احمدی کہیں پہلے گھر میں اپنا دعویٰ منواؤ۔ اب کس کی سنیں کیا خدا کا مامور تبلیغ ہی کرنا چھوڑ دے؟

(۲) یہ آپ کا خیال ہے کہ عاجز فقط احمدیوں میں تبلیغ کرتا ہے۔ یا دیگر جگہ گلبرگہ بمبئی وغیرہ میں غیر احمدیوں کی جماعت میں پکار کر تبلیغ کی ہے۔ اب بھی پکار کر کہتا ہوں۔ میرا کام فقط بلانا ہے۔ آنے والے آئیں ایمان تازہ کریں۔

(۱۳) اب بھی اگر آپ اپنے اجازت نامہ کو بحال رکھ کر میری صداقت مشتہر کریں۔ میں بھی جناب کی خلافت کو بحال رکھ کر آپ ہی کے ماتحت میں ہوکر کام کرتا ہوں مجھے یہی حکم تھا۔ جب آپنے اجازت نامہ بیعت کو فسخ کیا تو میں نے صاف لکھا کہ۔ آپ کی خلافت پر میری بیعت مشروط تھی۔ جب شرط کو پورا نہیں کرتے ہو تو پھر بیعت کیسے بحال رہ سکتی ہے جو مشروط با جازت تھی؟

(۱۴) اب بھی مجھے مامور من اللہ یقین کر کے اپنے اجازت نامہ کو بحال رکھیں۔ آپ اور میں دونوں مل کر اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں۔ آپ میری مدد کرو۔ میں آپ کی مدد کرتا ہوں اور جو کچھ جلدی کی وجہ سے مجھ سے غلطی ہوئی ہے میں اوس کو واپس کیا ہے تا کہ آئندہ کوئی الزام مجھ پر نہ رہے۔ میں اوس سے بری ذمہ ہوں۔

(۱۵) آپ قادیان میں کام کریں میں دکن میں کام کرتا ہوں ان سوالوں کا جواب اب بھی نہیں دینگے تو پھر آپ کو میرے انکار کے ساتھ خلافت کا حق نہیں ہے۔ میرا کام سنا دینا ہے۔ بروز محشر اس کے آپ جوابدہ ہونگے۔

اطلاع: میری کتاب قدرت ثانیہ کے صفحہ ۴۰ سطر ۱۶ میں ''افترا'' کا لفظ ہے اوس کو ''اظہار'' کے لفظ سے بدل دیں۔ اور ۲/ قیمت پر مجھ سے منگا لیں۔

محمد عبداللہ تیماپوری حال وارد امرت سر مطبع ریاض ہند دروازہ رام باغ

(اہل حدیث جلد ۹۔ نمبر ۱۱۔ مورخہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۱۲ء۔ ص: ۳-۴)

طرابلس کے مسلمانوں کو پیغام قادیان سے

اے کبوتر ذرا پیغام میرا لے جانا
جو ٹریپولی کے مسلم ہیں انہیں دے آنا
ایک دن تھا کہ حکومت تھی تمہاری اس جا
نہ تو جرمن کا خطرہ اور نہ تھا اٹلی کا

امن سے چین سے دن رات بسر ہوتے تھے
جاگتے اپنی خوشی اپنی خوشی سے سوتے تھے
قہر نازل ہوا مولیٰ یکایک ایسا
دیکھنے سننے میں آیا نہیں اب تک ایسا
چھن گیا ملک کئی بھائی ہوئے ہیں مقتول
حق تو منصف ہے ضرور اس کی ہے وجہ معقول
لا یغیر کو جو پڑھتا ہوں تو کھل جاتا ہے
لوگ جب بدلیں تو انعام بھی بدلاتا ہے
سلطنت سے ہوئے محروم جو مانندِ یہود
ہے یقیناً ہوا انکار مسیحِ موعود
وہ مسیحا کہ غلام احمدِ مختار کا ہے
اور بھیجا ہوا پھر حضرت غفار کا ہے
وہی مہدی ہے جو ہونا تھا بروز احمدؐ
جس پہ الطاف وعنایات خدا ہیں بے حد
جو نشاں اپنی سچائی کے بہت لایا ہے
جن کی بیعت کے لئے حکمِ رسول آیا ہے
جسنے بتلایا کہ عیسیٰ توجہاں سے گذرا
دفن کشمیر میں ہے جب سے وہ جاں سے گذرا

(اہل حدیث جلد۹۔نمبر۱۱۔مورخہ۲۱محرم الحرام ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۱۲ء۔ص:۵)

قادیانی مشاعرہ

معظمی ومکرمی بندہ جناب مولانا ثناءاللہ صاحب دام مجدہ۔

سلام مسنون پذیرفتہ باد۔

میں نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۱ء میں ایک مصرح طرح کا دیکھا۔ میں نے بھی اوس طرح پر چند اشعار موزوں کئے ہیں جو مندرج ذیل ہیں۔ مجھ کو امید قوی ہے کہ آپ اخبار اہلحدیث میں اسے کہیں جگہ دینگے۔ زیادہ والسلام

طرح کا مصرع یہ ہے بے نقاب آج سوئے بزم تیرا آنا جانا

اس پر عرض کیا ہے:

تجھ کو دعویٰ ہے اگر اپنی مسیحائی کا
نامبارک ہوا کیوں تیرا سفر کا جانا
ناز تجھ کو ہے عبث اپنی مسیحائی پر
جب کسی مردہ کو زندہ نہ تو کرنا جانا
کوئی کشتی نہ لگی پار مسیحا تیری
اضطرابی میں کٹا ہے تیرا آنا جانا
دے کے القاب مریدوں نے بڑھایا تجھ کو
نہ سوا تیرے کسی اَور کا رُتبا جانا
شیر پنجاب ہے زندہ نہ تیری بات رہی
واہ مسیحا تیرا پنجاب میں آنا جانا
مرغ دانا نہ تیرے دام میں آنے کو کبھی
مرغ پھنستا ہے وہی جو نہیں پھندا جانا

(از حکیم محمد عبدالغفور مدرس اول مدرسہ اسلامیہ گریڈیھ)

(اہل حدیث جلد ۹۔ نمبر ۱۱۔ مورخہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۱۲ء۔ ص:۶)

قادیانی خلیفہ سے مخاطبہ

خلیفہ صاحب! آپ کے ایک مرید نے بدر ۹ رنومبر ۱۹۱۱ء میں ایک مغالطہ جس دریدہ دہنی اور گنوارپن کے ساتھ شائع کیا ہے آپ نے دیکھا ہوگا۔ میں اس کی

حقیقت سے خواب واقف ہوں اوس کو نہ تو صحیح اردو لکھنی آتی ہے اور نہ بولنی۔ یہ مرید ہر ایک بات میں دہلوی نقال کی نقلیں کرتا ہے گو آپ اس کی اصلی حالت سے واقف نہیں مگر اس کے سوالات سے اتنا تو ضرور سمجھا ہوگا کہ اس کو دعاء مرزا کے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے ورنہ وہ ایسی سوالات کیوں پیش کرتا جن کے جوابات دعاء مرزا میں موجود ہیں۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ دعاء مرزا کے اکثر مضامین اس کے فہم سے بالاتر ہیں۔ بہرکیف مولانا ثناء اللہ صاحب نے ۲۴ رنومبر کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں اس کے جوابات دیدیئے اور سوالات بھی کر دیئے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ نامہ نگار یا اس کا کوئی مددگار جواب دیتا ہے یا نہیں۔

اب میں چند باتیں آپ سے دریافت کرتا ہوں "الساکت عن الحق شیطان اخرس" کو پیش نظر رکھ کر اور "الجم بلجام النار" سے ڈر کر جوابدیجئے۔ ہمارے طرز گفتگو پر رنج نہونا۔

دریافت طلب باتیں یہ ہیں:

(۱) آپ اور آپ کے مریدین تقلید شخصی کو اسی طرح واجب جانتے ہیں یا نہیں جس طرح احناف واجب جانتے ہیں۔ اگر جانتے ہیں تو حلفاً بیان کر کے مذاہب اربعہ میں سے کس مذہب کے مقلد ہیں اور اگر نہیں جانتے ہیں تو آپ اور آپ کے مریدین غیر مقلد کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں۔ نہیں ہیں تو کیوں؟

(۲) وہابی کے لغوی اور اصطلاحی کیا معنی ہیں۔ آپ کے بعض مریدین علماء اہل سنت (مقلد ہوں یا اہلحدیث) کو جس معنی کے رو سے وہابی کہہ دیا کرتے ہیں وہ معنی آپ میں اور مرزا جی میں پائے جاتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں پائے جاتے ہیں تو حلفاً بیان کریں اور اگر پائے جاتے ہیں تو آپ اور مرزا جی وہابی کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہیں تو کیوں؟

(۳) مباہلہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں اور اس کے شرائط کیا کیا ہیں۔ کسی قطعی الدلالت آیت یا صحیح حدیث مرفوع سے بیان کریں۔ جو چیز شرعاً مباہلہ نہو اس کو اگر کوئی مباہلہ کہدے تو کیا مجرد کہدینے سے مباہلہ ہو جائیگا؟

(۴) ابوجہیل کی یہ دعاء "اللھم من کان منا کاذبا فا حنه فی هذا الموطن۔"

مقبول ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کب اور کس طرح؟

(۵) اگر کوئی یہ کہے کہ "غلام احمد کو رسول اللہ ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہونا تو درکنار حرمین الشریفین میں داخل ہونا بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس سے تو اس کے مخالفین ہی اچھے ہیں جو بلا کھٹکے حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں خصوصا وہ لوگ جو وہیں وفات پا کر مدفون ہیں۔" اس کلام سے مرزا جی کی توہین سمجھی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں سمجھی جاتی ہے تو حلفا بیان کریں؟ اور اگر سمجھی جاتی ہے تو اس کلام سے کہ

"حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہوا کہ وہ موت کے بعد آں حضرت ﷺ کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا۔ مگر ابوبکرؓ وعمرؓ جن کو حضرات شیعہ کافر کہتے ہیں بلکہ کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں ان کو یہ رتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔"

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کیوں نہ سمجھی جائیگی۔ اگر سمجھی جائیگی تو ایسا متکلم کیا نہیں جانتا کہ امام کا توہین کرنے والا کون ہوتا ہے۔ پھر اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والا مہدی مسعود کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے؟ اگر ہے تو کیونکر؟

دیکھنا خلیفہ صاحب! کتر بیونت نہیں کرنا۔ صاف صاف جواب دینا۔

راقم محمد عبدالرؤف عفی عنہ از مہولی مونگیر۔

(اہل حدیث جلد ۹۔ نمبر ۱۲۔ مورخہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۱۲ء ص: ۵-۶)

منگیری مباحثہ میں کون کون مدعو تھا؟

جناب مولانا ثناء اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ چند کور باطنان وخود غرضوں نے یہ ریمارک کیا ہے جو جلسہ مناظرہ کہ میان اہل سنت والجماعت وقادیان اس شہر منگیر کے منعقد ہوا تھا اور اس میں جو جو ذلتیں قادیانیوں کو نصیب ہوئیں اور ایک مجمع کثیر اہل سنت والجماعت سے نکل بھاگے جس کا سین قابل دید تھا۔ اوس موقع میں آپ کی نہ طلبی ہوئی اور نہ کوئی ٹیلیگرام

آپ کے پاس بھیجا گیا۔ اور نہ جماعت اہل سنت کی طرف سے آپ مدعو ہوئے۔ میرے جناب محض غلط ہے یہ سراسر افترا پردازیاں جس وقت مقام محضر پور میں کمیٹی ہوئی اور علماء کی طلبی کا مشورہ کیا گیا تو بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ جناب مولانا ثناء اللہ صاحب وجناب مولانا ابراہیم صاحب کا اس جلسہ میں آنا فرض ہے کیوں کہ یہ حضرات بابرکات ہرفرعونے را موسیٰ کے مصداق ہیں اور علی الخصوص مولانا ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری جو کہ فاتح قادیان ہیں۔ چنانچہ آپ کے پاس پہلے خط روانہ کیا گیا اس کے جواب کے آنے میں جب دیر ہوئی تو ٹیلیگرام روانہ کیا گیا جس پر آپ نے یہہ عذر معقول دکھلایا کہ اوسی تاریخ میں میرے ہاں بھی جلسہ ہے میں حاضر نہیں ہوسکتا ہوں۔ البتہ تاریخ بدل دی جائے تو کوئی عذر نہیں۔ چونکہ یہاں شرائط مناظرہ وتاریخ طے پا چکی تھی مجبوری ہوئی۔ جس کا جی چاہے دفتر اہل سنت والجماعت سے دریافت کرلے کہ آیا مولانا ثناء اللہ صاحب کی طلبی ہوئی تھی کہ نہیں اور خطوط اور ٹیلیگرام دفتر میں موجود ہیں یا نہیں؟

ابومحمد محبوب حسین از انجمن حمایت اسلام منگیر۔

اڈیٹر اہلحدیث: اڈیٹر اہل فقہ غور سے پڑھے اور اپنے مخبر صادق کو پڑھوائے۔

(اہل حدیث جلد ۹۔ نمبر ۱۳۔ مورخہ ۵ صفر ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء ص: ۳-۴)

قادیانی نبوت اور ہم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اگرچہ مرزا صاحب قادیانی کے انتقال کے بعد نہ ہمیں ضرورت تھی کہ ہم اون کے مریدوں سے مخاطب ہوں، نہ اون کا حق تھا کہ ہم سے الجھیں۔ راستی کا مقتضا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ مرزا صاحب کے بعد وہ ہم سے بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کرتے (گو ہم نہ مانتے) کیوں کہ آسمان کی ہائیکورٹ سے ہم کو ڈگری مل چکی تھی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جناب موصوف کے بعض مرید نہایت ہی بدتہذیبی اور بداخلاقی سے ہمیں کوستے

ہیں۔ مانا کہ یہ حکم صحیح کہ کل اناء یترشح بمافیه (جو برتن میں ہوتا ہے وہی نکلتا ہے) لیکن آخر نبی، مسیح اور مہدی کی صحبت کا کچھ تو اثر ہونا چاہئے تھا۔ ہاں ایک معنی سے تو ہوا کیوں کہ جناب مرزا صاحب آنجہانی بھی اسی قسم کے تہذیب کے مالک تھے۔ چنانچہ وہ اپنے مخالف راء علماء کو بایں کلمات طیبات مخاطب فرماتے تھے:

''او بدذات فرقہ مولویان۔'' (انجام آتھم صفحہ ۲۱)

اس لئے اون کے مرید بھی اس قسم کا تہذیب کا نمونہ دکھاویں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیوں کہ

ما مریدان رو بسوئے صلح چوں آریم چوں
رو بسوئے فتنہ و پیکار دارد پیر ما

قادیانی اخبارات کی تو یہ شرافت ہے کہ میرے والد مرحوم کے نام ''محمد خضر'' (بالضاد) کو ''خزر'' (بالزا) لکھتے ہیں جس پر اون کو کوئی ایک دفعہ اطلاع دی گئی کہ مخالف تمہارا تو میں ہوں میرے والد مرحوم سے تمہیں کیا صدمہ پہونچا۔ اتنا کہنے سے باز نہ آئے تو ہم نے شریفانہ دھمکی دی کہ اگر تم ایسا لکھنے سے باز نہ آئے تو ہم بھی تمہارے بزرگ (حکیم نورالدین) کے نام میں ن کو س سے بدل دینگے۔ مگر وہ اس پر بھی نہ رُکے پر نہ رُکے تاہم ہماری شرافت نے ہمیں ایسا کرنے سے اس بنا پر روکا کہ

جو حجت نماند جفا جوئے راء
بہ پیکار کردن کشد روئے را

اگرچہ ہمارے بعض دوست سیالکوٹی .... مقیم دہلی کے جواب میں زمانہ کے پرانے تجربہ کاروں کا فتویٰ ''کلوخ انداز را پاداش سنگ است'' پیش کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس پر عمل نکرنے سے اپنی کمزوری کا ثبوت دینے کو تیار ہیں۔ مگر یہ ہم سننا چاہتے کہ

اگر در ہر دو جانب جاہلانند
دگر زنجیر باشد بگسلانند

قادیانی مشن کے خلیفہ حکیم نورالدین صاحب کے حکم اور منشاء سے ایک رسالہ ''احمدی'' دہلی سے جاری ہوا ہے جس کا موضوع اور غرض وغایت ہی اڈیٹر اہلحدیث کو خصوصا اور دیگر علماء اور صلحاء امت کو عموماً گالیاں دینا ہے۔ جو صاحب ہمارے بیان کو

مخالفانہ سمجھ کر باور نہ کریں وہ اوس کا کوئی پرچہ خود ملاحظہ فرماویں۔

جنوری فروری کے احمدی میں ایک مضمون نکلا ہے کہ خاکسار اڈیٹر اہلحدیث آریہ، عیسائی اور یہودی ہے کیوں؟ اس کا ثبوت اس طرح دیا ہے۔

خلیفہ نورالدین صاحب نے شائع کیا تھا کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے درمیان اصولی اختلاف ہے فروعی نہیں۔ کیوں کہ وہ ہمارے رسول کو نہیں مانتے۔'' اس کو نقل کر کے ۲۴ مارچ ۱۹۱۱ء کے اہلحدیث میں لکھا گیا تھا کہ:

''حکیم نورالدین صاحب کو خدا اس کی جزادے کہ اُنہوں نے بہت پرانا قصہ طے کر دیا اور پبلک پر ظاہر کر دیا کہ قادانی مشن جو اپنے آپ کو محمدی چھوڑ کر احمدی کہلاتا ہے اوس کی وجہ وہی ہے جو محمدی کہلانے کی ہے یعنی جس طرح عام مسلمان محمدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ اون کے ہادی اور نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ مرزائی احمدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ اُن کا ہادی ''غلام احمد'' ہے اب اس کو ایک مثال میں یوں سمجھئے کہ ہم مسلمانوں کا اور مرزائیوں کا اوسی قدر فرق ہے جو عیسائیوں اور محمدیوں میں ہے کہ ایک فریق دوسرے کی نسبت ایک رسول کو زیادہ مانتا ہے۔

حکیم صاحب! آپ کی تقریر سے یہ بات تو صاف کھل گئی کہ ہمارا اور قادیانی مشن کا اصولی اختلاف ہے۔ یہ بھی واضح ہوگئی کہ اصولی اختلاف صرف مرزا صاحب کی نبوت کے متعلق ہے۔ پس ہمارا حق ہے یا نہیں؟ کہ ہم آپ کے مشن پر وہ سوالات کریں جو آپ کے رسول کی رسالت کے منافی ہوں۔ جس طرح عیسائی اور آریہ وغیرہ آں حضرت ﷺ کی رسالت پر اعتراض کرتے ہیں اور مسلمان اون اعتراضات کو اوٹھاتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی مشن کا ہیرو (پیشوا) اور افراد بھی اسی غرض کے لئے مباحثات میں جاتے ہیں۔ بلکہ جناب مرزا صاحب تو اسی کام کی وجہ سے نیک نام بنتے تھے۔ پس ٹھیک اسی طرح ہم ایک جلسہ میں نبوت مرزائیہ پر معترض ہوتے ہیں اور اُن اعتراضات کے جوابات دینے کو آپ (حکیم صاحب) تشریف لاویں۔ یا کسی وکیل کو (ایک یا کئی ایک کو) بھیجیں غالبًا نہ ہمارا یہ تقاضا کوئی بے جا ہے نہ آپ کا

جواب دینا کچھ غیر مفید۔ اور لایعنی بلکہ جس طرح محمدی ہونے کی حیثیت میں نبوت محمدیہ کا ثبوت دینا اور اعتراض کو اوٹھانا فرض ہے۔ اسی طرح احمدی ہونے کی حیثیت سے نبوت احمدیہ کا ثبوت دینا اور اعتراضات کو اوٹھانا احمدی (مرزائی) کا فرض ہے کیا کوئی احمدی (مرزائی) ہے؟ جو اس کام کے لئے لبیک کی آواز ہمارے کانوں میں ڈالے۔ وہ لاہوری ہو یا امرت سری، قادیانی ہو یا دہلوی۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کسے باشد مگر ہو حکیم صاحب ی اجازت سے۔ ایسا نہو کہ بعد کو کہا جائے کہ چونکہ ہم اپنے امام کے حکم سے نہ گئے تھے اس لئے ذلیل ہوئے جیسے رامپور کے مباحثہ کی بابت کہا جاتا تھا۔ خدا کرے اس درخواست کی قبولیت سے میرے کان بہت جلد آشنا ہوں مگر رام پور کی طرح میں پیشگوئی کئے دیتا ہوں (خدا کرے میری پیشگوئی غلط نکلے) کہ

نہ خنجر اوٹھے گا نہ تلوار اون سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں''

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۴/ مارچ ۱۹۱۱ء)

اس مضمون کا مطلب بالکل صاف ہے کہ مرزائیوں کو اُن کے ایک فرض کا احساس کرایا تھا کہ تم بھی اپنے نبی کی مدافعت کرنے پر اوسی طرح تیار رہا کرو جس طرح ہم محمدی مخالفین اسلام کے ہر ایک اعتراض کا جواب دینے کو تیار رہتے ہیں۔ جو نبوت محمدیہ پر وارد ہوتا ہے۔ کیا کوئی دانا اس مثال سے یہ سمجھے گا کہ راقم مضمون ہذا (خاکسار ایڈیٹر اہلحدیث) آریہ یا عیسائی ہے ہاں ایسا شخص کہے تو تعجب نہیں جو ''جیل زادوں'' کو داروغہ جیل کی اولاد بنادے۔ اے جناب یہ تو عام مثل مشہور ہے کہ شیر خان کی دم نہیں ہوتی۔

خیر یہ تو احمدی کی تمہیدی غلطی ہے اس کے بعد اوس نے مقدمہ تفسیر ثنائی سے کام لیا ہے۔

مقدمہ مذکور میں جناب رسالتمآب ﷺ کی نبوت کے ثبوت میں چند دلیلیں لکھی ہیں۔ جن میں سے ایک دلیل عیسائیوں کی منقول ہے جو بائبل سے ماخوذ ہے جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ جھوٹا نبی قبل کیا جاویگا۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ چونکہ

آنحضرت ﷺ قتل نہیں ہوئے اس لئے سچے نبی تھے۔

احمدی ان دلائل سے عموما اور اس آخری بائیبلی دلیل خصوصاً مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت کا ثبوت دیتا ہے۔اس آخری دلیل پر اوس کو بہت کچھ ناز ہے۔اسی لئے وہ آخر رسالہ کے انعامی چیلنج دیتا ہے کہ اہلحدیث اس دلیل کا جواب دے تو یکصد روپیہ انعام لے۔

اس لئے ہم اوس کا غرور توڑنے کو تمام دلائل کا ایک ہی جواب دیتے ہیں۔ پس وہ غور سے سُنے:

عدالتی قاعدہ ہے کہ مدعی کا ثبوت لے کر مدعا علیہ کو جواب کا موقع دیا جاتا ہے۔فی نفسہ مدعی کا ثبوت کافی ہوتا ہے تاہم اوس کو ڈگری نہیں ملتی۔تاوقتیکہ مدعا علیہ کا جواب نہ سنا جائے بسا اوقات مدعی کا ثبوت گذرنے پر بھی اوس کو ڈگری نہیں ملتی۔مثلاً مدعی نے اپنا ثبوت دستخطی کاغذ میں دکھادیا جس کے دستخطوں کا مدعا علیہ کو اقرار ہے لیکن مدعا علیہ نے اوس کے بعد کی ایک رسید وصولی دکھادی تو دعویٰ خارج ہوگا۔مختصر یہ کہ مدعی کا ثبوت اوسی وقت مثبت مدعا ہوتا ہے جب وہ مدعا علیہ کی مدافعت سے محفوظ رہ سکے۔ ٹھیک اسی طرح مقدمات فوجداری میں ہے۔مستغیث کے بیان پر مستغاث علیہ پر فرد جرم لگایا جاتا ہے جیسا کہ جناب مرزا صاحب پر لگایا گیا تھا مگر مدافعت سے صفائی ہوکر مستغاث علیہ چھوڑا جاسکتا ہے۔پس اس قاعدے سے سنئے:

ہمارے پیش کردہ دلائل تم کو اوسی وقت مفید ہوسکتے ہیں جب وہ مخالف کی زد سے محفوظ رہ سکیں۔مرزا صاحب قتل نہیں ہوئے۔بہت خوب مگر قتل سے بچ رہنا اوسی وقت مفید ہوسکتا ہے جب وہ اور قسم کے اعتراضات سے محفوظ رہ سکیں جو خود اون کے اقرارات پر وارد ہوتے ہیں۔جن کو اونہوں نے خود اپنے لئے نشان صدق وکذب قرار دیا ہوا ہے۔مثلاً عبداللہ آتھم (عیسائی) کا ۱۵ ماہ میں مرنا جو نہوا۔مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا اون کے نکاح میں آنا جس کی بابت صاف اقرار ہے کہ اگر یہ نکاح نہوا تو میں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ہر ایک بد سے بدترین ٹھیرونگا (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴) ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی موت۔آخر میں اوس فیصلہ کا اعلان آہ جس کے ذکر کئے بغیر بھی مرزا صاحب کے مریدوں کو تصور آجاتا ہے۔جس کا عنوان تھا:

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"
جس میں صاف مرقوم تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں خدا کی طرف سے نہیں جس کو بدر مورخہ ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں الہام خداوندی سے قبولیت کا وعدہ بتلایا تھا۔ وغیرہ وغیرہ جن کا ذکر ہمارے رسالہ "الہامات مرزا" اور "صحیفہ محبوبیہ" میں مفصل مذکور ہے۔ چونکہ یہ واقعات صحیحہ مرزا صاحب کی نبوت کے منافی ہیں اس لئے کوئی مرزائی ہمارے پیش کردہ دلائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا کیوں کہ ہمارے نبی پر یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتے اور تمہارے نبی پر وارد ہوتے ہیں۔ پس احمدی اس جواب پر غور کر کے اس نتیجہ پر پہونچے کہ

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند درنوشتن شیر وشیر

انصاف ہے تو مبلغ یکصد بذریعہ منی آرڈر بھیجدے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۱۴۔ مورخہ ۱۲ صفر ۱۳۳۰ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۱۲ء ص: ۱-۳)

قادیانی خلیفہ صاحب

حکیم نورالدین صاحب خلیفہ قادیان کو سخت شکایت ہے کہ لوگوں نے کلمہ کے معنیٰ بدل دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

"تمام لڑکوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہیں۔ حالانکہ کلمہ کی یہ تعریف قرآن مجید کے خلاف ہے تمت كلمة ربك صدقا وعدلا پھر کیا صداقت، عدل سے کلمہ کی تعریف ہو سکتی ہے؟ غرض سب مسلمان جانتے ہیں کہ لا اله الا الله محمد رسول اللهکو کلمہ کہتے ہیں۔ مگر اب اس لفظ کے معنی بگاڑ کر لفظ "مفرد" کا نام کلمہ رکھ دیا جو صحیح نہیں۔ اسی طرح بہت سے لفظ بگڑ گئے اور ان کے شرعی معنی چھوڑ دیئے گئے اور ان کی بجائے اور معنی تجویز کر لئے گئے جن کو سن کر اور دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔

(اخبار بدر قادیان۔ ۱۸ جنوری)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم خلیفہ صاحب کے اس دکھ میں ہمدردی ظاہر کرتے ہیں۔ اور علماء نحو کی خدمت میں سفارش کرتے ہیں کہ وہ اس تعریف کو بدل دیں اور یہ عذر نہ کریں کہ ''لا مناقشة فی الاصطلاح'' مگر ہمیں خود بھی ایک خدشہ ہے۔ اگر خلیفہ صاحب کی بات مانی جائے تو لامحالہ یہ سوال تو ضرور ہوگا کہ کلمۃ اللہ جس کا ذکر اس آیت میں ہے مفرد ہے یا مرکب؟ مفرد ہے تو لااله الا الله محمد رسول الله جو دو جملے ہیں۔ کلمہ نہوا۔ مرکب ہے تو آیت میں اس کا ثبوت کیا؟ کلمة ربك مرکب اضافی بحکم مفرد ہے کلام نہیں صدقاً وعدلاً تمیز ہے۔

ایک دفعہ جناب مرزا صاحب کی الہامی عبارت میں مذکر کے لئے مؤنث کا لفظ تھا تو جناب موصوف نے عذر کیا تھا کہ گو علم نحو کے خلاف ہے مگر خدا کسی کا پابند نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے جس طرح چاہے بولے ہمارے خیال میں قادیانی مشن کے ایسے ایسے اعتراضات اور عذرات سن کر اہل علم کی نگاہ میں ایسے ایسے فاضلوں کی علمی عزت جگہ نہ پاسکے گی۔ ہاں خلیفہ صاحب کی اس تقریر سے ہمیں توقع ہوئی ہے کہ وہ قادیانی مشن کے غلو کو جو حد سے بڑھ کر اس کی کم وقعتی کا باعث ہوا ہے کہ جناب مرزا صاحب کو رسول اللہ، نبی اللہ کہتے ہیں۔ اصلاح ہو جائے گی۔ کیوں کہ رسول اللہ نبی اللہ بھی شرعی الفاظ ہیں اُن کے معنی وہی ہیں جو شریعت میں آئے ہیں جن کی بابت ارشاد ہے الله اعلم حيث يجعل رسالته پھر ان معنی کو چھوڑ کر کہیں مجازی رسول اور کہیں بروزی نبی مراد لینا غالباً اس اصول سے خلیفہ کو ناپسندیدہ ہوگا۔ (خدا کرے ایسا ہی ہو)

ناسخ منسوخ کی تحقیق کے متعلق بھی آپ نے بڑی عمر خرچ کا کرنے کا ذکر بڑے فخر سے کیا ہے جو ۲۵ جنوری کے بدر میں نقل ہوا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے بڑی بڑی کتابیں اس کے متعلق دیکھیں۔ ایک کتاب میں چھ سو آیت منسوخ دیکھی۔ ایک میں پانچ۔ ایک میں ایک۔ آخر ثابت ہوا کہ ناسخ منسوخ کا علم صرف بندوں کے فہم پر ہے۔

ہمارے خیال میں خلیفہ صاحب حافظ ابن قیم کی ''اعلام الموقعین'' دیکھ لیتے (دیکھی ہوگی تو شاید خیال نہیں کیا ہوگا) تو ان کو تکلیف اور اظہار تکلف کرنے کی حاجت ہی نہ

ہوتی۔ حافظ ممدوح نے جلد اول صفحہ ۱۲ پر نسخ کی اصطلاحات جدیدہ اور قدیمہ بتلائی ہیں۔ منجملہ یہ بھی ہے کہ سلف کی اصطلاح میں کسی ایسی آیت کو بھی منسوخ کہہ دیا کرتے تھے جس کی تفسیر دوسرے مقام پر دوسرے طریق سے آئی ہو پس جن لوگوں نے پانسو یا چھ سو آیات کو منسوخ کہا ہے اونکا مطلب یہ ہے یا ہوسکتا ہے کہ اتنی آیات کی تفسیر اور تشریح خود قرآن مجید میں ہوچکی ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ ان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ (البقرہ: ۲۸۴) کی بابت بعض صحابہ سے روایت ہے کہ منسوخ ہے۔ حالانکہ اصطلاح جدید کے مطابق یہ آیت منسوخ نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ نہ امر ہے نہ نہی بلکہ جملہ خبریہ ہے۔ اس کو منسوخ کہا گیا ہے تو جس زمانہ میں کہا گیا ہے اسی زمانہ کی اصطلاح کے مطابق اس کو منسوخ سمجھنا ہوگا یعنی تفسیر۔ امید ہے خلیفہ صاحب اس پر خوب غور فرمائیں گے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۹ نمبر ۱۵۔ مورخہ ۱۹ صفر ۱۳۳۰ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۱۲ء ص: ۳)

مرزائیوں کو شکست

۳۰/ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو موضع پھیروچیچی (ضلع گورداسپور پنجاب) میں قادیانیوں سے مولانا ابوالبر عبدالحکیم (تلمیذ مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ) کی بحث مولوی سرور شاہ مرزائی سے بالمشافہ ہوئی حقیقت اوس کی یہ ہے کہ موضع مذکور میں چند آدمی مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کے دام افتادہ ہیں۔ جن میں سے ایک شخص مسمی رحمت علی مرزائی مولانا صاحب کو کہنے لگا کہ تم ہمارے مولویوں سے مناظرہ کرلو۔ مولوی صاحب نے بڑی خوشی سے منظور کرلیا۔ جس پر اور لوگ بہت خواہاں ہوئے کہ مباحثہ ضرور ہونا چاہئے کیوں کہ اکثر عوام الناس کو ٹولہ قادیانی تنگ کیا کرتا تھا تو اوس کے واسطے ۲۸/ اکتوبر ۱۹۱۱ء کا روز مقرر ہوا جب اوس تاریخ پر گروہ اہلحدیث حاضر ہوا تو اُس جگہ نہ کوئی مرزائی تھا اور نہ مرزائیت کا دم بھرنے والا ہاں نمبر دار میراں بخش اور دو تین آدمی اور انتظار میں بیٹھے تھے۔ اون بیچاروں نے سامان نشست مہیا کیا آخر کار جب اوس مرزا صاحب کے

حواری رحمت علی کو بلایا گیا تو پتہ ملا کہ لہسن بیچنے گیا ہے۔ گیا کہاں ہے موضع بھٹیاں میں جو گاؤں اہلحدیث کا ہے۔ قسمت کا چکر جب لگتا ہے تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے جب اوس نے دیکھا کہ جماعت اہلحدیث واحناف دونوں اس امر میں متفق ہیں تو اب لہسن بیچنا یاد آیا: فلمآ تراء ت الفئتان نکص علی عقبیه (الانفال :٤٨) خیر وہاں منشی نور احمد ملے اونھوں نے اُسے پکڑلیا اور کہا کہ لوگ تو مقام مناظر پر چلے گئے اور تو یہاں پھرتا ہے۔ پھر کوئی چارہ نہ چلا ناچار واپس آنا پڑا اور دائیں بائیں کی باتیں ملانے لگا تب نمبردار میراں بخش اور چودھری ملنگ موضع پھیروچچی نے زور دیا تو اُس وقت اس نے پھر اقرار کیا کہ اب میں مولویوں کو لاتا ہوں تو اوس کو تین سوال لکھ کر مولوی صاحب نے دیئے اور کہدیا کہ اگر تین سوالوں کا جواب مرزائی نہ دے سکیں تو اپنا سامان جمع کر کے آجاویں اگر اس وقت سامان ان کے پاس نہو تو چھ ماہ کی میعاد ہے اُس کے بعد جواب کے ذمہ دار ہوں تو میں نصیر آباد سے آجاؤنگا اور تاریخ ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۱۱ء مقرر ہوئی اور وہ شخص ان کو بلانے کو موضع کا دیاں چلا گیا جو کہ وہاں سے پانچ چھ کوس کا راستہ ہے سوالات جو لکھ کر دیئے گئے۔ اس جگہ ہدیہ ناظرین ہیں:

سوالات:

(۱) مرزا صاحب کا بیان ہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد ہوگا جو دین کو تازہ کرے گا اور چودہویں صدی کا میں مجدد ہوں۔ تیرہ مجددوں کی کتابیں ساتھ لاویں؟

(۲) مرزا صاحب کا براہین احمدیہ میں اقرار ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا آوینگے کل روئے زمین پر اسلام پھیلاویں گے۔

(۳) مرزا صاحب کا ''ازالہ اوہام'' میں اقرار ہے کہ مسیح کی پیش گویوں پر ایمان لانا ایمان میں داخل نہیں اور اون پیشگوئیوں کو اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

۲۸- اکتوبر کی ظہر تک وہاں جو لوگ دیہات وگاؤں مذکور کے تھے اون کو مولوی ابراہیم صاحب ساکن بھٹیاں نے اپنے وعظ سے محظوظ فرمایا۔ اثنائے وعظ میں مولوی صاحب نے ایک نکتہ بھی بیان کیا جو ناظرین کی خاطر درج کیا جاتا ہے۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے میں ہی عیسیٰ مسیح ہوں تو عیسیٰ علیہ السلام کی والد ماجدہ کا اسم مریم تھا اور مرزا صاحب کی والد کا نام ... ہے

اس کا ثبوت میں دے سکتا ہوں۔(یہ نام عام تحریروں میں لکھا جاتا ہے لیکن ہم اس کی تصدیق نہیں کرسکتے۔ثناءاللہ)

آخر کاراوس روز واپس موضع بھٹیاں میں مولانا صاحب تشریف لے آئے۔ پھر ۳۰۔اکتوبر کو گروہ اہلحدیث میدان مناظرہ میں حاضر ہوگیا مگرمرزائی مولوی صاحبان گھروں میں گھس رہے تھے جب ان کو میدان میں بلایا گیا تو ٹال مٹول کرنے لگے۔ آخر کار کرتے کراتے بارہ بجے کا قریب ہوگیا پھراون کی طرف سے ایک دو آدمی آئے کہ مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ ہم تحریری بحث کرینگے مگر بیچاروں کی قسمت۔ جب قسمت کھوٹی ہوتی ہے تو کوئی ساتھ نہیں دیتا۔تمام زمینداروں نے اس سے انکار کیا کہ ہم لوگوں کواس سے کیا حاصل ہم نے اپنے کام کاج کا کس لئے ہرج کیا ہے اس طرح تو فریقین کے مولوی صاحب ہی جانیں گے جو کچھ بحث ہوگی۔ ہم ایسا پسند نہیں کرتے پھر مجبوراً ماننا پڑا۔قریب ایک بجے کے قریب مرزائی مولوی صاحبان میدان مناظرہ میں آگئے۔مرزائیوں کی طرف سے مولوی سرورشاہ منتخب ہوئے، اہلحدیث کی طرف سے مولوی ابوعبدالبرعبدالحکیم صاحب نصیرآبادی۔

مولوی صاحب نے سوال نمبراول پیش کیا۔مولوی سرورشاہ نے اس کا جواب سوا ادھراودھر کی باتوں اورانا خیر کے نعروں کے اور کچھ نہیں دیا کہ میں ایسا مال والا ہوں میرے ایسے مکان ہیں میں نے مولوی ثناءاللہ صاحب سے رام پور میں متوفی کے معنے طلب کئے اون سے کچھ جواب نہ بن آیا۔

ناظرین کیا یہ جواب مولوی سرورشاہ کا سوال نمبراول کے ساتھ مطابقت رکھ سکتا ہے؟ نہیں نہیں بلکہ اس کی نسبت اس شعر کے ساتھ ہوسکتی ہے۔

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا

الا یا ایھا الساقی ادر کأسا وناولھا

کہنے والا سعدی شیرازی کتاب زلیخا مولوی جامی کی مصرع حافظ کا ’’بریں عقل ودانش بباید گریست۔‘‘ مسلمان تو کیا ہندو لوگ قائل ہیں کہ مولوی سروری شاہ صاحب نے اقرار کرلیا کہ تیرہ سو برس میں کسی مجدد نے عیسی علیہ السلام کی وفات کا ذکر نہیں کیا۔ مفصل حال تقریری پھر بیان کیا جائے گا۔مرزائیوں کی قلعی کھولنے کے لئے بعد نماز عصر

کے مولوی صاحب نے سوالات دوہرا دیئے۔

جب سوال نمبر۳ پر آئے یعنی عیسیٰ السلام کی پیشگوئیوں پر ایمان لانا۔ ایمان میں داخل نہیں۔ اور ان پیشگوئیوں کو اسلام سے کچھ تعلق نہیں تو فریق ثانی کے مولوی صاحب پھر کہنے لگے کہ یہ کہیں نہیں لکھا حتیٰ کہ مولوی عبدالحکیم صاحب نے کہہ بھی دیا کہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۰ میں ہے۔ جو کہ دوسری بار طبع ہوا۔

اتنا سنتے ہی ایک مرزائی کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ اگر صفحہ ساٹھ میں یہ عبارت موجود ہو تو ساٹھ روپیہ انعام پاؤ محمدی مولوی صاحب کے ہاتھ میں کتاب تو تھی ہی مولوی سرور شاہ کے سامنے رکھ دی اور دکھا دیا۔ بس پھر نہ انعام دیا نہ جواب ہی سوال کا دیا مجلس مناظرہ برخواست ہوئی۔ مرزائیوں کو شرمساری اور نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا پیر کی طرح جب ہوئی تو ناکامی ہی ہوئی۔ مرزائیو! اس شعر کو بہت پڑھا کرو جو مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

مرزائی صاحبان! کیا یہی تمہاری ہمہ دانی ہے کہ جو حق کے سامنے ھباءً منثورا ہوگئی۔ اب بھی وقت ہے اس ہٹ کو چھوڑ کر حق پر آجاؤ۔

ہٹ چھوڑیئے اب برسر انصاف آیئے
انکار ہی رہے گا میری جان کب تلک

ابوسعید محمد شریف محمدی۔ ۷/ماہ جنوری ۱۹۱۲ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

باوجود مرات کرات اعلانات کے ہمارے دوست قادیانی دام میں پھنس کر حیات وممات مسیح وغیرہ پر بحث کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا مرزا صاحب کے منشا کے بھی خلاف ہے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ اسی طرح کا ایک مطول مضمون سوال وجواب کی شکل میں ’’بہاولپور‘‘ سے آیا ہے جس میں اس مضمون پر بحث ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد رسول ہوسکتا ہے یا نہیں۔ مرزائی مجیب نے مرزا صاحب کی

کتابوں سے صفحوں کے صفحے نقل کر دیئے ہیں کہ خاتم النبین کا لقب مانع نبوت جدید نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بحث مفید ہے مگر اہل منطق کی شکل چہارم کی طرح بعید الانتاج۔ ہمارے دیرینہ تجربہ سے کوئی صاحب فائدہ حاصل کرنا چاہیں جو حکیم جالینوس اور ارسطو کے تجربہ سے زیادہ مفید نہیں تو کم بھی نہیں۔ تو قادیانی مناظرہ کو اصل مرکز سے سرکنے نہ دیا کریں۔ جناب مرزا صاحب نے جن امور کو اپنے لئے مدار صدق وکذب قرار دیا تھا بس اونہی امور کو مدار قرار دے کر گفتگو کیا کریں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ عیسائی تثلیث پر اور آریہ نیوگ پر گفتگو کر سکتے ہیں خواہ چند گھنٹے ہی کریں یا چند سکنڈ بولیں۔ لیکن قادیانی مشن کے بڑے بڑے ہیرو ایک منٹ کے لئے بھی ان امور مدار صدق وکذب پر بحث کرنے کو بطیّب خاطر اور بآمد مضمون تیار نہیں ہو سکتے۔

خدا کی شان مرزا صاحب نے اپنے تمام طول طویل دفتروں کا اختصار کیسے مختصر فقروں میں کیا کہ عبداللہ آتھم اور احمد بیگ کی لڑکی المعروف آسمانی منکوحہ وغیرہ کی پیشگوئیوں پر میرا مدار صدق وکذب ہے۔ یہ تو تھا مرزا صاحب کی اُس وقت تصنیف میں سے اصل ثمرہ بادام کی طرح اختصار مگر قدرت کو منظور تھا کہ اس سے بھی زیادہ واضح تر اختصار ہو اس لئے مرزا صاحب کو خدا نے الہام کیا کہ امت مرحومہ کو ایک واضح راستہ دکھاؤ تاکہ یہ بیچارے زیادہ دیر تک ابتلا میں نہ رہیں اس لئے مرزا صاحب نے بحکم خداوندی ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار جس کا نام اونہوں نے از خود رکھا ''آخری فیصلہ'' اس میں کیا مذکور تھا؟ بغیر اظہار ہی ظاہر ہے۔ آہ خدا کے کاموں اور اسرار کو وہی جانتا ہے۔ ایسا صاف اور کھلا الہام خدا نے کبھی کسی نبی کو بھی شائد نہ کیا ہو جو جناب مرزا صاحب قادیانی کو کیا۔ یہ محض اوس کی مہربانی اور امت محمدیہ مرحومہ پر نظر عنایت کا نتیجہ ہے۔ وہ کیا تھا؟ مرزا صاحب قادیانی نے لکھا:

> ''خداوند! ہم دونوں (مولوی ثناء اللہ اور مرزا غلام احمد) میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجائے خدا نے الہامی طور پر جواب دیا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنی میں نے تمہاری (مرزا صاحب کی) دعا قبول فرمالی۔
>
> (مضمون بدر۔ قادیان۔ ۲۵-اپریل ۱۹۰۷ء)

اب تنقیح طلب صرف یہ بات ہے کہ آیا یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟ مرزا

صاحب کے مرید (مگر ضدی) کہتے ہیں نہیں قبول ہوئی۔ ہم کہتے ہیں ضرور قبول ہوئی یعنی خدا نے سچے کی زندگی میں جھوٹے کو اوٹھالیا۔ کیوں کہ مرزا صاحب قادیانی کو اس سے پہلے ایک الہام ہو چکا تھا اجیب کل دعاءك میں (خدا) تیری سب دعائیں قبول کرتا ہوں۔

یہ ہے مرزائی مناظرہ کا 'روغن بادام' یا مرکزی نقطہ ہمارے دوست اس مرکزی نقطہ کو جس قدر مضبوط پکڑیں گے اوسی قدر جلدی فتحیاب ہونگے۔ یہی جواب ہے بہاولپوری مضمون کا۔ یہی معنی ہیں۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

علاوہ اس کے بادل ناخواستہ اوس کا ایک جواب اور بھی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی اگر کسی شخص کا نبی ہوکر آنا جائز تھا تو مرزا صاحب قادیانی نے ایک زمانہ یہ کیوں کہا تھا:

الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسره نبینا فی قوله لانبی بعدی. وکیف یجئ نبی بعد رسولنا وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبین (حمامۃ البشریٰ)(ترجمہ) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کا نام خاتم النبین رکھا ہے جس کی تفسیر آنحضرت نے خود فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر کیوں کر کوئی نبی آ سکتا ہے حالانکہ بعد وفات آں حضرت کے وحی منقطع ہو چکی ہے اور نبی ختم ہو گئے ہیں۔"

اِس عام اصول اور اعتقاد بیان کرنیکے بعد اپنے حق میں آپ فتویٰ دیتے ہیں:

"ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم الکافرین (حمامۃ البشری صفحہ ۷۹) یعنی یہ مجھ سے کیسے ہوسکتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے کافروں میں جاملوں۔"

اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا عقیدہ بھی (زمانہ تالیف حمامۃ البشریٰ) ۱۳۱۱ھ تک یہی تھا کہ دعویٰ نبوت کفر ہے۔ اسی لئے اس زمانہ تک کسی تصنیف میں اون کا دعویٰ نبوت ورسالت نہیں۔ جو کچھ بھی ہے وہ اس سے بعد کا ہے

لہذا وہ ایسا دعویٰ کرنے سے اور اون کے مصدقین اون کی تصدیق سے خود اس فتوی کے نیچے ہیں۔ یہی معنی ہیں۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ فروری ۱۹۱۲ء ص: ۶-۸)

حکیم نورالدین خلیفہ قادیانی سے چند سوال

(منشی اللہ دتا صاحب)

جناب حکیم صاحب السلام علیکم وعلی من اتبع الهدیٰ۔

میں حق کا طالب ہوں خدا شاہد حال ہے کہ مجھے مرزا صاحب قادیانی آنجہانی سے کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے۔ میں اپنی دلی تشفی کے لئے آنجناب سے دریافت کرتا ہوں۔ میرا ہر ایک سوال مرزا صاحب کی تحریر کردہ عبارت پر ہوگا۔ مہربانی کر کے میرے ہر ایک سوال کا جواب خدا سے ڈر کر دیویں، طرفداری کا خیال ہرگز دل میں نہ لاویں خداوند تعالیٰ سے ہمارے دلوں کا حال پوشیدہ نہیں ہے اور یہ زندگی بھی چند روزہ ہے آخر موت درپیش ہے ہمیشہ کے لئے نہ کوئی زندہ رہا ہے اور نہ ہم ہی رہیں گے۔ آپ جس اخبار میں میرے سوالوں کا جواب نمبروار تحریر کرادیں وہ اخبار ٹکٹ لگا کر یا بصیغہ بیرنگ ضرور ہی میرے نام ارسال فرماویں۔

پہلا سوال، منظور محمد کے لڑکے کی نسبت:

دیکھو اخبار بدر مورخہ ۱۴- جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔ وھو ھذا:

”خدا کی تازہ وحی۔ ۷؍جون ۱۹۰۶ء بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے دو نام

ہوں گے

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب۔

یہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے اور ان کی تعبیر اور تفہیم یہ ہے

(۱) بشیر الدولہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہوگا۔ اس کے پیدا ہونے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگویاں ظہور میں آویں گی اور گروہ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا اور عظیم الشان فتح ظہور میں آویگی۔

(۲) عالم کباب سے مراد ہے کہ اوس کے پیدا ہونے کے بعد چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی گویا دنیا کا خاتمہ ہوجاویگا۔ اس وجہ سے لڑکے کا نام عالم کباب رکھا گیا۔''

اور دیکھو اخبار بدر مورخہ ۲۱/جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۳ میں۔ هو هذا:

''خدا کی تازہ وحی ۱۹ جون ۱۹۰۶ء میاں منظور محمد کے اُس بیٹے کے نام جو بطور نشان ہوگا بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے۔ (۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خان (۳) وارڈ (۴) بشیر الدولہ (۵) شادی خان (۶) عالم کباب (۷) ناصر الدین (۸) فاتح الدین (۹) ہذا یوم مبارک۔''

جناب حکیم صاحب! ۷ و ۱۹ جون ۱۹۰۶ء کو بقول مرزا صاحب خداوند صادق الوعد نے بذریعہ الہام مرزا صاحب کو دو دفعہ منظور محمد کے گھر محمدی بیگم سے بالا مرقومہ اوصاف سے موصوف چند ناموں والے لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ اب آنجناب سے دریافت کرتا ہوں کہ منظور محمد کے گھر محمدی بیگم سے وہ لڑکا پیدا ہوا ہے یا نہیں؟

دوسرا سوال، زلزلہ کی نسبت:

دیکھو اخبار بدر مورخہ ۲۴/مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ میں۔ هو هذا:

''خدا کی تازہ وحی۔ اریك زلزلة الساعة ترجمہ میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤنگا جو قیامت کا نمونہ ہوگی۔''

اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۷ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں هو هذا:

اريك زلزلة الساعة۔ ترجمہ قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو میں تجھے دکھاؤنگا۔''

جناب حکیم صاحب! آپ خدا سے ڈر کر سچ فرمادیں کہ اس تحرے کے بعد مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی میں کوئی ایسا زلزلہ آیا جو قیامت کا نمونہ تھا جس کو مرزا صاحب بچشم خود دیکھا مگر جواب دینے سے پہلے مرزا صاحب کے اس فقرہ کو جو پہلے سوال کے زیر عنوان درج ہے یعنی منظور محمد کے گھر لڑکا پیدا ہونے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آویں گی خیال فرمالینا۔

تیسرا سوال، مرزا صاحب کے مبشر لڑکے کی نسبت:

دیکھو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۵ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں ھو ھذا:

''انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلى كانّ الله نزل من السماء ترجمہ: ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا۔''

جناب حکیم صاحب! مرزا غلام احمد صاحب کے موجودہ لڑکوں میں سے وہ کون ہیں جن کی نسبت کہا گیا ہے کہ گویا آسمان سے خدا اُترے گا؟

چوتھا سوال، دوسری قوت آنے کی نسبت:

دیکھو رسالہ ''الوصیت'' کے صفحہ ۴ و ۵ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ھو ھذا:

''اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہاری دل پریشان نہو جائیں کیوں کہ تمہارے لئے دوسری قوت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اوس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیوں کہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ تا قیامت منقطع نہیں ہوگا۔ وہ دوسری قوت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤنگا تو پھر خدا اوس دوسری قوت کو تمہارے پاس بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں وعدہ ہے وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت

ہے۔‘‘

جناب حکیم صاحب! سچ کہنا وہ دوسری قوت جس کا آنا مرزا صاحب کے جانے پر موقوف تھا آ گئی اور مریدوں میں وہ کون شخص ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا یا ابھی تک وہ پیدا نہیں ہوا جس کا نام دوسری قوت ہے۔

پانچواں سوال، ڈاکٹر عبدالحکیم خان پیشگوئی کی نسبت:

دیکھو چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۱ میں مرزا غلام احمد تحریر کرتے ہیں۔ ھو ھذا:

’’ہاں آخر دشمن اب ایک پیدا ہو گیا جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جن کا دعویٰ ہے کہ میں اُس کی زندگی میں ۴؍ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤنگا یہ اوس کی سچائی کے لئے نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے.... چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ کے خلاف تھا اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخیر میں میں نے اپنی جماعت سے خارج کر دیا تب اوس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴؍ اگست ۱۹۰۸ء تک اوس کے سامنے ہلاک ہو جاؤنگا۔ مگر خدا نے اس پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جاوے گا۔ اور میں اس کے شر سے محفوظ رہونگا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اوس کی مدد کرے گا۔‘‘

جناب حکیم صاحب! عبارت بالا مرقومہ کا مطلب تو صاف ہے:

(۱) ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ مرزا غلام احمد صاحب ۴؍ اگست ۱۹۰۸ء تک اُس کی زندگی میں ہلاک ہو جاویگا جس کو مرزا صاحب نے دو دفعہ لکھا ہے۔

(۲) ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے مقابل مرزا صاحب کو خدا نے خبر دی ہے کہ ڈاکٹر صاحب خود عذاب میں مبتلا کیا جاویگا۔

(۳) مرزا غلام احمد صاحب نے یہ بھی صاف لکھا ہے کہ جو شخص خداوند تعالیٰ کی نظر میں صادق ہوگا خدا اوس کو مدد کرے گا۔

جناب حکیم صاحب! خدا سے ڈر کر سچ کہنا

(۱): ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی پیشگوئی کے مطابق مرزا غلام احمد صاحب ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہوئے یا نہیں؟ (۲) مرزا صاحب کی پیشگوئی ڈاکٹر صاحب کے عذاب میں مبتلا ہونے کی جھوٹی نکلی یا نہیں؟

(۳) خدا کی نظر میں کون صادق رہا اور کون جھوٹا نکلا۔

(۴) خدا نے کس کی مدد کی مرزا صاحب کی یا ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی؟

چھٹا سوال، مرزا صاحب کی اسّی (۸۰) برس عمر کی نسبت:

دیکھو اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۹ میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔ ھو ھذا:

''خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسی برس کا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کرونگا تا کہ لوگ کمی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں۔''

پھر اوسی اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۲۹ میں لکھتے ہیں۔ ھو ھذا:

''چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کرینگے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تب ہی جلد مرگیا اس لئے پہلے ہی سے اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ثمانين حولا او قريبا من ذلك او تزيد عليه سنينا وترى نسلا بعيداً یعنی تیری عمر اسّی (۸۰) برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ تو اس قدر عمر پاویگا۔ ایک دور کی نسل کو دیکھے گا اور یہ الہام قریبا پینتیس برس سے ہو چکا ہے اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔''

جناب حکیم صاحب! خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہنا کہ بموجب الہام بالا مرزا صاحب کی عمر کیا پوری ہوئی ہے؟ مگر جواب دینے سے پہلے عبارت ذیل کو جو مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی پیدائش یعنی سوانح خود لکھی ہے غور سے پڑھ لیویں۔

دیکھیں کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴۶ کے حاشیہ میں مرزا صاحب قادیانی تحریر کرتے ہیں۔ ھو ھذا:

''میری ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے اخیر وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ یا سترہویں برس میں تھا اور

ابھی ریش و برودت کا آغاز نہیں تھا۔"

جناب حکیم صاحب! آپ عالم ہیں اور فاضل بھی ہیں۔ اور حاجی بھی ہیں اور حکیم بھی ہیں اور عمر رسیدہ بھی ہیں اور مرزائی جماعت یعنی احمدی جماعت کے اعلیٰ بزرگ بھی ہیں۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر آپ طرفداری کی خاطر حق کو نہ چھپاویں۔ کیوں کہ بقول مرزا غلام احمد صاحب ان کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی اور ان کی موت ۱۹۰۸ء میں واقعہ ہوئی یعنی جو اسی سال سے گیارہ برس کم ہے۔ سال قمری و شمسی کا فیصلہ تو خود مرزا صاحب نے ۱۸۵۷ء میں سولہ یا سترہویں برس لکھنے سے فیصلہ کر دیا ہے۔

موت ۱۹۰۸ میں۔، پیدائش ۱۸۳۹ میں۔، یعنی عمر: ۶۹ برس ہوتی ہے۔

جناب حکیم صاحب جی! آپ کی خدمت میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ میرے ہر ایک سوال کا جواب نمبروار دیویں اور جس اخبار میں آپ طبع کراویں وہ اخبار مہربانی کر کے میرے نام ٹکٹ لگا کر یا بیرنگ ضرور ارسال کریں۔

آپ کے جوابوں کا منتظر بندہ اللہ دتا۔ سربراہ نہردار چک نہر گوگیرہ ضلع گوجرانوالہ۔

(اہل حدیث جلد ۹۔ نمبر ۱۶۔ مورخہ ۲۶ صفر ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۶ فروری ۱۹۱۲ء ص: ۸-۹)

تقسیم بنگال کا نسخ اور قادیانی مشن کا مسخ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

شاہ معظم نے تقسیم بنگالہ کو منسوخ فرمایا تو اس پر قادیانی مشن نے اپنے نبی، رسول، مہدی اور مسیح کی ایک بہت پرانی سڑی گلی پیشگوئی نکال کر شائع کیا کہ شاہی حکم سے ہمارے ہیرو کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ "بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی۔" اس پیشگوئی کا جواب ہم نے ۲۹ دسمبر کے اہلحدیث میں مفصل دیا کہ جناب مرزا صاحب قادیانی خود اپنی زندگی میں اس پیشگوئی کو ۱۹۰۶ء میں سر فلر لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال کے استعفا پر پوری کر چکے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کی کتاب "حقیقت الوحی" کے صفحہ ۲۹۶ سے عبارت بھی نقل کی تھی۔ مگر قادیانی اور خاموشی؟ (ضدان مفترقان ای تفرق)

چاہئے تو یہ تھا کہ ہمارے پیش کردہ حوالہ کو دیکھ کر شرماتے کہ ہم نے بڑی غلطی کی کہ اپنے ہادی کی تشریح اور تعلیم کے برخلاف اس مردہ پیشگوئی کو پھر زندہ کیا بجائے اس کے اونہوں نے اس سڑی گھاس کو پانی دے کر تازہ کرنے کے لئے رسالہ کی صورت میں شائع کیا جس کا نام ہے

"بنگال کی دلجوئی"

ہم نے اُس رسالہ کو خوب دیکھا اور اس غرض سے دیکھا کہ ہمارے پیش کردہ حوالہ کو اس مصنف نے لکھا اور لکھ کر کچھ جواب دیا یا نہیں؟ افسوس یا خوشی سے ہمیں کہنے کا موقع ملا کہ بالکل نہیں۔ تو ہم نے سمجھا ان لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا احمقوں سے خالی نہیں۔ اس رسالہ کو دیکھ کر ہم نے مزید تحقیق کی تو بفضلہٖ تعالیٰ ہم سابق سے زیادہ ترقی کر گئے۔

۲۹- دسمبر ۱۹۱۱ء کے پرچہ اہلحدیث میں تو ہم نے اتنا لکھا تھا کہ حسب تشریح مرزا صاحب یہ پیشگوئی سر فلر کے استعفاء سے پوری ہو چکی۔ اس منسوخی سے اس کو کوئی تعلق نہیں گو اوس کا پورا ہونا بھی جن معنیٰ سے تھا وہ اس سے کم نہ تھا کہ:

"کوہ کندن وکاہ برآوردن"

مگر آج کے اس مضمون میں ہم علی وجہ البصیرت لکھتے ہیں کہ "تقسیم بنگالہ کے نسخ نے قادیانی مشن کو مسخ کر دیا۔" کوئی ہے؟ جو ہمارے دعویٰ کا ثبوت سنے اور جواب دے۔

غور سے سنئے مرزا صاحب کی زندگی میں مرزا قادیانی کے ماہواری رسالہ ریویو قادیان میں یہ مضمون نکلا تھا:

"بنگالہ کی نسبت جو پیشگوئی آج سے چھ سات ماہ پہلے شائع کی گئی تھی۔ اس پر غور کرو کہ کس صفائی سے پوری ہوئی۔ پیشگوئی کے شائع ہونے کے وقت بنگالیوں کی شورش اور فساد حد درجہ تک پہونچی ہوئی تھی۔ اور اودھر سر فلر کی گورنمنٹ اس بات پر تلی ہوئی تھی کہ اس تمام فساد کو زور سے دبایا جاوے۔ ایسے وقت میں دو قسم کی امیدیں تو لوگوں کے دلوں میں ضرور تھیں یعنی بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ شائد گورنمنٹ بنگالیوں کی شورش وغیرہ سے دب کر

تقسیم بنگال کو منسوخ کردے گی۔ چنانچہ بعض نجومیوں نے ایسی پیشگوئیاں اپنی جنتریوں میں شائع بھی کردی تھیں۔ دوسری طرف جو لوگ اس امر سے واقف تھے کہ سر فلر کیسا مستعد اور کسی سے نہ دبنے والا حاکم ہے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ گورنمنٹ اس تمام شورش کی کوئی پرواہ نہیں کریگی۔ اور قانون کے منشاء کے مطابق اس شورش کو (مناسب ذرائع عمل میں لاکر) فرو کرے گی۔ لیکن ان دو خیالوں کے سوا اور کوئی خیال اوس وقت کسی نے ظاہر نہیں کیا۔ انہی حالات کے نیچے ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس حکم کے متعلق جو ہو چکا ہے اب گورنمنٹ صرف ایسا طریق اختیار کرے گی جس سے بنگالیوں کی دلجوئی ہو۔ جس کا یہ صاف صاف مفہوم ہے کہ جو خیال لوگوں کے دلوں میں ہیں وہ دونوں پورے نہیں ہوں گے بلکہ ایک ایسا طریق اختیار کیا جاویگا جس سے تقسیم بھی منسوخ نہو اور اہل بنگال کی دلجوئی بھی ہو جائے۔ اب جس وقت تک نئے صوبہ کی حکومت سر فلر کے ہاتھ میں تھی اس وقت تک کسی بات سے بنگالیوں کی دلجوئی کا مقصد حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ کیوں کہ ایک طرف تو سر فلر بھی ایک زبردست حاکم تھا اور دوسری طرف بنگالیوں کو اس سے اس کی بعض کارروائیوں کے سبب سے خاص عناد تھا اور بظاہر پانچ سال تک جب تک سر فلر کا زمانہ حکومت خود بخود ختم ہو جاتا گورنمنٹ کی پالیسی بنگالیوں کی نسبت بدل نہیں سکتی تھی۔ مگر وہ علیم خدا جس نے اپنے بندہ پر پیش از وقت یہ ظاہر کیا تھا کہ اب بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی وہ خوب جانتا تھا کہ کس طرح پر واقعات پیدا ہونے والے ہیں جن سے دلجوئی کی جاوے گی۔ چنانچہ یک بیک جب کسی کو خیال بھی نہ تھا سر فلر نے استعفاء پیش کیا اور گورنمنٹ نے اسے منظور کیا۔ یہ بات کہ اس استعفا سے بنگالیوں کی دلجوئی ہوئی ایسی صاف ہے کہ ایک سخت سے سخت دشمن بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا جو خوشیاں بنگالہ میں سر فلر کے استعفا پر ہوئی ہیں اور جس پر بنگالی اخباروں نے خوشی کے نعرے بلند کئے ہیں اور کالموں کے کالم اسی خوشی میں سیاہ کئے ہیں اس سے بہت کم

لوگ ناواقف ہونگے۔اور یہ سب باتیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ بنگالیوں نے گورنمنٹ کی اس دلجوئی کوخوب محسوس کیا ہے۔''

(ریویوآف ریلیے جنز۔ بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین! اس ساری عبارت کو پڑھیئے اور سوچیئے کہ اس میں صاف اعلان ہے یا نہیں کہ تقسیم بنگالہ منسوخ نہیں ہوگی جس فقرہ پر ہم نے خط دیا ہے اس کو پھر پڑھیئے اور تقسیم کے نسخ کوملحوظ رکھ کر ہمارے دعویٰ ''قادیانی مشن کا مسخ'' کی تصدیق کیجئے۔

قادیانی مشن کے ممبرو! اور وکیلو! کیوں مخلوق خدا کی گمراہی کا بوجھ سر پر لیتے ہو۔کیا تمہیں منظور ہے کہ لاہور میں ایک جلسہ کرکے مرزا صاحب کی اس اور اس جیسی دیگر متحدیانہ پیشگوئیوں پر ہم سے بالمشافہ گفتگو کرلو ہاں یہ واضح رہے کہ گفتگو نہایت تہذیب اور شائستگی سے ہوگی۔ جو فریق خلاف تہذیب کوئی لفظ بولیگا اوس پر خرچہ ہرجہ کی ڈگری ہوگی جس کے لئے فریقین کو زرضمانت پہلے کسی امین کے پاس جمع کرانا ہوگا۔ ہماری طرف سے اس بات کی کوئی ضد نہیں کہ اس مباحثہ میں کون پیش ہو بلکہ عام اجازت ہے خواہ کوئی جیل زادہ ہو یا شہزادہ ۔ہاں ہوتو باجازت خلیفہ صاحب ہو بدر، الحکم، ریویو وغیرہ کے اڈیٹرو! سکت رکھتے ہو؟ یادرکھو

انا صخرة الوادی اذا مازوحمت
واذا نطقت فاننی الجوزاء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۹۔نمبر ۱۷۔مورخہ ۴ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۱۲ء ص:۱-۲)

قادیانی مناظرہ

پھر دوبارہ عشق کا دل میں اثر پیدا ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اہلحدیث کوخوب معلوم ہوگا کہ قادیانی مشن کے بانی کے خاتمہ سے

ہمارے مباحثات کا خاتمہ ہو چکا ہے مگر قادیانی مشن کے جوشیلے ممبروں کو ہنوز ولولہ باقی ہے۔ چنانچہ منشی قاسم علی اڈیٹر الحق دہلوی لکھتا ہے کہ اڈیٹر اہلحدیث اس بارے میں مجھ سے بحث کر لے۔ جس کی شرائط بھی اُس نے خود بخود تجویز کئے ہیں۔

ہمارا دعویٰ وہ خود نقل کرتا ہے جو یہ ہے:

(۱) جناب مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو یہ دعا شائع کی تھی کہ ہم دونوں (مرزا صاحب اور خاکسار ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرے۔

(۲) مرزا صاحب کو عام طور پر خدائے ذوالجلال نے فرمایا تھا کہ

اجیب کل دعائك الا فی شرکائك (میں تیری سب دعائیں قبول کرونگا سوا اوس دعاء کے جو تیرے قریبی رشتہ داروں کے حق میں ہوگی)

(۳) خاص اس معاملہ میں یعنی ۱۵-اپریل کی دعاء کے متعلق خدا نے قبولیت کا وعدہ کیا تھا۔" (الحق ۱۶ فروری ۱۹۱۲ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے ان دعووں پر اڈیٹر الحق مباحثہ کرنا چاہتا ہے جس کے لئے شرائط مفصلہ ذیل ہیں، جن کو ہم ایک ایک کر کے قبول یا ترمیم کرتے ہیں:

(۱) یہ مباحثہ نہ دہلی میں نہ امرت سر میں، بلکہ ان دونوں شہروں کے درمیان جو شہر ہو اس میں ہوگا۔ اور میرے خیال میں وہ لدھانہ ہے، اور محفوظ مکان ہوگا جہاں عوام الناس داخل نہ ہوسکیں۔

اہلحدیث: منظور۔

(۲) مباحثہ بجز اس "روغن بادام" یا "مرکزی نقطہ" کے کسی دیگر مسئلہ میں نہ ہوگا۔"

اہلحدیث: منظور۔

(۳) حاضرین میں فریقین کے سامعین کی تعداد مساوی ہوگی کم و بیش نہیں اور یہ تعداد سو سو سے کم نہو زیادہ جس قدر ہو جائے تو مضائقہ نہیں مگر ہوگی برابر۔

اہلحدیث: سوسو کی حاجت نہیں۔ امن وامان مطلوب ہے اور فیصلہ شائع کرنا ہے تو فریقین کے بیس سے تیس تک تعداد ہونی مناسب ہے۔

(۴) مباحثہ تحریری ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے مولوی احمد رضا بریلوی کے ساتھ تحریری مباحثہ منظور کیا تھا دیکھو اپنا دستخطی معاہدہ مندرجہ اہلحدیث مورخہ ۲۹/اپریل و ۶/مئی ۱۹۱۰ء۔"

اہلحدیث: منظور

(۵) فریقین کا ایک ایک میر مجلس ہوگا جو اپنے اپنے فریق کی طرف سے تحریری طور پر حفظ امن کا ذمہ دار ہوگا۔"

اہلحدیث: منظور۔

(۶) ایک ثالث علاوہ ان دو میر مجلسان کے ہوگا جس کا تقرر برضامندی فریقین ہو اور ضروری ہوگا کہ وہ اگر مسلمان ہے تو خدا کی قسم کھا کر اپنا تحریری فیصلہ بحث کے خاتمہ پر لکھے گا اور اس فیصلہ پر مناظرین اور فریقین کے مجلسوں کے دستخط بھی ہونگے۔ اگر باتفاق میر مجلسان و ثالث ایک ہی مضمون کا فیصلہ ہوا تو فریقین کو تسلیم کرنا ہوگا بصورت اختلاف کثرت رائے کو ترجیح ہوگی یعنی جس میر مجلس کے ساتھ ثالث کی رائے متفق ہوجاوے وہ فیصلہ بھی قابل تسلیم ہوگا۔ میر مجلسان کو بھی خدا کی قسم کھا کر فیصلہ پر دستخط یا مباحثہ کے متعلق کسی تحریری رائے کے دینے کا حق ہوگا جو رائے مباحثہ کے متعلق بغیر خدا کی قسم کے کوئی ثالث یا میر مجلس دے گا وہ قابل وقعت نہ ہوگی انہی کے فیصلہ پر وہ سو روپیہ کی رقم دی یا واپس لے جائے گی۔"

اہلحدیث: یہ شرط چونکہ میر مجلسوں اور منصف کے متعلق ہے اس لئے اون کی منظوری یا عدم منظوری پر موقوف ہے۔ میں کیونکر منظور یا نامنظور کرسکتا ہوں۔

(۷) ہر ایک تحریر کی نقل بدستخط خود وتصدیق میر مجلسان فریق مقابل کو دی جاوے گی جس کی صرف نقل کرنے کے لئے ایک ایک مددگار رہونا چاہئے۔

اہلحدیث: منظور۔

(۸) ہر ایک پرچہ بعد تحریر جواب سامعین کو مجیب ہی خود پڑھ کر سنائیگا بعد ازاں حوالہ فریق ثانی بغرض تحریر جواب بجواب کیا جائے گا۔

اہلحدیث: منظور۔

(۹) جس پہلا پرچہ ہوگا اوسی کا آخری پرچہ ہوگا۔

اہلحدیث: منظور۔

(۱۰) اس بحث میں تعداد پرچوں کی صرف پانچ ہوگی مدعی کے تین منکر کے دو پرچے ہونگے۔

اہلحدیث: منظور۔مگر تحریر پرچہ کے لئے ۲۰ سے ۳۰ منٹ تک ہونگے۔

(۱۱) اس بحث میں آپ مدعی ہونگے۔

اہلحدیث: منظور۔

(۱۲) تقرر مکان مباحثہ وتاریخ مباحثہ ووقت مباحثہ ووقت تحریر بتراضی فریقین ہوگا۔

اہلحدیث: منظور۔

(۱۳) کسی زبانی گفتگو کرنے کا مناظرین کو کوئی حق نہ ہوگا نہ کسی زبانی گفتگو کو قابل جواب سمجھا جائیگا۔

اہلحدیث: منظور۔

(۱۴) ثبوت دعویٰ میں اگر عقلی دلائل سے علاوہ نقلی استدلال سے فریق ثانی پر حجت قائم کرنی ہو تو وہ نقلی دلائل مسلمات خصم سے ہونگے نہ کہ اپنے مسلمات سے جو فریق مقابل پر حجت نہیں۔

اہلحدیث: منظور۔

(۱۵) کوئی امر خلاف تہذیب اشارتاً یا کنایتہً کسی فریق کی طرف سے سرزد ہوا تو اس کی جوابدہی میر مجلسان کے ذمہ ہوگی جس کا اونہیں اختیار ہوگا کہ ایسے شخص کو جن سے کوئی حرکت خلاف تہذیب واقع ہوئی ہے جلسہ مباحثہ سے نکالدیں یا اون سے معافی منگوائیں اور وہ معافی اس فریق کے مناظر کی طرف سے ہوگی جس فریق کی توہین یا تضحیک کی گئی ہے اوس پر فریقین کے میر مجلسان تحریر کرکے دستخط کریں گے تاکہ مباحثہ کی اشاعت کے وقت وہ تحریریں بھی ساتھ ہی شائع کی جائیں۔

اہلحدیث: منظور۔مگر بحکم خداوندی لاتزر وازرۃ وزر اخری۔ جو شخص توہین کرے گا وہی قصور وار ہوگا ہاں اس فقرے کا مطلب نہیں سمجھا کہ ”وہ معافی اس فریق کے مناظر کی طرف سے ہوگی جس فریق کی توہین کی گئی ہے۔“ اس عبارت کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جس فریق کی توہین ہوئی گئی اونہی کا مناظر معافی مانگے گا۔ بہرحال معنی کچھ ہی ہوں۔ بحکم خداوندی ہم اتنا مانتے ہیں کہ جو شخص مناظر ہو یا حاضر توہین کرے گا وہی

قصور وار سمجھا جاویگا دوسرا نہیں۔

(۱۶) اختتام مباحثہ پر جس مناظر کو مدمقابل کے جوابات اطمینان وتسلی نہوئی ہو اور استدلال پیش کردہ فریق ثانی یعنی مدعی یا منکر سے کسی طرح کا انکار ہوتو ایسے منکر مناظر کو خدا کی قسم کھا کر یہ لکھ دینا ہوگا کہ میرے اعتراض یا سوال یا استدلال کا کوئی جواب یا صحیح جواب مدمقابل نے نہیں دیا۔ یہ شرائط ہیں جن کی برائی یا بھلائی کا اثر کسی فریق پر کم وبیش نہیں بلکہ مساوی ہوتا ہے۔ مولوی صاحب امرت سری سے ہماری التماس ہے کہ وہ ان شرائط پر ہم سے ''روغن بادام'' پر مباحثہ کرلیں۔ اگر ان شرائط میں کوئی کمی بیشی یا ترمیم وہ چاہیں تو تحریر مطبوعہ کے ذریعہ ہمیں مطلع فرمادیں۔ بشرط معقول ہونے اور فریقین پر مساوی اثر انداز ہونے کی ہم منظور کرینگے ورنہ بدلائل اس کا جواب عرض کردینگے۔''

اہلحدیث: فیصلہ کے لئے منصف مقرر کیا ہے تو اس شرط کی کیا حاجت ہے۔

شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ منشی قاسم علی کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ اب سنئے ہماری طرف سے شرط:

چونکہ آپ نہ عالم ہیں نہ مولوی، اس پر مناظرہ کے شائق۔ خطرہ ہے کہ آپ کا مناظرہ بوجہ آپ کی بے علمی کے قادیانی مشن میں فیصلہ کن تصور نہوگا، اس لئے آپ کو اپنے خلیفہ نورالدین صاحب کا کلی اجازت نامہ مجلس میں پیش کرنا ہوگا۔ جو خلیفہ صاحب کے دستخطی اور مہری ہو۔ میری نسبت آپ نہیں کہہ سکتے کیوں کہ ایک تو یہ کہ جس مسئلہ پر بحث ہے اوس میں مرزا صاحب نے مجھ سے کوئی اجازت نامہ طلب نہ کیا تھا تو آپ کو کیا حق ہے۔ اجازت نامہ بنا بے علمی ہے۔ ہاں اگر آپ عالم ہونے کے مدعی ہیں تو منصفوں کے سامنے ایک صفحہ عربی عبارت کا جو میں پیش کروں، مع معنی صحیح پڑھنا ہوگا۔ یا کسی درسگاہ کی سند پیش کرنی ہوگی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ مناظرہ صرف اونہی نمبروں پر ہوگا جو آپ نے اخبار اہلحدیث ۲۴ رنومبر سے خود ہی نقل کیئے ہیں جن کو ہم نے بھی شروع مضمون میں الحق سے نقل کیا ہے۔

امید ہے یہ مباحثہ رامپور اور منگیر کے مباحثوں سے بہت زیادہ دلچسپ ہوگا۔

کیوں کہ رام پور میں تو قادیانی مناظر بے پوچھے ہی تشریف لے گئے تھے اور منگیر سے سب کے سامنے باضابطہ بھاگے تھے۔ دیکھیں لودہانہ میں کیا ہوتا ہے؟

جس طرح ہم نے الحق کی ساری شرائط نقل کی ہیں اوس سے بھی توقع رکھنی چاہیئے کہ اپنے ناظرین تک ہمارا مضمون ہمارے ہی الفاظ میں پہنچائے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر **جلد ۹۔ نمبر ۱۸۔ مورخہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۱۲ء** ص:۱-۲)

قادیان میں تثلیث

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کو ناز تھا کہ ہم میں یکتائی ہے۔ ہمارا امام ہی ہماری سچائی کی دلیل ہے۔ خدا کی شان جہاں اور دلائل اس مشن کی اپنی قوت میں مضبوط تھیں اس دلیل کو بھی خدا نے ویسی ہی قوت بخشی۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

قادیانی مشن میں موجودہ خلافت ہی میں کئی ایک گل نے نکل آئے ہیں۔ عرصہ ہوا اہلحدیث میں لکھا گیا تھا کہ قادیانی مشن میں ایک دوسرا خلیفہ بھی پیدا ہو گیا ہے جس کا نام ''عبداللہ'' تیماپوری ہے۔ خلیفہ دوم کا بیان ہے کہ میں حسب پیشگوئی مرزا صاحب قدرت ثانیہ ہوں بیعت لینے کا حق مجھے حاصل ہے۔ جس پر خلیفہ اول نے اس کو پاگل کا فتویٰ دیا۔ ہوسکتا ہے کہ خلیفہ اول نے اپنی طبی قابلیت سے اوس کی تشخیص ایسی ہی کی ہو۔ ہمیں اس سے کیا مطلب۔ محتسب را درونِ خانہ چہ کار۔

تیسرے خلیفہ اَور پیدا ہوئے جن کا اشتہار ہم کو ملا ہے اوس میں کی چند ابتدائی سطور درج ہیں:

> واضح ہو کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی وفات حسرت آیات سے چند ماہ پیشتر اسلامیہ سکول ہوشیار پور سے ایک اشتہار بعنوان ''محض اللہ تعالیٰ کے لئے ایک سچی شہادت'' شائع کیا تھا۔ اُس اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند

الہامات درج تھے جو صراحتاً وکنایتاً میرے متعلق تھے۔ اور ساتھ ہی اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے عین قرآن کریم کی منشاء کے مطابق خلافت عطا فرمائی ہے۔ یعنی جیسے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر کا درجہ تھا۔ ویسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد مجھے وہ درجہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔''

ان سطور کا مضمون صاف ہے کہ یہ حضرات جن کو ہم نے بلحاظ ترتیب زمانہ خلیفہ سوم کا لقب دیا ہے دراصل خلیفہ اول ہونے کے مدعی ہیں۔ دیکھئے خلیفہ صاحب قادیانی کی بارگاہ سے ان بیچاروں پر کیا فتویٰ صادر ہوتا ہے ممکن ہے اسی طرح کوئی اَور صاحب بھی پیدا ہوں اس لئے تاوقتیکہ خلفاء قادیان باہمی مل کر خلافت کا تصفیہ نہ کرلیں ہم کس کو مانیں اور کس کو نہ مانیں؟ یہی معنی ہیں۔

دل بکہ کند اقتدا قبلے یکے امام دو

سردست تو ان خلفاء کی نسبت ہمارا وہی اعتقاد اور فیصلہ ہے جو ان کے اصل منیب (پیغمبر) کی نسبت تھا کہ

رسول قادیانی کی رسالت
جہالت ہے جہالت ہے جہالت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۱۹۔ مورخہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۱۲ء ص:۱)

قادیانی حرکت مذبوحی

بلا سے کوئی ادا اون کی بدنما ہوجائے
کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۲ فروری ۱۹۱۲ء کے اہلحدیث میں ایک مضمون نکلا تھا جس کا عنوان تھا ''تقسیم بنگال کا نسخ اور قادیانی مشن کا مسخ'' اس مضمون میں ہم نے دکھایا تھا کہ تقسیم

بنگالہ کے متعلق جو قادیانی مشن نے آواز اوٹھائی ہے کہ مرزا صاحب کی پیشینگوئی سچی ہوئی ہے یہ آواز خود مرزا صاحب کے خلاف منشأ ہے۔ چنانچہ رسالہ ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء سے ایک عبارت نقل کی تھی کہ بنگال کی تقسیم منسوخ نہوگی۔ بلکہ کچھ اور ہی صورت نکلے گی۔ اس صریح حوالے کو دیکھ کر چاہیئے تو یہ تھا کہ قادیانی مشن خاموشی سے ہدایت یاب ہوتا اور اپنے خیالات مخالف منشأ مرزا صاحب سے تائب ہوتا۔ مگر قادیان اور حق پسندی؟ ؎ ضدان متفرقان ان تفرق۔ اس کے جواب میں بدر قادیان میں ایک مضمون کسی مرزائی کا شائع ہوا جس کی تحسین اڈیٹر بدر نے بھی کی ہے وہ مضمون کیا ہے اچھا خاصہ دلچسپ ناول ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح ہم نے اس سے لطف پایا ہے۔ ناظرین اہلحدیث بھی لطف پاویں لہذا بلاکم وکاست سب نقل کیا جاتا ہے۔ جو یہ ہے:

’’چودہویں صدی کا یہودی:

ایک مضمون بعنوان ’’تقسیم بنگال کا نسخ اور قادیانی مشن کا مسخ‘‘ اہلحدیث مورخہ ۲۳ رفروری ۱۹۱۲ء میں نظر سے گذرا۔ اگر مضمون نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا تاہم مضمون پر غور کرنے سے اتنا پتہ لگتا ہے کہ مضمون نویس صاحب چودہویں صدی کے یہودی ہیں اور مسیح زمان کی مخالفت میں یہاں تک حد سے تجاوز کر گئے ہیں کہ پیشگوئی جو الہام الٰہی ہے اُس کی نسبت ایسے سخت اور کریہہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے ایک مومن کا دل لرزہ میں آجاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسی ہی باتوں سے اصل یہود پھٹکارے گئے۔ انشاء اللہ اسی طرح مسیح زمان کی مخالفت سے یہ نئے یہودی بھی دھتکارے جائیں گے (بلکہ دھتکارے گئے) قابل نامہ نگار صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کو حضرت مرزا صاحب۔ (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی زندگی میں سرفلر کے مستعفی ہونے پر پورا کر چکے ہیں۔ لہذا قادیانی مشن کا کوئی حق نہیں ہے کہ اب منسوخی بنگال کو اس پیشگوئی کے ماتحت سمجھیں۔ چنانچہ نامہ نگار صاحب نے اپنی تائید میں چند حوالہ ریویو آف ریلیجنز اور حقیقت الوحی

کے بھی لکھے ہیں جن کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہے کہ خدا جانے نامہ نگار کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل بھی ہے کہ نہیں غالباً نہیں ہوگی جب ہی تو اس قدر بیہودہ لاف زنی کی ہے کہ ''کوئی ہے جو ہمارے سامنے آوے یا ہمارے سوال کا جواب دے'' ہمیں اڈیٹر اہلحدیث پر تعجب آتا ہے کہ وہ ایسے لچر اور نامعقول نامہ نگاروں کے مضمون سے اپنا اخبار کیوں گندہ کرتا ہے ہم ہرگز اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ یہ بیہودہ مضمون فاضل امرتسری کا خاص اپنا ہے اگرچہ یہ ہم جانتے ہیں کہ ایسی حرکتیں وقتاً فوقتاً اُن سے بھی ظہور میں آتی رہتی ہیں خیر کسے باشد جواب مندرجہ ذیل پر غور کریں۔

غالباً نامہ نگار صاحب کو (بشرطیکہ کچھ معلومات ہوں) یہ تو معلوم ہوگا کہ ملہم ربانی جو ہوا کرتے ہیں وہ انسان ہی ہوتے اور انسانی کمزوریوں سے وہ اپنی عبودیت کا اظہار کرتے رہتے ہیں جیسا کہ عام خیال ہے وہ عالم بالغیب نہیں ہوتے جب کسی پیشگوئی کے متعلق الہام ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ خدا کی طرف سے عموماً کوئی تفسیر نہیں آتی۔ ملہم اپنے اجتہاد سے جو کچھ اُس پیشگوئی کا قبل از وقت مطلب سمجھتا ہے وہ فوراً شائع کر دیتا ہے۔ کبھی ملہم کے اجتہاد کے مطابق بات ظہور میں آتی ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لیکھرام والی پیشگوئی جو لفظاً اور معناً پوری ہوئی (محض جھوٹ۔ اڈیٹر اہلحدیث) اور کبھی اجتہاد کے برخلاف پیشگوئی کا ظہور ہوتا ہے۔ جیسا کہ عبداللہ آتھم والی پیشگوئی جس کو قبل از وقت جماعت احمدیہ کے اکثر افراد نے اپنے اجتہاد سے اس طرح سمجھ لیا کہ آتھم پندرہ ماہ میں ہی مر جائے گا۔ اور حق کی طرف رجوع کا خیال گویا ان کو بھول گیا۔ حالانکہ یہ اجتہاد بھی غلط نہ تھا خدا کے فضل سے اس اجتہاد کے رو سے بھی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اور شرط جوع ہونے سے مخالفوں کو کسی طرح انکار کی گنجائش نہیں۔ ورنہ الہام کے رو سے تو معاملہ بالکل صاف ہے جس پر واقعات زمانہ نے مہر کر دی۔ اور وہ یہ کہ الہام الٰہی میں کہیں مرنے کا ذکر نہیں۔ چنانچہ الہامی الفاظ یہ نہیں ''پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔''

یہاں ہاویہ سے مراد رنج وغم جان کا خوف ہے۔نہ کہ دوزخ سب جانتے ہیں دوزخ اور بہشت میں قیامت سے پہلے کوئی نہیں جاسکتا۔ پھر بیچارہ آتھم قبل از وقت دوزخ میں کیوں جانے لگا تھا۔ ہاں رنج وغم کے ہاویہ میں وہ لگا تار پندرہ ماہ تک بموجب الفاظ پیشگوئی پڑا رہا۔ اس عرصہ میں اگر وہ مسلمان ہوجاتا تو یقیناً وہ الہٰی کے مطابق اس ہاویہ سے اس کو نجات ملجاتی مگر چونکہ وہ مسلمان نہیں ہوا اس لئے پندرہ ماہ تک اوس کی زندگی ایک جہنمی زندگی رہی جس کا ثبوت اوس کی اُس خوشی سے ملتا ہے جو اُس نے اور اس کے رفیقوں نے میعاد مقرر کے گذرنے پر کی گویا وہ اُس وقت ہاویہ سے نجات پاکر بہشت میں آگیا تھا۔ آمدم برسر مطلب۔ جب کہ الہام کے ساتھ تفسیر نہیں آتی تو جو کچھ ملہم اور اس کے متبعین کہتے ہیں اس کے مطابق وہ پورا ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اون کو نہایت اشتیاق لگا رہتا ہے کہ دیکھئے کب پیارے خداوند کی باتیں پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ کبھی وہ اپنے خیال کے مطابق کوئی بات پوری ہوتی دیکھتے ہیں تو فوراً بنی نوع کے سامنے خدا کی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں (نہ کہ تم منکروں کی طرح صریح نشان دیکھتے ہو اور انکار پر انکار کرتے ہو) اس کے بعد اگر وہ پیشگوئی اپنے لفظوں کے ماتحت پورے طور سے صفائی کے ساتھ پوری ہوجاوے تو پھر ملہم اور اس کے متبعین اپنی پہلی رائے کو چھوڑ کر اس موجودہ بات پر ایمان لے آتا ہیں۔ دیکھو سوچنے کا مقام ہے کہ اگر ملہم اور اس کے متبعین نسانی بندے ہوتے تو جو کچھ وہ اپنے پہلے اجتہاد سے بات قائم کرچکے تھے (تمہاری طرح) اسی پر قائم رہتے مگر سبحان اللہ مومن اور متقی کی تو یہی شان ہے اور یہی پہچان ہے اور تقویٰ اس کا نام ہے کہ جہاں اپنی غلطی معلوم ہو فوراً اُس کو تسلیم کرکے حق کو قبول کرلیتے ہیں۔ یاد رکھو۔ متقی اور مؤمن بندہ وہی ہے جو ہر طرح خدا کی باتوں کی تصدیق کرتا رہے (نہ کہ تم جیسے مکذب) دیکھو قرآن شریف میں کہیں ویل یومئذ للمصدقین نہیں آتا بلکہ بجائے مصدقین کے مکذبین آیا ہے۔ اسی طرح تم لوگ ہمیشہ خطبہ میں پڑھتے ہو

الصدق ينجي والكذب يهلك۔ فاعتبروا يا اولى الابصار۔
اب بھی اگر تمہاری ان عقلی دلائل سے تسلی نہیں ہوئی تو لو اب ہم اس مضمون کی تائید میں قرآن شریف پیش کرتے ہیں جس سے تم اچھی طرح سمجھ جاؤ گے اور انشاء اللہ تا قیامت بھی تم اس بات کو رد نہ کرسکو گے۔ غور سے پڑھو وہ یہ ہے۔ قرآن شریف میں ایک پیشگوئی فرعون کے متعلق تھی اور وہ یہ ہے
فاليوم ننجيك ببدنك لتكون لمن خلفك آية (یونس:۹۲)
ترجمہ: پس آج ہم تیرے بدن کو نجات دینگے تا وہ پچھلوں کے لئے ایک نشانی ہو۔
اب دیکھو تمام بزرگان سلف اور مفسرین علیہ الرحمۃ اس پیشگوئی کا مطلب اور نتیجہ یہی نکالتے چلے آئے کہ ''جس وقت فرعون دریا میں غرق ہوا ہے جان نکلنے کے بعد اُس کا لاشہ دریائے نیل نے ایک کنارہ پر ڈال دیا تھا جو اوس وقت کے لوگوں کے لئے ایک نشان ہوکر موجب عبرت ہوا تھا۔'' مگر اللہ اللہ تین ہزار سال کے بعد یہ پیشگوئی لفظاً ومعناً پوری ہوئی چنانچہ چند سال ہوئے مصر میں بذریعہ کمیٹی آثار قدیمہ ایک تابوت ملا جس میں فرعون کا لاشہ برآمد ہوا۔ اور اصل الفاظ پیشگوئی کے مطابق وہ اس زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک نشان بنا چنانچہ تم کو یاد ہوگا کہ ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے مسلمانوں نے اس پیشگوئی کی تصدیق کی اور بڑی خوشی سے اس کو صداقت اسلام اور قرآن مانا۔
اب سوال یہ ہے کہ کیا تم میں سے کسی نے اس وقت یہ کہا تھا؟ کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیوں کہ یہ تو (نعوذ باللہ) ایک بہت پرانی سڑی، گلی پیشگوئی ہے جس کو تین ہزار برس کا عرصہ گذر چکا ہے یا کسی نے کہا تھا کہ چونکہ بزرگان سلف اور تمام مفسرین علیہ الرحمۃ اس پیشگوئی کا تصفیہ پہلے کر چکے ہیں۔ لہذا اب ہم ان کے خلاف یہ بات نہیں مانتے جہاں تک مجھے یاد ہے کہ کسی نے بھی اس وقت اس کی قبولیت سے انکار نہیں کیا مگر میں اب یہ کہتا ہوں کہ جس طرح تم اس وقت منسوخی بنگال کو اس پیشگوئی کے ماتحت نہیں مانتے۔ حالانکہ اسکو تو دس برس بھی نہیں گذرے۔ یہ پیشگوئی بالکل تازی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ فرعون والی پیشگوئی جو تین ہزار برس پرانی ہوچکی اور تمہارے مفسر اور

بزرگ اس کا فیصلہ بھی کر چکے اب ان کے برخلاف ایک نئی بات مانتے ہو اگر مانتے ہو تو دونوں مانو ورنہ دونوں سے انکار کر اور

نؤمن ببعض ونکفر ببعض

کے مصداق مت بنو۔ الحمد اللہ مجھے اس وقت ایک عجیب نکتہ یاد آیا۔ دیکھو تم لوگ ہر بات میں بزرگانِ سلف کو نظیر پیش کیا کرتے ہو۔ خواہ وہ غلط ہی کیوں نہو کہ اس حدیث کا اور اس آیت کا یہ مطلب بزرگان سلف نے بیان کیا ہے۔ اب ہم اوس کے خلاف کس طرح کریں۔ دیکھو تم فرعون کی پیشگوئی سے بزرگان سلف کی غلطی تسلیم کرنی پڑی یا نہیں۔ پس اس معیار پر ہم کہتے ہیں کہ اس زمانہ کے متعلق جو جو پیشگوئیاں قرآن مجید اور احادیث شریف میں ہیں مثلاً حضرت مسیح کا نزول ثانی، دجال کا خروج، یاجوج وماجوج کا عروج وغیرہ ان کا مطلب جو کچھ بزرگان سلف نے بیان کیا ہے وہ صرف آن کا قبل از وقت اجتہاد ہے جو زمانہ کے طرز عمل سے ٹھیک پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے وقت پر غلط ثابت ہوا۔ ہم خدا تعالیٰ کی جناب شکر کرتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بہت پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہمارے ہی زمانہ میں وہ خدا کا پیارا مسیح محمدی دنیا میں تشریف لایا۔ اُس نے ہم کو ایمان کی دعوت دی والحمد للہ ہم نے اُس کی دعوت کو قبول کیا۔ کیا کوئی سعید روح ہے جو ان باتوں پر دھیان کرے۔'' (اخبار بدر قادیان ۷؍مارچ ۱۹۱۲ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کیا ہی لطیف ناول ہے۔ ساری تقریر کا مطلب دو جملوں میں ہے:

(الف) مرزا صاحب قادیانی نے جو تقسیم بنگال کی نسبت منسوخ نہونے کی راء ظاہر کی تھی وہ اون کا خیال تھا جو بعد میں غلط ثابت ہوا۔

(ب) فرعون کی لاش جو اس زمانہ میں برآمد ہوئی یہ آیت قرآنی کی تصدیق ہے جس کو سب نے مانا اور پہلی تفسیر کو غلط جانا۔

اس سے لطیف تر وہ ہے جو اڈیٹر صاحب بدر نے اس مضمون پر بطور ریویو لکھا

ہے۔ جسے ہم بطور تفریح طبع ناظرین نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''بدن فرعون کے متعلق پیشگوئی تو ہمارے دوست نے خوب یاد دلائی ہے۔ مگر خوف ہے کہ ہمارے مُلّان بغض مسیح میں کہیں اس کا بھی انکار نہ کر دیں جیسا کہ سب کہا کرتے تھے کہ مہدی چودہویں صدی کے شروع میں آئے گا۔ لیکن اب تو وعظوں میں سے اس مضمون کا ہی رفع ہو گیا ہے۔ خطبوں میں فرمایا کرتے تھے کہاں موسیٰ کہاں عیسیٰ اس بات کا ہے سب کو غم۔ اب اوس غم کو دبایا جاتا ہے اور اس خطبے کو مثل نسخہ انجیل منسوخ سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ ہمیں تو یہ بھی خوف ہے کہ رفتہ رفتہ یہ لوگ کہیں گے کہ مسیح کوئی آنے کا ہی نہیں۔ ان لوگوں کو اپنے سب عقائد چھوڑنے پڑینگے کیوں ولی اللہ کی دشمنی سے ایمان رفتہ رفتہ سلب ہو جاتا ہے۔ پیشگوئیوں کا وقوع کئی رنگ میں ہوتا ہے سر فلر کے وقت میں بھی اس کا ایک جزو ہو گیا۔ اب اس کا پورا ظہور ہو گیا۔ اس میں کونسا نقص وارد ہوتا ہے؟ مگر جن کی قسمت میں شقاوت ہو ان کا کیا علاج۔ انہوں نے نہ اوس سے فائدہ اوٹھایا۔ نہ اس سے وہ بات پیش ہوئی تو کہنے لگے یہ کچھ دلجوئی نہیں۔ یہ وقت آیا تو کہنے لگے تم تو پہلے کہہ چکے تھے کہ یہ پوری ہو گئی خدا اس بدبختی سے بچائے اور مسلمانوں کو راہ راست پر لائے۔ آمین۔''

شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ فرماتے ہیں: یہ ہیں بھول بھلیاں۔ منطقی اور فلسفی دلائل۔ جن کو لے کر قادیانی مشن بغرض تبلیغ یورپ امریکہ اور جاپان جانا چاہتا ہے۔ خیر ان سب کا جواب ہم ایک ہی دیں گے اور اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ جناب مکرم حضرت مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کے الفاظ نقل کرتے ہیں جو یہ ہیں:

ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنیٰ نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اوسکے مخالف کہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۷)

یہ عبارت باآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات کی تفسیر جو خود مرزا صاحب کریں وہی مقبول ہوگی اوس کے خلاف خواہ حکیم خلیفہ نور الدین صاحب بھی کہیں بجوئے نار زد (کوڑی کے کام کی نہیں)۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی میں ایک دفعہ آریہ سماج لاہور میں مرزا صاحب قادیانی کا لیکچر تھا۔ حکیم نورالدین صاحب اوس کے پڑھنے کے لئے مامور تھے۔ لیکچر میں چند الہامات مرزا قادیانی بھی درج تھے جن کا ترجمہ مرزا صاحب نے نہ کیا تھا۔ حاضرین نے حکیم نورالدین صاحب سے ترجمہ الہامات کی خواہش کی تو حکیم صاحب نے بہت ہی نرمی سے بصد عذرات محض ترجمہ کرتے وقت یہ کہا کہ الہام کا ترجمہ صحیح وہی ہوتا ہے جو ملہم خود کرے میرا ترجمہ مرزا صاحب قادیانی پر حجت نہیں ہوسکتا بلکہ صحیح ترجمہ وہی ہوگا جو حضرت ممدوح خود کریں گے۔

اللہ اللہ۔ ایک زمانہ تھا کہ حکیم نورالدین صاحب جیسے عربی کے فاضل مرزا صاحب قادیانی کے معمولی الہامات عربیہ کا ترجمہ بھی نہیں کرتے اور یہ عذر کرتے ہیں کہ ملہم کے خلاف منشا نہو جائے۔ آج اہلحدیث کے مقابلہ پر قادیانی مشن کی یہ حالت ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی تصریحات پیش کرنے پر بجائے نادم ہونے کے الٹے اکڑتے ہیں یہی معنی ہیں وان یروا کل اٰیة لایؤمنوا بھا۔

فرعون کی لاش کا عذر بھی کیسا بھدا اور دوراز کار ہے کس طبقے کے مسلمانوں نے اس لاش سے قرآنی پیشگوئی کی تفسیر کی؟ اگر کسی نے کی تو غلطی کی بلکہ جھک مارا۔ سنو! قرآن مجید ہمارے سامنے عربی زبان میں موجود ہے اوس کے الفاظ یہ ہیں:

فالیوم ننجیك ببدنك۔

اس آیت میں اَلْیَوْمَ کا لفظ ظرف زمان ہے جو ننجی کے متعلق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آج ہم تجھ (فرعون) کو بچاوینگے۔ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

”آج بچاوینگے ہم تجھ کو تیرے بدن سے“

اور یہ کلام اس وقت کا ہے جس وقت فرعون کہا تھا کہ

اٰمنت انه لا اله الا الذی اٰمنت به بنو اسرائیل وانا من المسلمین۔ (یونس : ۹۰) یعنی میں خدا پر ایمان لایا اور میں مسلمانوں میں ہوں۔

اس کا جواب ملا تھا:

الاٰن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین۔ فالیوم ننجیك

ببدنك۔ (یونس:۹۱۔۹۲) (اب تو مانتا ہے۔ پہلے تو بڑا مفسد تھا پس آج ہم تیرے بدن کو بچاوینگے۔''

افسوس کہ قادیانی مشن کو ضد و تعصب میں معمولی باتوں کی سمجھ بھی نہیں رہی۔ بھلا اس زمانے میں جو فرعون کی لاش برآمد ہوئی تو آج قبر سے اوس کا ظہور ہوا یا دریا سے نجات ملی۔ غور کرو اور سمجھو کہ قرآن مجید میں اوس کے بدن کی نجات کا ذکر ہے جو قبر سے لاش برآمد ہونے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اسی لئے ہم نے کہا۔ جس شخص نے آج کل لاش کے ظہور کو آیت قرآنی کا مصداق بتایا ہے وہ قرآن کو تو سمجھے۔ افسوس اون کے دل و دماغ میں قرآن سمجھنے کا شوق ہی نہیں۔

قادیانی مشن کے ممبرو! جانتے ہو مخاطب کون ہے؟ وہی مخاطب ہے جس کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے تمہارے مشن کے بانی آنجہانی (مرزا غلام احمد قادیانی) پر فتح بین عطا فرمائی۔ ایک دفعہ نہیں کئی ایک دفعہ تم بیچارے تو کیا ہو؟ ہاں تم کو خوب ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ اڈیٹر اہلحدیث کو مرزائی لٹریچر (مضامین) پر تم سے زیادہ اطلاع ہے۔ پس بات منہ سے نکالتے ہوئے یہ بات خوب یاد رکھا کرو کہ مبادا اس کے جواب میں کوئی ''مرزائی'' حوالہ نکل آئے۔

کوئی ہے؟ کہ حوالجات سے پیش آوے۔ محض زبانی لفاظی کا جواب بجز اس کے کچھ نہیں جو صدیوں پہلے حضرت سعدی شیرازی دے چکے ہیں۔

آنکس کہ بقرآن وخبرزو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش نہ دہی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد۹۔ نمبر۲۱۔ مورخہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۲/ مارچ ۱۹۱۲ء ص:۱۔۴)

قادیانی مذاق

(الولد سرّ لابیه)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کے بانی مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کی عادت سے ہمارے ناظرین خوب آگاہ ہونگے کہ آنجناب ایک بات چھیڑ دیتے یہ سمجھ کر کہ مدمقابل شائد ادھر توجہ نہ کرے گا۔ یا اوس کی حیثیت اور مشاغل اوس کو مانع ہونگے۔ مگر جب متوجہ ہوتا تو آپ بغلیں جھانکنے لگ جاتے۔ ایک دفعہ آپ نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ ضلع راولپنڈی کو تفسیر نویسی چیلنج دیا کہ لاہور میں آکر بالمقابل تفسیر لکھو۔ یہ سمجھا کہ ایک سجادہ نشین کا حرکت کرنا بقول ''قطب از جانمے جنبد'' محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ مگر وہ پیر صاحب آپ کی چال سمجھ گئے اور مع خدم وحشم لاہور میں آگئے۔ لیکن قادیانی مسیح تشریف نہ لائے۔ البتہ بازاروں میں بڑے بڑے اشتہار لگے دیکھے گئے کہ: ''پیر مہر علی کا فرار'' ایک طرف لوگ اون اشتہارات کو دیکھتے، دوسری طرف پیر صاحب کی لاہور میں زیارت کرتے، تو اون کے منہ سے صاف نکلتا

خون ناحق بھی چھپانے سے کبھی چھپتا ہے
کیوں وہ بیٹھے ہیں میری نعش پہ دامن ڈالے

اسی طرح ایک دفعہ خاکسار (ثناءاللہ) کو چیلنج دیا قادیان میں آکر مجھ سے گفتگو کرلو۔ تم کو سفر خرچ کے علاوہ انعام بھی دونگا۔ میں جا پہنچا تو وہی دون کی لی۔ میں نے خدا کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ مباحثہ نہ کرونگا (مرزا صاحب قادیانی کی زبانی عربی فارسی اور اردو میں اس واقعہ کی تفصیل کتاب ہذا کے آخر میں بیان ہو رہی ہے۔ بہاء)

اسی طرح قادیان کے جوشیلے رکن منشی قاسم علی دہلوی نے ۱۶-فروری سنہ حال (۱۹۱۲ء) کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور شرائط بھی خود ہی تجویز کر دیں اور مجھے اجازت دی کہ میں کمی بیشی یا ترمیم کرنی چاہوں تو کروں۔ اس لئے میں نے بھی ایک شرط بڑھائی کہ آپ اپنے خلیفہ نور الدین صاحب سے اجازت نامہ لیکر پیش کریں۔

میں نے یہ شرط کیوں لگائی؟ اس کی اصل وجہ تو آگے چل کر بتلاؤنگا مگر ناظرین اس کی معقولیت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ جو قوم ہر بات میں فخر کرے کہ ہمارا امام ہی ہمارا امیر ہے، اوس کو کہا جائے کہ اپنے امام کی اجازت حاصل کرو۔ تو اس کے بُرا منانے کی کیا بات ہے؟ مگر افسوس کہ ہمارے مخاطب منشی قاسم علی دہلوی نے اس کو ناپسند کیا۔ بلکہ اس شرط کے پیش کرنے کو ہمارا فرار قرار دیا۔ اس لئے ہم بتلاتے ہیں کہ یہ

شرط ہم نے کیوں لگائی تھی۔

عرصہ ہوا بدر قادیان میں ایک ہدایت نامہ دربارہ مباحثات بنام مرزائیان شائع ہوا تھا جو درج ذیل ہے:

(۱) شرائط مباحثہ وہاں کی جماعت کو خود بخود طے کر لینی چاہئیں۔ کیونکہ ہماری جماعت کے لوگ عموماً سیدھے سادھے ہیں۔ اور مولویوں کی کارروائیوں سے واقف نہیں۔ انہیں چاہئے کہ شرائط مباحثہ جو ان کے نزدیک ضروری ہوں بمعہ وہاں کے مفصل حالات کے لکھ کر یہاں حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس بھیج دیں اور یہاں سے پھر شرائط مباحثہ جو لکھ کر بھیجی جائے ان کے مطابق فریق مخالف سے فیصلہ کر لیں۔

(۲) تاریخ مباحثہ خود بخود کبھی مقرر نہ کریں کیوں کہ بعض دفعہ یہاں سے کوئی صاحب جو اوس مباحثہ میں پیش کرنے کے لائق ہوں۔ عین اون تاریخوں پر روانہ نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے یہاں سے دریافت کر لینا چاہیئے۔ کہ کونسی تاریخیں مباحثہ کے واسطے موزوں ہونگی۔

(۳) مباحثہ ہمیشہ تحریری منظور کرنا چاہیئے اس سے مخالفین کو بیہودہ باتیں بنانے اور گالیاں دینے اور بکواس کرنے کا موقع نہیں رہتا۔ نیز وہ بعد میں اپنے کہے ہوئے سے انکاری نہیں ہو سکتے۔ اگر تحریر نہ ہو تو آج کل کے مولویوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ ابھی ایک بات کہتے ہیں پھر ایک منٹ کے بعد منکر ہو جاتے ہیں۔

(۴) بعض دفعہ مخالفین یہ شرطیں پیش کرتے ہیں کہ کسی کو حکم اور فیصلہ کنندہ مباحثہ میں مقرر کیا جائے۔ یہ بالکل بیہودہ بات ہے۔ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان مباحثہ کے وقت کسی ثالث یا فیصلہ کنندہ یا حکم مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ موقع پر سننے والے لوگ خود اپنے واسطے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس کے دلائل زبردست ہیں۔ اور بعد میں تحریروں کو پڑھ کر لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ایسے معاملات میں کوئی ثالث فیصلہ کنندہ ہو ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر فیصلہ کنندہ غیر احمدی ہوگا تو اُس کا میلان بہر حال فریق مخالف کی

طرف ہوگا۔ اور اگر احمدی ہوگا تو غیر احمدی اس کو قبول نہ کرینگے۔ غیر مذہب کے آدی کو اسلامی عقائد کے فیصلہ کے واسطے مقرر کرنا کسی غیرت مند مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا۔ اگر اس طرح مذاہب کا فیصلہ ہوسکتا تو آج تک جس قدر مذاہب ہیں اون میں کوئی اختلاف نہ ہوسکتا۔ غرض کسی خاص شخص کو کبھی حکم یا فیصلہ کنندہ نہیں بنانا چاہیئے۔

(۵) جس شہر میں مباحثہ ہو اوس شہر کے چند معزز رؤس کو حفظ امن کا ذمہ دار بنالینا چاہیئے اور نیز گورنمنٹ سے اجازت حاصل کرلینی چاہیئے اور چونکہ فریق غیر احمدیہ کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے اس واسطے یہ دونوں کام اون کے سپرد کرنے چاہئیں۔ اور جب تک وہ گورنمنٹ کی اجازت حاصل نہ کرلیں۔ اور کسی رئیس کو حفظ امن کا ذمہ دار نہ بنالیں۔ اور ان ہر دو امور کے واسطے تحریری کاغذ نہ لاویں تب تک مباحثہ منظور نہیں کرنا چاہیئے اور نہ دوسری شرائط طے کرنی چاہیئے۔" (بدر قادیان۔ مورخہ ۵-اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ان شرائط میں خلیفہ صاحب نے جماعت مرزائیہ کو کیا ہدایت فرمائی ہے؟ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔

(الف) وہ شرائط خود فیصل نہ کریں۔ منشی قاسم علی نے شرائط خود مقرر کیں۔ خلیفہ صاحب کا خلاف کیا۔

(ب) تاریخ بھی مقرر نہ کریں۔ منشی قاسم علی نے ایسٹر کی تعطیلات کی تاریخ مقرر کی۔

(ج) منصف مقرر نہ کریں منصف مقرر کرنا بیہودگی ہے۔ منشی قاسم علی نے یہ بیہودہ پن کیا کہ منصف مقرر کیئے۔

غرض منشی قاسم علی کی ساری کارروائی خلیفہ قادیانی کی ہدایت کے برخلاف تھی لہذا خطرہ تھا کہ عین وقت پر فرار کر جاتے اس لئے ہم نے لکھا کہ باجازت خلیفہ صاحب آویں تاکہ بعد میں قادیانی مشن کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ منشی صاحب نے چونکہ امام وقت کے خلاف کیا تھا اسلئے رام پور کی طرح ان کو ذلت ہونی لازمی تھی۔ یہ ہیں اصل واقعات۔ اب سنئے ہمارے دل کی۔

میں آپ کی جملہ شرائط جو میری ذات خاص کے متعلق ہیں تسلیم کرتا ہوں۔
البتہ یہ کہتا ہوں کہ منصفوں کو حلف دینے کا قاعدہ نہیں تاہم اگر وہ اس شرط کو منظور کریں گے تو مجھے بھی اس انکار پر اصرار نہیں۔ مناظر کا حلف اوٹھانا تو بالکل فضول ہے ایک تو وہ دلائل دے دوم وہ مصنف مانے۔ سو قسم کھائے۔ کیسی فضول حرکت ہے۔ اس لئے قسم (حلف) کو تو غالباً سب فضول جانیں گے۔ البتہ منصفوں کا فیصلہ منظور ہوگا۔ پس آپ حسب اقرار مبلغ صد روپیہ بمد امانت خواہ دہلی میں خواہ لودہانہ میں (جہاں مناظرہ کرنا چاہتے ہیں) کسی معتبر آدمی کے پاس جمع کرا کر مجھے اطلاع دیں۔ میں اپنی فرصت دیکھ کر تاریخ مقرر پر آجاؤنگا۔ ان شاء اللہ۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۲۲۔ مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۲ء ص: ۱-۲)

قادیانی بیعت سے توبہ

(حکیم فیروز الدین فیروز امرتسری)

مخدومی و مکرمی حزنبیل و فاضل جلیل مولانا و بالفضل اولنا مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب زاد مجدکم۔

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته۔

میں چونکہ ہمیشہ سے ایک وسیع الخیال مسلمان ہوں اس بنا پر مجھے کسی اسلامی فرقے سے تعصب اور کاوش نہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ سے میں فرقِ اسلامیہ کی عملی حالت کا اندازہ لگانے میں اس مغالطہ کا شکار ہوگیا کہ سلسلہ احمدیہ (مرزائیہ) کی عملی حالت نسبتاً بہتر ہے اور الحقنا بالصالحین کی آرزو مجھے کشاں کشاں قادیان میں لے گئی جہاں میں اس مفروضہ پاک گروہ میں شامل ہوا۔ مگر بہت جلد اس امر کا موقعہ ملا کہ ایک حاجی مسلمان کے جنازہ سے اس جماعت کے افراد کو علیحدہ ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اون کے قول سے یہ ثابت ہوگیا کہ وہ قرآن اور حدیث کے فیصلے کے مقابل مرزا

صاحب کے فیصلے کو ترجیح دیتے ہیں۔ جس سے میں نے نفرت کی۔ پھر اس کے بعد جناب نے مختلف کتابوں کے حوالوں سے میری اون معلومات میں اضافہ کیا جو پیش ازیں مجھے سلسلہ مذکورہ کے متعلق حاصل تھے اس پر میری قوت فیصلہ کو اور مدد ملی۔ لہذا میں اس جماعت سے جو مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتی۔ علیحدہ ہوتا ہوں۔ فاشهدوا بانی مسلم۔

ان چند سطور کو اپنے اخبار میں عام آگاہی کے لئے درج فرماویں۔

فیروز الدین احمد۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حکیم صاحب! یہ فسخ بیعت خدا آپ کو مبارک کرے۔ حسن ظن تو ایک اچھا وصف ہے مگر بدیہیات میں حسن ظن بدظن کے برابر ہے۔ قادیانی مشن کا مسئلہ اب کوئی نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی ہے۔ بہرحال خدا نے آپ کو بہت جلد بروقت دستگیری فرمائی اس کے شکریہ میں آپ کو کوشش کرنی چاہیئے کہ جو صاحب آپکو قادیان لے گئے اب آپ اون کو اپنے ہمراہ کرنیکی کوشش کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۱۲ء ص:۳)

منشی قاسم علی دہلوی کے چیلنج کا جواب

گذشتہ سال جس وقت مرزائی مشن کی طرف سے ایک رسالہ مسمی بہ ''ثنائی چکر با اظہار حق'' شائع ہوا تھا تو اسی وقت میں نے بطور تبادلہ ایک اشتہار جس کا عنوان ''بے نکاحی منکوحہ آسمانی'' ہے۔ شائع کردیا۔ اور ۳؍جون ۱۹۱۱ء کو مرزائی رسالہ کے جواب میں ہمارا رسال دعاء مرزا جلسہ مباحثہ منگیر میں ایک شان کے ساتھ نکلا۔ اوسکے سینکڑوں نسخے جلسہ ہی میں ہاتھوں ہاتھ شائع ہوگئے اور بعد جلسہ بھی تقسیم ہوتے رہے۔ یہ رسالہ ملک میں ایسا مقبول ہوا ہے کہ حیدرآباد، پشاور، شملہ دور دراز شہروں سے اس کی طلب آرہی ہے اور میں برابر بھیج رہا ہوں۔ اس رسالہ میں مبلغ پانچسو روپے کا چیلنج بھی

دے دیا کہ اگر مرزائیاں مونگیر یا بھاگلپور مرزا صاحب آنجہانی کے اس بیان کو ثابت کردیں کہ "مولوی غلام دستگیر نے اپنی کتاب میں اور اسمٰعیل علیگڈھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا۔ کہ اگر وہ کاذب ہے۔ تو ہم سے پہلے مرجاوے گا۔ اور ضرور ہم سے پہلے مریگا۔ کیوں کہ وہ کاذب ہے۔ الخ" تو اُن کو مبلغ پانچسو روپے انعام دیے جائیں گے۔ مگر کسی مرزائی نے آج تک نہ تو اس چیلنج کا جواب دیا اور نہ ہمارے اشتہار مذکورہ کا اور نہ رسالہ کا۔ فالحمد لله علی ذالك۔

مولف ثنائی چکر نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آخری فیصلہ دعوت مباہلہ ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے انکار کی وجہ سے مباہلہ نہیں ہوا۔ میں نے اس کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ آخری فیصلہ دعوت مباہلہ نہیں ہے بلکہ دعاء مرزا ہے اور دعائیں فریق کی منظوری یا نامنظوری کو دخل نہیں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ دعاء مشیت ایزدی کے مطابق ہے اور خدا نے قبول کرنے کا وعدہ کرلیا ہے اور اپنے بیان پر منجملہ بہت سے دلائل کے بغرض اختصار چار دلیلیں پیش کی ہیں:

(۱) آخری فیصلہ کے چار فقرے

(۲) بدر ۲۵-اپریل ۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب کا قول معہ الہام

(۳) بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے خط کا جواب

(۴) مرزا صاحب کا موت کے مباہلہ میں چیلنج نہیں کرنے کا گورنمنٹ سے معاہدہ کرنا۔

ان دلائل کے علاوہ لغت سے شریعت سے بلکہ خود مرزا صاحب کے بتلائے ہوئے مسنون طریق مباہلہ سے یہ ثابت کردکھایا ہے۔ کہ آخری فیصلہ کسی صورت دعوت مباہلہ نہیں ہوسکتا ہے اور تمام مرزائیوں کو للکارا ہے۔ کہ آخری فیصلہ کا دعوت مباہلہ ہونا ثابت کریں۔

مولف ثنائی چکر نے مذکورہ بالا دعویٰ کے سوا اور بھی چند دعوے کئے ہیں۔ "مثلا اعلان باردوم کا آخری فیصلہ کی جگہ آخری فیصلہ ہونا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب کے زندہ رہنے پر مخالفین اسلام ومرتدین عرب کا مسلمانوں کو طعنے دے کر دل آزاری کرنا اور یہ بھی کہنا کہ (تمہارے پیغمبرؐ نے) قیصر وکسریٰ کی کنجی دیے جانے کو کہا تھا۔ ایران وروم تو بہت دور ہے۔ ہم عرب کے باشندے خود مرتد گئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب یا اُن کے کسی ہوا خواہ نے لکھا ہے۔ کہ حرامزادے کی رسی دراز ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔'' جن کو میں نے بدلائل قاہرہ غلط کر دکھایا ہے اور ان دعووں کے ثبوت کا مطالبہ کیا ہے۔ مگر ہنوز صدائے برنخاست۔

ہمارے رسالہ کی اشاعت کے زمانہ میں اڈیٹر الحق بتقریب مباحثہ مونگیر تشریف لائے ہوئے تھے میں نے اس کا ایک نسخہ بوساطۃ برادرم سید وجیہ احمد صاحب ان کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ آپ بھی آٹھ مہینوں تک ساکت رہے۔ اب نویں مہینے ایک طبعزاد انداز پر الحق مورخہ ۲۳ رفروری ۱۹۱۲ء میں ہمارے رسالے کے پہنچنے کا ذکر کر کے لکھتے ہیں''

کہ میں نے اس کو (دعا مرزا قادیانی کو) بڑے تدبر اور غور سے مطالعہ اور کئی بار مطالعہ کیا''

پھر ہمارے رسالہ کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ مگر دلائل اربعہ میں سے دلیل سوم و چہارم کا ذکر تک نہیں کرتے۔ صرف دلیل اول ہی کا نتیجہ جو ہم نے لکھا ہے۔ نقل کر کے دلیل دوم یعنی بدر ۲۵-اپریل ۱۹۰۷ء کی پوری عبارت منقولہ لکھ کر ان میں تین باتوں کو بھی نقل کرتے ہیں۔ جو ہم نے اُس عبارت سے استنباط کئے ہیں

(۱) آخری فیصلہ دعا ہے

(۲) دعا کے وقت تو الہام یا وحی نہیں ہوئی تھی۔ مگر دعا کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دعا وحی کے مطابق ہے۔ اب اس کو پیشین گوئی کہنا صحیح ہے

(۳) اس دعا کے قبول کرنیکا خدا نے وعدہ کرلیا ہے۔

پھر ان باتوں میں سے پہلی بات کو چھوڑتے ہیں، یا تسلیم کرتے ہیں اور آخر الذکر اور باتوں کو ہمارا دعویٰ قرار دے کر اور ہمارے کلام کا پہلو بدل کر بار بار دہراتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں

''کہ آپ کے استدلال کا سارا مدار ۲۵-اپریل کے بدر پر ہے اور جناب کے کل دعاوی مبنی ہیں اشتہار متنازعہ کے بحکم (وحی) خدا تعالیٰ شایع کئے جانے اور دعاء مندرجہ اشتہار کی قبولیت کا وعدۂ الٰہی ہونے پر۔''

پھر آگے چل کر بڑی تحدی اور علم خداداد کے بھروسہ پر مجھ کو مطلع کرتے ہیں

”کہ بدر ۲- اپریل والی تحریر کو اس اشتہار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“

اور مجھ کو چیلنج دیتے ہیں

”کہ اگر آپ متذکرہ صدر اپنا دعویٰ ثابت کریں تو مبلغ سو روپیہ نقد آپ کو حق المحنت دیا جائے گا۔“

پھر شرائط مباحثہ لکھتے ہیں۔ اس چیلنج کے جواب میں ہماری گذارش یہ ہے:

منشی صاحب سنئے! ہر چند آپ نے ہمارے رسالہ کو بڑے تدبر اور غور سے مطالعہ کیا ہے اور کئی بار مطالعہ کیا ہے مگر ہنوز پھر مطالعہ کرنے کی ضرورت باقی ہے مگر یوں نہیں بلکہ ثنائی چکر سامنے رکھ کر۔ اس بات پر آپ غور کریں کہ ثنائی چکر اور دعا مرزا میں کون کون باتیں متنازعہ فیہا ہیں۔ مولف ثنائی چکر کے کیا کیا دعاوی ہیں۔ اور کیا کیا ثبوت۔ ہمارے کیا کیا جوابات ہیں اور کس جواب کی کیا دلیل ہے۔ اور ہمارا کون جملہ کہاں پر کس بات کے جواب میں ہے۔ اور ہم نے مؤلف ثنائی چکر سے کن کن باتوں کے ثبوت کا مطالبہ کیا ہے۔ اس طرح پر مطالعہ کرنے کے بعد بھی اگر آپ کی سمجھ میں وہی دو باتیں قابلبحث ٹھیریں جن کو آپ نے پیش کیا ہے تو پہلے آپ صاف لفظوں میں اس بات کا اقرار کریں کہ دعاء مرزا کے کل مضامین صحیح ہیں اور مجھ کو سوائے ان دو باتوں کے کسی میں کلام نہیں اور اس اقرار کو اپنے اخبار میں طبع کرا کر شائع کر دیں اور ایک پرچہ ہمارے پاس بھیج دیں۔ آپ کے مطبوعہ اقرار کے پہونچنے کے بعد آپ کی تجویز کردہ شرائط مباحثہ پر ہم اپنی رائے ظاہر کریں گے۔ بغیر اس مطبوعہ اقرار کے آپ کا چیلنج ہرگز ہرگز قابل التفات نہیں سمجھا جائے گا۔ اور اگر اس طرح اقرار کرنا منظور نہ فرماویں تو یہ بتائیں کہ ہمارے چیلنج انعامی مبلغ پانچ سو روپیہ اور اشتہار (بے نکاحی منکوحہ آسمانی) اور دیگر مطالبات کو نظر انداز کر کے دو باتیں ثابت کرنے کے لئے سو روپے چیلنج دینا اہل خرد کے نزدیک کیوں کر زیبا ہوسکتا ہے؟

ہاں منشی صاحب! یہ بھی سن لیجئے کہ اشتہار مورخہ ۱۵- اپریل ۱۹۰۷ء اور بدر ۲۵- اپریل ۱۹۰۷ء والی تحریر میں وہی تعلق ہے جو تعلق آپ کے خیال کے مطابق مرزا صاحب اور مسیحیت میں ہے۔ یا جو تعلق آپ میں اور مرزا میں ہے۔ چونکہ آپ مرزا صاحب کے محبّ غالی ہیں اس لئے آپ پر حقیقت الامر منکشف نہیں ہوئی۔ مرزا

صاحب کے آخری فیصلہ شائع کرنے اور پھر اپنے اشد دشمن مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہلاک ہوجانے کے بعد آخری فیصلہ پر مٹی ڈالنے کی کوشش کرنا ہتھیلی پر سرسوں جمانے سے زیادہ سودمند نہیں۔ جو آیت کریمہ آخری فیصلہ کے عنوان پر لکھی گئی ہے اس کو بغور پڑھئے۔ اس بات کا فیصلہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ مباحثہ میں ہی ہوجائے گا کہ ثنائی چکر اور دعا مرزا میں کس کی گفتگو شریفانہ ہے اور کس کی رذیلانہ۔ کس کے کلام میں شائستگی ہے اور کس کے کلام میں آشفتگی۔ کس میں تہذیب ہے اور کس میں بدتہذیبی۔

ہاں جناب یہ ممکن ہے کہ جس طرح آپ کا وجود خداداد ہے اسی طرح بقول آپ کے آپ کا علم بھی خداداد ہے مگر یہ تو بتائیے کہ باوجود اس دعویٰ کے نفسی، آفاقی، منطقی دلائل سے گھبراتے کیوں ہیں؟ ایسے مدعی کی تو یہ شان ہونی چاہیئے کہ خصم جس قسم کے دلائل پیش کرے اوس کا جواب بھی اسی قسم کے دلائل سے دیا جاوے نہ یہ کہ دلائل پیش نہ کرنے کی شرط کی جائے۔ آپ کا بھروسہ اپنے علم پر ہے اور ہمارا بھروسہ محض خداوندتعالیٰ کے فضل وکرم پر حسبی الله ونعم الوکیل۔ اور آں حضرت ﷺ کی اس بشارت ''الحق یعلوا ولا یعلی'' پر اور بس۔

خاکسار۔ شیخ فرید الحسن حنفی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی۔ از شہر مونگیر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۱۲ء ص: ۶-۸)

چیلنج حق گو بنام ثناء اللہ اینڈ کو

منشی قاسم علی دہلوی قادیانی نے اپنے اخبار احمدی، دہلی جلد دوم نمبر ۵ (۱۹۱۲ء) میں صفحہ ۸۱۔۸۸ پر حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو وہ چیلنج دیا ہے جس کے جواب میں بالآخر اپریل ۱۹۱۲ء میں مباحثہ لدھیانہ ہوا تھا۔ منشی صاحب کا چیلنج درج ذیل ہے:

معزز ناظرین! گذشتہ بحث سے آپ نے یہ معلوم کرلیا ہوگا کہ (ثناء اللہ)

امرتسری اور اس کے حمایتیوں کے پرزور دعوی تین ہیں۔

اول یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آخری فیصلہ کے لئے جو دعائیہ اشتہار بنام ثناء اللہ شائع کیا ہے، وہ مرزا صاحب قادیانی کی تمنا یا خواہش سے نہ تھا، بلکہ خدا کے حکم اور منشاء سے تھے، جس کو مرزا صاحب قادیانی نے بروئے بدر مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء خدا کے منشاء بلکہ اس کی طرف سے ہونے کو تسلیم کیا ہے (مرقع قادیانی۔ اگست صفحہ ۱۴۱۔ و اکتوبر ص ۲۶۔ ۱۹۰۸ء ورسالہ دعاء مرزا۔ ص ۸)

دوئم یہ کہ اشتہار مذکور مورخہ ۱۵۔ اپریل (۱۹۰۷ء) میں جو دعا مرزا صاحب قادیانی نے بدیں الفاظ مانگی ہے:

اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔

اس کے قبول کرنے کا خدا نے وعدہ کرلیا ہے۔ اس لئے یہ محض دعا نہیں بلکہ الہامی پیش گوئی ہے جس کی قبولیت کا الہام بدر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں اس دعا کرنے کے بعد ہو چکا ہے۔ (اہل حدیث امرتسر ۳۱ جولائی صفحہ ۳ و مرقع قادیانی اکتوبر ۱۹۰۸ء و رسالہ دعاء مرزا۔ ص ۸)

اس کے علاوہ بھی امرتسری مکذب نے ہر ایک تحریر میں اس پر بہت زور دیا ہے۔ دیکھو اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ فروری و ۹ فروری ۱۹۱۲ء۔

سوم یہ کہ ثناء اللہ کے انکار مجریہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے بعد بھی مرزا صاحب اور آپ کی جماعت اس دعا کو فیصلہ کن جانتے رہے چنانچہ بدر ۹ مئی میں مرزا صاحب قادیانی نے ۲۶۔ اپریل والے ثنائی انکار سے بعد یہ کہا تھا:

ثناء اللہ کے واسطے بھی ہم نے توبہ کی شرط لگا دی ہے۔

جس سے ظاہر ہے کہ ثنائی انکار کا اس دعا پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور مرزا صاحب قادیانی بدستور اس کو فیصلہ کن مانتے رہے۔ (مرقع قادیانی اکتوبر ۱۹۰۸ء ص ۵۔ رسالہ دعاء مرزا۔ ص ۸)

یہ تینوں دعوے کرنے کے بعد ثناء اللہ نے یہ کہا ہے کہ:

اگر مرزا صاحب قادیانی نے ہمارے متعلق یہ الہامی دعا شائع نہ کی ہوتی تو ہم بھی ان کے مرنے سے ان کے کذب پر استدلال نہ کرتے، بلکہ ان کی موت کو معمولی جانتے۔ (مرقع قادیانی اکتوبر ۱۹۰۸ء ص ۲۴)

اور یہ بھی لکھا ہے:

مرزا جی کا اپنا اقرار ہے کہ ثناء اللہ کے ساتھ ہمارا فیصلہ خدائی الہام سے ہے۔ اور خدا نے اس دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے پس اصل مدعا علیہ کے اقرار کے سامنے کسی کا انکار بجوئے نارزد۔ (مرقع قادیانی۔ اکتوبر۔ ص ۳۰)۔

منشی قاسم علی قادیانی دہلوی نے لکھا ہے:

اگر ان ہر سہ دعاوی کا وہ ثبوت جو ملزم پارٹی نے پیش کیا ہے مطابق واقعہ اور صحیح ہے، تو کوئی اور مانے یا نہ مانے لیکن میں تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ فوراً مان لونگا۔ اور اگر ثبوت پیش کردہ ثناء اللہ اینڈ کو بالکل ہی غلط اور واقعات صحیحہ کیخلاف ہے جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں تو کم از کم فریق ثانی سے ہم اتنا چاہتے ہیں کہ وہ اس کو واپس لے کر آئندہ اس ثبوت کے دینے سے شرم کرے۔ اتنا کرنا تو صرف انسانیت کا تقاضا ہوگا ایمان داری کا مقتضا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی صداقت کا اعتراف کریں اور بذریعہ اخبار و رسالوں کے اپنے پیش کردہ ثبوت کے غلط ہونے کا علی رؤس الاشہاد اعلان۔ مگر کیا امید ہے کہ ان میں سے کوئی ایسا کرے گا؟ آج تک کا تجربہ جو ہمیں دیگر مخالفین کی عموماً اور امرتسری مکذب کی نسبت بالخصوص حاصل ہو چکا ہے اس کی بنا پر تو ہمیں امید نہیں۔ اصل حال خدا ہی جانتا ہے۔

الغرض اگر ملزم پارٹی اپنی ہٹ اور ضد سے باز نہ آکر اپنے استدلال کو واپس نہ لے تو ہم چیلنج انعامی پانچ سو روپیہ ثناء اللہ اینڈ کو کو دیتے ہیں کہ ۲۵۔ اپریل و ۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں جو ڈائری متنازعہ ہے جس کی بنا پر تم بقول خود حضرت مسیح موعود کی تکذیب کرتے ہو اور جس الہام کے ذریعہ دعا مسیح موعود کو پیش گوئی بتاتے ہو اور جس کی وجہ سے تم ثنائی انکار مجریہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا فیصلہ مطلوبہ میں اثر انداز نہ ہونا سمجھتے ہو، اگر یہ ثابت کردو کہ ڈائری مندرجہ بدر ۲۵۔ اپریل مع الہام اجیب

دعوۃ الداع ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار دعائیہ سے بعد کی ہے۔ اور ۹ مئی والی ڈائری ۲۶۔ اپریل والے انکار ثنائی سے پیچھے کی ہے، اور الہام مذکور میں کسی آئندہ یا گذشتہ دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے یا کم از کم ڈائری ۲۵۔ اپریل والی اور الہام مذکور کا اشتہار دعائیہ سے کچھ تعلق ہے، تو بہ تفصیل ذیل انعام حاصل کرو۔

- اگر اصل ملزم یعنی امرتسری مکذب ثابت کر دے تو تین سو روپیہ انعام۔
- اگر منگیری حنفی ثابت کرے تو ایک سو پچاس روپیہ۔
- اگر رفعت اللہ شاہجہان پوری ثابت کرے تو پچاس روپیہ انعام۔

اور ثبوت دینے کے واسطے کسی بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں، نہ کوئی نظری دلائل یا بقول مولوی انفسی و آفاقی دلیلوں کی حاجت ہے۔ صرف شائع شدہ کاغذات سے یہ ثبوت دینا ہے جس میں کسی فریق کو کسی قسم کی تحریف یا تبدیل کا موقعہ ہی نہیں۔ یہ تاریخی واقعات ہیں اور آج کسی کے بنائے یا بگاڑے بنتے بگڑتے نہیں جو اخبار اشتہار رسالے ان دعووں کا مدار فیصلہ ہیں وہ مخالف اور موافق سب کے پاس پہلے سے موجود ہیں (قدرت قاسم علی قادیانی سے وہ کچھ لکھوا رہی ہے جو مباحثہ میں شکست کے بعد مرزائیوں نے عذرات کئے۔ کہ سکھ ثالث کو قرآن و حدیث، اور اسلامی اصطلاحات وعلوم سے کوئی واقفیت نہیں تھی اس لئے وہ گمراہ ہوا۔ حالانکہ قاسم علی یہاں کہہ رہا ہے کہ نظری بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں بس جو اخباروں رسالوں میں شائع ہو چکا ہے وہی سامنے رکھ دینا ہے اور یہ صرف تاریخ ہے کوئی نظری بحث نہیں) اس لئے کسی قسم کی تکلیف ثناء اللہ اینڈ کو کو کرنی نہیں پڑے گی فقط اخبار یا اشتہار یا کتاب کا حوالہ لکھ دینا کافی ہوگا جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ

۱۔ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں جو ڈائری متنازعہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی شائع ہوئی ہے وہ اشتہار دعائیہ کے بعد دعا مندرجہ اشتہار مذکور کے متعلق ہوا ہے

۳۔ ۹ مئی کے بدر والی ڈائری ثنائی انکار مجریہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے بعد کی ہے۔

یہاں تک تو واقعات سے دستاویزات شائع شدہ سے ثبوت دیتا ہے اور چوتھی بات

۴۔ یعنی الہام اجیب دعوۃ الداع میں کسی خاص دعا مرزا صاحب کی قبولیت کا وعدہ ہے اس کا ثبوت علمی طریق سے دیتا ہے جو الہام کے لفظوں سے ثابت ہو جائے اب اگر انصاف نہیں تو لوگوں کی شماتت سے ہی ڈر کر چیلنج ہذا قبول کرو، یا

شرافت کا ذرا بھی پاس ہو تو ایک لفظ بھی آئندہ برخلاف حضرت مرزا صاحب قادیانی زبان وقلم سے نہ نکالو۔ کیا باپ بیٹا روح القدس یعنی امرتسری، مہولی، شاہجہان پوری کا اتحاد ثلاثہ جرأت کرے گا کہ ہمارے چیلنج کو قبول کرے۔

سیھزم الجمع و یولون الدبر

الداعی: عاجز قاسم علی احمدی

اڈیٹر اخبار الحق ورسالہ احمدی دہلی ۶ مارچ ۱۹۱۲ء

نوٹ: اس لئے کہ اگر کوئی ان میں سے تیار ہوا، اور وہ انعام موعودہ کا روپیہ پہلے جمع کرانا چاہے، تو ہم اس کی درخواست آنے پر بہت جلد ایسے شخص کے پاس اول ہی روپیہ انعام کا جمع کر دیں گے جس پر فریقین کو اعتماد ہو۔ اس کے متعلق ہر ایک تحریر مطبوعہ ہمارے پاس آوے، بغیر مطبوعہ کا جواب ضروری نہ ہوگا۔

مولوی سرور شاہ مرزائی کا مبلغ علم

موضع پھیروچچی ضلع گورداسپور پنجاب میں جو مناظرہ مابین مرزائیوں اور محمدیوں کے ہوا تھا جس کا ذکر اہلحدیث مورخہ ۱۹ر صفر ۱۳۳۰ھ میں ہدیہ ناظرین کیا گیا تھا اور اوس میں ناظرین سے ہم نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ مفصل حال پھر تحریر کریں گے لہذا آج ہم اوس کے ایفاء کے لئے قلم اوٹھاتے ہیں اور مرزائی پارٹی کے فاضل مولوی صاحب مذکور کا مبلغ علم ظاہر کرتے ہیں مولانا ابوعبدالبر عبدالحکیم صاحب کے مناظر محمدی نے سوال کیا کہ مرزا صاحب کا بیان ہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد ہوگا جو دین کو تازہ کرے گا اور چودہویں صدی کا میں مجدد ہوں۔ تیرہ مجددوں کی کتابیں پیش کرو تاکہ اندازہ کیا جاوے کہ مرزا صاحب کی روش اون کے مطابق ہے یا برعکس کیا وہ بھی ایسا عقیدہ رکھتے تھے اور ایسے ہی قرآنی آیات کی تفسیر کیا کرتے تھے؟

بہت شیخی بھگارتے ہوئے مولوی سرور شاہ نے فرمایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں کیوں کہ آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبله

الرسل سے واضح ہے جیسا کہ دیگر انبیاء فوت ہوگئے اون میں عیسیٰ علیہ السلام بھی آگئے ونیز آیت ماالمسیح بن مریم الآیۃ سے بھی واضح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں ان کا پھر دنیا میں آنا ٹھیک نہیں محض لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر اس دنیا میں آوینگے لہذا حضرت مرزا صاحب نے اس غلطی کو نکالدیا۔ خدا تعالیٰ کو تجدید دین کی ضرورت اوسنے اپنے بندے حضرت مرزا صاحب کو مجدد بنادیا اور اون کے ذریعہ سے دین کو روشن کردیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بعد انتقال کے رسول اللہ ﷺ کے آیت وما محمد الآیۃ پڑھی تو کسی نے اس وقت یہ نہیں کہا کہ عیسےٰ علیہ السلام زندہیں قد خلت سے اونہوں نے یہی سمجھا کہ عیسےٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں لہذا اجماع سکوتی سے بھی وفات عیسےٰ علیہ السلام ثابت ہے۔''

محمدی مولوی صاحب۔ جناب کی تقریر سے تین باتیں ظاہر ہوئیں ایک وفات عیسیٰ علیہ السلام دوسرے یہ کہ اوس کے ضمن میں اوسکا دوبارہ دنیا میں آنا ٹھیک نہیں۔ تیسرا مرزا صاحب بزعم خود مجدد ہیں۔ آپ مستحق جواب کے نہیں جب تک ہمارے سوال کا جواب نہ دے لو یعنی مرزا صاحب سے پہلے جو تیرہ مجدد گذرے ہیں اون کی کتابوں سے نہ دکھا لو کہ اُنہوں نے بھی یہی تفسیر کی ہے، جو کہ مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کی ہے تاکہ فیصلہ ہوجائے یہ مناظرہ کا طریقہ زمانہ خیر میں بھی پایا گیا ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ آپ اصل بات کو ٹلا کر دائیں بائیں جاتے ہیں۔ کیا کریں بھائی میرے ہماری قسمت ہی ایسی ہے ہم نے کتاب نکال کر کوئی نہیں دیکھا تھا آپ کے پیشوا مرزا صاحب کو بھی میں نے یہی سوال لاہور میں بابا چٹو کے مکان میں جب کہ قیام پذیر تھے مجمع عام پیش کیا تھا تو جواب سے محروم رہا صبح کا وعدہ کرکے رات کو چل دیئے ویسے ہی آج ہم اوس سوال کے جواب سے محروم ہیں۔ اس لاہور کے مناظرہ کو تقریبا بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہوگیا ہے اچھا تاہم آپ کی تقریر میں جو سوال ہیں اون کا جواب بطور احسان دیتے ہیں ذرا غور سے سنئے جناب مولوی صاحب خلت کے معنی موت کے کس لغت میں آئے آیا کس محدث نے یہ معنی کئے ہیں یا کسی مفسر نے خلت کے معنی موت کے صحابہ تابعین تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین سے کس نے کئے اس کا بیان کرنا آپ کے اوپر ضروری ہے یہ جو آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

نے یہ آیت پڑھی اور کسی صحابی نے یہ نہیں سمجھا کے عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔اجی جناب صحابہ رضی اللہ عنہم نے زندہ نہیں سمجھا یعنی عیسےٰ علیہ السلام کو۔آپ کی تفسیر ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے کہ عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں کیوں کہ وہ تو خلت کے معنی موت کے سمجھتے ہی نہیں تھے وہ قرآن شریف کو خوب سمجھتے تھے لیجئے ابھی ہم آپ کو قرآن شریف سے ہی جواب دیتے ہیں اور اودھار کا کام نہیں

اذا لقوا الذين آمنوا قالو اٰمنا واذا خلوا الى شياطينهم ..الآية

(البقرة:١٤)

کیا مولانا صاحب! اس جگہ آپ کیا معنی کرینگے، یہی نہ؟

اور ملتے ہیں اون لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب مرتے ہیں طرف سرداروں اپنوں کے'' الآیۃ۔

تو لگتے ہاتھ اور لیجئے۔اسی پارہ اول میں ہے

واذا لقوا الذين اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلا بعضهم الى بعض قالوا اتحدثونهم.. الآية (البقرة:٧٦)

اس جگہ بھی آپ کی منشاء کے مطابق ترجمہ کرنے سے یوں ہونا چاہئے ''اور جب ملتے ہیں اون لوگوں کو جو ایمان لائے کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب مرتے ہیں بعضے اون کی طرف بعض کے کہتے ہیں کیا کہہ دیتے ہو تم اون سے'' الآیہ۔اللہ کے بندے کیوں قرآن شریف کو بگاڑتا ہے اور تفسیر بالرائے کرکے بڑے گھر کی جو خدا تعالیٰ نے تفسیر بالرائے کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھا ہے سیر کرنے کے لئے آمادہ ہے یا درہے خلا کے موت کے نہیں بلکہ علیحدہ ہوجانے کے جدا ہونے کے ہیں۔اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ عیسےٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔باقی آپ کے اوس سوال کا جواب یعنی اون کا پھر اس دنیا میں آنا ٹھیک نہیں۔آپ کے پیشوا کی کتاب سے ہی دکھاتے ہیں۔لیجئے مرزا صاحب نے فرمایا ہے

''عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آوینگے کل روئے زمین پر اسلام کو پھیلاوینگے۔'' (براہین احمدیہ)

باقی جو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تجدید دین کی ضرورت ہوئی۔ اوس نے اپنے بندے حضرت مرزا صاحب کو مجدد بنادیا اور دین روشن کردیا۔ اجی جناب کیا روشن کیا؟ یہی نہ؟ بھنگی ڈھیڈھ چمار دیہات کے دیہات عیسائی تثلیث پرست ہوگئے۔ اگر معلوم نہیں تو زمین پر سیر کر کے ملاحظہ فرمالو کسی جگہ غیر اسلام والوں کو مرزا صاحب اسلام پر نہ لائے۔ مرزا صاحب کو مسیح موعود کا لقب دینا بالکل بے محل بات ہے چونکہ آیت وان من أهل الكتاب الا ليؤمنن به ..الآية. میں اس بات کا ثبوت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے اہل کتاب ایمان لے آویں گے حالانکہ وہ زمانہ ابھی تک نہیں آیا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کا سامنے ہی یہود ایمان لائے۔ اگر مرزا صاحب بزعم شما مسیح موعود تھے۔ تو یہود ایمان لے آتے سو یہ اظہر من الشمس ہے کہ وہ زمانہ ابھی تک نہیں آیا بلکہ آنے والا ہے۔ اس کا جواب سرور کائنات نے نہیں دیا اہل حق کے سامنے اونکا مبلغ علم ظاہر ہوگیا۔ فاضلیت دہری دہرائی رہ گئی اخیر میں ایک اور سوال مرزا صاحب کی کتاب سے کیا جس میں مرزائی انکاری ہوئے کہ ہماری کتاب میں نہیں ہے تب اون کو کتاب سامنے رکھ کر دکھادیا تب ناطقہ بند ہوگیا۔

موضع پھیرو چیچی میں جو مرزا صاحب کا حواری رحمت علی ہے اوس نے یہ کلمہ موضع بھٹیاں میں مولوی عبدالحکیم صاحب کے سامنے کہا تھا کہ مولوی صاحب! مناظرہ میں اگر ہمارے مولوی لاجواب بھی ہوجائیں گے اِدھر کا کعبہ اودھر آجائے تو بھی میں مذہب مرزائی نہ چھوڑونگا۔ مرزائیو! سچ ہے نہ؟ کل اناء يترشح بما فيه اسی ہٹ پر مرزا صاحب آنجہانی دارفانی سے چل بسے اور اپنے الہامات کی طرح طرح کی تاویلیں کیں جن کو سمجھدار آدمی نہیں مان سکتا اور نکاح آسمانی کی حسرت دل میں لے گئے جیسا ہمارے ایک قومی شاعر نے کہا ہے۔

نکاح آسمانی کا کیا اعلان مریدوں میں
ولیکن اس نکاح کی بھی رہی حرص وہوا باقی
نکاح آسمانی سے رہا محروم بے چارا
وہ دل میں لے گیا حسرت الیٰ یوم الجزاء باقی

غرض اوس کی ہوئی نہ پیشگوئی ایک بھی پوری
کہ اس میں مطلقا یارونہ تھا صدق وصفا باقی
صداقت کا نشاں اوس میں نہ تھا حلفاً میں کہتا ہوں
رہا دنیا میں اب اس سے ہے کذب وافترا باقی

امید ہے دیگر اڈیٹران اخبار اس مراسلہ کو اور اس مراسلہ کو جو ۱۹/صفر ۱۳۳۰ھ کے پرچہ اہلحدیث امرتسر میں بسرخی مرزائیوں کو شکست درج ہے درج اخبار فرما کر ممنون فرماویں گے۔

(ابوسعید محمد شریف عفی عنہ)

(اہل حدیث جلد ۹۔ نمبر ۲۴۔ مورخہ ۲۳/ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲/اپریل ۱۹۱۲ء ص: ۷-۸)

قادیانی بیعت سے توبہ

جناب من مخدوم مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب دام حفظہ۔ السلام علیکم ماوجب ومسنون کے بعد گذارش ہے۔ کہ

آپ چونکہ حامی دین محمدی ہیں۔ اور میں آپ کو اسلام کا سچا خیرخواہ جانتا ہوں اس واسطے تحریر کرتا ہوں کہ ہمارے رسالہ میں تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ دو شخصوں نے مرزائی مذہب اختیار کرلیا تھا۔ جن میں سے ایک تو توبہ تائب کر کے اوس مذہب سے دوسرے ہی روز واپس دین محمدؐ میں داخل ہوگیا۔ اور قادیان میں بھی لکھدیا کہ میرا نام مرزا صاحب کے مریدوں سے خارج کردیا جاوے۔

آج علی محمد (دوسرا شخص جو اہلحدیث کا خریدار بھی ہے) نے بھی استغفار کیا ہے۔ اور خلیفۃ المسیح کے پاس اپنا نام مریدوں کی لسٹ سے خارج کرانے کے واسطے لکھدیا ہے۔ جس کی نقل مطابق اصل آپ کے پاس روانہ کرتا ہوں۔ کہ آپ مہربانی کر کے اس کو اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیویں تاکہ اس کے بارہ میں جو دوسرے مرزائی یہاں پر ہیں ان کو شک کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ اور مرزا صاحب کے بارہ میں آپ کے

کارخانہ میں اگر کوئی کتاب ہووے تو اون کی فہرست ارسال فرمادیں۔ کہ انتخاب کرنے کے بعد آپ سے وی پی منگائی جاویں۔ تاکہ کسی آئندہ موقعہ پر ان حضرات کو پورا پورا جواب دیا جاسکے۔ والسلام

بندہ: محمد حسین کلرک از رہا۔

اقرار مقر: مولوی صاحب السلام علیکم! اس ہفتہ کا پرچہ بدر وصول ہوا۔ اس میں جو ایک صالح لڑکی کی (پیشگوئی) جواب درج تھی جس کا آخری فقرہ ''جو محمد ﷺ اور مرزا صاحب میں فرق کرے گا وہ کافر ہے۔'' اس پر لوگوں نے مجھ کو بہت مجبور کیا کہ اگر یہ ہم پر کفر کا فتویٰ نہیں ہے تو اَور کیا ہے جو کہ میرا دل مان گیا اور اس کے علاوہ بھی چند ایک وجوہات پیش کیں۔ جن سے میں مجبور ہو گیا ہوں کہ کیوں اس قدر مخلوق حدا امت محمدی کو اسلام سے خارج کیا جاتا ہے۔ اور مجھ کو یہ بھی کہا گیا کہ اگر تم سے قیامت کے روز خداوند کریم سے حضرت عیسیٰ کی بابت باز پرسی ہوگی۔ تو ہم جواب دینگے۔ لہذا میں آپ کی بیعت سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اور آپ اپنی جماعت احمدی سے میرا نام خارج کردیں۔ مجھے محمدی جماعت کافی ہے۔'' دستخط بندہ محمد حسین کلرک رسالہ نمبر ۱۷۔

محمد علی عفی عنہ کوارٹر ماسٹر کلارک رسالہ نمبر ۱۷۔ بریلی۔ ۱؍مارچ ۱۹۱۲ء۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۲ء ص:۸-۹)

قادیانی مباحثہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن سے واقفیت رکھنے والے احباب سے مخفی نہوگا کہ بعد انتقال کرنے اعلیٰ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے اس جماعت سے ہمارا روئے سخن کرنا ایک معنی سے بے فائدہ ہے مگر اس خیال سے کہ اس فرقہ کی تحریرات سے بعض ناواقف مسلمان دھوکہ کھاجاتے ہیں۔ یا دھوکہ کھانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے۔

عرصہ سے قادیانی جماعت کے جوشیلے ممبر قاسم علی دہلوی ہم کو مباحثہ کے لئے چیلنج دیتے ہیں جس کو دیکھ کر بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

جن کے پیرو مرشد، مہدی اور مسیح کو مباحثہ کی طاقت نہوئی یہاں تک کہ جب اون کے بلانے پر ۱۰-جنوری ۱۹۰۲ء کو میں قادیان پہونچا تو حضرت صاحب گھر سے بھی باہر تشریف نہ لائے اور اندر ہی اندر سے لکھدیا کہ ہم نے خدا کے ساتھ مباحثہ نہ کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اُسی جماعت کے ایک نئے ممبر آج ہمارے سامنے آتے ہیں نہ صرف آتے ہیں بلکہ چیلنج دیتے ہیں۔ مباحثہ کس مضمون پر؟ مرزا صاحب کے اشتہار پر جو اونہوں نے ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو میری موت کے متعلق دیا تھا جس کے اونہوں نے تین فقرے کئے ہیں:

(۱) ۱۵-اپریل کا اشتہار مرزا صاحب نے بحکم خداوندی دیا تھا۔

(۲) خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری دعا قبول فرمالی۔

(۳) مرزا صاحب کے مرید کہتے ہیں یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔

اب ان تینوں فقرہ میں سے دراصل اول یا فقرہ دوم ہی ان سب مباحثات کی روح ہے۔ فقرہ ۳ تو بالکل اجنبی اور زائد چیز ہے۔ فقرہ اول یا دوم ثابت ہوجائے تو بس وہی کافی ہے۔ تیسرے پر بحث کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ خیر اس کا یہاں خاص ذکر نہیں۔

اس بحث کے لئے منشی قاسم علی نے بڑی سوچ بچار کے بعد اپنے مفید مطلب ۱۶ شرطیں مقرر کیں جن کو ہم نے اہلحدیث یکم مارچ میں ایک ایک کر کے منظور اور بعض کو ترمیم کیا۔ مگر اونہوں نے ہماری کوئی ترمیم نہ مانی خود اسی سے ثابت ہوسکتا ہے کہ اون کی نیت میں کہاں تک صداقت ہے۔ کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر مل سکتی ہے کہ ایک فریق ۱۶-شرطیں تجویز کرے اور دوسرا اون میں ذرہ بھی ترمیم نہ کر سکے۔ یا للعجب۔

آخر کار جب ہم نے دیکھا کہ فریق ثانی پہلو بچانا چاہتا ہے تو بحکم "...بدو بائد رسانید۔" اہلحدیث مورخہ ۲۹/مارچ میں ہم نے صاف لکھ دیا کہ آپ کی

جملہ شرائط منظور۔ مگر منشی صاحب نے اس پر بھی قناعت نہ کی اور اس کی تفصیل چاہی۔

بڑی اڑ کی شرط یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ منصف فیصلہ میں حلف اوٹھائیں۔ میں کہتا ہوں یہ اون کی منظوری پر موقوف ہے۔ میں کیسے کہدوں کہ وہ حلفیہ فیصلہ دیں گے مگر منشی صاحب مصر ہیں اس لئے میں آج ایک آخری تحریر نہایت ہی منصفانہ لکھتا ہوں۔ امید ہے اس سے کسی کو بھی اختلاف نہ ہوگا۔

(۱) منصفوں کی صورت یہ ہوگی کہ ایک میری طرف سے ایک آپ کی طرف سے۔ تیسرا کوئی غیر مسلم دونوں فریق کی راء سے ہوگا۔ یہ تینوں صاحب منصف بھی ہونگے اور صدر جلسہ بھی۔ کل کام ان کے فیصلے سے ہونگے۔ مسلمان اپنے میں حلف اوٹھائیں گے۔ غیر مسلم کو آپ نے بھی حلف سے مستثنیٰ رکھا ہے۔

(۲) وقت تحریر پرچہ اور سنانے کا زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ ہوگا۔

(۳) داخلہ مجلس میں فریقین کے پچاس ساٹھ سے زیادہ نہوں گے یعنی ہر فریق کے پچیس تیس آدمی علاوہ منصفان ومناظران کے ہونگے۔ باقی سب منظور۔

یہ شرائط دراصل کوئی نئی نہیں بلکہ آپ ہی کی شرائط میں خفیف سی ترمیم ہے۔ اگر آپ کو یہ ترمیم منظور نہو تو یہ فیصلہ بھی منصفوں کے ہاتھ دیدیا جائے۔

پس آپ اس تحریر کو دیکھتے ہی تین روز کے اندر لودہانہ پہونچ جائیں اور حسب اعلان مبلغ تین سو روپیہ معتبر امین کے پاس رکھ دیں، بایں دستاویز کہ جس فریق کے حق میں فیصلہ ہو اوس کو دے دیا جائے۔ اب زیادہ طول دینے کی حاجت نہیں، نہ کسی مضمون کے چھاپنے کی۔

غالباً ۱۲-اپریل کے دن یہ پرچہ آپ کو ملے گا۔ پس آپ اوسی روز اپنی روانگی کے مجھے اطلاع دیں اور پیر کے روز ۱۵-اپریل تک لودہانہ پہونچ جاویں۔ اگر نہ پہونچے یا مجھے اطلاع نہ دی تو سمجھا جائیگا کہ آپ کی نیت میں صداقت نہیں۔

اس مضمون کے متعلق ہماری یہ آخری حیلہ شکن تحریر ہے۔ آئندہ اللہ اعلم۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۲ء ص: ۱۰-۱۱)

فتح قادیان پر حصول غنیمت

حبابِ بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اوٹھاتا ہے
تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ابھی کل کا ذکر ہے کہ ۱۶ ؍فروری کو اخبار الحق دہلی کے اڈیٹر صاحب منشی قاسم علی نے ہمیں چیلنج دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اشتہار مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کے متعلق ہم سے بحث کرلو۔ بحث میں منصف ہوں گے اگر کثرت راء سے آپ کے حق میں فیصلہ ہوا تو ہم آپ کو یک صد روپیہ انعام دیں گے۔ ادھر سے قبولیت میں ذرہ دیر ہوئی تو رقم انعامی اَور بڑھی یہاں تک کہ تین سو روپیہ تک ترقی ہوئی۔ منشی صاحب ایسے مباحثہ کے شائق تھے کہ شرائط بھی خود ہی تجویز کئے جو تعداد میں ۱۶ تھے۔ مقام مباحثہ بھی خود ہی (لودہانہ) مقرر کیا۔ لاچار ادھر سے بھی ہاں میں جواب دینا پڑا۔ چنانچہ ۱۲ ؍اپریل کی اہلحدیث میں نوٹس دیا گیا کہ آپ کی تجویز منظور۔ پس آپ ۱۵-اپریل تک لودہانہ پہنچ جائیں۔ ۱۲ ؍اپریل کو میں بغرض شرکت شوریٰ اہلحدیث کانفرنس دہلی میں گیا تو منشی قاسم علی صاحب نے میری خبر پاکر وہیں مجھ کو رقعہ لکھا کہ آپ کے اعلان کے مطابق میں ۱۵ ؍اپریل کو لودہانہ پہونچ جاؤنگا۔ میں نے بھی تیاری کی اتیوار کی صبح کو ۱۰ بجے امرت سر پہونچا۔ سامان مناظرہ (کتب وغیرہ) لے کر ۱۵-اپریل کو میں بھی لودہانہ پہونچ گیا جاکر سنا کہ قادیانی پارٹی بغلیں بجاتی اور اُچھلتی کودتی ہے کہ ۱۵ ؍کی شام ہونے کو ہے ہمارا ہیرو (منشی قاسم علی) آگیا۔ ثناء اللہ نہیں آیا۔ یہ سن کر مجھے ان لوگوں کی اخلاقی حالت پر رحم آیا۔ کہ یہ لوگ سبک رو ہیں اتنا بھی نہیں جانتے کہ جو شخص جناب مرزا صاحب قادیانی کی دعوت پر قادیان چلا گیا اور اتنا بھی نہ ڈرا کہ قادیان میں نہ میرے رہنے کی جگہ ہے نہ سہنے کی نہ کوئی دوست ہے نہ خیر خواہ تاہم وہ پہونچا اور اچھی طرح پہونچا۔ جس کے مقابلہ میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب حرم سرا میں چھپ گئے

اور یہ بہانہ کیا کہ میں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ کسی سے بحث نہیں کرونگا۔ کیا سچ ہے

زاہد ندانشت تابِ جمال پری رخاں
کنجے گرفت وترسِ خدارا بہانہ ساخت

تو کیا ایسا شخص مرزا صاحب کے کسی مرید سے ڈر کر لودہانہ جیسے آباد شہر میں نہ آئیگا جہاں اوس کے دوست احباب بھی بکثرت بلکہ آنے کے متمنی۔ خیر یہ تو ان کی معمولی اوچھ پن کی باتیں ہیں جو جناب مرزا صاحب قادیانی میں بھی افسوس کے ساتھ ہم پاتے ہیں۔

بہرحال ۱۶ تاریخ سرپنچ کے تقرر میں گذری ۱۷-کو بموجودگی منصفان ۳ ر بجے بعد دوپہر مباحثہ شروع ہوا۔ مصنف تین تھے۔ ہماری طرف کے جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور اُن کے طرف کے منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروز پو، راور سرپنچ جناب سردار بچن سنگھ صاحب بی اے گورنمنٹ پلیڈر۔ لودہانہ تھے۔

زیر بحث تین امر تھے:

(ا) ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب قادیانی نے دیا تھا۔

(ب) خدا تعالیٰ نے دعاء مندرجہ اشتہار مذکور کی قبولیت کا الہام کر دیا تھا۔

(ج) احمدی، مرزا صاحب کی دعاء کو قبول شدہ نہیں مانتے۔

ان دعووں میں سے اخیر کا دعویٰ فریق ثانی نے خود ہی چھوڑ دیا باقی دو دعووں میں میں مدعی تھا۔ اس لئے میرا ہی اول اور میرا ہی اخیر پرچہ تھا۔ کل پرچے پانچ تھے تین میرے اور دو اُن کے۔ یہ بھی فریق ثانی ہی کی تجویز تھی مگر افسوس کہ منشی قاسم علی نے اپنی ہی تجویز کردہ شرائط کا سخت خلاف کیا۔ باوجودیکہ پانچ پرچے ختم ہوکر مصنف اپنی اپنی جگہ فیصلہ نویسی میں مشغول بھی ہوگئے تاہم فریق ثانی نے ایک چھٹا پرچہ سرپنچ صاحب کے پاس بھیج دیا جس کا نام رکھا ضروری یادداشتیں۔ سرپنچ صاحب نے جب وہ پرچہ مجھے دکھایا تو میں حیران رہ گیا۔ کہ اللہ اکبر ایک ایسی جماعت کا شخص جس کا دعویٰ ہے اسلام کا سچا نمونہ ہمارے سوا دنیا میں کہیں نہیں مل سکتا۔ اوسی معزز جماعت کا ایک موقر شخص بلکہ ایک معنی میں لیڈر اور کارکن جس کو قادیانی اخبار مقابلہ مقابلہ میں ''شیر اسلام'' کے نام

سے یاد کریں وہ ایسی خلاف معاہدہ حرکت کرے تو باقی افراد کی بابت یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

فریق ثانی کی بے اعتدالیاں اسی پر ختم نہ تھیں بلکہ اور بھی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے میر مجلس جن کا نام دوسرے لفظوں میں ''منصف'' تھا وہ بھی اپنے منصب کو یا تو سمجھے نہیں تھے یا ادا نہیں کرتے تھے یا کرنا نہ جانتے تھے۔ منشی قاسم علی نے پہلے پرچہ میں ایک عبارت پڑھی میں تاڑ گیا کہ تحریر نہیں ہوگی۔ چنانچہ پرچہ لے کر تقاضا کیا کہ فلاں فقرہ جو آپ نے پڑھا تھا اوس پر خط کھینچ دیجئے۔ جواب ملا کہ وہ زبانی پڑھا تھا۔ میں نے استغاثہ کیا کہ شرط ہے کہ جو کوئی بولے تحریر میں آوے۔ اس خلاف ورزی پر معافی مانگی جائے تو فریق ثانی کے میر مجلس نے جن کا دعویٰ ہے کہ میں تمام وقت خدا سے دعا کرتا رہا کہ مجھے توفیق عنایت فرما کہ میں اپنے فرض منصبی کو انجام دے سکوں۔ باوجود اس کے جب میں نے استغاثہ کیا تو وہی صدر صاحب کہتے ہیں کہ اس سے چشم پوشی کیجئے یہ ہیں ہماری اس مقدس جماعت کے مناظر اور یہ ہیں ہماری پاک جماعت کے صدر جو خود اپنی ہی تجویز کردہ شرائط کو آپ ہی غلط قرار دیں۔

لطیفہ: شائد کہہ دیں کہ خداوند تعالیٰ کی بھی یہی صفت ہے یمحو الله ما یشاء ویثبت اوسی طرح ہم بھی بحکم تخلقوا باخلاق الله مامور ہیں کہ جس شرط کو چاہیں عمل میں لاویں جس کو چاہیں رد کریں اٰمنا وصدقنا۔

خیر ان شکایات کی تفصیل کی یہ جگہ نہیں اس لئے ہم اس شکایت کو کسی اَور محل پر چھوڑتے ہیں۔ یہاں بطور نمونہ اپنا پہلا پرچہ نقل کرتے ہیں۔ جو یہ ہے:

بیان مدعی پرچہ اول

بسم الله الرحمن الرحيم

صاحبان! مرزا صاحب نے ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا جس کی پیشانی پر لکھا ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔'' اس کے اندر یہ دعا کی:

"اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔

میں تیرے تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اوٹھا لے۔"

اس دعا کے بعد جناب ممدوح (مرزا قادیانی) نے یہ لکھا کہ

"اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے دو دفعہ فیصلہ کا لفظ لکھا ہے۔ فیصلہ بھی کسی ذاتی معاملہ کا نہیں بلکہ اس معاملہ کا جس کے لئے بقول ان کے خدا نے ان کو مامور کیا تھا۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:

"چونکہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں۔"

اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا سلسلۂ رسالت والنبوت میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے؟ کہ کسی نبی یا مامور نے کسی معاملہ الٰہیہ میں از خود ایسی تحدی اور فیصلہ کی صورت شائع کی ہو جس کی تحریک خدا کی جانب سے نہ ہو ہرگز اس کی نظیر نہیں ملتی اس لئے کہ اس قسم کے فیصلہ کا اثر اس مشن پر ہونا ہوتا ہے۔ جس کی تبلیغ کے لئے نبی کو خدا مامور کر کے بھیجتا ہے۔ چنانچہ جناب ممدوح اسی اشتہار میں لکھتے ہیں

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔"

(مہربانی سے منصف صاحبان سارا اشتہار ایک دفعہ پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں) کوئی ایسا معاہدہ یا اعلان کوئی نبی خدا کی تحریک کے بغیر نہیں کرسکتا جس کا اثر اس کے اس مشن پر پڑے جس کے لئے وہ مامور ہو کر آیا ہو۔ قرآن مجید میں اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے

بہت سی آیات ہیں منجملہ یہ ہیں:

(۱) ماکان لرسول أن یاتی بآیة الا باذن الله (الرعد:۳۸)

(۲) لوتقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منه بالیمین

(الحاقة: ۴۴۔۴۵)

(۳) لیس لك من الأمر شئ

(۴) ان الحکم الا لله (الانعام:۵۷)

(۵) ان اتبع الا مایوحی الیّ (الاحقاف:۹)

(۶) وماینطق عن الھوی۔ ان ھوالا وحی یوحی (النجم: ۳۔۴)۔

وغیرہ۔

ان آیات میں جو پچھلی آیت ہے، صرف قرآن مجید ہی کی آیت نہیں بلکہ جناب مرزا صاحب کا الہام بھی ہے۔ ملاحظہ ہو اربعین نمبر۲، صفحہ ۳۶ سطر ۲۱۔ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۶ سطر ۳۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دینی معاملہ میں کوئی بات خدا کی وحی کے بغیر نہیں کہتے جو کچھ وہ لکھتے ہیں وہ خدا کی وحی ہوتی ہے یہی معنی اس فقرہ کے بصورت الہام مرزا صاحب ہوں گے کہ مرزا صاحب کسی دینی معاملہ میں خدا کی تحریک کے بغیر نہیں بولتے۔ مختصر یہ ہے کہ مامور بحیثیت مامور مجبور ہے کہ کوئی بات دینی معاملہ میں ایسی نہ کہے، خصوصاً کسی امر کو کفر اور اسلام میں فیصلہ کن قرار نہ دے، جب تک خدا کی اجازت نہ ہو۔ یہاں تک تو میں نے عموماتِ قرآنیہ اور الہامات مرزائیہ سے استدلال کیا ہے۔ اب میں خصوصاً اس اس امر کے متعلق عرض کرتا ہوں جس میں نزاع ہے۔ جناب مرزا صاحب نے پندرہ اپریل کو اشتہار مذکور شائع کیا ۲۵/اپریل کے اخبار بدر میں ان کے الفاظ یہ شائع ہوئے:

''ثناء اللہ: (مرزا صاحب قادیانی نے) فرمایا زمانہ کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور

رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع۔
صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے، باقی سب اس کی شاخیں۔''

ان الفاظ سے میرے دونوں دعوے ثابت ہوتے ہیں۔

(الف) اس دعا کی بنیاد خدا کی طرف سے تھی جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہنا زیبا ہے کہ خدا کے مخفی حکم اور منشا سے تھی۔

(ب) اس دعا کی قبولیت کا وعدہ تھا۔ اگرچہ اثبات مدعا کے لئے اتنا ہی کافی ہے مگر میں اس کو ذرا اور تفصیل سے بتلانا چاہتا ہوں۔

مرزا صاحب کا عام طور پر الہام ہے کہ مجھے خدا نے فرمایا ہے

اجیب کل دعائك الا فی شرکائك (۷)۔

یہ بھی دعویٰ ہے کہ میرا بڑا معجزہ قبولیت دعا ہی ہے۔ چنانچہ ان کے آرگن رسالہ ریویو بابت مئی ۱۹۰۷ء سے نقل کرتا ہوں۔

''حضرت مسیح موعود (مرزا) دعا کی قبولیت کا ایک ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں جو آج دنیا بھر میں کسی مذہب کا کوئی ماننے والا پیش نہیں کرسکتا اور وہ ثبوت یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے ہیں اور اس دعا کا جواب پاتے ہیں اور جو کچھ جواب میں ان کو بتایا جاتا ہے اس کو قبل از وقت شائع کردیتے ہیں۔ پھر ان شائع شدہ امور کے بعد کے واقعات تائید کرتے ہیں اور یہ تائید ایسی ہوتی ہے کہ جس پر کوئی انسانی کوشش اور منصوبہ پہونچ نہیں سکتا۔ اور ایسے ہی اعجازی اور خرق عادت طور پر وہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے وہ مدت سے اس بات کو شائع کررہے ہیں کہ انکے منجانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔'' (صفحہ ۱۹۲)

ہاں اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب کے اشتہار پندرہ اپریل میں یہ فقرہ بھی ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت مرزا صاحب کو اس تحریک الٰہی کا علم نہ تھا۔ جس نے مخفی طور پر ان کے قلب پر یہ اثر کیا تھا جس وقت اونھوں نے یہ اشتہار دیا۔ لیکن بعد میں جب اُن کو خدا کی طرف سے بتلایا گیا تو انہوں نے اعلان کیا تو اس کی بنیاد خدا کی طرف سے ہے۔ میری اس تطبیق کی

قطعی دلیل مرزا صاحب کی وہ تحریر ہے جو میرے خط کے جواب میں بذریعہ ڈاک میرے پاس پہونچنے کے علاوہ اخبار بدر ۱۳ر جون ۱۹۰۷ء میں چھپی تھی، جس میں یہ الفاظ ہیں:

مشیت ایزدی نے حضرت حجت اللہ (مرزا صاحب) کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اَور طریق اختیار کیا"۔ (ملاحظہ ہو اخبار بدر قادیان مذکور صفحہ ۲ کالم اول)

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ اس دعا کی تحریک ان کے دل میں خدا نے کی تھی۔ یہی معنی ہیں خدا کے حکم سے ہونے کے ممکن ہے کہ اس وقت جناب ممدوح کو اس کا علم نہوا ہو عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا براہین احمدیہ ملاحظہ ہو۔ اس لئے ممدوح نے تحریر اول میں نفی فرمائی لیکن بعد کے الہامات اور اعلامات خداوندی سے ان کو معلوم ہوا کہ اس کی تحریک خدا کی طرف سے تھی اور اس کی قبولیت کا وعدہ بھی تھا تو اُنہوں نے کھلے الفاظ میں اظہار کیا کہ اس کی بنیاد خدا کی طرف سے ہے بلکہ اس کی قبولیت کا الہام بھی شائع کیا اجیب دعوۃ الداع۔ اس کا مطلب یہ ہے قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے۔ میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔

مرزا صاحب کی توجہ پر یہ الہام ہونا اس بات کی صاف دلیل ہے کہ جناب موصوف کو اس دعا کی قبولیت کا الہام قطعی ہو چکا تھا مسلمانوں کے اعتقاد میں الہام بالفاظ قرآنی ہو تو بہت زیادہ قوت رکھتا ہے بہ نسبت دیگر الفاظ کے الہام مذکور چونکہ الفاظ قرآنی میں ہے اس لئے قطعی قبولیت کو ثابت کرتا ہے۔

فریق ثانی کو میری یہ تطبیق پسند نہو تو اس اثبات ونفی میں تطبیق دینا ان کا فرض اولی ہے کیوں کہ وہ مرزا صاحب کے مصدق ہیں اور قرآن مجید میں غلط الہامات کی علامت یہی مذکور ہے کہ ان میں نفی اثبات کا اختلاف ہوتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قائل ایک کلام میں کاذب ثابت ہوتا ہے۔ پس فریق ثانی کا بحیثیت مصدق فرض ہے کہ اس اختلاف میں بپابندی قواعد علیہ واصول مسلمہ محدثین ومبصرین تطبیق دے۔"

ابوالوفاء ثناء اللہ بقلم خود۔

سرپنج صاحب کا مفصل فیصلہ تو بہت بسیط ہے مختصر بوقت برخواست اجلاس جو

انہوں نے دیا یہ ہے کہ:

میری رائے ناقص میں حسب دعویٰ مرزا صاحب قادیانی

(۱) ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا۔

(۲) خدا نے الہامی طور پر یہ جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمائی۔

اس فیصلہ کی ایک نقل ہم کو ایک فریق ثانی کو، تیسری امین صاحب کو دی گئی تا کہ وہ اس کو دیکھ کر رقم امانت مجھے دیدیں۔ چنانچہ رقم مذکور امین صاحب (جناب مولوی محمد حسن خانصاحب) سے ہم نے وصول کر لی۔

اس مختصر مگر معنی خیز فیصلہ نے فریق ثانی پر کیا اثر کیا؟ اس کا پورا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہوگا۔ ہاں ظاہری طور پر جو محسوس ہوسکتا یہ یہ تھا کہ منشی قاسم علی صاحب اور اُن کے ساتھی لودہانہ سے نکلتے ہوئے لودہانہ یا اوس مکان کو جس میں وہ فروکش تھے مخاطب کر کے کہتے تھے

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۲۷۔ مورخہ ۱۴ر جمادی الاول ۱۳۳۰ھ مطابق ۳ر مئی ۱۹۱۲ء ص:۱-۴)

قادیانی فتح پر حقانی مبارک

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولانا ابومحمد عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دہلی کے مشاہیر علماء میں ہیں۔ آپ کو خاکسار کے ساتھ خاص محبت اور نظر شفقت ہے آپ کے کلام میں ایک قسم کی شیرینی ہوتی ہے۔ فتح قادیان کے مبارک کا گرامی نامہ اس قابل ہے کہ ناظرین بھی اس سے حظ اوٹھائیں۔ مولانا موصوف فرماتے ہیں:

"مولانا! السلام علیکم! فتح مبارک۔ بھائی جب ڈگری پائی ہوگی اور جج نے کہا ہوگا کہ تم جیتے۔ لو تین سو روپیہ لو، تو اس وقت آپ نے برا رومال بچھا دیا

ہوگا۔ اور کھنکارتے ہوئے گھر لائے ہوگے۔ اور آ کر یاروں کے آگے رومال دے پٹکا ہوگا کہ یار یہ لو غنیمت۔ یہ بحرین کی پہلی فتح ہے۔

سدا اسی طرح فتح پاتے رہو اور فریق مخالف کی جرأت سے عبرت پکڑو ہمیشہ کام کرو اللہ کے واسطے خالص نیت سے سوچ سمجھ کر کرو بیمار ہوں مشکل سے چار سطریں لکھی ہیں۔''

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبدالحق حقانی کے خطاب میں لکھتے ہیں:

خدا آپ کو صحت عاجلہ کاملہ عطا فرماوے بالکل تھوڑی سی رقم تھی یعنی کل بیس پونڈ جو چھوٹی سی مٹھی میں آ گئے رومال کی کیا حاجت؟ ہاں وہ انعام جو جناب مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں میرے لئے رکھا تھا حاصل ہو جاتا تو یاروں کے گل چھرے خوب ہوتے گو وہ بھی کوئی بڑی رقم نہ تھی کل ''ایک لاکھ پندرہ ہزار'' (اعجاز احمدی، صفحہ ۲۳) جس کے وصول کرنے کو حسب شرط خاکسار قادیان شریف بھی پہونچا۔ آہ

اوس نقش پا کے سجدے نے یاں تک کیا ذلیل
میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل چلا

مگر مرنے والا استاد بھی بلا کی نگاہ رکھتا تھا اوس نے ایک ہی سنائی کہ میں نے خدا کے ساتھ وعدہ کر لیا ہے کہ علماء سے بحث نہیں کرونگا۔ کہاں کیا؟ عالم بالا میں پھر بلایاں کیوں تھا؟ یونہی آزمانے کو۔ آہ

کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اوس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

توقع ہے مولانا دعاء اخلاص سے یاد فرماتے رہیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۲۸۔ مورخہ ۲۱ رجمادی الاول ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۰ رمئی ۱۹۱۲ء ص: ۶)

شکریہ احباب بر فتح قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں؛

جن حضرات نے خاکسار کو اس فتح پر مبارک بادی کے خطوط تار اور پیغام بھیجے ہیں گو یہ کام سب کا مشترک ہے اس لئے مبارکبادی کے مستحق سب مسلمان ہیں تاہم یہ خادم اون کی اس ہمدردی کا شکرگذار ہے۔

جن حضرات نے مال غنیمت میں حصہ مانگا ہے۔ چونکہ مذاق دوستانہ اور محبت ہی مانگا ہے اس لئے اون کے اس سوال کا بھی شکرگذار ہوں۔ لیکن ان صاحبوں نے بھی چونکہ کمال یگانگت سے سوال کیا ہے اس لئے میں بھی کمال صداقت سے عرض کرتا ہوں کہ کسی مہذب ملک کا جرنیل کوئی ملک فتح کر کے آتا تو اوس کی قوم اس سے غنیمت کا حصہ نہ مانگتی بلکہ اپنی طرف سے اوس کو خلعتیں دیتی اور نچھاور کرتی۔ کیا یہ ٹھیک نہیں کہ فتح قادیان کا اثر تمام مسلمانوں کے حق میں برابر ہے اور خوشی میں سب شریک ہوئے پھر اپنے ایک سپاہی سے معمولی حصول غنیمت میں حصہ بٹانے کا سوال اینچہ بوالعجبی ست۔

خیر یہ تو ایک مذاق دوستانہ ہے۔ رسالہ ''فاتح قادیان'' اسی مال غنیمت سے چھپے گا اور ٹکٹ محصول ۶ پائی آنے پر مفت جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۲۹۔ مورخہ ۲۸ ر جمادی الاول ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۷ ر مئی ۱۹۱۲ء ص: ۸-۹)

حاصل ضرب تین سو

(مولوی فاضل ثناء اللہ ضرب منشی قاسم علی حاصل ضرب تین سو۔ ۳۰۰)

(جناب حبیب اللہ صاحب از لاہور)

عنوان بالا پڑھ کر معزز ناظرین متحیر ہوں گے کہ ''ایں چہ ماجرائیہا ست؟ میں عرض کئے دیتا ہوں کہ یہ ایجادِ بندہ نہیں بلکہ منشی قاسم علی صاحب مرزائی نے چند روز ہوئے یہ عنوان قرض حسنہ کے طور پر مسلمانان لاہور کو دیا تھا جو پوری دیانتداری سے قبل از وقت ان کو ادا کیا گیا۔

بات یہ ہے کہ اخبار زمیندار اور وطن کی مخالفت کے دنوں میں زمیندار سے دو ہزار کی ضمانت لی گئی خدا جانے اس کا سبب کیا ہوا مگر منشی قاسم علی صاحب نے اپنے

اخبار الحق میں یہ عنوان لکھا ''وطن ضرب زمیندار حاصل ضرب دوہزار'' وطن کا نام شائد اس لئے لکھا کہ بزعم نویسندہ وطن بھی زمیندار کے حریفوں میں ہے۔ اس تمسخر آمیز اور عامیانہ عنوان کے تحت منشی صاحب نے جو گل افشانی کی ہوگی غالبا اُس کے دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ بتانا صرف یہ ہے کہ مندرجہ بالا عنوان اُن کو اس مبارک تقریب شکست کی یادگار پر واپس کیا جاتا ہے اور وہ تقریب یہ ہے کہ مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث (جنہیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کے معتقدات سے ایک خاص نوع کی دلچسپی رہی ہے) کو حال میں منشی علی صاحب مرزائی کے ساتھ کسی بات پر مقام لدہانہ گفتگوئے مناظرہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ تو منشی صاحب نے اقرار کیا کہ اگر وہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے ہار جائیں گے تو ان کو تین سو روپیہ اپنی ہار کے ثبوت میں نذر کریں گے چنانچہ مناظرہ ہوا اور مطابق تحریر منصفین وحکم کے منشی موصوف ہار گئے اور مولوی صاحب کو تین سو روپیہ وصول ہوا۔ یہ ہار منشی صاحب کی نہیں بلکہ اُن کی جماعت کی سمجھنی چاہئے۔ حیف۔

مجھے جو کچھ منشی صاحب موصوف سے عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ کسی مصلح قوم یا بزرگ کی تعلیم تمسخر اور استہزا نہیں سکھاتی پھر آپ کو یہ ندامت وہ حصۂ اخلاق کہاں سے ملا؟ جو لوگ مسلمانوں سے ابتدائے اسلام میں تمسخر واستہزاء کیا کرتے تھے خداوند کریم فرماتا ہے:

الله يستهزئ بهم ويمدّهم في طغيانهم يعمهون (البقرة: ۱۵)

یعنی جو مسلمانوں سے استہزاء کیا کرتے ہیں خدا اُن کو استہزا کی سزا دیتا ہے اور ان کی سرکشی بڑھاتا ہے کہ اوسی میں اندھے رہتے ہیں۔ اُن کو سوائے اس کے اَور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ آپ ایک ایسے نئے فرقہ کے جوشیلے ممبر ہوکر ایک مسلمان سے نہایت معمولی سی بات پر ایسا بے جا استہزا کرتے ہیں جسے کوئی شریف پسند نہیں کرسکتا۔

یادرکھو! من ضحك ضحك۔ جس نے کسی کی پھبتی اڑائی اوس کی بھی پھبتی اڑائی گئی ہے۔ لہذا زمیندار کی طرف سے آپ کی بھاجی بدیں الفاظ واپس ہے

''مولوی ثناء اللہ صاحب ضرب منشی قاسم علی مرزائی حاصل ضرب تین سو۔''

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ کسی فرقہ کے بانی مبانی کی تعلیم کا ہی اثر اوس کے متبعین کے افعال واخلاق پر ہوا کرتا ہے۔ چند روز کا ذکر ہے کہ شمس العلماء مولانا

مولوی عبدالحکیم صاحب رئیس قصبہ کلانور و پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے بعض سوالات متعلق معتقدات مرزائیہ مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ قادیان کی طرف لکھے جن کا جواب تو کسی نے کیا دینا تھا البتہ اِسی استہزائیہ پیرایہ میں خواجہ کمال الدین نے مولوی نورالدین صاحب کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے ساری قابلیت یہ لکھ کر ختم کردی ''مولوی عبدالحکیم مدرس درہ نادرہ'' خواجہ صاحب نے مولانا میں صرف یہی عیب پایا کہ وہ درہ نادرہ پڑھانا جانتے ہیں۔ الحمدللہ الفضل ماشهدت به الاعداء۔ افضل وہی بات ہے جس کی دشمن خود شہادت دیں درہ نادرہ ایک مسلمہ مشکل اور ادق کتاب ہے جو منشی فاضل کے نصاب میں ہے۔ یقیناً جس کی ایک سطر بھی ہمارے لائق مرزائی لیکچرار بلا امداد غیرے حل نہ کرسکیں گے اگر مولانا اوس کے پڑھانے میں خواجہ صاحب کے بھی مسلمہ استاد ہیں تو فہوالمراد (كل الصيد فى جوف الفراء) پھر مولوی نورالدین صاحب ایسے استاد العصر عالم کے سوالات کے جوابات دینے میں کیوں کر عہدہ برآ ہوسکتے تھے لہذا خواجہ صاحب کے ایچ پیچ سے ہی نجات کو غنیمت سمجھا۔

اور اگر خواجہ صاحب کا مطلب مولانا کو درّہ نادرہ سے مخصوص کرنے کا یہ ہے کہ جماعت فضلاء کو بیس پچیس سال سے مولوی عبدالحکیم صاحب صرف درّہ نادرہ ہی پڑھاتے رہے ہیں تو براہ مہربانی وہ ضرور پتہ دیویں کہ فضلاء کی جماعت باقی نصابِ تعلیم کہاں ختم کرتی رہی ہے۔ اس کا علم آپ کے سوا غالباً اور کسی کو نہیں۔

بہرحال اس تمسخر آمیز اور مستہزیانہ تحریریں وتقریروں پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے ورنہ خواجہ صاحب جیسے متین اور منشی قاسم علی صاحب جیسے قابل افراد سے ایسی ثقاہت سے گری ہوئی حرکات کی ہمیں ہرگز توقع نہیں۔ امید ہے کہ آئندہ وہ اس روش کی اصلاح کریں گے میں نے بھی بمقتضائے فاعتدوا عليه بمثل ماعتدیٰ عليكم کے اتنا آج لکھ دیا ہے ورنہ ''ماراچہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد وخر رفت۔''

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مئی ۱۹۱۲ء ص: ۶-۷)

مناظرہ لودہانہ کا اثر

قادیانی مشن پر یہ وحشت ناک اثر ہوا ہے کہ ہم کچھ کہتے ہیں اور وہ گھبراہٹ میں کچھ جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ مناظرہ کے بعد ہم نے ایڈیٹر بدؔر کو خط لکھا کہ مہربانی کر کے یہ خبر شائع کر دیں کہ لدہانہ کے مباحثہ میں مولانا ابوالوفاء کے مقابلہ پر منشی قاسم علی دہلوی (مرزائی) کو شکست ہوئی۔'' تو بجائے اس کے کہ بحیثیت وقائع نگار بدؔر میں اس خبر کو درج کیا جاتا دفتر بدر سے یہ جواب آیا کہ بدر میں کوئی ایسی خبر شائع نہیں ہوئی کہ کوئی ایسا مباحثہ ہوا ہے یا ہونے والا ہے۔'' ناظرین خیال فرماویں کہ یہ جواب ''سوال از آسمان جواب از ریسمان'' کا مصداق ہے یا نہیں؟

کیا اگر مباحثہ کا نتیجہ دگرگوں ہوتا اور منشی قاسم علی کامیاب ہوتے تو تب بھی اس الفاظ سے کہ مباحثہ کی خبر پہلے درج نہیں ہوئی تھی بعد مباحثہ کے نتیجہ شائع نہ کیا جاتا؟ جیسا کہ اب نہیں کیا۔ اور یہ گھبراہٹ آمیز جواب دے کر پیچھا چھوڑانے کی کوشش کی گئی ہے۔ (نائب اڈیٹر اہل حدیث)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مئی ۱۹۱۲ء ص:۱۴)

فاتح قادیان

یعنی رسالہ روائداد مباحثہ لودہانہ مع فیصلہ منصفان چھپ رہا ہے جن صاحبوں نے فی نسخہ ۶ پائی ٹکٹ محصول بھیجا ہے اون کے ٹکٹ محفوظ ہیں جنہوں نے بغیر ارسال محصول فرمائشات بھیجی ہیں اون کی تعمیل نہو تو شکایت معاف۔

شکریہ۔ جن حضرات نے خاکسار کو اس فتح پر مبارک بادی کے خطوط تار اور پیغام بھیجے ہیں گو یہ کام سب کا مشترک ہے اس لئے مبارکبادی کے مستحق سب مسلمان ہیں تاہم یہ خادم اون کی اس ہمدردی کا شکر گذار ہے۔

جن حضرات نے مال غنیمت میں حصہ مانگا ہے۔ چونکہ مذاق دوستانہ اور محبت ہی مانگا ہے اس لئے اون کے اس سوال کا بھی شکر گذار ہوں۔ لیکن ان صاحبوں نے بھی چونکہ کمال یگانگت سے سوال کیا ہے اس لئے میں بھی کمال صداقت سے عرض کرتا ہوں کہ کسی مہذب ملک کا جرنیل کوئی ملک فتح کر کے آتا تو اوس کی قوم اس سے غنیمت کا حصہ نہ مانگتی بلکہ اپنی طرف سے اوس کو خلعتیں دیتی اور نچھاور کرتی۔ کیا یہ ٹھیک نہیں کہ فتح قادیان کا اثر تمام مسلمانوں کے حق میں برابر ہے اور خوشی میں سب شریک ہوئے پھر اپنے ایک سپاہی سے معمولی حصول غنیمت میں حصہ بٹانے کا سوال این چہ بوالعجبی ست۔ خیر یہ تو ایک مذاق دوستانہ ہے۔ رسالہ

''فاتح قادیان'' اسی مال غنیمت سے چھپے گا اور ٹکٹ محصول ۶ پائی آنے پر مفت جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

(اہل حدیث جلد ۹۔ نمبر ۲۹۔ مورخہ ۲۸ر جمادی الاول ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۷ر مئی ۱۹۱۲ء ص: ۸-۹)

قادیانی علماء جواب سے دینے قاصر رہے

عالی جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل سطور اگر آپ مناسب خیال فرماویں تو درج اخبار کر کے ممنون ومشکور فرماویں۔

مورخہ ۱۸ر اپریل ۱۹۱۲ء کو حکیم قربان حسین صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ کانپور کی طرف سے ایک اشتہار نکلا تھا جس میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی صاحبزادہ جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کانپور تشریف لانے کی خوشخبری جملہ مسلمانان کانپور کو سنائی گئی تھی کہ آپ ایک دینی سفیر کی حیثیت سے کانپور تشریف لاتے ہیں اور آج شام کو ایک عظیم الشان مذہبی لیکچر خصوصیات سلسلہ احمدیہ پر دینے والے ہیں اور اُسی اشتہار میں یہ بھی درج تھا کہ کسی صاحب کو اثنا تقریر میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اگر سلسلہ احمدیہ کے متعلق کسی کو کچھ دریافت کرنا ہو تو بعد ظہر طلاق محل میں تشریف لا کر دریافت کر سکتے ہیں۔ جہاں علماء کا ایک گروہ بصدارت صاحبزادہ صاحب موجود رہے گا۔''

لہٰذا اس اشتہار کے شائع ہوتے ہی مدرسہ جامع العلوم کے طالب علم جناب مولوی حافظ محمد یوسف صاحب بعد ظہر طلاق محل میں تشریف لے گئے اور مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کی دلیل میں ایک حدیث پیش کی صاحبزادہ صاحب نے تو کوئی جواب دیا نہیں مگر اون کے علماء کے گروہ نے جناب مولوی روشن علی صاحب کو انتخاب کر کے جواب کے واسطے آمادہ کیا۔ اب مولوی محمد یوسف صاحب طالب علم مدرسہ جامع العلوم ومولوی روشن علی صاحب کے مابین جو کچھ دلچسپ گفتگو ہوئی اور جس طرح احمدی جماعت کے مولانا صاحب جواب دینے سے معذور رہے اوس کا مفصل خاکہ مدرسہ

جامع العلوم کے اشتہار میں چھپ گیا تھا اور بعد نماز عصر شائع بھی ہو گیا۔
خاکسار محمد شکور کمپونڈر لال املی ڈسپنسری کانپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ مئی ۱۹۱۲ء ص:۱۱)

نظم بر فتح مباحثہ لودیانہ

(از منشی برکت علی صاحب)

حمد بے حد مے سزد بر رحمتِ پروردگار
آنکہ بخشد نعمتِ خود بیکساں را بے شمار
آنکہ ہر فرعون را موسائے پیدا میکند
تابروں کرمک برآرد از دماغ کبردار
فخر عالم آن رسول رحمۃ للعالمین
رحمت حق باد بر او نیز آلش بے شمار
نور افشاندہ ہدایت آں شہِ عالم پناہ
گشت آں نور خلافت فیض اصحابِ کبار
شد ظہور فضل از دلسوزئ سعی خلیل (ابراہیم)
زانکہ شد بارانِ رحمت درزمستانِ حصار
از رفاہِ مسلمین احسان بر احباب کرد
ہست برکتؔ در دعاہا از نشانِ کردگار

یہ نظم شاعرانہ حیثیت سے گو کسی کے خیال میں ایسی اعلیٰ نہیں مگر مصنف کا اخلاص شاعری حیثیت کا جبر نقصان کرنے کو کافی سے زیادہ ہے۔ اڈیٹر اہلحدیث۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ مئی ۱۹۱۲ء ص:۱۱)

مثنوی مبارکباد امرتسر

مبارک تم کو ہووے دوستو یہ بزم آرائی
مبارک فتح اپنی اور مرزائیوں کی رسوائی
بزرگوں کو مبارک نوجوانوں کی خوش آہنگی
مبارک نوجوانوں کی مراد اُن کی ہی بر آئی
مبارک ہو وے مولانا کو جس نے فتح یہ پائی
مناظر دہلوی سے تین سو کی رقم بھروائی
کٹائی ناک قاسم نے ہے باب لُدّ میں آکر
صداقت قول مرزا لودیانہ میں نظر آئی
ہے باب لُدّ دروازہ دمشق وشام میں واقع
روایت قتلِ دجال اس میں مرزا کی جو ہاتھ آئی
دمشق اپنا تھا مرزا نے بتایا لودیانہ کو
وہیں پر قیام گہ اپنی تھی باب لُدّ ٹھہرائی
ہوا تھا بحث سابق بوسعیدی کا نتیجہ
مرادِ میرزا کچھ لودیانہ میں نہ برآئی
گئے گورداسپور کی کورٹ میں جب اک دفعہ پہلے
تو سلطان القلم ملہم کی تھی واں ہوش اڑوائی
ہوا تھا حکم دوئی صاحب ڈپٹی کمشنر کا
کہ اس نے منذر الہامونکی آمد بند کروائی
ہوئی تھی ناطقہ بندی حرف الہامونکی مرزا کے
ثناء اللہ کی آواز بھی کانوں میں غرائی

ثناء اللہ ہرگز قادیاں میں آنہیں سکتا
تحدی ونخوت سے یہ پیشین گوئی چھپوائی
ہوا پھر حوصلہ پست حضرتِ مامور خیالی کا
جو پہونچا شیر یزدانی تو بحث آن سے نہ بن آئی
بلایا وعدۂ الہام پر پہلے تھا کس بل پر
پہونچنے پر لگے کہنے خدا نے منع فرمائی
ثناء اللہ نہیں آئیگا آیا تو نہ بولے گا
یہ پیشین گوئی کس برتے؟ بولو پہلے چھپوائی
ہوا کیوں حوصلہ پست حضرت مرزا خیالی کا
جو پہونچا شیر امرت سر تو بحث اُن سے نہ بن آئی
دیا چیلنج مولانا کو قاسم دہلی والے نے
جو آویں لودیانہ میں تو ہووے بحث مرزائی
کیا تھا فخر اوسنے زعم اپنی ہوشیاری پر
تو ناحق دوستوں سے یہ رقم سہ صد دلوائی
مناظر مولوی ابوالوفاء کی وہ شجاعت ہے
ندیکھی اور سُنی تھی بحث میں ایسی صف آرائی
ہوا خوش وقت اپنا بحث کی تقریر موزوں سے
کہ تقریروں کے دریا میں عجب موجِ ظفر آئی
رہی گنجائشِ انکار بدر وحکم کو کیا ہے
میاں قاسم علی نے جب شکستِ فاش ہی کھائی
اسے واں فیصلہ سُن کے ندائے ہار ہے آئی
یہاں بادِ صبا پھولوں کے لے کر ہار ہے آئی
فقط حالات کو بھر کر نہیں لائے ہیں دامن میں
رقم انعام ٹوٹی (۲۰) پونڈ سے جیب ان کی بھر آئی

وہ امرت سر میں اخبار مبارک ہی نہیں لائے
کہ نصرت آسمانی کی یہ گویا تار ہے آئی
دعا برکت کی ہے سالم رہیں دونوں ہمیشہ تک
ثناء اللہ ابراہیم صاحب ہیں احبائی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷مئی ۱۹۱۲ء ص:۱۱)

قادیانی مقابلہ

پیرے کے دم زعشق زند بس غنیمت است

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں؛

قادیانی مشن سے ہمارا مقابلہ دیر سے چلا آتا ہے۔مشن کے بانی کی زندگی تک تو لطف رہا گو وہ بیچارے بھی آخر میں چیخ اوٹھے تھے اور اس چیخ وپکار کی آواز انہوں نے عرش معلیٰ تک پہونچانے کے لئے ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا کہ ہائے مجھ کو ثناء اللہ نے ستایا۔ مجھے یہ کہا مجھے وہ کہا۔ خیر اس کا فیصلہ تو خدا نے کر دیا اور اوس فیصلہ کا فیصلہ آخر کار لودہانہ میں ہوا۔الحمد للہ

اس مقابلہ میں تو قادیانی مشن کو جو فتح ہوئی اس کے کیا کہنے؟ مرنے والے کے بعد مریدوں نے ایک نئی طرح ڈالی کہ ہمارے مبلغوں اور لیکچراروں کو خدا نے ایک خاص اثر بخشا ہے جو ہمارے مخالفوں کو نہیں یہی ہماری سچائی کا زندہ ثبوت ہے ہمارے مخالف (میری یعنی ثناء اللہ امرتسری اور برادرم مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی طرف اشارہ تھا) چاہیں تو مقابلہ کرلیں میں نے اور مولوی صاحب موصوف نے اس کی منظوری دی کہ ہم حاضر ہیں۔آئے لاہور میں ایک جلسہ کریں مضمون خواہ عام اسلامی رکھو یا ''شان مرزا'' مقرر کرو۔شان مرزا ہو تو آپ لوگ مرزا صاحب کی صداقت کی دلائل دیں اور ہم اوس کے خلاف دینگے۔مولوی ابراہیم صاحب نے یہ بھی لکھا کہ قرآن مجید میں کہیں سے ایک رکوع نکال کر دونوں فریق کو دیا جائے گا دونوں اس رکوع کی تفسیر کر دینگے۔

یہ جواب چھپنا تھا کہ قادیان میں سناٹا چھا گیا۔ جواب ملا کہ اس قسم کے جلسے کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ تو تم لوگ اپنی شہرت کے لئے کرتے ہو (اچھا تو پھر کیا کریں؟) ایسا کرو کہ ملک میں دورہ کرو اور اشاعت اسلام کے متعلق لیکچر دیتے پھرو ہم بھی ایسا کریں گے اثر خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ ایک جگہ یا ایک ساتھ چلنے کی بھی ضرورت نہیں۔ بہت اچھا۔ اب بعد مدت اس تجویز کو ایک معنی سے پھر حرکت دینے کو سوجھی مگر ہم تجربہ سے پیشگوئی کرتے ہیں (خدا کرے ہماری پیشگوئی غلط ہو) کہ اس تجویز پر بھی قائم نہیں رہیں گے۔ اس تجویز کی طرف رخ کرنے کو الحکم کے نامہ نگار نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے لیکچروں کا مقابلہ کیا ہے جس میں اتفاق سے ہم دونوں اور ان کے بڑے لیکچرار خواجہ کمال الدین وکیل بھی تھے۔ نامہ نگار نے ہمارے لیکچروں کا مقابلہ کرتے ہوئے کمال ایمانداری سے کام لیا جس کی ہمیں شکایت نہونی چاہئے کیوں کہ جو کچھ کہیں ہوتا ہے وہی نکلتا ہے۔

نامہ نگار لکھتا ہے:

''امرت سری مولوی ثناء اللہ اور حاجی محمد ابراہیم سیالکوٹی کے لیکچر بھی اسی سٹیج پر ہونے والے تھے۔ اور لطف یہ کہ ابراہیم صاحب اور خواجہ صاحب کا وقت بھی ایک ہی تھا۔ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ ابراہیم وثناء اللہ سے چیلنج ہو چکا ہے کہ ایک سٹیج پر ہماری تقریریں ہوں اور پھر دیکھیں کہ حاضرین پر کس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور کون حقائق ومعارف قرآنی بیان کرتا ہے۔ مولوی ابراہیم اس حسرتناک نظارہ کو نہیں بھولے گا کہ خواجہ صاحب کے وقت میں حاضرین بُت بنے بیٹھے ہیں۔ اور وہاں سے نہیں اُٹھتے جب تک کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب نہیں کہتے کہ جاؤ اب شام کی نماز پڑھو اور آپ کے وقت میں لوگ وقت سے ۲۰ منٹ پہلے اُٹھنے شروع ہو گئے اور سکریٹری صاحب اوٹھ کر تائید کرتے ہیں کہ صاحبان بیٹھے رہو مولوی صاحب کا وعظ سن لو مگر لوگ بہت کم اس ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر ابراہیم نے جو کچھ بیان کیا کاش وہ خود ہی اس پر نظر ثانی کریں۔ سوال تو اچھا اوٹھا کہ کیا وجہ ہے قرآن مجید بھی وہی اسلام بھی وہی مگر وہ خیر وبرکات نہیں۔'' مگر اس کا جواب

کچھ نہیں دیا اور ٹال دیا۔ جیسا کہ لا بد للمسلمین من امیر کے جواب میں سکوت کیا۔ بعد میں دو تین باتیں ایسی کیں جو نفس مضمون سے کچھ تعلق نہ رکھتی تھیں۔ ہاں ثناء اللہ صاحب کی کچھ تعریف کرتے جاتے تھے اور وہ بھی من ترا حاجی بگویم کے اصل پر۔ زندہ باش۔ جزاک اللہ کہتے جاتے تھے۔''

(الحکم قادیان ۲۱ و ۲۸- اپریل ۱۹۱۲ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلاصہ تو بہت اچھا نکالا۔ خلاصہ میں تو اتنا کمال نہیں کیا۔ جتنا کمال اس میں کیا کہ واقعات اپنے پاس سے تصنیف کر لئے چنانچہ پہلی ہی سطر آپ کی سراپا کذب ہے کہ:

''ابراہیم اور ثناء اللہ سے چیلنج ہو چکا ہے کہ ایک ہی سٹیج پر ہماری تقریریں ہوں پھر دیکھیں کہ حاضرین پر کس کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔''

نامہ نگار اپنے بیان میں سچا ہے تو اس چیلنج کا ثبوت دکھائے۔ تو ہم اس چیلنج کو قبول کرنے کے علاوہ کچھ حصہ اوس انعام سے جو بمقام لدھیانہ ہم کو اوس کے ہم مذہبوں سے حاصل ہوا ہے اوس کی نذر کرینگے۔ اگر نہ دکھا سکے تو خدا تعالیٰ سے ڈرے کہ مسیح (مرزا قادیانی) کے حواری اور نبی کے صحبت یافتہ ہو کر بھی جھوٹ بولیں تو اَور کوئی کیا نہ کرے گا۔

مولوی ابراہیم سلمہ کے مضمون پر ریویو کرنا اہلحدیث کا کام نہیں نہ مولوی ابراہیم اس وقت ہندوستان میں کوئی گمنام شخص ہے۔ گوشہ گوشہ میں پھرا ہوا لیکچر دیئے ہوئے۔ آج ہندوستان کی مقرروں میں ''سحبان ہند'' کا خطاب پانے کا مستحق ہے تو ابراہیم ہے اس سے زیادہ کیا؟ مزید جواب آگے آتا ہے۔ اس کے بعد خاکسار پر نظر عنایت فرماتے ہیں:

''یہی حال شیر پنجاب کے لیکچر کا ہوا جن کے لیکچر کا میں کوئی خلاصہ نہیں دے سکتا کیوں کہ وہ مجموعہ تھا چند اشعار کا اور مجموعہ تھا چند ایسی باتوں کا جن سے قہقہہ پڑتا تھا اور چند حرکات واشارات کا جو کم از کم میرے نزدیک ایک

مولوی فاضل کی شان سے بعید ہیں گو ان کے لئے وہ مایہ ناز ہوں۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ وہ خدا کے لئے سوچیں کہ وعظ کا اثر یہ ہونا چاہیئے کہ لوگوں کو اس کے کلمات سن کر ہنسی آئے یا یہ کہ دل خوف خدا سے پُر ہو جائے اور رقت طاری ہو آپ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کو فیشن درست رکھنا چاہیئے اور اس فیشن کو سر کے بالوں کی مانگ سیدھی نکالنے اور داڑھی بڑھانے مونچھیں کٹوانے میں ختم کر دیا۔ مولوی صاحب! اس پر تو اَور کئی غیر مسلم لوگ بھی عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں کیوں آپ نے یہ نہ کہا کہ ہمارا فیشن جو ہم کو دوسری قوموں سے جدا کرتا ہے وہ نماز ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے ایک مسلمان کسی صورت میں غیر مسلموں سے مخلوط نہیں ہوسکتا۔ قدرت نے آپ کی آواز بھی باریک بنائی ہے تاکہ آپ کے خود ساختہ لقب کی تردید ہوتی رہے۔ ان دونوں بزرگوں کا ذکر خواجہ صاحب کے ساتھ کرنا ضروری تھا۔'' (الحکم مذکور)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان میری نسبت ان دونوں قوموں (آریوں اور مرزائیوں) کا اتفاق ہے کہ جب کبھی میری تقریر کا خلاصہ بتلاتے ہیں تو بس اتنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ چند اشعار کا مجموعہ تھا۔ رام پور میں تین روز ہر روز تین گھنٹے مباحثہ ہوا۔ ہز ہائینس نواب صاحب خود تشریف فرما تھے روزانہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ ہر فریق کی تقریر ہوتی رہی مگر مولوی محمد احسن صاحب امروہی (مرزائی) نے اس مباحثہ کی روائداد شائع کی تو میری تقریر کی بابت یہی لکھا کہ چند اشعار کا مجموعہ تھا چنانچہ ادھر وادھر کے کچھ صحیح کچھ غلط اشعار بھی لکھ دیئے اور بس۔ کوئی دانا ان سے نہیں پوچھتا کہ ایسے بڑے دربار شاہی میں مباحثہ ہو جہاں علاوہ ارکان دولت کے علماء کرام بھی موجود ہوں۔ آپ لوگ تو قرآن وحدیث کے نکات بتلاویں اور فریق ثانی محض اشعار پڑھے اور غالب آجائے

این چہ بوالعجبی ست

میری تقریر کو لاہور میں بے تعداد آدمیوں نے سنا تھا کہ میں نے کس طریق سے اپنا فیشن بتلایا تھا۔ میں نے کسی طریق سے اپنا فیشن بتلایا تھا میں نے کہا تھا جس

طرح انسان روح اور جسم کے مرکب کا نام ہے اسی طرح اسلام بھی صرف مادی مذہب نہیں بلکہ روحانی اور جسمانی دونوں حیثیتیں رکھتا ہے اس لئے روحانی حیثیت سے ہمارا فیشن یہ ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

انّما المؤمنون الّذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم اٰیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربّھم یتوکّلون (الانفال: ۲)

یعنی مسلمان وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل کانپ جائیں اور جب اللہ کے احکام اون کو سنائے جائیں تو اون کے ایمان بڑھیں اور پروردگار ہی پر بھروسہ کریں۔

غرض روحانی کیفیت پوری یا کسی قدر حسب گنجائش وقت بتلا کر میں نے جسمانی حصہ کا بیان شروع کیا۔ کہا کہ طبیب لوگ بیماریوں کا بیان امراض سر سے شروع کرتے ہیں اس لئے میں بھی سر ہی سے شروع کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے ان مسنونات کا بیان شروع کیا جو جسمانی طور پر سر کے متعلق ہیں۔ سب سے پہلے میں نے کہا ہمارے نبی نے ہم کو سب کچھ سکھایا۔ یہاں تک کہ سر کے بالوں کی مانگ نکالنی بھی سکھائی کہ نصف حصے میں ہو دلیل بھی یہی چاہتی ہے کہ درمیان میں ہو مگر آج کل اس فیشن کے برخلاف ایک طرف سے نکالتے ہیں پھر اسی طرح اور جسمانی احکام کا بیان کیا یہ سب کچھ کہہ کر اخیر میں یہ کہا تھا ہمارا فیشن بس اتباع سنت ہے دگر ہیچ۔

یہ تھا میرا مضمون جس پر قادیانی نامہ نگار کھٹکا ہے جس کے جواب میں ہم دونوں اوس کو آخری فقرہ مقطع کلام یہ سناتے ہیں کہ اگر وہ اس دعویٰ میں سچا ہے کہ ایک سٹیج پر تقریروں کا چیلنج دیا تھا تو ہم اس کو منظور کرتے ہیں۔ لاہور جیسا مقام اس کام کے لئے موزوں ہے تقریروں کا عنوان ہوگا ''حقیقت مسیح قادیان'' اس کی منظوری میں کوئی معقول عذر مانع ہو تو اوسے سنکر ہم دوسری تقریر یہ تجویز کریں گے ''حقیقت اسلام'' پہلی تقریر کو ہم اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ اوس صورت میں تمہارا لیکچرار واقعی حیثیت میں تمہارا ہوگا اور اس حیثیت میں لیکچرار بحیثیت مرزائی مشن کے نہیں بولے گا بلکہ عام اسلامی حالت کی حیثیت سے ہوگا گویا وہ تمہارا نہوگا۔ تاہم ہمیں منظور ہے۔ اور سنئے ہم اپنی دریادلی میں یہ شرط بھی نہیں لگاتے کہ مضمون صحیح بلکہ یہ بھی نہیں کہتے کہ آیات واحادیث کی عبارات صحیح پڑھے۔ نہیں جو اوس کا جی چاہے کرے ہم تو اثر کا مقابلہ

دکھاوینگے۔ کیا ہے؟ کوئی قادیانی کہ اپنی پیش کردہ تجویز پر عمل کر دکھائے۔ ہاں اس مقابلہ کا ذکر اشتہار میں تو نہوگا۔ لیکن خاص طور پر جانچ کرنے کو تین منصف ضرور ہونگے۔ ہم آپ کی خاطر یہ بھی مانتے ہیں کہ منصفوں میں سردار بچن سنگھ صاحب پلیڈر لودہانہ ہرگز نہونگے۔ کیا اب بھی نہ مانوگے۔ ضرور بالضرور۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۳۰۔ مورخہ ۶؍جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۴؍مئی ۱۹۱۲ء ص:۱-۳)

الحکم جواب دے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میری طرف سے جتنے حملے قادیانی قلعہ پر ہوئے ہیں بفضلہٖ تعالیٰ ایک سے ایک سخت۔ رسالہ ''الہامات مرزا'' نے تو اس قلعہ کو ایسا مسمار کیا کہ اوس کے جواب کے لئے پہلی دفعہ مبلغ پانچ سو دوسری دفعہ مبلغ ایک ہزار تیسری دفعہ مبلغ دو ہزار کا اشتہار تھا مگر جواب نہو سکا پر نہو سکا۔

الحکم کا ایڈیٹر بیچارہ اسی صدمہ میں بجلی کا شکار بھی کئی ایک دفعہ اٹھا مگر

الا کما یقوم الذی یتخبّطه الشیطان من المس (البقرة:۲۷۵)

نشانات مرزا بجواب الہامات مرزا کے اشتہار دیئے۔ یہاں تک لکھا کہ پریس میں جاچکا۔ ۷؍جون ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں لکھا کہ خلیفہ نورالدین صاحب نظر ثانی فرماتے ہیں جسے آج ایک سال ہونے کو ہے۔

اتنی دیر کی وجہ کیا۔ ہماری سمجھ میں جو آتا ہے بتلاتے ہیں غلط ہو تو صحیح بتلانے کا آپ کو حق ہے۔

(الف) یا تو ایسا لطیف جواب تھا کہ خلیفہ صاحب کی نظر ثانی میں اوسے نظر بد لگ گئی۔

(ب) یا خلیفہ صاحب نے اپنے علم وفضل کی شہادت سے اوسے قابل اشاعت نہ سمجھا۔

بہرحال دال میں کالا ضرور ہے۔ اس عقدہ کا حل بجز ایڈیٹر الحکم کون کرے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۱۲ء ص:۳)

جماعت اہل حدیث کو قادیانیوں پر فتح مبارک

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

مذکورہ بالا آیت شریف کا ہو بہو ظہور لودہانہ میں مرزائیوں کے مباحثہ کے موقع پر ہوگیا۔ فالحمد للہ۔ منشی قاسم علی صاحب مرزائی دہلوی نے اسلامی ہیرو شیر پنجاب جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ نا تجربہ کاری سے اپنی چالاکی اور لسانی کے بھروسہ اور اپنے علم کے رغم میں آن کر اعلان مباحثہ تو کر دیا لیکن دل میں یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوہے کے چنے چبانے نہ پڑینگے بلکہ یونہی شرائط کی منظوری غیر منظوری میں وقت ٹل جاوے گا اور جوں ہی فاضل امرت سری کسی شرط سے انکار کریں گے موقع پر جھٹ سے اپنی فتح اور مولانا کی شکست کا اعلان کر کے فتح کا جشن منالیں گے مگر یہ خبر نہ تھی کہ فاضل امرت سری ہمارے گھر کے بھیدی اور ہم سے زیادہ مرزائی کارگاہ الہام بانی آف قادیان سے واقف ہیں فاضل امرت سری دام ظلہ نے منشی جی کی کل شرائط حسب عادت قدیمہ نہایت فراخ حوصلگی سے منظور کر کے اعلان کر دیا کہ

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

مولانا ہر طرح مباحثہ کے لئے آمادہ ہوگئے تو منشی جی بھی دل سخت کر کے دہلی سے چل پڑے اور اپنے دل کو سمجھا لیا کہ تو ہراساں مت ہو گو مقابل بہت زبردست ہے اور زبردست بھی کیسا جس نے ہمارے مسیح موعود کا ناطقہ بند اور قافیہ تنگ کر دیا تھا جس کی علمی شمشیر سے خوف کھا کر مسیح موعود چیخ اوٹھا ”میں نے آپ سے (یعنی فاضل امرت سری سے) بہت دکھ اوٹھایا اور صبر کرتا رہا... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔“

ایسے زور آور حریف سے مقابلہ کارے دارد مگر خیر منشی جی دل کی ڈھارس

باندھ کے شیخ چلی جیسی پلاؤ دم دیتے ہوئے چلے کہ گو مسیح موعود گھبرا گئے مگر میں چال ہی اور چلا ہوں۔ میری تقریر ہی بہت چست اور جرح نہایت مدلل ہے اور منصفین وثالث کی شرط بھی بہت کڑی رکھی ہے۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ یہ سب چالبازیاں اور شرطیں خصم کے حق میں مفید ہونگی کیا سچ ہے۔ عدو شود سببِ خیر گر خدا خواہد

آخر کار منشی صاحب لودہانہ پہونچے ادھر سپہ سالار یعنی فاضل امرت سری بھی میدان کارزار میں آن دھمکے ثالث کا تقرر بھی ہوگیا۔ تین سو کی رقم بھی آہ سرد بھر کر منشی جی نے امین صاحب کے سپرد کر کے رقم کی طرف سے دل ہی دل میں انا للہ پڑھ لی۔ منشی جی نے جس وقت مولانا کا چہرہ دیکھا سرد پڑ گئے اور گھبرا کر دل ہی دل میں کہنے لگے کہ۔

قفس میں لا کے ڈالا ہے مجھے صحنِ گلستاں سے
کہاں سے کھینچ لائی ہے میری قسمت کہاں مجھ کو

مگر اب حسرت ویاس سے کیا کام چلتا تھا خدا کو تو حق وباطل روشن کرنا تھا بحث شروع ہوگئی شیر اسلام دھڑوکنے لگا منشی جی کانپنے لگے دیگر مرزائیوں کے چھکے چھوٹ گئے منشی جی کہنا کچھ چاہتے ہیں۔ زبان سے نکلتا کچھ ہے فبھت الذی کفر کا جلوہ عیاں ہے منشی جی حسرت بھری نگاہوں سے چاروں طرف تکتے ہیں کہ کوئی مجھ بیکس کو اس شیر کے زبردست پنجہ سے چھڑائے آخر منشی جی دل ہی دل میں اپنے مسیح موعود سے فریاد کرتے ہیں۔

تیرے بیمار فرقت کو اجل یٰسین سناتی ہے
مسیحا لے خبر مرنے کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

مگر منشی جی کی مدد کسی نے نہ کی شیر اسلام نے معمولی جھٹکے سے منشی جی کو چاروں شانے چت گرادیا اب منشی جی پڑے پڑے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور یوں گویا ہیں۔

یقیں ہم کو ہوا ہے نیست ہوکر اپنی ہستی کا
نہ ہو مغموم کوئی یا الٰہی شادماں ہوکر

لیجئے سردار بچن سنگھ صاحب بی اے گورنمنٹ پلیڈر نے فاضل امرت سری کے حق میں فیصلہ دے دیا اب تو منشی جی کے بالکل ہی گھٹنے ٹوٹ گئے۔ بس اب منشی جی

مات کھا چکے ہیں اور رنج وافسوس کی دلدل میں پھنسے پڑے ہیں اور یوں کہہ رہے ہیں۔

کرے کون غم کی چارہ جوئی کہاں جا کے دوں دوہائی
نہ کہیں پہ داد پائی نہ کہیں مراد پائی

یہ وقت واقعی منشی جی کا فوٹو اوتارنے کے قابل تھا منشی جی تو نامیدی کے دریا میں غوطہ زن ہیں اور مولانا کے حق میں حاضرین یوں کہہ رہے ہیں۔

باتوں ہی باتو ں میں اڑا لی بازی
یوں اُڑا لیتے ہیں حکمت سے اُڑانے والے

اور بعض اشخاص مولانا کے حق میں یوں دعاء اور قاسم صاحب دہلوی کی حالت یوں بیان کرتے ہیں ایک ہی شعر میں دونوں باتیں سنئیے۔

تم سلامت رہو باطل کے مٹانے والے
حشر تک ہوش میں قاسم نہیں آنے والے

منشی صاحب کے حواری منشی جی سے پوچھتے ہیں کہ منشی صاحب آج آپ کو کیا ہوگیا آپ تو عالم ہیں۔ فاضل ہیں تحریر تقریر میں ماہر ہیں کیوں آج مبہوت ہو گئے؟ اس کے جواب میں منشی صاحب بس ایک ہی سناتے ہیں کہ۔

پڑھا لکھا تھا جو کچھ سب بھلایا لوح خاطر سے
اگر اب یاد ہے کچھ کچھ تو دل کی داستاں مجھ کو

علاوہ مرزائیوں کے اور حاضرین جلسہ منشی جی سے چُہل کرتے ہیں لیکن بظاہر ہمدرد بن کر یوں استفسار کرتے ہیں۔

کیسے بگڑی ہے ذرا صاف تو کہئے ہم سے
دل میں درد آنکھو ں میں آنسو لب پہ کیوں فریاد ہے

ان کے جواب میں منشی جی نہایت کرختگی سے اس طرح جھنجھلا کر بولتے ہیں اور اس استفسار کو ظلم سے تعبیر کرتے ہیں کہ۔

کیسے بے خوف کمر ظلم پہ باندھی سب نے
لیجئے آئے یہ بے پَر کی اُڑانے والے

اب منشی جی کے رنج وافسوس کا اور بھی زیادہ موقع آ گیا گویا زخم پر نمک کا

چھیڑ کاؤ ہونے لگا یعنی امین صاحب تین سو کی رقم مولانا امرتسری کے حوالے کر رہے ہیں مولانا چٹکی لگا رہے ہیں کھرے کر رہے ہیں اور منشی آہ سرد بھر کر یوں کہہ رہے ہیں کہ

یہاں تو حسرتوں کا خون ہے اس خانۂ دل میں
رقیبوں کے وہاں پر پورے ارماں ہوتے جاتے ہیں

آہ وہ سین قابل دید تھا جب کہ تین سو کی رقم منشی جی کی کلیجے سے نکل کر مولانا کے قبضہ میں پہونچ گئی۔ منشی جی کے دل میں دھڑکن لگ گئی چہرہ زرد ہو گیا اس میں کچھ مبالغہ نہیں ایک تو مباحثہ میں مات کھانے کا غم دوم تین سو کی رقم کا ایک دم نکل جانا جناب انسان چراغ پا ہو جاتا ہے یہ واقعی منشی جی ہی کا حوصلہ تھا جو لودہانہ سے دہلی تک اپنے اوسانوں چلی آئے روپیہ وہ چیز ہے کہ انسان کو انسان کے ضائع ہونے کا یعنی موت کا اتنا رنج نہیں ہوتا جتنا روپیہ کا دھکا لگتا ہے کیا سچ ہے

جان گر طلبی مضائقہ نیست
زر گر طلبی سخن دریں است

بیچارے قاسم جی سینہ پر سنگ صبر رکھ کر کلیجہ پکڑ کر صبر کی لاٹھی کے سہارے حسرت و یاس کے آنسو ناامیدی کے رومال سے پونچھتے ہوئے لودہانہ اور خصوصا میدان مناظرہ کی طرف خطاب کر کے یوں کہتے ہوئے دہلی کو سدھار چلے

دشت غربت سے وطن کو یہ ساماں لے چلا
چاکِ داماں لے چلا چاک گریباں لے چلا
کیا بتاؤں کیا تیری محفل سے ساماں لے چلا
درد پنہاں لے چلا داغِ نمایاں لے چلا

ہم منشی جی کے اس رنج میں شریک ہیں اور اون کو صبر دلانے اور اُن کی تسلی کے لئے ایک آیت قرآنی لکھتے ہیں۔ یقین ہے منشی جی اس آیت پاک کو دیکھ کر صبر جمیل کا درجہ حاصل کریں گے۔ سنئے ارشاد باری ہے:

قل اللهم مالك الملك تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئ قدير۔(آل عمران :٢٦)

ترجمہ کی آپ کے لئے ضرورت نہیں آپ خود اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں پس آپ مرضی الٰہی پر شاکر ہو کر صبر کیجئے۔ منشی جی خود کردہ را علاج نیست اصل تو یہ ہے کہ آپ نے خود اپنے پاؤں پر تیشہ مارا آپ کی تو سراسر غلطی تھی کہ اوس ذات سے مباحثہ کیا جس سے مسیح موعود گھبرا گئے تھے آدمی کو سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے۔ اس وقت ہم ایک بات بہت ہی کھری بلا رو رعایت کہتے ہیں وہ یہ کہ جناب مولانا ثناء اللہ صاحب جو ہر ایک مناظرہ میں غالب رہتے ہیں یہ مولانا کا ذاتی وصف نہیں بلکہ نصرت الٰہی ہے اور یاد رکھو نصرت الٰہی ہمیشہ حق کی طرف رہتی ہے ہم صاف صاف کہتے یں کہ مرزا صاحب آنجہانی مولانا ابوالوفاء سے علم و فضل میں کم نہ تھے گر علم و فضل پر نصرت الٰہی کا دارومدار ہوتا تو آج مرزا صاحب کا جھنڈا قادیان پر فتح کے فرانٹے بھرتا ہوا نظر پڑتا کیا منشی صاحب آپ خدا کو حاضر جان کر ایمان سے کہیں گے کہ مرزا صاحب آنجہانی کی کوئی بھی مراد پوری اور پیشگوئی سچی ہوئی؟ عبداللہ آتھم لیکھ رام والی پیشگوئی کا کیا حشر ہوا۔ آہ! آسمانی منکوحہ والی پیشگوئی پوری ہونے کی مرزا صاحب کیسی پھڑکتی ہوئی حسرت دل میں ہی ساتھ لے گئے۔ چنانچہ اب تک بھی مرزا صاحب کے مزار پر حسرتوں اور آہوں کی ہوا چل رہی ہے۔ آہ! کیا سچ ہے

سر پیٹتی ہے آرزو ارماں ہیں نوحہ خواں
حسرت برس رہی ہے کسی کے مزار پر

آسمانی نشان ظاہر ہونے کی سہ سالہ پیشگوئی طاعون سے قادیان محفوظ رہنے والی پیشگوئی مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، محمد بخش جعفر زٹلی ابوالحسن تبتی کی نسبت آپ نے بڑے زور سے پیشگوئی کی کہ یہ تینوں تیرہ ماہ تک مرجاوینگے یا تباہی آئیگی مگر کیا ہوا؟ سب جانتے ہیں کہ میعاد مقررہ میں ان تینوں صاحبوں کا نہاتے بال بھی بینگا نہ ہوا بلکہ مرزا صاحب ان تینوں کی زندگی میں چل بسے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کی موت کی نسبت کس قدر زور وشور اور شوں شاں سے پیشگوئی کی مگر نتیجہ کیا نکلا؟ مرزا صاحب مرچکے ہیں اور ڈاکٹر صاحب سلامت ہیں۔ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی صحت اور جناب مولانا ثناء اللہ صاحب کے قادیان نہ پہونچنے کی پیشگوئی کی مگر ظہور کیا ہوا مولوی عبدالکریم بھی مر گئے اور فاضل امرت سری بھی قادیان جادھمکے اور مرزا جی گھر

میں گھس گئے اور کہاں تک مرزا جی کی ناکامیاں بتلاؤں۔ اس کے لئے ایک دفتر عظیم چاہئے۔ جس کسی کو مرزا جی کی ناکامیاں معلوم کرنے کا شوق ہو وہ دفتر اہلحدیث امرت سر سے رسالہ ''الہامات مرزا'' و ''صحیفہ محبوبیہ'' منگا کر دیکھ لے۔ ہاں یہ ہم مانتے ہیں کہ تمام عمر میں مرزا جی کی ایک دعا قبول ہوئی مگر افسوس مرزائیوں نے قبولیت دعا کی تصدیق نہ کی۔ مرزا جی کی وہ دعا ایسا اثر رکھتی تھی کہ اوس کی تصدیق نہ کرنے والوں کو سزائیں مل رہی ہیں چنانچہ منشی قاسم علی دہلوی کو اوس دعا کی تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے تین سو چہرہ شاہی کا جرمانہ ہوا۔ مقتضائے ایمان تو یہ تھا کہ جو مرزائی لودہانہ میں موجود تھے مع منشی قاسم علی صاحب سب کے سب فاضل امرت سری کے ہاتھ پر بیعت کرتے کیسی بیعت مرزائی اسلام سے توبۃ النصوح یعنی بیعت توبہ کرتے مگر قادیانی اور صداقت پسندی توبہ توبہ اجتماع ضدین ہے ایسے صاف صریح خدائی فیصلہ کو بھی مرزائی نہ مانیں تو کیا یہ امید ہوسکتی ہے کہ ان لوگوں میں کچھ ایمان ہے۔ مرزائیو! اگر تمہیں خوف خدا نہیں تو اس ناکامیابی پر دنیا کے لوگوں سے شرم کرتے ہوئے آئندہ کے لئے خاموشی اختیار کرو۔ پھر تو کبھی فاضل امرت سری سے مقابلہ نہ کرو گے؟ اللہ پاک جل شانہ کی درگاہ میں مَیں نہایت اخلاص سے دعا کرتا ہوں کہ مالک الملک آپ لوگوں کی ہدایت کرے اور آپ لوگوں کے شر سے سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

اللھم انی اعوذبك من فتنة المرزا غلام احمد قادیانی واعوذبك من علم لاینفع ومن قلب لایخشع ومن نفس لاتشبع واعوذبك من زوال نعمتك وتحول عافیتك وفجاء ة نقمتك وجمیع سخطك اللھم لك اسلمت وبك اٰمنت وعلیك توکلت والیك انبت فاغفر لی ذنوبی یا ارحم الراحمین.

جناب منشی قاسم علی صاحب آپ اس دعاء کو ضرور اخلاص سے پڑھیں

میں ہوں مرزائیوں کا خیرخواہ خاکسار:

حکیم محمد مجیب الرحمٰن کفاہ المنان حسین پوری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۱۲ء ص:۱۰-۱۱)

مرزائیوں کی شکست

اس خاکسار نے ایک اشتہار قومی پریس سیالکوٹ میں طبع کرایا ہے۔ جس میں دو شکست فاش جماعت مرزائیہ کا ذکر ہے۔ ایک شکست موضوع بھگت پور میں اور ایک موضع کٹھالیاں میں اور ہر دو مباحثہ مذکور میں ستائیس مرزائیوں نے اپنے مذہب باطل سے توبہ کی ہے۔ مفصل کیفیت اشتہار کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے، شائقین چھ پائی کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرماسکتے ہیں۔ کیوں کہ بندہ نے اپنی گرہ سے زرخرچ کے اشتہار مذکور طبع کرایا ہے اب یہ بندہ اپنے سے ٹکٹ چسپاں کر کے شایقین کی خدمت میں روانہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پتہ یہ ہے: نیاز مند: سید نور اللہ شہر سیالکوٹ محلّہ کشمیری۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۱۲ء ص:۱۳-۱۴)

قادیانی وفد کا سفر اور ندوہ کا جلسہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

شروع اپریل (۱۹۱۲ء) میں قادیان سے ایک وفد نکلا جس کی غرض وغایت بقول اس کے مدارس اسلامیہ دینیہ کا معائنہ کرنا تھا۔ اس سفر میں وہ ندوہ کے جلسہ میں بھی شریک ہوا۔ اس وفد کا امیر مرزا صاحب قادیانی کا بیٹا مرزا محمود احمد تھا۔ وفد کا میر منشی یا سفر نویس اڈیٹر الحکم تھا۔ چنانچہ اڈیٹر موصوف نے اپنا سفرنامہ الحکم قادیان کے کئی ایک نمبروں میں شائع کیا ہے۔ اس سفرنامہ میں گواوس نے بہت سی باتیں علماء کرام کی نسبت ایسی ویسی کہی ہیں، مگر ہماری غرض اون سب سے نہیں بلکہ چند باتوں پر ہم نوٹس لینا چاہتے ہیں۔

اول اڈیٹر صاحب نے اپنے معمولی اخلاقِ مسیحی کا ثبوت یوں دیا ہے کہ مولانا شبلی جیسے باکمال عالم کی نسبت جہاں کہیں ذکر کیا ہے صرف مفرد کے صیغے میں محض ''شبلی'' کے لفظ سے۔ مولانا شبلی سے ہمارا بھی کئی ایک باتوں میں اختلاف ہے اور ہونا چاہئے مگر اختلاف کی صورت میں بھی اون کے علم وفضل کی قدر ہماری نگاہ میں اوسی قدر ہے جس قدر اتفاق کی صورت میں ہوسکتی ہے۔ اس ضمن میں آپ نے مولوی سید سلیمان

صاحب مدرس ندوہ کا ذکر بھی کیا ہے مگر عجب خبط الحواسی سے ایک ہی بیان میں کہیں جمع کا صیغہ ہے تو کہیں مفرد کا اس موقع پر ہمیں صرف مسیح علیہ السلام کا قول بہت صحیح معلوم ہوتا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے جس کا مطلب عربی کی ایک مثل میں بھی ملتا ہے۔ الثمرة تنبئ عن الشجرة. اس مقدس جماعت کی رعونت اور اخلاق ہی ان کے مذہب کی صحت کے ضامن ہے۔

خیر اس سفر میں مولانا شبلی اور مولانا عبداللہ ٹونکی کے سامنے اونھوں نے یہ مسئلہ بھی پیش کیا کہ کسی غیر مرزائی مسلمان کی لڑکی کا نکاح مرزائی کے ساتھ ہونے سے آپ (مولانا شبلی) نے کیوں منع کیا۔ اونھوں نے کہا میں نے تو اجازت دی تھی۔ پھر لکھتے ہیں کہ اسی ضمن میں مرزا صاحب کی نبوت کا ذکر آیا تو ہم نے کہا جزئی نبوت کے قائل تو (مولانا) شبلی بھی ہیں۔ ہم باور نہیں کرتے کہ مولانا شبلی اور مولانا عبداللہ ٹونکی نے اس کا معقول اور مسکت جواب نہ دیا ہو۔ ضرور دیا ہوگا مگر ناقل نے اوس کو نقل نہیں کیا۔ اس لئے ہم اس کا جواب دیتے ہیں اور آپ کے رسول (قادیانی آنجہانی) کے قول سے دیتے ہیں۔ پس غور سے سنو! زیادہ کنج وکاؤ اور کریدنے کی حاجت نہیں تمہارے امام نے غیر مرزائی مسلمانوں کے رشتوں کی بابت تمہیں خود ہدایت دے رکھی ہے جو افسوس تم لوگ بھول کر دوسروں کو بھی بھلانے کی کوشش کرتے ہو۔ اپنے امام کا وہ فتویٰ غور سے پڑھو جو اونھوں نے بذریعہ ایک اشتہار کے شائع کیا تھا جو یہ ہے:

''یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہوکر تعصب اور عناد اور بخل وعداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں اون سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہوگئے ہیں۔ جب تک وہ توبہ کرکے اس جماعت میں داخل نہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں اون کی محتاج نہیں۔ مال میں، دولت میں، علم میں، فضیلت میں، خاندان میں، پرہیزگاری میں، خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں۔ اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجّال رکھتے ہیں۔ یا خود تو

نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خوان اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سُن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز اون کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں۔ تو اس صورت میں ان پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ یا اگر نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عالم کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہیگا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں۔ اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور کسی لڑکے لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائے گی جب تک اوس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہو جائے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء بقید عمر و قومیت بھیج دیں تا کہ وہ کتاب میں درج ہو جائے مندرجہ ذیل نمونہ کا لحاظ رہے:

نام دختر یا پسر۔ نام والد۔ نام شہر بقید محلّہ و موضع۔ عمر دختر یا پسر

(فتاوی احمدیہ جلد دوم، صفحہ ۷-۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیا اب وہ کتاب محو ہوگئی جس میں رشتوں کو مخفی راز رکھے رہتے تھے۔ اب

کیوں مسلمانوں سے رشتہ کرنے کی درخواست ہوتی ہے اور نہ کرنے پر شکایت۔ جس فرق سے تمہارے نبی نے تم کو یہ وصیت کی تھی اوسی فرق سے اہل اسلام تم سے ناطہ نہ کریں تو تمہارا کیا اعتراض؟

آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

اسی مضمون میں اڈیٹر صاحب الحکم نے ایک بات ایسی لکھی ہے جس پر خدا لگتی کہنے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ بہت ہی معقول لکھی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''اشاعت سلسلہ کے متعلق اس امر کی بہت بڑی ضروری ہے کہ سلسلہ کے اصولوں کو کھول کھول کر بیان کیا جاوے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ راستہ صاف کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ ہماری پبلک تقریروں میں سلسلہ کا نام تک نہ آوے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ۴ و ۵ مئی ۱۹۱۲ء کو یہ سوال پیش کیا گیا تو حضرت صاحب نے اس کو نہ صرف ناپسند کیا بلکہ اس کو ایک قسم کا نفاق بتایا۔ اے خدا تو ہم سب کو نفاق سے محفوظ رکھ۔ (آمین)

حقیقت میں اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ہم اشاعت سلسلہ میں اگر اپنے عقائد اور اصولوں کو پیش نہ کریں گے تو لوگ اس سے کیونکر واقف ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس قسم کا ایک واقعہ پیش آچکا ہے جو ہمارے لئے حجت اور خضر راہ ہے۔ لاہور کے اخبار وطن نے ریو آف ریلیجنز کی اشاعت کے متعلق ایک معاہدہ کرنا چاہا تھا کہ اس میں سلسلہ کا ذکر نہو۔ اس تجویز کو جس حقارت اور نفرت کی نظر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا تھا وہ ان خطوط وتحریروں سے عیاں جو ۱۹۰۵ء کے آخر اور ۱۹۰۶ء کے اوائل میں اخبارات اور میگزین میں شائع ہوچکی ہیں خود جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک مبسوط خط ایڈیٹر وطن کے نام لکھا تھا جس میں اونہوں نے کھول کر بیان کیا تھا کہ ''میں جو کچھ اس رسالہ میں لکھونگا اس میں اپنے عقاید کا پابند رہونگا۔ اور یہ منافقانہ کارروائی مجھ سے ہرگز نہیں نہو سکے گی کہ اپنے عقاید کو چھپاؤں۔'' (الحکم ۷-۱۴ مئی ۱۹۱۲ء، ص:۹)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اشارہ اپنے ایک مشہور اور قابل لیکچرار خواجہ کمال الدین کی طرف ہے جو پبلک تقریروں میں قادیانی مشن کا نام تو کیا اشارہ تک نہیں کرتے۔ جس کو ایڈیٹر الحکم اور وفد کی امیر مرزا محمود نفاق کہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ بات اس لئے معقول ہے کہ جن خصوصیات کی وجہ سے اتنی تکلیف اوٹھائی جن کو مر مر کر حاصل کیا جن کی بابت یہ کہنا بے جا نہیں کہ

دشمن کے طنز دوست کے پند آسمان کے جور
کیا کیا مصیبتیں نہ سہیں تیرے واسطے

وہی مخفی رکھی جائیں تو غالبا بہادری اور اخلاص مندی سے بعید ہے۔ اسی لئے ہم بھی قادیانی ممبروں کو چیلنج دیتے ہیں کہ اون خصوصیات پر ہمارے سامنے مقابلہ کے لئے لیکچر دو تو پھر دیکھیں کہ کیا رنگ پیدا ہوتا ہے۔ کیا قادیانی مشن کے امام مقتدی ہماری اس معقول درخواست کو منظور کریں گے؟ (آئندہ زمانہ خود بتلائیگا)۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۳۱۔ مورخہ ۱۳ر جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۳۱ر مئی ۱۹۱۲ء ص:۱-۳)

قادیانی خلیفہ کی خدمت میں مراسلہ

السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ امابعد

میں نے اہلحدیث مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۱۲ء میں آپ کے ایک مرید کی شکایت کرتے ہوئے چند سوالات آپ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ امید تھی کہ بحکم حدیث شریف آپ محققانہ جواب شائع فرماویں گے۔ مگر آپ نے تو اس وقت تک کوئی جواب نہیں دیا ہاں بدر مندرجہ ۲۹-فروری ۱۹۱۲ء میں اُس کے متعلق ایک مضمون نکلا ہے جس کے لکھنے والے نے اس کی سُرخی (چھوٹا منہ بڑی بات) لکھ کر یہ ظاہر کردیا ہے کہ وہ عنوان اور معنوں کے تعلق سے محض بے خبر ہے اگر اُس کے بیان میں کچھ بھی صداقت ہے تو خود اُسی کے بیان سے ہمارا پوزیشن صاف ہوجاتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ مجھ پر پوزیشن

صاف کرنے کی فرمائش کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیان کے سمجھنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔ ہر چند اس مضمون میں اُس نے اپنی بولی بدلی ہے مگر اپنے مذہبی اصول کے مطابق اذا خاصم فجر کے مصداق بننے سے نہیں بچ سکا۔ چونکہ وہاں کے بعض اخباروں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مریدین محض خود سر و آزاد ہیں بلا اجازت آپ کے جو چاہتے ہیں کر کرالیا کرتے ہیں'' شاید آپ کی خلافت کی ٹٹی اس موقع کے لئے تیار کی گئی ہے کہ جب جلسہ مناظرہ وغیرہ میں شکست و ہزیمت کے آثار دیکھیں تو یہ کہہ کر فرار ہو جائیں کہ خلیفہ صاحب کا حکم نہیں ہے۔'' اس لئے آپ سے یہ دریافت کرنا ضرور ہے کہ یہ مضمون بلا علم و اجازت آپ کے شائع کیا گیا ہے یا آپ کے علم و اجازت سے۔ مگر آپ کے علم و اجازت سے شائع کیا گیا ہے تو میں اس کے مفصل و مدلل جواب لکھنے کو تیار ہوں ہمارے جواب سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اردو، فارسی، عربی، انگریزی میں ہمارا علمی مبلغ کیا ہے اور آپ کے نام نہاد نامہ نگار کا کیا؟ اور ہمارے استاد مدظلہ کے علمی اور اصلی دسترخوان پر کون کون لوگ صرف نمک خوار اور ذلہ ربا ہی نہیں بلکہ ان کے روحانی فرزند اور شاگرد بھی رہے ہیں۔ نمک حلالی یا نمک حرامی ان دونوں صفتوں میں سے کون صفت کس کو اپنے اسلاف سے وراثت میں ملی ہے۔ کون اپنے اساتذہ کا احسان مند و شکر گزار ہے اور کون احسان فراموش اور ناشکرا۔ یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اس وقت اسلامی فرقوں میں ذلیل ترین فرقہ کون ہے۔ علاوہ شہروں کے خاص مونگیر میں تخمیناً پانچ ہزار مسلمانوں کے مجمع میں کس فرقہ کو ذلت و رسوائی ہوئی ہے اور بارش کی طرح کس فرقہ پر لعنت برسی ہے۔ کس کے پیشواؤں کو غیر قوموں نے اپنی قوم نے بلکہ خود ان کے گھر والوں نے کیسے کیسے اعزازی خطابات دیئے ہیں۔ کیسے کیسے مدحیہ قصائد لکھے ہیں۔ صرف زندگی ہی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی کیسی کیسی نقلیں بنائی گئی ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہو جائے گا۔ کہ بعض روپوش مرزائی مولوی (جو کہ چند کنجڑ کواڑی اور دو چار بھلے مانسوں کے لڑکوں کو دام میں لا کر کٹ پتلی کی طرح نچا رہے ہیں) کا مذہبی پوزیشن کیسا رہا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کے ایک ڈسٹرکٹ جج نے صرف ان کی لامذہبی اور وہابیت کا ہی نہیں بلکہ دیانت داری اور امانت داری کا کیسا سارٹیفکیٹ ان کو عطا کیا ہے۔ جس پر ہائی کورٹ کلکتہ کے اعلیٰ حکام نے کامل وثوق فرمایا ہے۔ اصل فیصلہ مع

ترجمہ پیش کردیا جائے گا۔

اور اگر یہ مضمون بلاعلم واجازت آپ کے شائع کیا گیا ہے تو مجھ کو اس کے جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس لئے کہ ہمارے اصل مخاطب آپ ہیں دوسروں کی بدزبانی کے جواب میں اتنا لکھنا کافی ہے۔

و لقد امر علی اللئیم یسبنی
فمضیت ثمه وقلت لایعنینی

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے سابق سوالات کے جوابات کے ساتھ بحکم رد الکتاب کرد السلام اس مراسلہ کا جواب بھی لکھیں گے۔ جواب نہ آنے پر ۲۹-فروری کے بدر کا مضمون آپ ہی کا لکھا ہوا سمجھا جائے گا۔اور ترکی بہ ترکی جواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بدنہ بولے زیر گردوں گرکوئی میری سنے

راقم: محمد عبدالرؤف عفی عنہ محلّہ مہولی شہر مونگیر۔۲۵-اپریل ۱۹۱۲ء۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء ص:۷)

قادیانی گیدڑ بھبکی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

منشی قاسم علی دہلوی نے لکھا ہے۔کہ مباحثہ لودہانہ میرے اور آپ کے درمیان تھا۔تمام قوم مرزائیاں پر اس کا کوئی اثر نہیں۔اس لئے آپ کا فتح قادیاں یا فاتح قادیاں وغیرہ مضامین لکھنے سے احمدیوں (مرزائیوں) کی دل آزاری ہے۔پس یا تو معافی مانگو، یاتم پر نالش کی جائے گی۔

جواباً قلمی ہے آپ کو اور دیگر مرزائیوں کو اجازت دیتا ہوں۔کہ بذریعہ عدالت بھی دل کے ارمان نکال لیں۔اور سن رکھیں۔

عاشقاں از ہیبتِ تیغ تو سرپیچیدہ اند
جامیؔ بیچارہ را چوں دیگراں پنداشتی

ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ اُس کا ثبوت بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے پاس کافی سے زیادہ ہے۔ جس کو بالا جمال شیخ سعدی مرحوم کے قول میں سُنائے دیتے ہیں ؎

چو از قومے یکے بیدانشی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

تفصیل کے لئے کمرہ عدالت کا انتظار کیجئے۔ استغاثہ کی اخراجات کے لئے روپیہ کی ضرورت ہو۔ تو غنیمت حاصل کردہ مبلغ تین سو روپیہ میں سے کچھ رقم میں بھی بطور چندہ پیش کرنے کو تیار ہوں۔

ہاں دوستانہ نصیحت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ استغاثہ کرنے سے پیشتر دفعہ (۲۱۱) تعزیرات ہند کو دیکھ رکھئے گا۔ پس ؎

ہم بھی ہیں سینہ سپر قاتل لگا جو ہو سو ہو
آج دیکھیں کاٹ تیرے ابروئے خم دار کا

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۳۲۔ مورخہ ۲۰؍ جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۷؍ جون ۱۹۱۲ء ص: ۱۳)

مثلث مساوی الاضلاع

اہل دہلی خبردار!

نائب اڈیٹر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں:

اس مثلث سے ہماری مہندسانہ مثلث نہیں بلکہ ایک مقدس مثلث مراد ہے جس کے تینوں اضلاع پاک تعلیم الہام سے پیدا ہوئے۔ ایک زاویہ اس کا دہلی میں ہے تو دوسرا قادیان میں۔ تیسرا لاہور میں۔ ہم اس مقدس مثلث کو مہندسانہ مثلث کی شکل میں دکھاتے ہیں

قادیان لاہور دہلی

ناظرین ابھی تک اس مثلث کی تہہ تک شائد نہ پہونچے ہوں اس لئے ذرہ تشریح کی حاجت ہے۔

مرزا صاحب قادیانی کے انتقال کے بعد دہلی میں جناب مرزا حیرت صاحب مشہور ایڈیٹر کرزن گزٹ کو الہام کا دعویٰ ہوا۔

قادیان میں مرزا صاحب کے بیٹے مرزا محمود کو۔ سب سے لطیف یہ کہ آریہ سماج کے جوشیلے رکن مہاشہ دھرمپال نو آریہ کو بھی الہام ہونے شروع ہو گئے ہیں اس لئے اسمثلث کی شکل یہ ہونی چاہیئے۔

مرزا محمود دہرمپال مرزا حیرت

مناسب ہے کہ ان تینوں الہامیوں کے الہامات کا تھوڑا سا نمونہ دکھاویں

مہاشہ دھرمپال کو خطاب الٰہی:

مہاشہ مذکور نے اپنے وہ الہامات جو اوسے ۱۴ مئی کو ہوئے ۱۷ مئی کے اخبار اندر میں ''خطاب الٰہی'' کے عنوان سے یوں لکھے ہیں:

(۱) تو نے شیطان کو پچھاڑا اور میرے نام کی تقدیس کی۔ میں نے تجھ کو پسند کیا۔

(۲) میں نے تجھ کو سید القلم بنایا۔ اور تیرے قلم کو برکت دی۔

(۳) تو مجدد الدین ہے تو غازی ہے تو دھرمپال ہے۔

(۴) تو نے مردوں میں سے مجھ زندہ کو پسند کیا اس لئے کہ زندگی کا سرچشمہ مَیں ہوں۔

قبل ازیں مہاشہ جی نے ایک آریہ سماج بھی لاہور میں قائم کر رکھی ہے جس کے سکریٹری آپ خود ہی بنے ہوئے ہیں مسافر آگرہ مسلمانوں کو طعنہ دیتا ہے کہ دھرم پال نبی بن کر اب مسلمانوں کو لوٹنے لگا ہے۔ لیکن مسافر کی یہ غلطی ہے۔ مسلمانوں کا تو پہلے سے یہ عقیدہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص (بخوائے آیت ماکان محمد أبا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبین اور بحکم حدیث لانبی بعدی) نبی اور رسول نہیں ہوسکتا۔ پھر مسلمان مسلمان رہ کر دھرم پال کی نبوت کو کیوں کر تسلیم کر سکتے ہیں۔

مرزا حیرت کا ربانی حلقہ:

اب سنئے مرزا حیرت کا قابل حیرت واقعہ آپ نے یکم مئی کے کرزن گزٹ میں ایک مضمون بعنوان ''ہمارا ربانی حلقہ'' لکھ کر عام مسلمانوں کو اس حلقہ میں شمولیت کی

دعوت دی اور ایسے اشخاص کے لئے جو اون کے حلقہ میں داخل ہونا چاہیں چند شرائط مقرر کیں۔ مضمون معنون کے آخر میں لکھا:

''دیکھو خدا کی بھی مرضی ہے کہ تم اس ربانی حلقہ میں شریک ہو۔ اس میں ہرگز پس وپیش نہ کرو جو کچھ کھو چکے کھو چکے عمر جتنی برباد ہو چکی تھی ہو چکی۔ غنیمت سمجھو کہ خدا کے حکم سے خدا کی راہ کا ایک فقیر تمہیں پکار رہا ہے اور جسے خدا کی طرف سے فقیر حلقہ کا خطاب ملا ہے۔ آؤ آؤ میرے بھائیو! آؤ بلا تامل آؤ شوق سے آؤ اور جلدی اس ربانی حلقہ میں شریک ہو لِلّٰہ وقت کو ہاتھ سے نہ دو اور غنیمت سمجھو تمہیں کیا معلوم کہ بارگاہ صمدی سے تمہارے لئے آئندہ لمحہ کیا حکم نافذ ہو۔

الہام کی ابتدا تو مندرجہ بالا عبارت میں مرزا حیرت دہلوی کو ہو چکی ہے۔ لیکن آخری جلی الفاظ صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ آئندہ کو کھل کر الہام ہوں گے۔

اس حلقہ کو لبیک کہنے والے لوگوں کے نام اور تائیدی مضمون ۲۳ مئی کے کرزن میں چھپے ہیں تعجب ہے کہ ان میں سب سے پہلا نام مولوی حشمت العلی صاحب دہلوی کا ہے جو ہمیشہ سے مسلمانوں میں فرقہ بندیوں اور حنفی، شافعی، اہلحدیث وغیرہ نام رکھنے کو نہایت نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اب تک بارشاد هو سمّٰكم المسلمين اپنے اور سب مسلمانوں کے لئے مسلمان نام کہلانا پسند بلکہ ضروری خیال کرتے تھے۔ پھر نہیں معلوم آپ نے کس آیت قرآنی سے اپنے لئے فقیر حلقہ ربانی نام اخذ کیا ہے۔ اور قرآن مجید نے مرزا حیرت کی ساختہ چاروں شرائط کی پابندی کا حکم کہاں دیا ہے اور قرآن مجید کا حکم کس جگہ ہے کہ دن رات قرآن مجید کو پاس رکھو۔

قادیان کی قدرت ثانیہ:

مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کے بیٹے مرزا محمود کو بھی اب سے الہام ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ۱۷-۲۴ مئی کے اخبار الحکم میں آپ کا وہ الہام شائع ہوا ہے۔ وہ الہام عربی الفاظ میں ہے جو لکھنؤ، کانپور وغیرہ مقامات کے سفر میں آپ کو ہوا۔ چنانچہ الحکم لکھتا ہے:

حضرت صاحبزادہ صاحب نے آتے ہی بیان کیا کہ مجھے راستہ میں الہام ہوا

ہے:"انك تهدى من احببت"

اڈیٹر اہلحدیث: یہ الہام بھی عجیب قسم کا ہے مرزا صاحب آنجہانی کے الہامات بھی اسی قسم کے ہوا کرتے تھے لیکن اون سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔

آنجہانی کا قاعدہ تھا کہ اکثر اوقات قرآن مجید کی آیات ہی لکھ کر کہہ دیتے کہ یہ مجھے الہام ہوئے ہیں۔

قرآن مجید میں ایک آیت ہے انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء (القصص:۵۶) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی! تیرے بس میں نہیں کہ جسے تو چاہے اوسے ہدایت کردے لیکن خدا جسے چاہے ہدایت کرسکتا ہے۔

لیکن مرزا محمود احمد کا الہام اس کے الٹ کیوں کہ اس کا ترجمہ ہے اے محمود! تو جسے چاہے ہدایت کرسکتا ہے۔ گویا جس بات کا اختیار سرور انبیاء پیغمبر عربی فداہ ابی وامی صلوات اللہ علیہ وسلامہ کو بھی نہیں دیا گیا وہ قدرت مرزا کے صاحبزادہ کو حاصل ہوگئی۔ واہ واہ کیا کہنے۔ صاحبزادہ صاحب کی الہامی مشین مرزا صاحب کے الہامات سے بھی بڑھ چڑھ کر الہام ڈھالتی ہے۔

یہ تو ہے نمونہ ان کے الہامات کا۔ حیرتی حلقہ ربانی کا پروگرام ایسا دلفریب ہے کہ سب سے پہلے ہمارے مکرم دوست مولوی حشمت العلی صاحب مقیم دہلی جو مسلمانوں کے سوا کوئی نام (حنفی، شافعی، اہلحدیث وغیرہ) بھی اپنے لئے پسند نہیں کرتے تھے بلکہ ان ناموں کو موجب تفرقہ وفساد جانتے تھے وہی اس حلقہ کے سب سے پہلے ممبر بنے ہیں۔ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں۔ چنانچہ اس کا عمل بھی مولوی صاحب موصوف نے شروع کردیا ہے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے برخلاف آپ نے ایک اشتہار دیا ہے اوس میں دو جگہ اپنا نام فقیر حلقہ ربانی لکھا ہے۔ ممکن ہے مولوی صاحب کی سابقہ رائے بدل گئی ہو جو ہر عالم کے حق میں جائز الوقوع ہے۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ گو مولوی صاحب شوق سے ممبر بن گئے ہیں مگر عنقریب وہ اس حلقہ سے باہر ہوکر صاحب حلقہ کو مخاطب کرکے کہیں گے۔

ساحری کرد دوچشمِ تو وگرنہ زیں پیش
بود ہوشیار تر از تو دلِ دیوانۂ ما

اس مقدس مثلث میں مہاشہ دھرمپال کا ضلع آج کل تیز چل رہا ہے۔ ہر ہفتہ آپ کے الہام شائع ہوتے ہیں۔ اس ہفتہ اندر مورخہ (۳۱ رمئی) میں آپ نے ایک الہام شائع کیا ہے جو آریہ سماج میں بالکل نیا سین (نقشہ) ہے جس کے سننے کے لئے اُن کے کان اشنا نہیں۔ مگر یہ عدم آشنائی اون کی محض ایک رسمی ہے ورنہ اون کے موجودہ اعتقاد کی شہادت ویدوں میں نہیں ملے گی۔

مہاشہ موصوف کو ۲۴-مئی کو الہام ہوا ہے جو اوس نے ۳۱-مئی کے اندر میں لکھا ہے کہ:

''اے محمود دھرمپال! تو دیانند سے افضل ہے۔ کیوں کہ تو دہانہ کو چھوڑ کر منبع کی طرف آرہا ہے۔''

پھر یہ الہام بھی لکھا ہے کہ:

''میں نے تجھ اُس قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے جس نے میری قدرت سے انکار کیا۔''

دیکھئے آریہ سماج کا یہ نیا چاند کیا کچھ روشنی دیتا ہے۔

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

(اہلحدیث جلد ۹۔ نمبر ۳۳۔ مورخہ ۲۷ رجمادی الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۴ رجون ۱۹۱۲ء ص: ۳-۵)

قادیانی خلیفہ لاہور میں

ایک ضروری مسئلہ کا حل

۱۶-جون کو خلیفہ نورالدین صاحب نے لاہور میں لیکچر دیا جس کا مضمون بقول ہمعصر اخبار زمیندار یہ ہے کہ:

''ہم (قادیانی) کسی کلمہ گو کو کافر نہیں سمجھتے جو کلمہ گو ہے وہ مسلمان ہے۔''

(۲۰ جون ۱۹۱۲ء)

ہم اس خبر کو سن کر خوش ہیں کہ قادیانی جماعت بھی کلمہ گوؤں کو مسلمان جاننے

لگی جس سے مسلمانوں میں بہت کچھ ملاپ اور اتفاق کی امید ہے مگر افسوس کہ واقعات صحیحہ ہم کو یہ خوشی منانے سے مانع ہیں جب تک اصل واقعات سے اس کا جواب نہ ملے کہ ہاں یہ فتویٰ خلیفہ صاحب اصل مذہب سے دیا ہے اور کسی مصلحت اور دور اندیشی پر نہیں دیا۔ گذشتہ زمانہ کی تحریرات مٹ نہیں گئیں۔ بلکہ ہمارے سامنے ہیں۔ کل کی بات ہے خلیفہ صاحب کی تقریر قادیانی اخباروں میں گشت کر رہی تھی کہ:

''ہمارا اور غیروں کا اختلاف اصولی ہے فروعی نہیں جب کہ بحکم لا نفرق بین احد من رسلہ کسی رسول کا انکار بھی کفر ہے تو مرزا صاحب مامور من اللہ ہیں اون کے انکار سے تفرقہ بین الرسل ہوتا ہے۔'' (الحکم ۲۸ر فروری ۱۹۱۱ء، صفحہ ۴)

اس تقریر کا مطلب صاف ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ یا حضرت سید الانبیاء علیہم السلام کے انکار سے آدمی کافر ہوتا ہے اسی طرح مرزا صاحب کے انکار سے بھی آدمی کافر ہوتا ہے۔ اس لئے قادیانی خلیفہ صاحب سے بتوسط زمیند اور بلاتوسط دریافت کرتے ہیں کہ تقریر مندرجہ الحکم کا مطلب کیا ہے۔ یہی ہے جو ہم نے سمجھا اور بتلایا یا کچھ اور ہے۔ یہی ہے تو لاہور والی تقریر میں آپ نے سابقہ تقریرات سے رجوع کیا یا کیا۔ اَور کچھ مطلب ہے تو کیا ہے۔ غالباً ہمارا سوال اہل علم اور اہل دانش کی نگاہ میں ہر طرح قابل وقعت ہے۔ مگر ہم وجدانی پیشگوئی کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت مع خلیفہ صاحب اس سوال کا جواب نہ دیں گے (کیوں؟)

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۳۵۔ مورخہ ۱۱ر رجب ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۸ر جون ۱۹۱۲ء۔ ص: ۲-۳)

قادیانی اخفاء حق

مولانا ثناء اللہ امرتسری بتاتے ہیں کہ ایک صاحب شاہ محمد حسین از بنارس شکایت کرتے ہیں کہ میں نے قادیان کے اخبار بدر کو خط لکھا کہ

مخدوم بندہ جناب اڈیٹر صاحب ۔سلام علیکم

عرض ہے کہ اہل حدیث میں مباحثہ تحریری جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری و میر قاسم علی صاحب دہلوی ادیٹر الحق شائع ہوا ہے مگر چونکہ اب تک بدر میں نظر سے نہیں گذرا ،اس لئے یقین نہیں آتا کہ دراصل ایسا ہوا یا نہیں؟ اگر ایسا نہیں ہوا ہے تو آنجناب کو بذریعہ بدر تردید چھاپنا ضرور تھا اور اگر یہ واقعہ درست ہے تو سچ کو پوشیدہ کرنا آپ جیسے حق نویس اڈیٹر کی شان سے بعید ہے ۔لہذا امیدوار ہوں کہ اس تحریر کو معہ اپنے جواب باصواب کے بدر میں شائع فرما کر مشکور فرمایئے گا اور حالات مباحثہ سے بھی پبلک و نیز ناظرین بدر کو واقف فرمایئے گا۔

نیازمند شاہ محمد حسین ۔خریدار بدر

اس کا جواب آیا کہ

جناب شاہ صاحب سلام علیک ۔آپ کا خط پہونچا۔ بدر کے کالم لدھیانہ کے مباحثہ کی ابتداء یا انتہاء سے بے خبر ہیں ۔اگر اس کی ابتداء یا تجویز کا اس میں کوئی ذکر ہوتا تو اس کی انتہاء کا ذکر ہوتا ۔ اس کے متعلق مفصل حالات آپ کو خود اڈیٹر صاحب الحق سے مل سکیں گے ۔انہوں نے اشتہار شائع کیا ہے ۔محمد صادق ۔قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

شاہ صاحب آپ کی خفگی ایک معنے سے بے جا ہے ۔آپ جانتے ہیں کہ مباحثہ لودہانہ فریق ثانی کی خواہش سے ہوا۔ انہی کی مجوزہ شرائط طے پائیں ۔آخر انجام بھی صاف ہوا۔ پھر ایسی شکست کی خبر کو نام نہاد صادق جن کی شان میں وارد ہے: برعکس نہند نام زنگی کافور، شائع کریں تو اپنی قوم میں ان کی کیا وقعت ہوسکتی ہے ۔گو اخفا سے اس کا مقصود حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ خبر ایسی کچھ مخفی نہیں رہی تھی کہ قادیان سے نہ نکلے تو مرزائیوں کو پہونچ نہ سکے ۔تاہم فریق ثانی کی کوشش بجا ہے۔

میں اسی کے متعلق ایک لطیفہ سناتا ہوں ۔قادیانی پارٹی کے دماغ میں سمائی کہ ہم نالش کر کے روپیہ واپس لے لیں ۔چنانچہ خواجہ کمال الدین لاہوری کے مکان

پر کئی ایک مرزائی جمع تھے جن میں چند حیدر آباد دکن کے بھی تھے۔سب نے تائید کی کہ اس طرح نالش کر کے روا پیہ واپس لیا جائے کیونکہ سرپنچ نے فیصلہ ٹھیک نہیں وہ خود کہتا ہے کہ مجھ میں فیصلہ کرنے کی قابلیت نہیں ۔ بہت زور سے گفتگو ہوتی رہی ۔مگر خواجہ کمال الدین نے اس رائے کو فیل کر دیا۔ بایں وجہ کہ یہ مقدمہ ہائی کورٹ تک جائے گا۔اتنے دنوں کی تکلیف مقدمہ کے علاوہ روزانہ واقعات سخت تکلیف دہ ہوں گے ۔ اس لئے دعویٰ نہیں کرنا چاہیے ۔گو مرزائی جماعت جو مرزا محمود اور اڈیٹر الحکم کی پارٹی میں ہیں خواجہ صاحب سے بہت کچھ کشیدہ اور گلہ گذار ہیں مگر ہمیں شک نہیں کہ خواجہ صاحب ،قادیانی مشن کے سچے ہم درد اور پکے مرزائی ہیں ۔ یہ بھی ان کا احسان ہے قادیانی جماعت پر کہ انہوں نے نالش کی اجازت نہیں دی ۔ ورنہ دیکھتے کہ لینے کے دینے پڑ جاتے ۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۵۔ جولائی ۱۹۱۲ء۔ ۱۸ رجب ۱۳۳۰ھ نمبر ۳۶ جلد ۹ ۔ص ۱۔۲)

مرزائیت سے توبہ

شیخ الہ دین واعظ لودہانوی نے اشتہار دیا ہے کہ میں قادیانی بیعت سے تائب ہوتا ہوں۔آج (۴ جولائی) سے مجھ کو مرزائی نہ سمجھا جائے۔

(اہل حدیث **جلد ۹ ۔نمبر ۳۷ ۔مورخہ ۲۵ ررجب ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲ رجولائی ۱۹۱۲ء** ۱۲ جولائی ۱۹۱۲ء ص:۱۳)

امامت واقتداء

مکرمی مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ دام مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے اخبار مورخہ ۱۱ رجب ۱۳۳۰ھ میں مسئلہ امامت پر میں نے بحث دیکھی ۔آپ مرزائی، گور پرست کے پیچھے نماز جائز رکھتے ہیں اور جناب نواب ضمیر الدین احمد مانع ہیں ۔اس کے متعلق چند امور کا استفسار ہے امید ہے کہ آپ وضاحت فرمائیں گے۔

امامت کبری ہو یا امامت صغری، اس میں شرط ایمان ہے یا نہیں؟ اگر ایمان شرط نہیں تو کس دلیل سے؟ اگر ایمان شرط ہے جیسا کہ مذہب کافہ سلف کا یہی ہے اور مشید بالا دلہ ہے تو مرزائی کے پیچھے نماز کیونکر جائز ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ آپ بھی مرزائی و مرزا کی تکفیر کے قائل ہیں، اگر آپ بشرط تحقیر پھر بھی مجوز ان کی امامت کے ہیں اور آیت وار کعوا مع الرا کعین سے استدلال کرتے ہیں تو یہ استدلال بچند وجوہ صحیح نہیں۔ آیت کریمہ عام ہے، اہل ایمان و اہل کفر دونوں کو شامل ہے، تو اس صورت پر لازم آئیگا کہ یہودی، نصرانی، آریہ، سناتن دھرم وغیرہ امام ہو کر نماز پڑھاویں اور لوگوں کو اس کا علم بھی ہو، تو نماز پڑھنا ان کے پیچھے صحیح ہوگا اور نماز میں بھی کوئی نقص نہیں اور صاحب وضو، وغیر وضوء والے کو بھی شامل ہے، تو اس صورت پر لازم آئے گا کہ بے وضو یا صاحب جنابت اگر نماز پڑھاویں اور مقتدیوں کو اس کا علم ہو تو بھی اس کے پیچھے نماز ادا کرلیویں۔ حسن بصری کا مقولہ تائید کیلئے پیش کرنا درست نہیں، صلّ و علیه بدعة سے وہ بدعت مراد ہے جو مستلزم کفر و مخرج عن الملة نہیں، مثل امراء مروانیہ وحجاج وغیرہ کے، نہ وہ بدعت جو مخرج عن الملة و مستلزم کفر ہے۔ قرون تابعین و تبع تابعین میں اس قسم کے بدعتی تھے کہ دائرہ اسلام کے اندر داخل تھے اور اہل ایمان سے تھے، مگر بعض بدعات میں واقع ہو گئے تھے جو مخرج عن الملة نہیں بخلاف ما نحن فیہ میں کہ وہ حد کفر میں ہیں اور انکے پیچھے آپ نماز جائز رکھتے ہیں؟ اور اگر امامت کیلئے ایمان شرط نہ ہو تو یہ عدم شرطیہ باطل ہے

قال اللہ تعالیٰ: انّی جا علك للنّاس اماماً۔قال و من ذرّیّتی قال لا ینال عهدی الظّالمین (البقرة:١٢٤)

وقال اللہ تعالیٰ: و لن یّجعل اللّٰه للكا فرین علی المؤمنین سبیلاً (النساء:١٤١)

سبیل نکرہ ہے خبر میں نفی کی ہے مفید عموم و استغراق ہے تو اس صورت پر کافر مشرک کی امامت کبری ہو یا صغری باطل ہوئی۔ اس سے بڑھ کے سبیل کیا ہوگی کہ اپنا مقتدی و امام اہل کفر کو تسلیم کرنا پڑے گا اور جناب باری جل مجدہ نے صریح الفاظ

سے امامت اہل کفر و شرک کو بلفظ مؤکد باطل فرمایا ہے، عام اپنے عموم وشمول میں صریح نص کا حکم رکھتا ہے۔ اس آیت کریمہ کا مخصص بنص صریح آیت یا حدیث صریح صحیح پیش کریں، مجرد رائے قابل اطمینان نہیں۔

و قال رسول الله ﷺ الّا ان تروا کفرا بوا حا عندکم من الله فیه بر ها ن ۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ٤٧٧١)

قا ل القا ضی عیا ض اجمع العلماء علی ان ا لا ما مة لا تنعقد لکا فر و علی انه لو طر أ علیه الکفر العز ل ۔نووی

بخاری نے جو باب منعقد کیا ہے اما مة المفتو ن و المبتدع ، اس سے وہی بدعتی مراد لیا ہے جو بدعت مستلزم کفر نہیں ۔ جناب نواب ضمیر الدین احمد نے وہی امر تحریر فرمایا ہے جو ابن تیمیہ کا خیال ہے اور سلف کا ۔ کچھ ابن تیمیہ ہی متفرد نہیں ۔ نواب صاحب ممدوح کی عبارت ہذا (اپنا ہی ہم مذہب ہونا چاہیے) کا جو آپ نے مطلب قرار دیا ہے اور نقض وارد فرمایا ہے، نہ وہ مطلب ہے نہ اعتراض پڑتا ہے، نواب صاحب موصوف کی غرض اس جملہ سے یہ ہے اہل ایمان امام ہونا چاہیے نہ اہل کفر۔ عذر کے وقت نواب صاحب موصوف بھی مبتدع کے پیچھے مجوز ادائے نماز ہیں ، بحث یہاں پر مرزائی کے متعلق ہو رہی ہے اور وہ اہل کفر سے ہیں، کچھ اہل تقلید و غیر تقلید میں نہیں ہے تاکہ آپ یہ نتیجہ اخذ کریں۔ قولہ علیہ السلام:

انك ا ذیت اللّٰه و رسوله ۔

علت عزل و عدم ادائے نماز رسول مقبول ﷺ نے قرار دیا۔ دو جملہ ہیں ایک ان یعزلوه ۔ دوسرا جملہ ولا یصلّوا خلفه ۔ اس کا مطلب بین طور پر یہی ہوا کہ اس کے پیچھے نماز مت پڑھو، اگر عزل کی طاقت ہے عزل کیا جائے والاّ ، لا یصلوا خلفه پر عمل لازم ہے کیونکہ صیغہ نہی کا ہے اور اصل نہی تحریم کے لئے ہے بغیر قرینہ صارفہ کے جیسا کہ امر مطلق وجوب کے لئے ہے۔ پس اس حدیث سے بھی مرزائی کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہوا۔ اس لئے کہ علت ایذا ہے۔ مرزائی فرقہ کفرہ فجرہ سے کیا اللہ و رسول راضی ہیں بلکہ اشد غضب اللہ و رسول اللہ کا ان پر ہے جیسا کہ عالم شریعت پر مخفی نہیں۔

الحاصل ان بیانات کا یہ ہے کہ مرزائی و گور پرست وغیرہ جن میں کفر بیّن پایا جاتا ہے

ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے، ثابت ہوا۔

(مولانا) احمد اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ حاجی علی جان دہلی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۔۹۔اگست ۱۹۱۲ء ص ۷۔۸)

قادیانی خلیفہ کا تلون

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

استقلال مزاج ایک ایسا وصف ہے کہ ہر حال میں محمود سمجھا جاتا ہے خصوصاً کسی جماعت کے رہنما اور سردار کے لئے تو از بس ضروری ہے اس لئے خدا تعالی نے سید الانبیاء ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

لا یستخفنك الذین لا یو قنو ن (الروم:۶۰)

اے نبی تجھ سے ایسی کوئی حرکت نہ ہونے پائے کہ بے ایمان لوگ تجھ کو خفیف الحرکت سمجھیں۔

عرصہ سے قادیانی مشن میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ مرزا قادیانی کے منکرین کیا ہیں؟ ایک گروہ منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ایک پارٹی کافر نہیں کہتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی ہم کو کافر کہے وہ ہمیں کافر کہنے کے سبب خود کافر ہوتے ہیں۔جس کا مطلب صاف ہے کہ محض مرزا صاحب کا انکار کفر نہیں (یہ رائے ان کی بھی غلط ہے جس کا ذکر اہلحدیث میں کئی دفعہ ہو چکا ہے) اس پارٹی کے سرگروہ خواجہ کمال الدین وکیل لاہوری ہیں۔

حکیم نور الدین خلیفہ قادیان کے علم و فضل پر مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو بہت کچھ ناز تھا۔اختلاف رائے سے قطع نظر حکیم صاحب کی وسعت نظر کے ہم بھی قائل ہیں لیکن حکیم صاحب نے مذہبی طور پر ایسا پہلو اختیار کر رکھا ہے کہ وہ کسی طرح قابل اصلاح ہو ہی نہیں سکتا اور اس کی بابت یہ کہنا بجا ہے کہ:

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا\
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کے اخبار الحکم قادیان میں آپ کی تقریر چھپی تھی جس میں خلیفہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ ہمارا اور ہمارے مخالفوں کا اختلاف اصولی ہے۔ مرزا صاحب کے انکار سے تفریق بین الرسل لازم آتی ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے لا نفرق بین احدٍ من رسله۔

اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک جیسا محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کفر ہے اسی طرح مرزا صاحب کا انکار کفر ہے۔ خلیفہ کی اس تقریر سے مرزائی جماعت میں بڑی کھلبلی پڑ گئی۔ اول جماعت تو بہت خوش ہوئی مگر جماعت ثانیہ جس کے سرگروہ خواجہ کمال الدین ہیں اس کوشش میں رہے کہ جس طرح ہو سکے اس تقریر (کا اثر دور کرنے کی کوشش) کی جائے تاکہ مسلمانوں میں ہماری سرخ روئی باقی رہے۔ خواجہ صاحب لاہوری نے ۱۸۔ اگست ۱۹۱۱ء ... میں ایک اشتہار دیا جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب کا منکر جب تک مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر نہ کہے .....(کافر نہیں)... مشتہر کے الفاظ یہ ہیں:

> میرے مرشد آقا حضرت مرزا صاحب کے نزدیک بھی وہی غیر احمدی کافر ہے جس نے پیش دستی کر کے آپ کو کافر کہا۔

اس اشتہار کا مطلب صاف ہے کہ محض انکار مرزا کفر نہیں۔ بہت خوب!

وہی خلیفہ صاحب قادیانی حکیم نورالدین جو فروری میں کہہ چکے تھے کہ مرزا صاحب قادیانی کا انکار لا نفرق بین احد من رسله کی ذیل میں آتا ہے، وہی خلیفہ صاحب بایں ہمہ علم و فضل اور ادعاء کمال روحانیت و خلافت اس اشتہار کی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ مشتہر صاحب اشتہار کے نیچے نوٹ دے کر لکھتے ہیں:

> اس اشتہار کا مسودہ بجنسہ طبع یا شائع کرنے سے میں نے بحضور حضرت مخدوم مطاع عالی جناب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت بابرکت میں استصواباً بھیج دیا اور حضرت مخدوم نے میرے مسودہ کو اپنے قلم کے ساتھ ان الفاظ ذیل سے مزین کر کے بھیج دیا:
>
> مجھے پسند ہے، آپ شائع کر دیں۔ دستخط نورالدین

اور سنئیے! حال ہی میں خلیفہ نورالدین صاحب بماہ جون لاہور تشریف لے

گئے جہاں پر آپ کو ایک تقریر کرنے کا موقعہ ملا تو آپ نے جلی کٹی ایسی سنائیں کہ یاد کریں۔فرمایا:

ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الہی میں موجود ہیں۔ جب کوئی نبی آیا اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے۔ ایچا پیچی کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالی نے کفر، ایمان اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پہلے نبی آتے رہے ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں، ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا اور کوئی سوال اٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں، جو اب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کو نہ ماننے والوں کو کیا کہیں .... غرض کفر وایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب خدا کے مرسل ہیں ... اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے ... کفر انکار ہی کو کہتے ہیں۔ ایک شخص (جو مرزا کے سوا باقی کو) مانتا ہے اس حصہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھ لو جس طرح پر یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو۔ اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کر کے بھی ہمارے قریبی ہو سکتے ہیں اور مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ کا کرتے ہیں۔ ایسا صاف مسئلہ مگر نکمے لوگ اس میں بھی جھگڑتے ہیں۔ نکمے لوگ ہیں اور کام نہیں ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو قلعے فتح کرتے ہیں اور ایک یہ ہیں۔ (الحکم قادیان ۲۱ جون ۱۹۱۲ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کیسی شستہ تقریر ہے۔ مطلب صاف ہے کہ مرزا صاحب کا انکار مثل انکار دیگر انبیاء کے ہے۔ بہت خوب! اول پارٹی نے سوچا ایسا نہ ہو مثل سابق دوسری پارٹی خلیفہ صاحب پر غالب آکر کوئی نیا اشتہار اس مضمون کے خلاف دیدے، اس لئے انہوں نے جھٹ سے خلیفہ صاحب کو پختہ کرنے کے لئے ایک سوال مع جواب شائع کر دیا جو اخبار بدر میں درج ہے:

ذریعہ نجات: ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح سے سوال کیا کہ حضرت

مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں؟ فرمایا اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی ۔

(اخبار بدر۔ قادیان ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء ص ۲)

بس مطلب صاف ہو گیا ۔ اب کسی ایرے غیرے کو دخل کی گنجائش نہیں ۔ لاہور میں ایک معزز دوست نے کہا تھا کہ میں مرزائیوں سے پوچھا کرتا ہوں کہ جو تم کہتے ہو کفر کے معنی انکار کے ہیں جو شخص مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ لغوی معنی سے کافر یعنی مرزا کا منکر ہے ۔ ہم یہ نہیں پوچھتے ، ہمیں یہ بتلاؤ کہ مرزا جی کے انکار سے نجات پر کیا اثر پڑتا ہے ۔ سو دوست موصوف خلیفہ صاحب کے اس جواب سے مطمئن ہو جائیں کہ بقول خلیفہ صاحب جو کوئی مرزا صاحب کو نہ مانے گا وہ نجات نہ پاوے گا۔

ناظرین ! خلیفہ نور الدین صاحب کے مذکورہ بالا تلونات کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب بھی غالباً اس شعر کے مصداق ہیں

حلف عدوّ سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

دیکھئے قادیانی پریس اس کا جواب کچھ معقول دیتا ہے یا مشکل سمجھ کر کسی جیل زادے کے حوالے کر دیتا ہے ۔

نوٹ : اس مضمون میں اس سے بحث نہیں کہ آیا واقع میں مرزا صاحب کا منکر کافر ہے یا نہیں اور یہ کہ خلیفہ قادیان کا فتوی کہاں تک صحیح ہے بلکہ محض خلیفہ صاحب کے تلونات دکھانے ہیں اور بس ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ ۔ اگست ۱۹۱۲ء)

تنقیح امامت قادیانی

اس مسئلہ میں دو امر تنقیح طلب ہیں اور ان ہی کے فیصلہ سے اس مسئلہ کا فیصلہ ہے

امر اول: امامت نماز کے لئے اسلام شرط ہے یا نہیں؟
امر دوم: مذہب قادیانی دائرہ اسلام میں داخل ہے یا خارج؟

تنقیح امر اول

یہ تو ظاہر ہے کہ امامت نماز میں اسلام شرط ضروری ہے۔ بایں ہمہ بنظر مزید تشفی شہادات ذیل ہدیہ ناظرین ہیں۔

ارکعوا مع الراکعین ای کونو مع المؤمنین فی احسن اعمالھم و ھو الصلوۃ عبر عن الصلوۃ بالرکوع لان صلوۃ الیھود لیس فیھا رکوع

(قرآن مع تفسیر جامع) خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یعنی مسلمانوں کے ساتھ ان کے سب سے اچھے کام میں کہ وہ نماز ہے شریک رہو۔ یہودیوں کی نماز سے ممتاز ہونے کے لئے آیت کریمہ

ارکعوا مع الراکعین میں لفظ رکوع اطلاق کیا گیا اور اس سے نماز مراد لی گئی۔ عبر عن الصلوۃ بالرکوع احترازاً عن الصلوۃ الیھود (تفسیر بیضاوی)۔

اس تفسیر کا مطلب وہی ہے کہ آیت کریمہ مرقومہ میں لفظ رکوع اطلاق کیا گیا۔
نماز گذارید بارکوع کنندگان یعنی بجماعت مسلمانان (تفسیر حسینی)

ان تینوں تفسیروں سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ ارکعوا مع الراکعین میں مقصود شارع یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

قال رسول اللہ ﷺ الصلوۃ المکتوبۃ واجبۃ خلف کل مسلم براً کان او فاجراً (سنن ابی داؤد)۔

اس حدیث سے بخوبی ظاہر ہوا کہ نماز فرض مسلمانوں کے پیچھے پڑھا کرو۔ امام اعتقاداصول اسلام کے ساتھ رکھتا ہو، اگر عمل میں نقص واقع ہونے سے فاجر ہو تو مضائقہ نہیں ہے

قال رسول اللہ ﷺ لیؤذّن لکم خیارکم و لیؤمّکم

قرّاؤ کم (سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۵۹۰)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے نیکوکار اذان دیں اور تمہارے قرآن جاننے والے امامت کریں۔

اس جگہ پر اضافت قراء بجانب کم صاف بتا رہی ہے کہ امام اسلامی جماعت کا ہو مسلمانوں کا ہم مذہب و ہم مشرب ہو کم از کم اصول اسلام میں ضرور متفق ہو۔ دیکھئے شیخ مشائخ الاسلام علامہ منصور بن ادریس حنبلی نے کشاف القناع عن متن الاقناع میں کفار و اہل بدعات منجر بکفر کی امات سے نماز پڑھنے کو کس زور سے روکا ہے:

و لا یصح الصلوۃ خلف کافر و لو کان کفرہ ببدعۃ (الی ان قال) و لو اسرہ ای الکفر فجھل الماموم کفرہ ثم تبین له لان صلوته لا تصح لنفسه فلا تصح لغیرہ و لعموم قوله علیه اسلام لا یؤمّنّ فاجر مومناً۔ ترجمہ: کافر کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے اگرچہ اس کا کفر ایسی بدعت سے ہو جو مستلزم کفر ہے اگر کوئی کافر امام مقتدی سے اپنے کفر کو چھپاوے پھر مقتدی کو معلوم ہو جائے تو مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز خود صحیح ہے تو مقتدی کی نماز کیونکر صحیح ہوگی اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عام ہے کوئی بددین کسی دین دار کی امامت نہ کرے۔

یہاں فاجر سے مراد فاجر اعتقادی ہے ورنہ عملی فاجر کے پیچھے نماز جائز ہے جو دوسری احادیث کا مفہوم ہے۔ اور حضرت عثمان نے بھی عملی فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی نہ اعتقادی کے پیچھے۔ اور یہی تحقیق ہے شیخ الاسلام علامہ بن یونس حنبلی کی جو ان کی شرح منتہی الارادات سے ظاہر ہوتی ہے

و یصح الصلوۃ خلف من خالف ماموم فی فرع لم یفسق.. (الی ان قال) من خالف فی اصل کمعتزلة او فرع فسق به کمن شرب النبیذ ما لا یکرہ مع اعتقاد تحریمه و او من علی ذلك لم تقع الصلوۃ خلفه بفسقه

اگر کوئی امام اپنے مقتدی سے کسی فرعی مسئلہ میں جس سے وہ شرعی فاسق نہیں

ہوتا مخالف ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح و درست ہے۔ ہاں اگر اصول دین میں مخالف ہو جیسے معتزلی یا ایسے فرعی مسئلہ میں مخالفت کرے جس کے ارتکاب سے فاسق ہو جائے جیسے کوئی شخص نبیذ غیر مسکر کو حرام سمجھ کر ہمیشہ پیا کرے تو ایسے لوگوں کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی فقہائے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے

یجو ز الصلوة خلف صا حب هوی و بدعة و لا یجو ز خلف الرا فضی والجهمیو القدری و المشبهة و من یقو ل بخلق القرآن و حا صله ان کا ن هؤلا ء یکفر به صا حبه یجو ز الصلوة بخلفه مع الکرا هیة و الا فلا (فتاویٰ عالم گیری)۔

اھل ھوا و بدعة کے پیچھے نماز صحیح ہوگی اور رافضی خارجی جہمی شبہہ ۔ قائل حدوث قرآن کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی ۔ الغرض بدعتی اگر حد کفر تک نہیں پہونچا ہے تو نماز اس کے پیچھے جائز معالکراہت ہے ورنہ کلیتًا نا جائز ہے ۔ فتاوی قاضی خان و فتاوی سراجیہ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔

تنقیح امر ثانی:

یہ بھی زیادہ غور طلب نہیں۔ خا تم النبیین کے الف ولام استغراق، و لا نبی بعدی کے لائے نفی جنس نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی جدید کسی قسم کا نہ ہوگا ۔ صحیحین کی روایت میں جو تمثیل واقع ہے اس سے اس مضمون کی پوری تصدیق ہوتی ہے

عن ابی هریرة قا ل قا ل رسول الله ﷺ ان مثلی و مثل ا لا نبیاء من قبلی کمثل ر جل بنی داراً فا حسنه و اجمله ا لا مو ضع لنبة من زاویة من زوایاه فجعل الناس یطو فون و یتعجبو ن له و تقو لو ن هلا و ضعت هذه ا للبنة فا نا اللبنة و انا خاتم النبیین و عن جا بر نحوه و فیه جئت فختمت الا نبیاء (تفسیر خازن) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری اور انبیاء سابقین کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے نہایت ہی عمدہ مکان بنایا لیکن اس کے کسی گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی

رہنے دیا لوگ اس کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔
میں وہی ایک اینٹ اور عمارت نبوت کا مکمل ہوں اور سب پیغمبروں سے آخر ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت نبوت میں ایک اینٹ کی کسر تھی جو ذات سرور کائنات سے پوری کر دی گئی۔ اب جو شخص اس کامل کو ناقص ٹھہرائے وہ منکر شان نبوت ہے اسی وجہ سے علماء اسلام نے حضرت خاتم النبین ﷺ کے بعد مدعیان نبوت اور ان کے مصدقین و متبعین کو کافر قرار دیا ہے۔ شہادات مندرجہ ذیل ہمارے اس دعوی کے لئے دلائل کافی ہیں۔

باب حکم المر تد و هو الذی یکفر بعد اسلا مه نطقاً او اعتقا داً او شکا او فعلاً (الی ان قا ل) او ادعی النبوة او صدق من ادعا ها بعد النبی ﷺ کفر لا نه مکذ ب بقو ل الله تعا لی و لکن رسو ل الله و خا تم النبیین و لقو له علیه السلام و لا نبی بعدی (کشاف الاقناع عن متن الاقناع) وہ مرد ہے جو قول وفعل یا اعتقاد سے اسلام کا انکار کرے یا حضرت ﷺ کے بعد دعوی نبوت کرے یا ایسا دعوی کرنے والے کی تصدیق کرے کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اللہ کے فرمان لکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور رسول اللہ کے ارشاد ولا نبی بعدی کو جھٹلا دیا۔

فمن ادعی النبوة او صدق من ادعا کفر لا نه مکذ ب لله تعا لی فی قوله لکن رسو ل الله و خا تم النبیین و الحد یث لا نبی بعدی و فی الخبر لا تقوم السا عة حتی یخر ج ثلا ثو ن کذا با یز عم انه رسو ل الله (شرح منتہی الارادات)

اس عبارت کا معنی بھی مثل سابق کے ہے صرف اس قدر زیادہ ہے: حدیث میں آیا ہے جب تک تیس جھوٹے نبوت کا دعوی کرنے والے پیدا نہ ہو لیں قیامت قائم نہ ہوگی۔

اذا لم یعرف الر جل ان محمداً ﷺ آ خر ا لا نبیاء فلیس بمسلم و کذ لك لو قا ل انا رسو ل الله او قال بالفا رسیة من پیغمبر م یر ید به من پیغامبر م یکفر اذا انکر آیة من القر آن

کفر (فتاوی عالمگیری ملخصاً)

خاتم النبیین ختم به النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ۔ (تفسیر خازن)

خاتم النبیین و آخرھم الذی ختمھم او ختموا به علی قرأۃ عاصم بالفتح (الی ان قال) و لا یقدح فیه نزول عیسی بعدہ لانه اذا نزل کان علی دینه مع ان المراد انه آخر من نبیء (تفسیر بیضاوی)

یعنی جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کو آخر الانبیاء نہ مانے مسلمان نہیں ہے جو شخص عربی زبان میں اپنے کو رسول اللہ یا فارسی زبان میں اپنے کو پیغمبر کہے وہ بھی مسلمان نہیں۔ تفسیر خازن و تفسیر بیضاوی میں خاتم النبیین کی تفسیر یہ ہے کہ آپ پر پیغمبری ختم ہو گئی آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔ آپ سب سے آخر پیغمبر ہیں بیضاوی میں صرف اس قدر زیادہ ہے:

نزول عیسی سے مسئلہ ختم نبوت نبینا ﷺ پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت عیسی بعد نزول اپنے دین محمدی کے تابع ہوں گے اور خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ کو سب سے آخر میں نبوت عطا ہوئی اور حضرت عیسی آپ سے پہلے پیغمبر ہو چکے ہیں۔

قرآن مجید حدیث شریف اور علمائے اسلام کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ حجرت سید الانبیاء ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعوی کرے وہ اور اس کے ماننے والے سب کافر ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا اور تادم واپسیں اسی خیال باطل پر قائم اور اس کی ترویج و اشاعت میں سرگرم رہے اور ان کے تابعین بھی ان ہی کے ہم دم و ہمقدم ہیں، جیسا کہ مسیلمہ کذاب، حضرت رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو صحیح تسلیم کر کے اپنے کو نبی کہتا تھا۔ آپ کا درجہ نبوت میں اپنے سے زیادہ مانتا تھا اور حضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں اس کی درخواست یہ تھی کہ حضور مجھ کو اپنا جانشین بنا دیں۔ میں حضور کے حلقہ اطاعت میں داخل ہونے کو تیار ہوں۔ صحیح بخاری کی اس روایت سے اس مضمون کی پوری تصدیق ہوتی ہے:

بلغنا عن مسیلمة الکذاب قدم المدینة فاتاہ رسول اللہ ﷺ

و فی ید رسو ل الله ﷺ قضیب فو قف علیه فکلمه فقا ل له مسیلمة ان شئت خلیت بیننا و بین ا لا مر ثم جعلته لنا بعد ذلك فقا ل النبی ﷺ لو سألتنی هذا القضیب ما اعطیته و انی لا را ك الذی اریت فیه ما اریت (بخاری۔ملخصاً)

مسیلمہ کذاب مدینہ میں آیا جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی حضرت ﷺ نے وہاں ٹھہر کر اس سے گفتگو کی اس نے کہا اگر اپنے بعد مجھ کو اپنا جانشین بنا جایئے تو میں حضور کے حلقہ اطاعت میں داخل ہونے کو تیار ہوں ۔حضور ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر کھجور کی یہ شاخ بھی تو مجھ سے مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دونگا، میں تیرے حال سے خوب واقف ہوں ۔

(بخاری شریف سے ذیل میں حدیث بھی نقل کی جاری ہے: بہاء

عن ابن عباس قال : قدم مسیلمة الکذا ب علی عهدالنبی ﷺ فجعل یقول : ان جعل لی محمد ا لامر بعدِه تبعته، و قد مها فی بشر کثیر من قو مه ، فاقبل الیه رسو ل الله ﷺ و معه ثا بت بن قیس بن شمّاس و فی ید رسول الله ﷺ قطعة جر ید ،حتّی وقف علی مسیلمة فی اصحا به فقال ﷺ : لو سألتنی هذه القطعة ما اعطیتکها و لن تعدو امر الله فیك، و لئن اد بر ت لیعقرنك الله ، و انّی لأرا ك الذی ا ریت فیه ما ر أیت، و هذا ثا بت بن قیس یجیبك عنّی ، ثم انصرف عنه (صحیح بخاری حدیث نمبر ٤٣٧٣)

دیکھئے رسول اللہ ﷺ نے کس سختی سے مسیلمہ کی درخواست نا منظور فرمائی اس کی وجہ وہی دعوی نبوت باطلہ ہے جس کو آپ نے کھلے لفظوں میں کمال متانت کے ساتھ بیان فرمادیا بعینہ یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے ۔اس نے بھی رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی ماتحتی میں اپنے کو نبی وصاحب وحی قرار دے کر تمام مسلمانوں کو اپنی نبوت ماننے کے لئے زوروں کے ساتھ مخاطب بنایا اور بصورت نہ ماننے کے بہت سے خوفناک وعیدوں سے ڈرایا اور اس کے ماننے والے بھی برابر اس کے خیال باطل کے پھیلانے میں مستعد وکمر بستہ رہتے ہیں مرزا قادیانی اور مسیلمہ کذاب میں سر مو فرق نہیں ہے ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شیء ۔ (الانعام:۹۳)

یہ آیت کریمہ بتصریح علمائے مفسرین مسیلمہ کذاب کی تضلیل وتکفیر میں نازل ہوئی ۔ فی زماننا اس کا مصداق اس زمانہ کا مسیلمہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بانی اسلام ﷺ اور صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا ۔ حضرت نے اسکو اشدالکفر ٹھہرایا اور آپ کے اصحاب نے اس کی اور اس کی جماعت کی جو لاکھوں تک پہنچ گئی تھی ایسی بیخ کنی کی کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا ۔ (آپ بھی ماتحتی قانون وقت ان کی بیخ کنی کیجئے ۔ اڈیٹر اہل حدیث) ۔ اس سے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم لوگوں کو قادیانیوں کے ساتھ کوئی اسلامی تعلق ومعاملہ نہیں رکھنا چاہیے اور نماز وغیرہ امور دین میں ویسے ہی علیحدہ رہنا چاہیے جیسا کہ دوسرے کفار سے ہم لوگ علیحدہ ہیں ۔

اگر بالفرض مثل معتزلہ وروافض وغیرہ دیگر فرق ضالہ کے اہل قادیان احاطہ اسلام میں داخل مانے جاویں تاہم ان کی امامت سے صحت نماز غیر مسلم ہے کیونکہ عدم جواز امامت واقتداء کے لئے اسلام وبانی اسلام سے انکار کلی وکفر مطلق شرط نہیں ہے بلکہ بہت سے فرقہ ضالہ اسلامیہ کی اقتداء بھی محققین علماء اہلسنت کے نزدیک جائز نہیں ہے ۔ اس دعوی کی سند میں عالم ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی تحقیق پیش کردینا کافی ہے ۔ آپ ایسے شخص کو جو حقانیت اسلام کا مقر ہے لیکن قرآن پاک یا اس کے تلفظ وغیرہ کو مخلوق کہتا ہے ، کافر قرار دیتے ہیں ۔ اسکے ساتھ میل جول ، کھانا پینا ، شادی بیاہ ترک کردینے کا حکم فرماتے ہیں ۔ اس کے پیچھے نماز اس کے جنازہ کی نماز جائز نہیں رکھتے ۔ اور جو لوگ صحابہ کرام کی تحقیر وتنقیص کرتے ہیں ۔ ان سے ترک تعلقات اسلامی میں ایک روایت بھی نقل کرتے ہیں بنظر تصحیح نقل دونوں مقام کی عبارتیں ہدیہ ناظرین ہیں ؛

فمن زعم انہ مخلوق او عبارتہ او التلاوۃ غیر امتلوا وقال لفظی بالقرآن مخلوق فھو کافر باللہ العظیم ولا یخالط ولا یواکل ولا یناکح ولا یجاور بل یھجرہ ویھان ولا یصلی

خلفه و لا تقبل شهادته و لا يصح ولا يته فی نکا ح و ليه و لا يصلی عليه اذا ما ت فا ن ظفر استيّب ثلا ثاً (غنیۃ الطالبین مطبع صدیقی لاہور ص۱۳۲)

فی روا يت انس ان الله عز و جل ا ختار نی و اختارلی اصحا بی فجعلهم انصاری و جعلهم ا صها ری و انه يجیء فی آ خر الز ما ن قوم ينقصونهم ا لا الا فلا توا کلو هم الا فلا تشار بو هم ا لا فلا تنا کحو هم ا لا فلا تصلوا معهم الا فلا تصلوا عليهم حلت اللعنة (غنیۃ الطالبین مطبع صدیقی لاہور ص ۱۷۹)

حضرت انس سے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یوں مروی ہے کہ اللہ نے مجھ کو برگزیدہ کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو برگزیدہ کیا اور ان کو انصار و اصہار ہونے کی عزت بخشی ہے آخر زمانہ میں کچھ لوگ ان کی کسر شان کریں گے۔ خبردار خبردار ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا شادی بیاہ ترک کرو۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ اور نہ ان کی جنازہ کی نماز پڑھو ایسے لوگوں پر خدا کی لعنت ہے۔

مقام غور ہے کہ جب تنقیص شان صحابہ میں اس قدر وعید اور ترک تعلقات اسلام کے لئے ایسی تاکید شدید ہے تو کسر شان انبیاء میں کس درجہ وعید سخت و کفر عظیم متصور ہوگا۔ اسی وجہ سے فرمان الٰہی ہے

انّ الذين يؤذو ن الله و رسو له لعنهم الله فی الدنيا و الآخرة و اعدّ لهم عذاباً اليماً (الاحزاب:۵۷)۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔

اس مسئلہ کی تحقیق بحوالہ کتب رسا لہ تحفة ا لا خلا ء فی عصمة الانبیاء میں خوب ہے۔

اسلام نے انبیاء میں مساوات سمجھنے اور اس کا اقرار کرنے کے لئے حکم کیا ہے لا نفر ق بين ا حدٍ من رسله ۔ ہم لوگوں کو پیغمبروں کے مدارج میں کم و بیش نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو قرآن مجید کا یہ فیصلہ ناطق پسند نہیں آیا اور

حضرت مسیح ابن مریم کی شان مبارک میں گستاخانہ کلام کیا۔ دیکھئے مرزا کا یہ شعر ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

علمائے مالکیہ بھی فاسق اعتقادی کے پیچھے نماز جائز نہیں رکھتے بلکہ ان کا فتوی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے تو اسی وقت اعادہ کر لے:

قال ابن بر زة منهم و اما الفاسق بالاعتقاد کالحروری و القدوری فیعید من صلی خلفه فی الوقت علی المشهور (قسطلانی ج ۲ ص ۴۷ ملخصاً)

یعنی علماء مالکیہ سے ابن برزہ کا قول ہے: مشہور یہ ہے ہ جو شخص فاسق اعتقادی مثل حروری وقدری کے پیچھے نماز پڑھے اسی وقت نماز دہرائے۔

علی ہذا القیاس علمائے شافعیہ بھی فرق ضالہ اسلامیہ شدید الضلالۃ کی اقتداء جائز نہیں رکھتے ہیں اور ان کو مثل دیگر کفار کے تصور کرتے ہیں

و استثنی الشافعیة مما سبق منکری العلم بالجزئیات و بالمعدوم و من یصرح بالتجسم فلا یجوز الاقتداء بهم کسائر الکفار (قسطلانی ج ۲ ص ۴۷)۔ یعنی (جو فلسفی ضلالت میں مبتلا ہو کر) اللہ تعالی کے لئے علم بالجزئیات وعلم بالمعدوم کا انکار کرتے ہیں، یا خدا تعالی کے لئے جسم ثابت کرتے ہیں علمائے شافعیہ ایسے لوگوں کی اقتداء سے نماز جائز نہیں رکھتے ان کو مثل سائر کفار کے تصور کرتے ہیں۔

تحقیق صدر سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی ضلالت حروری قدوری مجسمہ غیرہ سے بہت زیادہ ہے اسلئے باتفاق علمائے مذاہب اربعہ اہل سنت والجماعت و باستدلال قرآن وحدیث نماز ان کی اقتداء سے باطل ہوگی۔

و الله اعلم بالصواب و الیه المرجع و المآب۔

انا العبد الاواه (مولانا) محمد عبداللہ از پٹنہ

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۳۔۳۰۔ اگست ۱۹۱۲ء ۹۔۱۶ رمضان ۱۳۳۰ھ۔ ص ۱۲۔۱۴)

قادیانی مسیح کا نشان

پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج تک ہم یہی کہتے رہے کہ مسیح موعود کی کوئی نشانی دکھاؤ جس سے سچے جھوٹے میں امتیاز ہو سکے۔ شیخ سعدی مرحوم بھی فرما گئے ہیں۔

ہنر بنما اگر داری نہ جوہر

مگر قادیانی جماعت ہماری اس درخواست کو بڑی حیلہ جوئی سے ہمیشہ رد کرتی رہی جہاں کہیں موقع ملا (باستثناء لودہانہ) یہی جواب ملتا رہا کہ حضرت عیسےٰ کی وفات حیات پر پہلے بحث کرلو جو بالکل ایک اجنبی اور دوراز کار مسئلہ ہے۔ مگر شکر ہے کہ آخر کار ہماری درخواست نے اپنا رنگ دکھایا گو کسی صورت میں دکھایا۔ بہرحال قادیانی جماعت کو بھی مرزا صاحب کی نشان نمائی کا خیال دامنگیر ہوا چنانچہ قادیانی رسالہ ریویو کے فاضل ایڈیٹر نے اگست کے رسالہ ریویو میں ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے ''مسیحیوں کا آنے والا مسیح'' اس میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے خیالات متعلقہ حضرت مسیح کا ذکر کر کے نکتہ چینی کرتا جاتا ہے آخر میں اپنے مسیح کو مقابلہ میں پیش کر کے اوس کے نشانات دکھانے کو ایک بڑا نشان پیش کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''مسیح موعود کا ایک نشان: یہ نشان اس قدر کثرت سے احمد علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی زندگی میں ظاہر ہوئے کہ اون کا شمار بھی دشوار ہے اور آپ کی وفات کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے بڑے بڑے زبردست نشانوں کے ساتھ آپ کی تصدیق کی اور یہ نشان ایسے نہیں کہ کسی ایک ملک یا ایک قوم میں محدود ہوں بلکہ جیسا آپ کا مشن عالمگیر تھا ایسا ہی آپ کے نشان عالمگیر ہیں اور زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں کہ وہاں کے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والتسلیم کے نشانوں کے گواہ نہ ہوں اور بعض نشان آپ

کے ایسے عظیم الشان ہیں کہ کل دنیا اُن کی گواہ ہے۔ مثلاً گذشتہ دسمبر میں جو خدائے تعالیٰ نے مقام دہلی میں حضرت مسیح موعود کا ایک نشان دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ جارج پنجم کے ہاتھ سے پورا کرایا دنیا کا کونسا ملک ہے جو اس نشان کا گواہ نہیں کیوں کہ یہ نشان ایسے حالات کے ماتحت پورا ہوا کہ اوسکی دھوم کل دنیا میں مچ گئی۔ برٹش گورنمنٹ نے آج سے قریبا ٦ سال پہلے بنگال کے دو حصے کردیئے جس پر بنگالیوں نے شور مچایا مگر کسی نے اون کی بات کو نہ مانا۔ اُنہوں نے بہت زور لگایا کہ یہ تقسیم منسوخ کردی جائے اور جس طرح پہلے بنگال ایک ہی صوبہ تھا ایسا ہی وہ پھر ایک صوبہ کردیا جاوے مگر اُن کو صاف جواب دیا گیا کہ تمہاری یہ درخواست ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔ پارلیمنٹ میں ایک بار نہیں بلکہ بار بار کھلے لفظوں میں ذمہ دار وزراء نے کہدیا کہ یہ ایک فیصلہ شدہ امر ہے جس میں اب کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ نہیں ہوسکتی۔ لارڈ کرزن کے بعد لارڈ منٹو آیا اوس نے بھی بنگالیوں کو یہی سنایا کہ خواہ کچھ ہو تقسیم بنگال بحال رہے گی۔ اس میں کوئی تغیر وتبدل نہ ہوگا۔ غرض ہر طرف سے مایوسی ہی مایوس نظر آتی تھی اور کوئی عقلمند اس وقت یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ایک ایسا امر جس کو گورنمنٹ باوجود بنگالیوں کے شور مچانے کے کر گذری ہے اوس امر کو گورنمنٹ پھر واپس لے لے گی جب بار بار خود پارلیمنٹ میں برملا کھلے الفاظ میں یہ اعلان کردیا گیا کہ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو منسوخ نہیں ہوسکتا اور یہ بنگالیوں کی ایک ایسی درخواست ہے جس کو کسی طرح بھی گورنمنٹ منظور نہیں کرسکتی تو کس طرح کوئی شخص امید کرسکتا تھا کہ خدا ایک ایسا دن لائے گا جب کہ بنگالیوں کی مراد پوری ہوگی اور جس چیز کو وہ مانگے ہیں اور جس چیز کو دینے سے گورنمنٹ بار بار انکار کرچکی ہے وہ چیز بنگالی قوم کو حاصل ہوجائے گی۔ ایسے حالات میں آسمانی گورنمنٹ کی طرف سے زمین کے روحانی بادشاہ حضرت مسیح موعود کی طرف ایک سرکاری پروانہ بھیجا گیا اور اس میں حضرت خلیفۃ اللہ علی الارض کو کہا گیا کہ ہمارا یہ حکم کل دنیا کو سنادو کہ

پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اون کی دلجوئی ہوگی۔

یہ الٰہی حکم ۱۱-فروری ۱۹۰۶ء کو جاری ہوا مگر ظاہر میں کوئی صورت اس کے پورا ہونے کی نظر نہیں آتی تھی۔ ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی۔ گورنمنٹ اس بات پر تُلی ہوئی تھی کہ تقسیم بنگالہ کو بحال رکھا جائے گا خواہ کچھ ہی ہو کیوں کہ یہ فیصلہ نہایت سوچ بچار کے بعد کیا گیا تھا اور باوجود بنگالیوں کی مخالفت کے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنایا گیا اس لئے صرف لوگوں کی ناجائز ایجی ٹیشن کی وجہ سے اس تجویز کو منسوخ کرنا گورنمنٹ اپنے سلطانی اصول کے برخلاف سمجھتی تھی اور اُس کے نزدیک تقسیم بنگالہ میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا اپنے شاہانہ رعب کو کم کرنا تھا۔ اسی لئے بار بار وزراء نے پارلیمنٹ کے پلیٹ فارم پر اور وائسراؤں نے اپنی وائسرائی مسند پر کھڑا ہو کر نہ صرگ بنگالیوں کو بلکہ دنیا کو یہ سنا دیا تھا کہ ہمارا یہ فیصلہ ایک قطعی فیصلہ ہے جس میں کسی قسم کی تبدیلی کی امید کرنا ایک خام خیال ہے اور بنگالیوں کو کہا گیا کہ سن رکھو اور یاد رکھو کہ ہمارا آخری فیصلہ ہے اس میں کوئی تبدیلی نہوگی۔ ان بار بار کے انکاروں نے اور بھی بنگالیوں کی کامیابیوں کو ناممکن کر دیا تھا کیونکہ کوئی شخص یہ گمان نہیں کر سکتا تھا کہ جس امر کے بارے میں گورنمنٹ اور اوس کے عالیجاہ افسر اس قدر زور اور تکرار کے ساتھ صاف اور مضبوط لفظوں میں انکار کر چکے ہیں اوس کو پھر وہی گورنمنٹ جلدی ہی تبدیل کر دے گی۔ اس بار بار کے انکار کے اعلانوں نے خود بنگالیوں کو ناامید کر دیا اور وہ اس سے مایوس ہو گئے کہ گورنمنٹ تقسیم بنگالہ میں کوئی ایسی اصلاح کرے گی جس سے اون کی دلجوئی ہو۔ مگر خدائے تعالیٰ کی حکومت کل زمینی حکومتوں سے زبردست ہے۔ دنیا کی کل حکومتیں اُس کی چاکر اور غلام ہیں۔ اب جب کہ مایوسی پرلے درجہ تک پہونچ چکی اور کسی سینہ میں رائی بھر بھی اُمید باقی نہ رہی اوس وقت خدائے خدائے تعالیٰ نے اپنی بات پورا کرنے کے خود ہی سامان پیدا کرنے شروع کئے۔ جارج پنجم تخت پر بیٹھا۔ اور اون کے دل میں خدا کے فرشتوں نے یہ تحریک پیدا کی کہ میں ملک ہند کے قدیمی پایۂ تخت دہلی میں اپنی تاجپوشی کا

جشن مناؤں۔ اوس احکم الحاکمین نے زمینی گورنمنٹ کے فیصلہ کو ایسے عجیب طریق سے بدل دیا کہ دنیا دیکھ کر ششدر رہ گئی اوس نے خدا نے ملک معظم کو جو اوس کا ایک ادنیٰ چاکر اور غلام ہے پہلے دستور کے برخلاف ہندوستان میں بھیجا۔ کنگ جارج بذات نفیس خود اپنے قیصری تخت کے سامنے کھڑا ہوا اور اوس وقت اوس نے اون نوابوں راجاؤں، گورنروں، جرنیلوں، کرنیلوں، فوجی سپہ سالاروں، وزیروں، امیروں کے اوس بے نظیر مجمع کے سامنے اپنی مبارک زبان سے ایک اعلان کیا۔ وہ اعلان کیا۔ وہ وہی اعلان تھا جو اس دربار سے ٹھیک پانچ سال دس ماہ قبل خدا کے خلیفہ نے اپنے دارالخلافت قادیان دارالامان سے شائع کیا تھا کہ پہلے

بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا اب اون کی دل جوئی ہوگی

پہلے سب اعلان اُس کی طرف سے اوس کے نائب السلطنت نے کئے مگر جب اس اعلان کی باری آئی جس کے لئے زمین وآسمان کے بادشاہ نے یہ سارا سامان کیا تھا اور جس کے لئے خود ملک معظم کو حقیقی شہنشاہ نے ہندوستان کی طرف سفر اختیار کرنے کا حکم دیا تھا جب اس اعلان کی باری آئی تو ملک معظم نے پسند نہ کیا کہ اس الٰہی پیغام کو وہ کسی دوسرے شخص کے ذریعہ اپنی ہند کے رعایا کو پہونچائے۔ اس لئے شاہ انگلستان قیصر ہندوستان نے اس اعلان کو خود اپنی زبان سے ادا کیا اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نشان کو اپنے ہاتھ سے پورا کیا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ اس لئے کیا تا کہ اوس کے نشان کی عزت ہو اور اوس کے صادق مسیح کی شان دنیا پر ظاہر ہو۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کا اس قدر اکرام کیا کہ اوس کے منہ کی بات کو ایک ایسے عظیم الشان انسان کے ہاتھ سے پورا کیا جو آج دنیا میں سب سے بڑا بادشاہ ہے۔'' (ریویو آف ریلی جنز بابت اگست ۱۹۱۲ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ اوس مضمون کی اصل جان ہے جو اڈیٹر رسالہ نے حسب تقلید مرزا صاحب

قادیانی ۲۵ صفحوں میں لکھا ہے اس کے اصل مطلب میں ایڈیٹر مذکور کے ساتھ ہم بھی متفق ہیں وہ یہ کہ خدا نے بادشاہ کے دل میں یہ ڈالا کہ دہلی کا سفر کر کے تقسیم بنگالہ کی منسوخی کا اعلان کرے تا کہ جو لوگ مرزا صاحب قادیانی کو دیانتداری اور نیک نیتی سے سچا مانے ہوئے ہیں اون کی راہ نمائی کا ایک ذریعہ ہو جائے اور جو لوگ متعصب اور ضدی ہیں اون کو تو کوئی چیز ہدایت نہیں کر سکتی۔ اب سنئے تفصیل۔

کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ ''بنگالیوں کی دلجوئی کی جاوے گی'' مگر اپنی زندگی ہی میں اس کی ایسی تشریح کر دی تھی کہ اوس کے سننے سے یہ امر یقین کے درجے تک پہونچتا ہے کہ واقعی خدا ہی نے بادشاہ کو اس کام کے لئے مامور فرمایا تھا تا کہ گمراہوں کی ہدایت علی الاعلان ہو جائے۔ اس مضمون کو ہم نے ۲۹۔ دسمبر ۱۹۱۱ء اور ۲۳ فروری ۱۹۱۲ء کے اہلحدیث میں مفصل لکھا ہے۔ قادیانی پریس کی دلیری اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ اون کے کسی مضمون کا مفصل جواب خود اون کے حوالوں سے بھی دیا جائے تاہم وہ اون حوالوں کی طرف غور نہیں کرتے بلکہ نئے سرے سے اوس مضمون کو دہراتے ہیں تا کہ ناواقفوں کی غلط فہمی کا موجب ہو سکے اس لئے ہم بھی اوسی مضمون کو جو مندرجہ بالا تاریخوں میں لکھا ہے یہاں بالاختصار جمع کر کے قادیانی پریس کی ایمانداری اور مرزائی مذہب کی بنیاد اور نشانات کی کیفیت دکھاتے ہیں۔ جناب مرزا صاحب یعنی خود بدولت مسیح موعود اور مہدی مسعود لکھتے ہیں:

''۱۱۔فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی گئی تھی جس کے یہ الفاظ تھے۔

''بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب اون کی دلجوئی ہوگی۔''

اس کی تفصیل یہ ہے جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔ گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا اور یہ حکم بنگالیوں کی دل شکنی کا باعث اس قدر ہوا تھا کہ گویا اون کے گھر میں ماتم پڑ گیا تھا اور انہوں نے تقسیم بنگالہ کے رُک جانے کی نسبت بہت کوشش کی مگر ناکام رہے بلکہ برخلاف اس کے یہ نتیجہ ہوا کہ اون کا شور وغوغا گورنمنٹ کے افسروں نے پسند نہ کیا اور اون کی نسبت ان افسروں کی طرف سے جو کچھ کارروائیاں ہوئیں اس میں اس جگہ اس کی

تفصیل کی ضرورت نہیں خاص کر فلر لفٹنٹ گورنر کو اونھوں نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اون ایام کہ بنگالی لوگ اپنے افسروں کے ہاتھ سے دکھ اٹھا رہے تھے اور سر فلر کے انتظام سے جاں بلب تھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ

''پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا ہے اب اون کی دلجوئی ہوگی۔''

چنانچہ میں نے اس پیشگوئی کو اونہی دنوں شائع کر دیا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹنٹ گورنر فلر صاحب کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آ گئے تھے اور اس قدر شا کی تھے کہ اون کی آہیں آسمان تک پہونچ گئی تھیں یک دفعہ مستعفی ہو گیا۔ وہ کاغذات شائع نہیں کئے گئے جن کی وجہ سے استعفا دیا گیا مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیوں نے کیا ہے جیسا کہ بنگالی اخباروں سے ظاہر ہے وہ سب سے بڑھ کر گواوس بات پر ہے کہ بنگالیوں نے فلر کی علیحدگی میں اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفا دینے سے اون کے خوشی کے جلسے اور عام طور پر خوشی کے نعرے اس بات کی شہادت دیے رہے ہیں کہ درحقیقت فلر کی علیحدگی سے اون کی دلجوئی ہوئی ہے بلکہ پورے طور پر دلجوئی ہوگئی ہے اور یہ کہ اونھوں نے فلر کی علیحدگی کو اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے۔ پس فلر کے استعفا میں جس غرض کو گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ رکھا ہے وہ غرض بنگالیوں کی بیحد خوشیوں سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس سے بڑھ کر پیشگوئی کے پورا ہونے کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیوں نے اپنی دلجوئی اس کارروائی میں خود مان لی ہے اور گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے۔ اور یہ میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' میں ہی شائع نہیں ہوئی تھی بلکہ پنجاب کے بہت سے اخباروں نے اس کو شائع کیا تھا۔ یہاں تک کہ خود بنگالہ کے بعض نامی اخباروں نے اس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا۔''

(حقیقت الوحی صفحہ ۲۹۶-۲۹۷)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ اس حوالے سے تو صرف اتنا ثابت ہوا کہ جناب موصوف کی پیشگوئی سر فلر لاٹ صاحب ڈھاکہ کے استعفا دینے سے پوری ہوگئی۔ جو ایسی بڑی پیشگوئی کو ملحوظ رکھ کر بالکل اس مثال کے مشابہ میں ''کوہ کندن وکاہ برآوردن'' مگر ہمارا مطلب صرف اسی سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ ہمیں یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بادشاہ سلامت کو اس غرض سے بھیجا کہ تقسیم بنگالہ کی منسوخی کا اعلان کر کے قادیانی الہام اور مذہب کے کھلے لفظوں میں تکذیب کرے اوس کی تفصیل بھی سنئے۔ مرزا صاحب کے اسی رسالہ ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء میں خود بدولت کی زندگی ہی میں ایک تحریر شائع ہوئی تھی جو یہ ہے

''بنگالہ کی نسبت جو پیشگوئی آج سے چھ سات ماہ پہلے شائع کی گئی تھی۔ اس پر غور کرو کہ کس صفائی سے پوری ہوئی۔ پیشگوئی کے شائع ہونے کے وقت بنگالیوں کی شورش اور فساد حد درجہ تک پہونچی ہوئی تھی۔ اور اودھر سر فلر کی گورنمنٹ اس بات پر تلی ہوئی تھی کہ اس تمام فساد کو زور سے دبایا جاوے۔ ایسے وقت میں دو قسم کی امیدیں تو لوگوں کے دلوں میں ضرور تھیں یعنی بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ شائد گورنمنٹ بنگالیوں کی شورش وغیرہ سے دب کر تقسیم بنگال کو منسوخ کر دے گی۔ چنانچہ بعض نجومیوں نے ایسی پیشگوئیاں اپنی جنتریوں میں شائع بھی کر دی تھیں۔ دوسری طرف جو لوگ اس امر سے واقف تھے کہ سر فلر کیسا مستعد اور کسی سے نہ دبنے والا حاکم ہے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ گورنمنٹ اس تمام شورش کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی۔ اور قانون کے منشاء کے مطابق اس شورش کو (مناسب ذرائع عمل میں لاکر) فرو کرے گی۔ لیکن ان دو خیالوں کے سوا اور کوئی خیال اوس وقت کسی نے ظاہر نہیں کیا۔ انہی حالات کے نیچے ۱۱/فروری ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس حکم کے متعلق جو ہو چکا ہے اب گورنمنٹ صرف ایسا طریق اختیار کرے گی جس سے بنگالیوں کی دلجوئی ہو۔ جس کا یہ صاف صاف مفہوم ہے کہ جو خیال لوگوں کے دلوں میں ہیں وہ دونوں پورے نہیں ہوں گے بلکہ ایک ایسا طریق اختیار کیا جاویگا جس سے

تقسیم بھی منسوخ نہو اور اہل بنگال کی دلجوئی بھی ہو جائے۔ اب جس وقت تک نئے صوبہ کی حکومت سر فلر کے ہاتھ میں تھی اس وقت تک کسی بات سے بنگالیوں کی دلجوئی کا مقصد حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ کیوں کہ ایک طرف تو سر فلر بھی ایک زبردست حاکم تھا اور دوسری طرف بنگالیوں کو اس سے اس کی بعض کارروائیوں کے سبب سے خاص عناد تھا اور بظاہر پانچ سال تک جب تک سر فلر کا زمانہ حکومت خود بخود ختم ہو جاتا گورنمنٹ کی پالیسی بنگالیوں کی نسبت بدل نہیں سکتی تھی۔ مگر وہ علیم خدا جس نے اپنے بندہ پر پیش از وقت یہ ظاہر کیا تھا کہ اب بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی وہ خوب جانتا تھا کہ کس طرح پر واقعات پیدا ہونے والے ہیں جن سے دلجوئی کی جاوے گی۔ چنانچہ یک بیک جب کسی کو خیال بھی نہ تھا سر فلر نے استعفاء پیش کیا اور گورنمنٹ نے اسے منظور کیا۔ یہ بات کہ اس استعفا سے بنگالیوں کی دلجوئی ہوئی ایسی صاف ہے کہ ایک سخت سے سخت دشمن بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ جو خوشیاں بنگالہ میں سر فلر کے استعفا پر ہوئی ہیں اور جس پر بنگالی اخباروں نے خوشی کے نعرے بلند کئے ہیں اور کالموں کے کالم اسی خوشی میں سیاہ کئے ہیں اس سے بہت کم لوگ ناواقف ہونگے۔ اور یہ سب باتیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ بنگالیوں نے گورنمنٹ کی اس دلجوئی کو خوب محسوس کیا ہے۔''

(ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس حوالہ میں زیر خط فقرہ غور طلب ہے کہ

''تقسیم بنگالہ منسوخ نہو اور اہل بنگالہ کی دلجوئی بھی ہو جائے''

کیا اب بھی کسی کے دل میں شک ہوسکتا ہے؟ کہ تقسیم بنگالہ کے منسوخ ہونے سے واقعی مرزائی الہام اور قادیانی مذہب کی پوری تکذیب ہوتی ہے اور اس تکذیب کے لئے خدا ہی نے بادشاہ سلامت کو مامور فرمایا۔ ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔

تعجب یہ لوگ کس برتے پر ولایت جا کر تبلیغ کرنا چاہتے ہیں جب ان کی تحقیق اور ان کے مناظرہ کی یہ شان ہے کہ ایک حوالہ انہی کے قلم کا لکھا ہوا پیش کیا جاتا ہے نہ تو

اوس کی تکذیب کرتے ہیں نہ جواب دیتے ہیں اور بقول ''ڈھاک کے تین پات'' اپنی ہی کہے جاتے ہیں اور جی خوش کرنے کو کہتے ہیں دنیا کی اصلاح کے لئے جو جماعت خدا نے قائم کی ہے وہ یہی قادیانی جماعت ہے واہ کیا کہنے ہیں:

بلائے زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے
بلا یہ کون لیتا جان پر لیتے تو ہم لیتے

ناظرین! للہ فی اللہ، غور کریں، کیا سچوں کی یہی شان ہے۔

(اہل حدیث جلد۹۔نمبر۴۵/۴۶۔مورخہ ۲۳ر رمضان-۱ر شوال ۱۳۳۰ھ مطابق ۶-۱۳ر ستمبر ۱۹۱۲ء ص:۱-۴)

خواجہ کمال الدین ولایت میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خواجہ کمال الدین وکیل لاہور مرزا صاحب قادیانی کے راسخ مریدوں میں ہیں۔ الّا آپ کو تبلیغ اور اشاعت کا بہت شوق ہے۔ باوجودیکہ آپ عربی نہیں جانتے مگر شوق اشاعت میں آپ تقریریں خوب کرتے ہیں گو آپ مرزائی ہیں مگر زمانہ شناس بھی پورے ہیں اس لئے ہندوستان میں جس جس مقام پر آپ نے آج تک تقریریں کی ہیں کبھی بھولے سے بھی قادیانی مشن کا نام نہیں لیا۔ آج کل اخبارات میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ آپ انگریزی ولایت انگلستان وغیرہ میں تبلیغ دین کی غرض سے گئے ہیں۔ ہم خواجہ صاحب کی متانت اور قابلیت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ولایت میں بھی قادیانی مشن کا ذکر نہ کرینگے۔ ورنہ نہ تو اس کا ذکر مفید ہوگا نہ خواجہ صاحب کی عزت ہوگی کہ قادیانی مشن اپنی سچائی کے دلائل ایسے رکھتا ہے کہ آفتاب آمد دلیل آفتاب محض اشاعت اسلام کے لحاظ سے ہم بھی خواجہ صاحب کے سفر کو مبارک سمجھتے ہیں اور اون کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ ''بسلامت روی و باز آئی۔''

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد۹۔نمبر۴۸۔مورخہ ۱۵ر شوال ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۷ر ستمبر ۱۹۱۲ء ص:۱۱)

کھلی چٹھی بنام ایڈیٹر اخبار بدر قادیان

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر۔ السلام علیکم۔

آپ کے اخبار ۱۹۔ ستمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۷ پر منشی معراج دین صاحب نے زیر عنوان منشی پیر بخش صاحب کی کتاب پر ایک سرسری نظر خامہ فرسائی کر کے اپنے زعم میں تمام کتاب پر نظر عنایت کر کے وہی معمولی دوہا سنا جو کئی دفعہ مرزائی صاحبان سے سن چکا ہوں۔ پھر دوہرایا کہ اور حسب معمول سوال دیگر جواب دیگر پر عمل کر کے اصل سوالات کو نظر انداز کر کے خاکسار پر اکثر نکتہ چینی کی ہے اور رمز و کنایہ سے میری ذات پر حملے کئے ہیں جن کا جواب میں جزاک اللہ دے کر نہایت مشکور ہوں۔

میں نہیں چاہتا کہ جواب ترکی بہ ترکی دے کر بحث کو خراب کروں مجھ کو تو اس سے بھی زیادہ سخت کلامی اور دل آزار جوابات کی امید تھی کیوں کہ کئی بار پہلے تجربہ ہو چکا ہے کہ احمدی جماعت اپنی صداقت کی دلیل یہی سمجھتی ہے کہ فریق مقابل کو ایسی سختی سے جواب دیا جاوے کہ معاملہ گڑبڑ ہو کر اصل حقیقت فوت ہو جاوے۔ (مثال کے لئے دہلوی جیل زادے کے ملفوظات ملاحظہ ہوں۔ ایڈیٹر اہل حدیث) اسی واسطے جو کچھ اُنہوں نے میرے حق میں لکھا ہے اون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اصل بات یہ ہے کہ منشی معراج دین صاحب نے میری کتاب کو بہ نظر غور نہیں پڑھا کیوں کہ جس قدر سوالات مرزا صاحب کی تعلیم پر میں نے کئے اور اہل اسلام کی تسلی اور تحقیق کے واسطے درج کتاب ہیں اون کی طرف اونھوں نے توجہ نہیں کی اور نہ اون کی نسبت کچھ لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ عمدا لاجواب ہو کر چھوڑ گئے یا حسب معمول ایک ہی طرف رخ کیا کہ ادھر اودھر کی باتیں لکھ کر ٹال دیا۔ میری گذارش ہے کہ احمدی جماعت میں سے جو کوئی صاحب میری کتاب پر بحث کرنا چاہئے با قاعدہ کرے یعنی پہلے سوال اول پر نظر ڈالے اور اس کی پوری عبارت لکھ کر نیچے جواب مطابق سوال کے دیوے۔ اور سوال از آسمان و جواب از ریسمان سے فریقین کا وقت ضائع نہ

کرے بحث میں ہمیشہ مبحث کا خیال رکھا جاوے اور کسی فریق کو مبحث کے احاطہ سے باہر نہیں ہونا چاہیئے اور ہر ایک اعتراض کا جواب الگ الگ فیصل ہونا چاہیئے میں ہر ایک سوال کا جواب جو منشی معراج دین صاحب نے کیا ہے پہلے ہی کتاب میں دے چکا ہوں خاتم النبیین کی بحث میری کتاب میں بغور پڑھیں ایسا ہی وفات مسیح وغیرہ میں خاص توجہ سے تدبر فرماویں پھر میری دلائل کو توڑیں نہ کہ اپنے مسلمات بلا دلیل مجھ کو سنادیں۔ میری کتاب میں مرزا صاحب کے عقائد پر بحث ہے کہ وہ ہم کو امام زمان و مسیح موعود و مہدی مسعود کرشن جی مہاراج وغیرہ وغیرہ ہوکر اگر شرک کی تعلیم دیں تو کیا ہم اون کو مان سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ پس میرے مکرم منشی معراج دین صاحب کا فرض تھا کہ نمبروار میرے اعتراض تحریر فرما کر جواب دیتے اگر اونہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اعتراضات کو خارج کتاب سمجھ کر ایک لفظ تک نہیں لکھا جس پر مجھ کو بڑا افسوس ہے۔ کہ حق کے متلاشی کو ایسا مغالطہ نہیں دینا چاہیئے کیوں کہ عوام کو دھوکہ دینا مسلمان کا کام نہیں۔ میں بحث کے لئے تیار ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ اگر مجھ کو تسلی بخش جواب دیئے گئے تو میں احمدی جماعت میں شامل ہو جاؤنگا اور اگر کوئی صاحب مالی انعام چاہے تو وہ بھی دونگا۔ بشرطیکہ دو تین منصف مقرر کردہ فریقین جو غیر مذہب کے ہوں فیصلہ دیویں کہ جواب کافی ہوگئے ہیں۔ میری کتاب کا پہلا اعتراض جس کو منشی معراج دین صاحب نے چھوڑ کر اپنی دیانت کا ثبوت دیا ہے یہ ہے دیکھو میری کتاب معیار عقائد قادیانی صفحہ ۱۹ فصل اول تعلیم مرزا صاحب درباره وجود باری تعالیٰ۔ مرزا صاحب کتاب البریہ صفحہ ۷۹ میں فرماتے ہیں

> ”ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زينا السماء الدنيا بمصابيح اور پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں۔ الخ

پہلے اصول ایمان پر بحث ہونی چاہیئے جب یہ سوال حل ہو جاویگا اور قرآن

اور حدیث سے ناچیز انسان کا خلق زمین وآسمان ہونا احمدی جماعت کی طرف سے ثابت ہوجاوے گا۔ پھر دوسرے اعتراض کی بحث شروع ہوگی اسی طرح حسب موقع خاتم النبیین وحیات وممات مسیح علیہ السلام، کسوف، خسوف پر بحث ہوگی اور پبلک خود فیصلہ کرلے گی کہ کون حق پر ہے۔

بحث مفصلہ شرائط کی پابندی سے ہوگی:

اوّل۔ کوئی فریق سخت الفاظ ودل آزار تحریر نہ کرے۔

دوم۔ جواب مبحث کے احاطہ سے خارج نہو سوال کے موافق جواب ہو اور تحریر طول طویل بلاضرورت نہو۔

خاکسار: پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر مؤلف معیار عقاید قادیانی۔ لاہور، دروازہ بھاٹی۔

(اہل حدیث جلد ۹۔ نمبر ۵۰۔ مورخہ ۲۹ر شوال ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۱ر اکتوبر ۱۹۱۲ء ص: ۳-۴)

خلیفہ قادیان سے سوال

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی مستقل نبی ہیں یا جناب رسول مقبول ﷺ کی امت میں داخل ہیں اور حضور ہی کی شریعت کی پیروی کرنے والوں میں شریک ہیں؟

۲۔ یہ کہ اگر مستقل نبی ہیں تو اہل اسلام میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ بعد جناب رسالت مآب کوئی نبی ہو لہذا ان کی بات قابل تسلیم نہیں، کس طرح ان کی پیروی کی جا سکتی ہے؟

۳۔ اگر حضور کی امت میں داخل ہیں اور آپ ہی کی شریعت کو تازہ کرنے کے لئے اور رسوم بدعات کے مٹانے کے لئے تشریف لائے ہیں تو وہ اہل اسلام کے فرقہائے متفرقہ میں سے کس گروہ میں شامل ہیں اور کن اصول کے موافق لوگوں کو شریعت پر عمل کرنے کا حکم فرماتے ہیں؟

۴۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ لا یزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامة۔ یعنی ہمیشہ قیامت تک میری امت امت کا

ایک گروہ حق پر ہوگا اور لوگوں سے لڑتا رہے گا اور غالب رہے گا۔ یعنی اس گروہ سے کبھی کوئی زمانہ خالی نہ ہوگا۔

۵۔ یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک مختلف فرقوں میں سے وہ گروہ کون سا ہے جس میں آپ داخل ہیں اور جس کے اصول کے موافق آپ ہدایت کرتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ اگر کسی گروہ میں داخل نہیں ہیں اور جمیع مسلمانان سے علیحدہ ہی ہیں تو پھر خارج از اسلام ہیں ان کی کوئی بات قابل تسلیم نہیں۔

۷۔ اس لئے کہ جناب رسول مقبول ﷺ کے فرمان قابل الاذعان کے خلاف ہے کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ قیامت تک حق پر رہے گا اور جب مرزا صاحب نے اس فریق حق کو چھوڑا تو ناحق پر ہوئے اور جو شخص ناحق پر رہے گا اسکی بات قابل تسلیم نہیں۔

مضمون مذکور خلیفہ (نورالدین) کی خدمت میں ارسال کیا گیا لیکن جواب نہ آنے پر تین ہفتہ بعد جوابی کارڈ لکھا گیا۔ جواب آیا کہ سوال پھر بھیجو۔ چنانچہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۲ء کو دوبارہ مضمون بھیجا گیا۔ ہر دو مرتبہ لفافہ جواب کے واسطے بھی رکھ دیا گیا۔ لیکن ہنوز کوئی جواب نہیں آیا۔ اب مجبوراً بذریعہ اخبار جواب طلب کیا جاتا ہے۔ خواہ بذریعہ اخبار اہل حدیث امرتسر جواب دیں یا اپنے کسی اخبار میں جواب دیں تو ایک کاپی بندہ کے پاس بھیج دیں۔

راقم: ایم این بردکان حافظ احسان الغنی پلیٹن بازار دیرہ دون ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۸۔ نومبر ۱۹۱۲ء ص ۸)

قادیانی بلی کھمبا نوچے

۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء کے بدؔر قادیان صفحہ ۴ کالم تین پر ایک مضمون ''آسام میں مرتدین'' کی سرخی سے درج ہے جسے پڑھ کر مجھے ہی نہیں بلکہ ان جملہ دوستوں کو جنہوں نے یہ پرچہ دیکھا ہے سخت حیرت ہوئی۔

پچھلے دنوں کہیں پیسہ اخبار نے لکھا ہوگا کہ فلاں فلاں مرزائی مسلمان ہو گئے تو بدر صاحب نے بمصداق چراغ تلے اندھیرا چراغ پا ہو کر ایک مضمون شائع وضائع کیا ہے جو پیسہ اخبار کی تردید میں تو نہیں البتہ تائید ضرور کرتا ہے۔

کوئی صاحب غلام امام عزیز الواعظین جن کے نام کے ساتھ ایڈیٹر بدر نے مولوی کا لفظ بھی جڑ دیا ہے فرماتے ہیں:

''اور غفور اور عیدن اور فریدن اور ان کے چارلڑکے ہمارے پاس اگر منافقانہ قسمیں کھا کر احمدیوں میں نام لکھا دیا تھا اور کبھی کبھی چندہ بھی دیتے تھے۔''

مولوی عزیز الواعظین نے کوئیں کے مینڈک کی طرح سمجھا ہوگا کہ ساری دنیا احمقوں سے بھری ہے کون پوچھنے آئے گا کہ میاں انہیں کیا غرض پڑی تھی جو تمہارے پاس آ کر منافقانہ قسمیں کھائیں۔

منافقانہ قسمیں کھانے کی تو دو ہی صورتیں تھیں یا تو تم نے ان پر ظلم وستم کیا ہوگا جس سے نجات کی خاطر اُنہوں نے منافقانہ قسمیں کھائیں اور یا کوئی لالچ مگر لالچ میں سے پیسے لالچ تو ہرگز نہیں کیوں کہ خود تم اقرار کرتے ہو کہ چندہ بھی دیتے تھے۔

غرض یا تو لالچ اور یا ظلم اگر ان میں سے کوئی تیسری بات ہے تو آپ اس کا اظہار کر دیں ورنہ سمجھا جائے گا کہ محض جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے کو آپ نے یہ جھوٹ فرمایا ہے (بے ادبی معاف)

آگے چل کر آپ فرماتے ہیں مگر جنوری ۱۲ء سے ایک کوڑی چند نہیں دیا اور اپنے دیس میں مخالفوں سے مل کر ایک مسجد کی بنا ڈالی اور احمدیوں سے چندہ طلب کرنا شروع کیا۔

زر پرستو! آپ کے درعدن اور لعل یمن الفاظ پڑھ کر جی چاہتا ہے کہ آپ کو دو چار دمڑیاں انعام دے ڈالوں۔

پیسہ انسان کو کیسے ذلیل کرواتا ہے کیا تم چاہتے تھے کہ حق ظاہر ہونے پر بھی وہ تمہیں چندہ دیا کریں غالبا اس صورت میں تو آپ انہیں سچا احمدی سمجھے رہتے۔

یا کیا آپ کے مذہب میں مسجد بنانا کوئی برا فعل ہے اگر انہوں نے آپ سے بھی چندہ طلب کیا تو کونسا کفر کیا اور اگر آپ نے ان کے مسجد بنانے یا آپ سے چندہ

طلب کرنے ہی سے انہیں مردود سمجھا ہے تو بس معلوم شد...

دنیا کی کوئی مہذب گورنمنٹ اپنے ٹکس نہ ادا کرنے والوں کو آگ میں نہیں جھونکتی مگر مرزائی گورنمنٹ کا مارشل لا صرف تھوڑے سے قصور پر فی النار کر دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غریب لوگوں کا اس خیالی گورنمنٹ کے سایہ میں رہنا ناممکن ہے۔

پھر فرماتے ہیں

''یہ سب سود خوار اور راشی کاذب فاسق ہیں۔''

چونکہ ہمیں ان سے واقفیت نہیں اس لئے ان کی سود خوری وغیرہ کا تو علم نہیں مگر آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مرزائی رہ کر سود خور راشی کاذب ہو تو احمدیت کے مہربان صرف اس لئے اس پر سایہ کئے ہوئے رہتے ہیں کہ وہ چندہ دیتا ہے۔

پھر کہتے ہیں

''اور علم ہندی کا کھا گا گھا جانتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مرزائیت میں کسی علم کا جاننا بھی معیوب ہے۔ حالانکہ اسلام نے علم کے پڑھنے کو ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔

آگے ارشاد ہوتا ہے کہ

''دونوں بوڑھے طوطے ہیں اور چار ان کے بچے ہیں۔''

اس کا جواب تو حکیم نورالدین صاحب ہم سے اچھا دے سکیں گے۔ کیوں کہ یہ اونہی کے حال کا نقشہ ہے

اونھوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شائد
جب وہ آئینہ دیکھیں گے تو ہم اون کو بتادینگے

سچ پوچھو تو تعصب بہت بری بلا ہے جو انسان کو اندھا بنا دیتی ہے۔ بھلا جن لوگوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہ آئے وہ اگر دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی دیکھ لیں تو حیرت ہے۔ اس مضمون ''آسام میں مرتدین'' کے شروع سطور میں لکھا ہے کہ:

منی پور آسام کے چند احمدی مرتد ہو گئے اس پر شیخ غلام نبی صاحب کلکتہ نے تحقیقات کی۔''

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سودخوار وغیرہ جو الزامات مسلمانوں پر لگائے گئے ہیں یہ سب شیخ صاحب جیسے محقق کی تحقیق دقیق کی انتھک کوشش کا نتیجہ ہے جس کے لئے ہم ان کے شکرگذار ہیں لیکن اگر ہمارا گمان غلطی نہیں کرتا اور یہ شیخ جی وہی غلام نبی چکوالی ہیں جن کی دوکان پچھلے دنوں لوئر چیت پور روڈ پر تھی تو کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ جناب شیخ صاحب خود بھی سودی کاروبار کرتے ہیں یا نہیں۔ ایڈیٹر صاحب سے امید ہے ہمارے سوال کا محققانہ جواب دینگے۔

راقم: دوست محمد پنجابی از مدراس

(اہلحدیث جلد ۱۰۔ نمبر ۳-۴۔ مورخہ ۵-۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۵-۲۲ نومبر ۱۹۱۲ء ص: ۵-۶)

قادیانی فیصلہ کی نگرانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مرزا صاحب قادیانی نے میرے متعلق ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا آخر جو ہوا وہ عیاں۔ مگر مرزا جی کے بعد جو شیلے مریدوں کو چین نہوں یہاں تک کہ اونہوں نے انعامی تین سو کا اشتہار دیا کہ اس مضمون پر ہم سے بحث کرلو چنانچہ اپریل گذشتہ کو بمقام لودہانہ بتقرر سہ منصفان مباحثہ ہوا مقابلہ میں منشی قاسم علی صاحب دہلوی تھے فیصلہ بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے حق میں ہوا۔ یہ فیصلہ کیا تھا جنگ بدر تھی۔ جب سے جنگ بدر میں بمقام لودہانہ اہل حق کو فتح حاصل ہوئی ہے فریق مغلوب سخت سٹ پٹا رہا ہے بقول حضرت شیخ سعدی مرحوم

چوں حجت نماند جفا جوئے را
بہ پیکار گردن کشد روئے را

ہر قسم کی گالی گلوچ پر اترا ہوا ہے۔ ہمارے معزز مخاطب منشی قاسم علی ایڈیٹر

رسالہ احمدیؔ دہلی نے تاریخ فتح لودہانہ سے جتنی تحریریں شائع کی ہیں اون سب میں تبرا بازی اور دشنام دہی اتنی کی ہے کہ دیکھنے والا ہر ایک تحریر کو کافی سے زیادہ سمجھے میرے خیال میں اونہوں نے مبلغ تین سو جو ہم کو انعام میں دیئے تھے غالبًا فی روپیہ چونسٹھ گالیاں دے چکے ہیں آئندہ جو ہونگی وہ سود ہوگا۔ پھر سود درسود۔ خیر ہمیں اس سے کیا مطلب ہم نے اور اَور لوگوں نے بھی بسا اوقات عدالتوں میں دیکھا ہوگا کہ فریق مغلوب جب عدالت سے نکلتا ہے تو جو اوس کے سامنے آئے اپنے گواہوں یا وکیل حاکم ہو یا پیادہ سب کو گالیاں دیتا اور اباہ تباہ بکتا ہے ایسی حالت میں کون دانا ہے جو اوس کو معذور نہ سمجھے ٹھیک اسی طرح ہم بھی فریق مغلوب کو معذور جانتے ہیں۔ ہاں اس خیال سے کہ ان گالیوں کے سننے سے پبلک ناظرین کو ہمیشہ کے لئے راحت ملے ہم ایک تجویز بتلاتے ہیں جو نہایت ہی منصفانہ اور عاقلانہ ہے جس کی تحریک بھی دراصل منشی قاسم علی صاحب دہلوی نے ازخود کی تھی مگر کر کے خاموش ہوگئے وہ تجویز یہ ہے کہ بقول آپ کے سابقہ فیصلہ غلط ہوا اور اس مناظرہ کے بعد آپ کو بہت سا ثبوت اپنی تائید میں ملا ہے تو بسم اللہ ہم نئے سرے سے مباحثہ کو حاضر ہیں وہی شرائط جو پہلے آپنے مقرر کی تھیں اور وہی طریق فیصلہ منظور بلکہ آپ اگر لودہانہ میں آنے سے شرمائیں تو میدان مناظرہ بجاء لودہانہ کے ہمیں لاہور بھی منظور ہوگا۔ سرپنچ اُسی طرح کوئی غیر مسلم ہوگا غرض سب شرائط بدستور رقم انعام بھی بدستور کسی امین کے سپرد ہوگی۔ ہاں محض رعایت سے ہم انعامی رقم میں تھوڑی سی کمی بھی کر دیتے ہیں یعنی بجاء سہ صد کے دوصد پر قناعت کرتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب کے جوشیلے مرید فیصلہ ثانی کرانے کے لئے تیار ہونگے؟

قادیانی مشن کے ممبرو!

سنبھل کے رکھیو قدم دشتِ خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۰۔ نمبر ۵۔ مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۱۲ء ص:۳)

قادیانی مشن کا فیصلہ
قادیانی مسیح کے اقرار سے

حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

عرصہ سے ہم قادیانی مشن کے متعلق کم لکھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی مشن کو اب ہم بفضلہ تعالیٰ (خواہ وہ ہم سے اس راء میں متفق نہوں) اپنا مفتوحہ اور پائمال ملک سمجھتے ہیں اور اس قابل نہیں جانتے کہ اس کو مخاطب کیا جائے۔ قادیانی مشن بھی اس شکست کو محسوس کرتا ہے۔اسی لئے قادیانی اخبارات ہمارے خطاب اور جواب سے ''چناں خفتہ اند گویا مردہ اند'' مگر ان کا ایک جوشیلہ ممبر (منشی قاسم علی دہلوی) کا چراغ سحری قدرے ٹمٹماتا ہے وہ اس جوش میں اتنی گالیاں دیتا ہے کہ ہمیں اون کے جواب میں یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ

کیسے پیارے ہیں تیرے شیریں ہونٹ
گالیوں سے بھی بے مزا نہوئے

اس کی گالیوں سے ہمیں رنج نہیں کیوں رنج نہیں؟ اس لئے کہ ایک تو یہ گالیاں اس کی مغلوبیت کی علامت ہیں۔ دوم وہ اس جوش وخروش میں خرگوش کی طرح ایسا لنگڑا چلتا ہے کہ بل کے پاس پہونچنے سے پہلے ہی گر جاتا ہے اور اُس کے ہتھیار ہم کو وہی کام دیتے ہیں جو طرابلس میں اٹلی والوں کے ہتھیار عربوں کو کام دیتے تھے۔

دیکھئے آج ہم ایک ایسا حوالہ اوس کی تحریر سے سناتے ہیں جو ہمارے ذہن میں نہ تھا۔غور سے سنئے۔

منشی صاحب موصوف اپنے رسالہ احمدی (دہلی) میں بعد دینے دشنامہائے کثیرہ وافرہ کے ایک مضمون میں یہ فرماتے ہیں:

''حضور (مرزا صاحب قادیانی) نے ۲۔اکتوبر ۱۹۰۷ء کو بوقت سیر ایک خادم کے سوال پر جو کہ اوسنے کسی مخالف کی طرف سے پیش کیا تھا فرمایا کہ یہ کہاں لکھا

ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے ہم نے تو اپنی تصنیفات میں ایسا نہیں لکھا لاؤ پیش کرو وہ کونسی کتاب ہے جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے۔ (رسالہ احمدی بابت جون صفحہ ۱۴۔۱۵)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سبحان اللہ! کیا صداقت ہے، مگر واہ رے تعصب کہ باوجود اس صریح اور صاف اقرار کے ابھی تک ان کو خبر نہیں کہ اس کا اثر کیا ہوا۔ یہی معنی ہیں قول خداوندی کے

فانّھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب الّتی فی الصّدور

(آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں دل اندھے ہوجاتے ہیں)

سچ فرمایا:

لھم قلوب لایفقھون بھا ولھم اعین لایبصرون بھا ولھم اٰذان لایسمعون بھا اولئك كالانعام بل ھم اضل واولئك ھم الغافلون

''ان کے دل ہیں مگر اون دلوں کے ساتھ سمجھتے نہیں اون کی آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں اون کے کان ہیں مگر سنتے نہیں یہ لوگ چارپاؤں کی طرح بلکہ اون سے بھی گئے گذرے ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں (جو بدیہیات کو بھی نہیں دیکھتے)

ناظرین! ذرہ غور فرمایئے کہ جناب مرزا صاحب اس تحریر میں اقرار کرتے ہیں کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہوتا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے مرزا صاحب نے ساری عمر میں صرف ایک شخص مولوی عبدالحق غزنوی (امرت سری) سے بمیدان عیدگاہ امرت سر بماہ مئی ۱۸۹۳ء مباہلہ کیا ہے اور کسی سے اس طرح اصلی معنوں میں مباہلہ نہیں کیا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ وہی جو کسی اہل ملک سے مخفی نہیں کہ مولوی عبدالحق غزنوی تاحال زندہ ہیں اور جناب موصوف عرصہ سے تشریف لے گئے ہیں۔ قادیانی مشن کے ممبرو! الیس فیکم رجل رشید بتلا سکتے ہو دونوں (عبدالحق غزنوی اور مرزا قادیانی) میں سے کون سچا ہے؟ یہی معنی ہیں۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

دیکھئے اس کے جواب میں کوئی جیل زادہ گالیوں سے بھڑاس نکالتا ہے یا جواب بھی معقول دیتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر **جلد ۱۰۔ نمبر ۶۔ مورخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۱۲ء** ص:۳)

تعبیر خواب کا سوال

آج (بروز ہفتہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۲ء) میں نے خواب دیکھا کہ حکیم نورالدین صاحب قادیانی کا جنازہ گذر رہا ہے اور مولانا ابوالوفاء صاحب اور مَیں بھی شریک نماز جنازہ ہوئے ہیں۔ چند ایک مرزائیوں نے وضو کرنے میں دانستہ دیر لگادی کہ وہ دوبارہ جماعت کرینگے۔ اس کے بعد مرزائیوں کی خلافت میں جھگڑا ہوا۔ بعض مرزائی حکیم صاحب کی نسبت اس امر کا اظہار کرتے تھے کہ انہوں نے خودکشی کی خلافت ک ا فیصلہ نہ کیا۔ افسوس! اس کی تعبیر فرمایئے۔

خاکسار: مولابخش کشتہ امرتسری۔

اڈیٹر اہل حدیث: بہتر ہے کہ اس کی تعبیر خود حکیم نورالدین صاحب ہی بتاویں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ دسمبر ۱۹۱۲ء ص:۱۱)

☆☆☆☆☆

و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بہاء الدین